شری مدبھگود گیتا
یتھارتھ گیتا
۵۲۰۰
سالوں کے لمبے
اثنا کے بعد
شری مدبھگود گیتا کی
دائمی تشریح
انسانی شریعت

شرح نویس کے متعلق

''یتھارتھ گیتا'' کے شرح نویس ایک عابد ہیں جو تعلیمی خطابوں سے وابستہ نہ ہونے پر بھی مرشد کی مہربانی کے ثمرہ کی شکل میں خدائی احکام سے متحرک ہیں۔ مضمون نویسی کو آپ ریاضت اور عبادت میں خلل مانتے رہے ہیں لیکن گیتا کی اس تشریح میں ہدایت ہی وسیلہ بنی۔ معبود نے آپ کو احساس میں بتایا کہ آپ کے سارے خصائل ساکن ہو گئے ہیں، صرف معمولی سا ایک رجحان باقی ہے- گیتا کی مضمون نویسی۔ پہلے تو سوامی جی نے اس رجحان کو یادِالٰہی سے کاٹنے کی کوشش کی لیکن معبود کے حکم کی مجسم شکل ہے۔ یتھارتھ گیتا، تشریح میں جہاں بھی خامی ہوتی معبود اصلاح کر دیتے تھے۔ سوامی جی کے خود کے سکون کے واسطے لکھی یہ تشریح سب کے سکون کا باعث بنے اسی نیک خواہش کے ساتھ۔

ازطرف ناشر

سالوں کے لمبے اثنا کے بعد شری مدبھگود گیتا کی دائمی تشریح

''اوم نمہ سدگرو دیوائ''
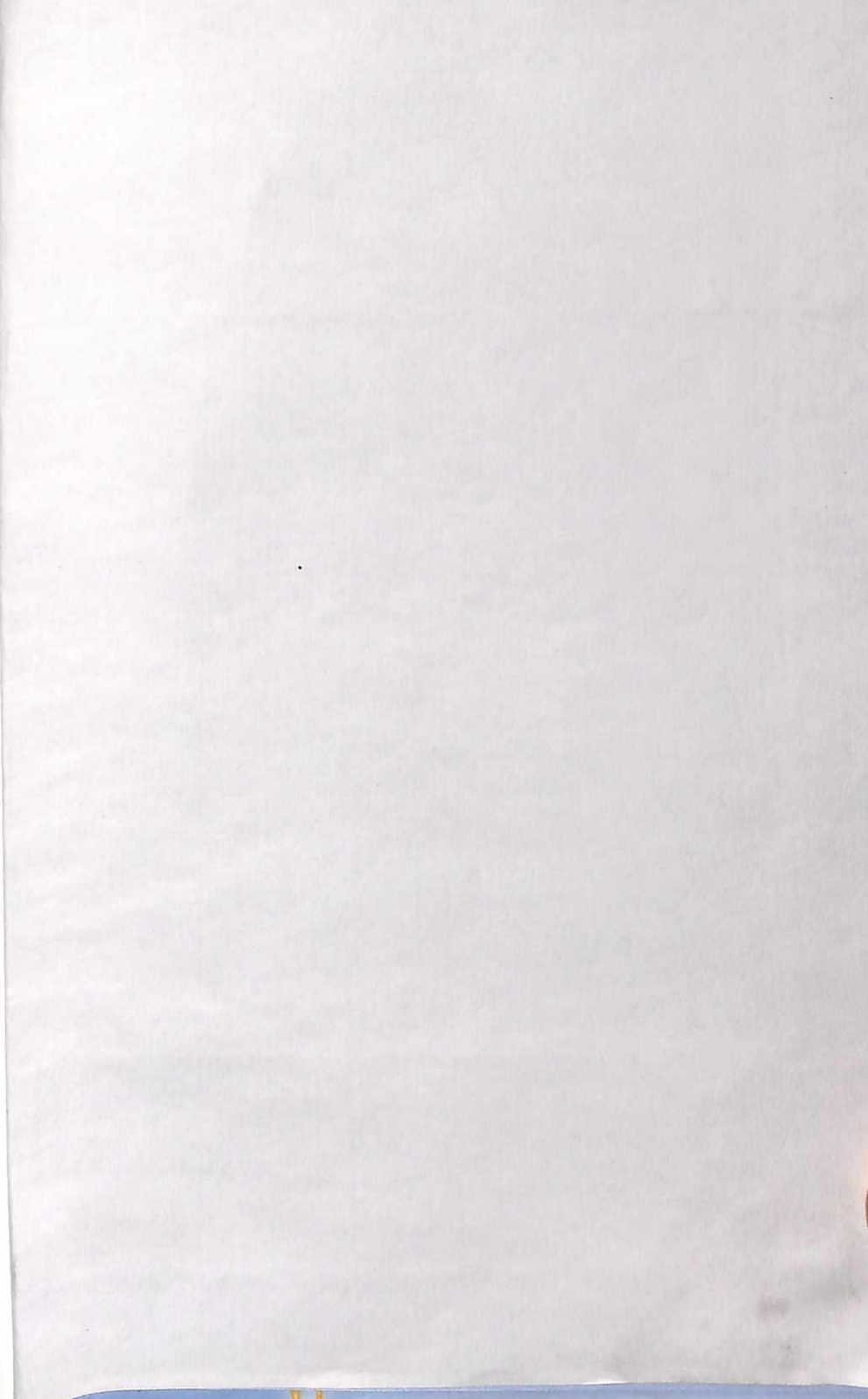
شری مد بھگود گیتا

یتھارتھ گیتا

انسانی شریعت

شرح نویس

اعلیٰ بزرگ شری پرم ہنس مہاراج کے متوسل

سوامی اڑگڑانند

شری پرم ہنس آشرم شکتیس گڑھ

مقام و پوسٹ۔ شکتیس گڑھ، ضلع۔ مرزاپور

اترپردیش (بھارت)

فون نمبر-(05443) 238040

مترجم

منیر بخش عالمؔ

نظرِ ثانی

وحیدالحق امام

ناشر

شری پرم ہنس سوامی اڑگڑانند جی آشرم ٹرسٹ

New Apollo Estate,Gala No. 5, Mogara Lane,
(Near Railway Subway), Andheri East,
Mumbai 400069, India.

Shri Paramhans Swami Adgadanandji Ashram Trust
New Apolo Estate, Gala No. - 5,
Mogra Lane Near Railway Subway
Andheri (E), Mumbai - 400069
Tel. No.: 022-2825 5300
Email : contact@yatharthgeeta.com
Website : www.yatharthgeeta.com

Editions From - 2002 to 2014 - 8,000 Copies
Reprint - February 2016 - 1,000 Copies
Reprint - March 2017 - 1,500 Copies
Reprint - March 2018 - 1,500 Copies

Printed by:
Priya Graphics
Unit No. J - 120, Ansa Industrial Estate,
Saki Vihar Road, Sakinaka,
Mumbai - 400 072.
Tel. No.: 022 6695 9935
Email: chinmayapriya@hotmail.com

Price: Rs. 250.00

ISBN: 81-89308-07-6

شری کرشن نے جس وقت **گیتا** ' کی نصیحت دی تھی ۔اس وقت ان کے دلی احساسات کیا تھے؟ دلی احساسات کے سارے خیالات کا اظہار نہیں کیا جا سکتا! کچھ تو بیان میں آپاتے ہیں، کچھ ادا سے ظاہر ہوتے ہیں اور باقی خالص عملی ہیں، جسے کوئی راہ رَو چل کر ہی جان سکتا ہے! جس مقام پر شری کرشن فائز تھے، دھیرے ۔دھیرے چل کر اسی مقام کو حاصل کرنے والا عظیم انسان ہی جانتا ہے کہ گیتا کیا کہتی ہے! وہ گیتا کے سطور ہی نہیں دہراتا بلکہ ان کے مفہومات کا بھی اظہار کر دیتا ہے! کیوں کہ جو منظر شری کرشن کے سامنے تھا، وہی اس موجودہ عظیم انسان کے سامنے بھی ہے! لہٰذا دیکھتا ہے، دکھا دے گا، آپ میں جگا بھی دے گا، اس راہ پر چلا بھی دے گا۔

بزرگوار شری پرم ہنس جی مہاراج بھی اسی سطح کے عظیم انسان تھے۔ان کے الفاظ اور باطنی ترغیب سے مجھے گیتا کا جو مفہوم ملا، اسی کی تدوین 'یتھارتھ گیتا' ہے۔

سوامی اڑگڑانند

ھمـــاری اشـــاعـــات

	کتابیں	زبان
☆	یتھارتھ گیتا	
	*بھارتی زبانیں	ہندی، مراٹھی، پنجابی، گجراتی، اردو، اُڑیہ، بنگلا، تمل، تیلگو، ملیالم، کنڑ، سنسکرت، آسامی
	*بین الاقوامی زبانیں	انگریزی، جرمن، فرنچ، نیپالی، اسپینش، اٹالین، چیک، رشین، نارویجئین، چائنیز، ڈچ، پرشین وغیرہ
☆	شنکا سمادھان	ہندی، گجراتی، مراٹھی، انگریزی
☆	جیونادرش ایوم آتمانوبھوتی	ہندی، مراٹھی، گجراتی، انگریزی
☆	انگ کیوں پھڑکتے ہیں؟	
☆	کیا کہتے ہیں؟	ہندی، انگریزی، گجراتی، جرمن
☆	انچھوئے پرشن	ہندی، مراٹھی، گجراتی
☆	ایکلوے کا انگوٹھا	ہندی، مراٹھی، گجراتی
☆	بھجن کس کا کریں؟	ہندی، مراٹھی، گجراتی، جرمن، انگریزی
☆	یوگ شاستریہ پرانایام	ہندی، گجراتی، مراٹھی
☆	شوڈشوپچار پوجن پدھتی	ہندی، مراٹھی، گجراتی
☆	یوگ درشن پرتکش انوبھوت ویاکھیا	ہندی، مراٹھی، گجراتی
☆	گلورش آف یوگ	انگریزی
☆	اہنسا کا سوروپ	ہندی
	آڈیو کیسٹس	
☆	یتھارتھ گیتا	ہندی، گجراتی، مراٹھی، انگریزی
☆	امرت وانی (سوامی جی کے منہ سے نکلی امرت وانیوں کا مجموعہ: Vol. I تا Vol 55 تک)	ہندی
☆	گرووندنا (آرتی)	ہندی
	آڈیو سی.ڈی. (MP3)	
☆	یتھارتھ گیتا	ہندی، گجراتی، مراٹھی، انگریزی، جرمن
☆	امرت وانی	ہندی

لامتناہی شری سے مزین جوگیوں کے سرتاج

اجدادوقت اعلیٰ بزرگ شری سوامی

پرمانند صاحب

شری پرم ہنس آشرم، انسوئیا (چترکوٹ)

کے

بے حد پاک قدموں میں باادب پیش خدمت

بروحانی ترغیب

گرو - وندنا

"اوم شری سَدگُرُوُدِیو بھگوان کی جئے

جَئےُ سَدگُرودیوم، پَرمَا نَنُدم، اَمَرُ شَریرمُ اَوِیکارئ
نِرگُرُنرُمُلمُ دَھریُ استھوُلَمُ ، کاٹَنُ شُولَمُ بھوُبھارِی
صورت نِجُ سُوُھَمُ ، کَلِمَلُ کھوھمُ، جَنَمَنُ موھن چھوِی بھاری
اَمراپور وَاسیُ ، سب سکھرَاشی ، سَدا ایَکُ رس نِرُویکَاری
اَنوبھَوُ گمبھیرا ، متِی کے دِھیرَا ، اَلکھ فقیرَا اَوُتارِی
یوگی ادھیسٹھا، ترکال درشٹا ، کیول پد آنندکاری
چِترُکُوُٹھِیُ آیو، اَدوِیت لکَھایُو، اَنوسُوِیَا آسَنُ مَارِی
شرِی پَرمُ ھنس سَوامی، اَنُتَریَامی ، ھیں بَڑنَامی سنُسَارِی
ھَنُسَنُ ھِتُ کَارِی جگ ، پگودَھارِی، گروَ پَرھَارِی اُپکَارِی
سَتُہ پَنُتھ چلایو بھَرَمُ مِٹَایو رُوُپ لکھایو کَرُتارِی
یہ شِشَیُ ھے تیِروُ ، کَرَتُ نِیھُوُرُوُ،مُوُپَرُ ھِروپَرُن دَھارِی

جےُ سدگرو--------- بھاری

"आत्मने मोक्षार्थ जगत् हिताय च"
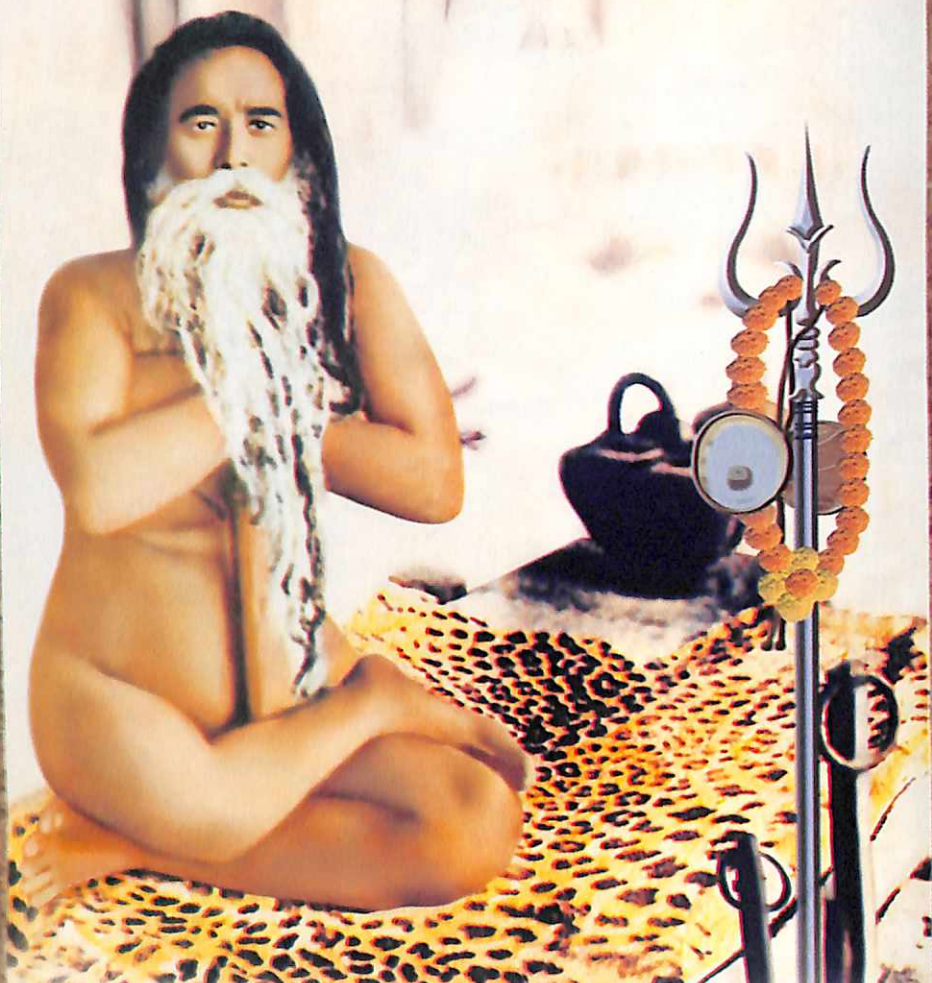
شری سوامی پرمانند جی مہاراج (پرم ہنس جی)

تاریخ پیدائش: شبھ سمبت وکرم ۱۹۶۹ (۱۹۱۱)

مہاپریان جیئسٹھ شُکل ۷، ۲۰۲۶ (۲۳/۵/۱۹۶۹ء)

پرم ہنس آشرم انسوئیا (چترکوٹ)
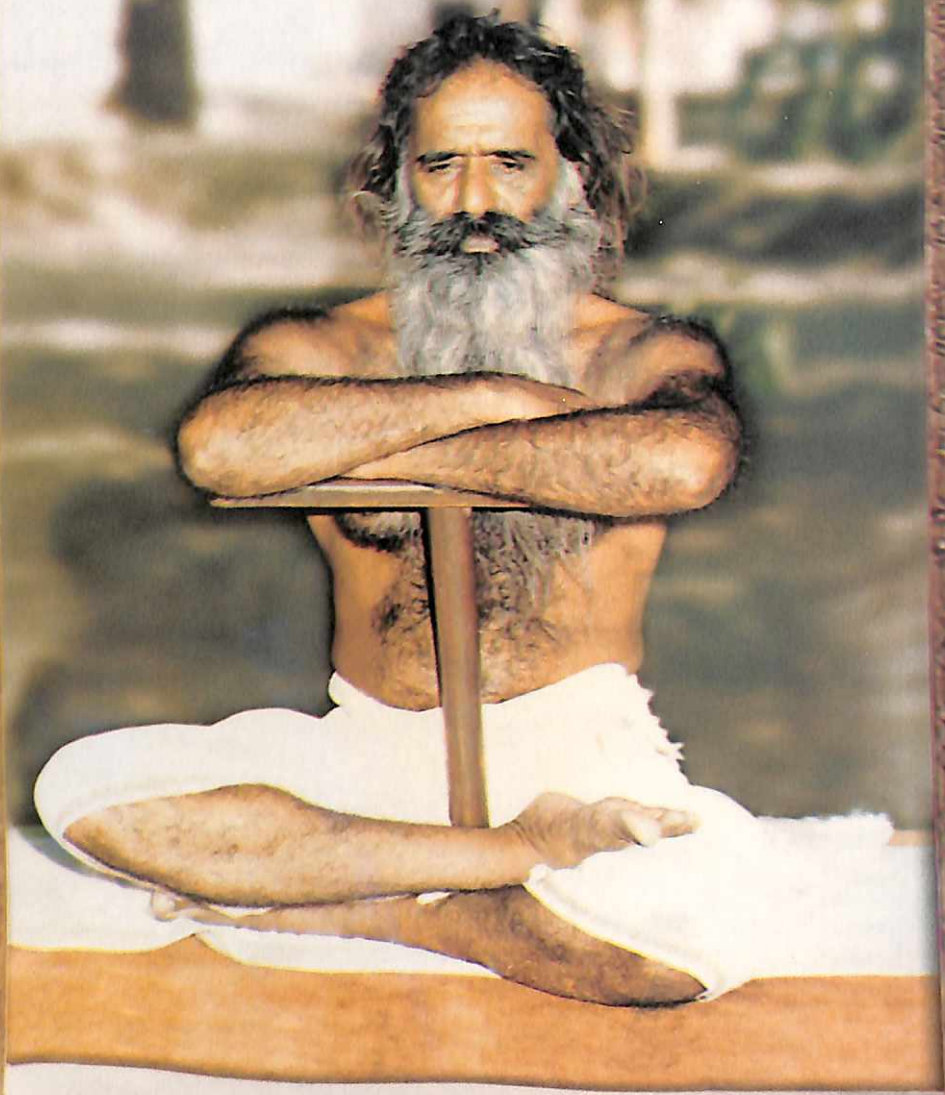
شری سوامی اڑگڑانند جی

گیتا تمام انسانوں کی دینی شریعت ہے!

- ولی ویدویاس

شری کرشن کے دور کے ولی ویدویاس سے پہلے کوئی بھی شریعت کتاب کی شکل میں دستیاب نہیں تھی۔ شنیدہ علم حاصل کرنے کی اس رسم کو توڑتے ہوئے انہوں نے چار وید، برہم ستر، مہابھارت، بھاگوت اور گیتا جیسی کتابوں میں پہلے سے اندوختہ پس انداز مادی اور روحانی علم کے ذخیرہ کی تدوین کر آخر میں خود ہی فیصلہ دیا کہ ''सर्वोपनिषदो गावो दोग्धा गोपालनन्दन (سبھی اپنیشدوں کی تمثیل گایُوں کے دودھ کو شری کرشن نے دوہا) سارے ویدوں کی جان اپنشدوں کا بھی جوہر ہے گیتا، جسے گوپال شری کرشن نے دوہا اور بے قرار ذی روح کو روح مطلق کے دیدار اور وسیلہ کی حالت سے دائمی سکون کے مقام تک پہنچایا۔ اس عظیم انسان نے اپنی تصنیف میں سے گیتا کو شریعت کا نام دیتے ہوئے حمد وستائش کی اور کہا ''गीता सुगीता कर्तव्या'' گیتا اچھی طرح مطالعہ (غور وفکر کر کے) دل سے قبول کرنے کے قابل ہے۔ جو بندہ پرور شری کرشن کی پاک زبان سے نکلا ہوا کلام ہے، پھر دوسری شریعتوں کو فراہم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

گیتا کا مغز سخن اِس شلوک سے ظاہر ہوتا ہے کہ۔

एंक शास्त्रं देवकी पुत्र गीतम् एको देवकी पुत्र एव।

एको मन्त्रस्तस्य नामानि यानि, कर्माप्येका तस्य देवस्य सेवा।

یعنی، ایک ہی شریعت ہے جو دیوکی کے پسر بندہ پرور شری کرشن نے اپنی پاک زبان سے گایا۔ گیتا ایک ہی قابل حصول دیوتا ہے، اس گیتا میں جس سچائی کا اظہار کیا وہ ہے روح۔ سوا روح کے کچھ بھی دائمی نہیں ہے۔ اس گیتا میں اس عظیم جوگ کے مالک نے کس کا ورد کرنے کے

لئے کہا؟ اوم ارجن! 'اوم' لافانی روح مطلق کا نام ہے۔ اس کا ورد کر اور تصور میرا رکھ۔ ایک ہی عمل ہے۔ گیتا میں بیان کیا گیا اعلیٰ دیوتا، ایک روح مطلق کی خدمت۔ انہیں عقیدت کے ساتھ اپنے دل میں قبول کر۔ لہٰذا شروع سے ہی گیتا آپ کی شریعت رہی ہے۔

بندہ پرور شری کرشن کے ہزاروں سال بعد جن عظیم انسانوں نے ایک معبود کو حق بتایا۔ گیتا کے ہی پیغام کو پہنچانے والے ہیں، معبود سے ہی دنیاوی، ماورائی سکون کی خواہش، خوف خدا، توحید پرستی۔ یہاں تک تو سبھی عظیم انسانوں نے بتایا، لیکن خدائی ریاضت، خدا تک کی دوری طے کرنا یہ صرف گیتا میں ہی پورے طور پر سلسلہ وار محفوظ ہے۔ دیکھئے 'یتھارتھ گیتا'۔

گیتا سے آسودگی امن و سکون تو ملتا ہی ہے لیکن یہ لافانی بے نام اعلیٰ مقام بھی دیتی ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لئے دیکھئے گیتا کی فخر عالم (विश्व गौरव) خطاب کو حاصل کرنے والی تشریح 'یتھارتھ گیتا'۔

گویا کہ دنیا میں سبھی جگہ گیتا کی قدر و منزلت ہے، پھر بھی یہ کسی مذہب یا فرقہ کا ادب نہیں بن سکی، کیوں کہ فرقے کسی نہ کسی قدیمی خیال سے جکڑے ہیں۔ بھارت میں ظاہر ہوئی گیتا دنیا کی عقلیت کی امانت ہے۔ گیتا تصوف کے ملک بھارت کی روحانی امانت ہے۔

لہٰذا اسے قومی شریعت کی توفیق عطا کر اونچ نیچ فرقہ پرستی اور لڑائی جھگڑے کے رواج سے پریشان دنیا کے تمام انسانوں کو امن و سکون دینے کی کوشش کریں۔

'اوم'

دینی اصول ایک

धर्म सिद्धान्त - एक

(۱) سبھی پروردگار کی مخلوق۔

ममैवांशो जीवलोके जीवभूतः सनातनः।
मनः षष्ठानीन्द्रियाणि प्रकृतिस्थानि कर्षति।।१५।७

سبھی انسان خدا کی مخلوق ہیں۔

(۲) انسانی جسم کی حقیقت۔

किं पुनर्ब्राहाणाः पुण्या भक्ता राजर्षयस्तथा।
अनित्यमसुखं लोकमिमं प्राप्य भजस्व माम् ।।६।३३

سکھ سے عاری، لمحاتی لیکن کمیاب انسانی جسم کو حاصل کر میری یاد کر یعنی میری یاد کا حق انسانی جسم قبول کرنے والے کو ہے۔

(۳) انسان کی صرف دو ذاتیں۔

द्वौ भूतसर्गौ लोकेऽस्मिन् दैव आसुर एव च।
दैवो विस्तरशःप्रोक्त आसुरं पार्थ मे श्रृणु।।१६।६

انسان صرف دو طرح کے ہیں دیوتا اور شیطان جس کے دل میں روحانی دولت (दैवी सम्पत्ति) کام کرتی ہے، وہ دیوتا ہے اور جس کے دل میں دنیاوی دولت (आसुरी सम्पत्ति) کام کرتی ہے، وہ شیطان تیسری کوئی ذات کائنات میں نہیں ہے۔

(۴) ہر مراد خدا سے سہل الحصول۔

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापा
यज्ञैरिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयन्ते।
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोक-
मश्नन्ति दिव्यान्दिवि देवभोगान् ।। ६।२०

مجھے یاد کرلوگ جنت تک کی خواہش کرتے ہیں، میں انہیں عطا کرتا ہوں۔ مطلب یہ کہ سب کچھ واحد خدا سے سہل الحصول ہے۔

(۵) خدائی قربت سے گناہوں کا خاتمہ

अपि चेदसि पापेभ्यः सर्वेभ्यः पापकृत्तमः।
सर्वं ज्ञानप्लवेनैव वृजिनं सन्तरिष्यासि।।४।३६

سارے گناہ گاروں سے زیادہ گناہ کرنے والا بھی علم کی کشتی سے بلاشبہ پار ہو جائے گا،

(۶) علم (ज्ञान)

अध्यात्मज्ञाननित्यत्वं तत्त्वज्ञानार्थदर्शनम्
एतज्ज्ञानमिति प्रोक्तमज्ञानं यदतोऽन्यथा।।१३।११

روح کے تسلط میں برتاؤ عنصر کے معنی میں مجھ پروردگار کا بدیہی دیدار علم ہے اور اسکے علاوہ جو کچھ بھی ہے جہالت ہے۔ لہٰذا معبود کا بدیہی دیدار ہی علم ہے۔

(۷) یاد (भजन) کا حق سب کو

अपि चेत्सुदुराचारो भजते मामनन्यभाक्।
साधुरेव स मन्तव्यः सम्यग्व्यसितो हि सः।।
क्षिप्रं भवति धर्मात्मा शश्वच्छान्तिं निगच्छति।
कौन्तेय प्रतिजानीहि न मे भक्तः प्रणश्यति।।६।३०-३१

بے حد بدکردار انسان بھی میری یاد کرکے جلد ہی دیندار ہو جاتا ہے اور ہمیشہ قائم ودائم رہنے والے حقیقی سکون کو حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا دیندار انسان وہ ہے جو واحد خدا کے لئے وقف ہے۔

(۸) راہِ خدا میں بیج کا اختتام (नाश) نہیں

नेहाभिक्रमनाशोऽस्ति प्रत्यवायो न विद्यते।
स्वल्पमप्यस्य धर्मस्य त्रायते महतो भयात्।।२।४०

اس خودشناسی کے عمل کا تھوڑا برتاؤ بھی آواگون کے بے حد خوف سے نجات دلانے

والا ہوتا ہے۔

(۹) مقام خدا

ईश्वरः सर्वभूतानां हृद्देशेऽर्जुन तिष्ठति।

भ्रामयन्सर्वभूतानि यन्त्रारूढानि मायया।। १८।६१

خدا سبھی دنیاوی جانداروں کے دل میں قیام کرتا ہے۔

तमेव शरणं गच्छ सर्वभावेन भारत।

तत्प्रसादात्परां शान्तिं स्थानं प्राप्स्यसि शाश्वतम् ।।१८।६२

پوری عقیدت کے ساتھ اس واحد خدا کی پناہ میں جا، جس کے فضل سے تو اعلیٰ سکون، دائمی اعلیٰ مقام کو حاصل کرے گا۔

(۱۰) یگ (यज्ञ)

सर्वाणीन्द्रियकर्माणि प्राणकर्माणि चापरे।

आत्मसंयमयोगाग्नौ जुह्वति ज्ञानदीपिते।।४।२७

سارے حواس کے کاروبار کو من کی کوششوں کو علم سے روشن زدہ روح میں، تقوی کی تمثیل آتش جوگ (योगग्नि) میں سپرد (ہون) کرتے ہیں۔

अपाने जुह्वति प्राणं प्राणेऽपानं तथापरे।

प्राणापानगती रूद्धवा प्राणायामपरायणाः।।४।२६

بہت سے جوگی نفس آمد (श्वास) کا نفسِ خارج (प्रश्वास) میں ہون کرتے ہیں اور بہت سے نفس خارج کا نفس آمد میں اس سے آگے کی حالت ہونے پر دوسرے تنفس کی حرکت کو قابو میں کر کے حبسِ دم (प्राणायाम) کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ریاضت جوگ (योग साधना) کے مخصوص طریقہ کا نام یگ ہے۔ اس یگ کو عملی شکل دینا عمل ہے۔

(۱۱) یگ کرنے کا حق

यज्ञशिष्टामृतभुजो यान्ति ब्रह्म सनातनम्

नायं लोकोऽस्त्ययज्ञस्य कुतोऽन्यः कुरुसत्तम।।४।३१

یگ نہ کرنے والوں کو دوبارہ انسانی جسم بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔یعنی یگ کرنے کا حق ان تمام لوگوں کو ہے، جنہیں انسانی جسم نصیب ہوا ہے۔

(۱۲) خدائی دیدار ممکن ہے

भक्त्या त्वनन्यया शक्य अहमेवंविधो ऽर्जुन ।
ज्ञातुं द्रष्टुं च तत्त्वेन प्रवेष्टुं च प्रन्तप ।। ११।५४

لاشریک عقیدت کے ذریعہ میں بدیہی دیدار کرنے، جاننے و نسبت بنانے کے لئے بھی سہل الحصول ہوں۔

आश्चर्यवत्पश्यति कश्चिदेन-
माश्चर्यवद्वदति मथैव चान्यः ।
आश्चर्यवच्चैनमन्यः श्रृणोति
श्रुत्वाप्येनं वेद न चैव कश्चित् ।।२।२९

اس لافانی روح کو کوئی شاذ ہی حیرت انگیز نظر سے دیکھتا ہے یعنی یہ بدیہی دیدار ہے۔

(۱۳) روح ہی حق ہے، ابدی ہے

अच्छेद्यो ऽयमदाह्यो ऽयमक्लेद्यो ऽशोष्य एव च ।
नित्यः सर्वगतः स्थाणुरचलोऽयं सनातनः ।। २ ।२४

روح (आत्मा) ہی حق ہے۔روح ہی ابدی ہے۔

(۱۴) خالق (विधाता) اور اس کے ذریعہ تخلیق کی گئی کائنات فانی ہے

आब्रह्मभुवनाल्लोकाः पुनरावर्तिनो ऽर्जुन ।
मामुपेत्य तु कौन्तेय पुनर्जन्म न विधते: ।। ८ ।१६

خالق (ब्रह्मा) اور اس سے تخلیق کی گئی کائنات، دیوتا اور شیطان دکھوں کا مخزن اور چندروزہ و فانی ہیں۔

(۱۵) دیوتا کی عبادت (देव-पूजा)

कामैस्तैस्तैर्हृतज्ञानाः प्रपद्यन्ते ऽन्यदेवताः ।
तं तं नियममास्थाय प्रकृत्या नियताः स्वया ।। ७ ।२०

خواہشات سے جن کی عقل محصور ہے، ایسے کم عقل انسان ہی معبود کے علاوہ دیگر دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں۔

ये ऽप्यन्यदेवता भक्ता यजन्ते श्रद्धयान्विताः।

तेऽपि मामेव कौन्तेय यजन्त्यविधिपूर्वकम् ॥ ६।२३

دیوتاؤں کی عبادت کرنے والا میری ہی عبادت کرتا ہے۔لیکن یہ عبادت غیر مناسب طریقوں کی حامل ہے، لہٰذا ختم ہو جاتی ہے۔

कर्षयन्तः शरीरस्थं भूतग्राममचेतसः।

मां चैवान्तः शरीरस्थं तान्विद्ध्यासुरनिश्चयान् ।।१७।६

صالح عقیدتمند دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں، لیکن ایسے پرستاروں کو بھی تو شیطان جان۔

(۱۶) بدذات (अधम)

तानहं द्विषतः क्रुरान्संसारेषु नराधमान्।

क्षिपाम्यजस्त्रमशुभानासुरीष्वेव योनिषु ।।१६/१९

جو یگ کے مقررہ طریقہ کو ترک کر خیالی طریقوں سے یگ کرتے ہیں، وہی ظالم گنہگار اور انسانوں میں بدذات ہیں۔

(۱۷) مقررہ طریقہ کیا ہے

ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन्।

यः प्रयाति त्यजन्देहं स याति परमां गतिम् ।।८।१३

'اوم' جو لافانی خالق کل (ब्रह्म) کا تعارف کنندہ ہے۔اس کا وظیفہ اور مجھ ایک قادر مطلق کی یاد مبصر عظیم انسان کی نگہبانی میں تصور (ध्यान)

(۱۸) شریعت (शास्त्र)

इति गुह्यतमं शास्त्रमिदमुक्तं मयानघ

एतद्बुद्ध्वा बुद्धिमान्स्यात्कृतयश्च भारत।। १५।२०

شریعت گیتا ہے۔

तस्माच्छास्त्रं प्रमाणं ते कार्याकार्यव्यस्थितौ।
ज्ञात्वा शास्त्रविधानोक्तं कर्म कर्तुमिहार्हसि।।१६ ।२४

فرض اور نافرض کے تعین میں شریعت ہی ثبوت ہے، لہٰذا 'گیتا' کے مقررہ طریقہ سے عمل کریں۔

(۱۹) دین (धर्म)

सर्व धर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज।।१८ ।६६

دینی تبدیلی کو ترک کر محض ایک میری پناہ میں ہو جا یعنی واحد خدا کے متعلق بطور کلی سپردگی ہی دین کی بنیاد ہے۔ اس خدا کو حاصل کرنے کے مقررہ طریقہ کا عمل ہی دینی عمل ہے۔ (باب-۲، شلوک-۴۰) اور جو اسکا عمل کرتا ہے۔ وہ بے حد گنہگار بھی جلد ہی دیندار ہو جاتا ہے (باب ۹، شلوک ۳۰)۔

(۲۰) دین کو حاصل کہاں سے کریں؟

ब्रह्मणो हि प्रतिष्ठाहममृतस्याव्ययस्य च।
शाश्वतस्य च धर्मस्य सुखस्यैकान्तिकस्य च।। १४ ।२७

اس لافانی خدا کی، خالد کی، دائمی دین کی اور مسلسل سالم یک رنگ مسرت کی میں ہی پناہ ہوں یعنی خدا میں محو مرشد ہی ان سب کی پناہ گاہ ہے۔

نوٹ:- دنیا کے سارے مذاہب کا حقیقی چشمہ (सत्य धारा) گیتا کی ہی اشاعت ہے۔

اوم

زمانۂ قدیم سے آج تک کے
مفکرین کے ذریعہ دیئے گئے حقیقت اندوز
سلسلہ وار پیغام

(شری پرم ہنس آشرم جگتا نند ، گرام وپوسٹ ۔ برینی کچھوا ، ضلع مرزاپور (اتر پردیش) میں اپنی رہائش کے وقت میں سوامی شری اڑگڑانند جی نے دروازہ کے پاس اس عبارت کو گنگا دشہرہ سن ۱۹۹۳ء کے پاک موقع پر بورڈ پر نقش کروایا)

'اوم'

رہبرِ عالم بھارت

• کائنات کی ازلی شریعت (इमंविवस्ते योगे (गीता ४/१): بھگوان شری کرشن نے کہا کہ اس ہمیشہ قایم رہنے والے یوگ کو میں نے ابتدا میں ''آفتاب'' سے کہا۔ ''آفتاب'' نے اپنے بیٹے منو سے کہا، جس کے مطابق ایک خدا ہی حق ہے، بزرگترین حقیقت ہے، ذرّے ذرّے میں جلوہ گر ہے۔ یوگ سادھنا (عبادت) کے ذریعہ وہ خدا دیدار، لمس اور داخلہ کے لیے ممکن ہے۔ خدا کے ذریعہ بیان کیا گیا وہ ازلی علم ویدک رشیوں (قدیم ترین اولیا) سے لیکر مسلسل جیوں کا تیوں جاری وساری ہے۔

• قرون ماضی ۔ (ویدک رشی) نرائن سُکتَ ۔ ذرہ ذرہ میں جلوہ گر خدا ہی حق ہے۔ اس کے جاننے کے علاوہ نجات کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔

• بھگوان شری رام (تیریتا لاکھوں سال پہلے۔ رامائن) واحد روح مطلق کی یاد کے بغیر جو فائدہ چاہتا ہے وہ جاہل ہے۔

• بھگوان شری کرشن (تقریباً ۵۲۰۰ سال پہلے۔ گیتا) روحِ مطلق ہی حق ہے۔ غور و فکر کی تکمیل میں اس ابدی معبود کا حصول ممکن ہے۔ دیوی دیوتاؤں کی عبادت جہالت کی دین ہے۔

• حضرت موسیٰ علیہ السلام (تقریباً ۳۰۰۰ سال پہلے۔ یہودی دھرم) تم نے خدا سے عقیدت ہٹائی، بت بنایا۔ اس سے خدا ناراض ہے۔ مناجات میں لگ جاؤ۔

• مہاتما جرتھوستر (تقریباً ۲۷۰۰ سال پہلے پارسی دھرم) اہرمزدا (خدا) کی عبادت کے ذریعہ دل میں موجود عیوب کو ختم کرو، جو تکلیف کا سبب ہیں۔

• مہاویر سوامی (تقریباً ۲۶۰۰ سال پہلے جین گرنتھ) روح ہی حق ہے۔ سخت ریاضت سے اسی جنم میں جانا جا سکتا ہے۔

• مہاتما گوتم بدھ (تقریباً ۲۵۰۰ سال پہلے महापरिनिब्बान सुत्त) میں نے اس لافانی مقام کو حاصل کیا ہے، جسے پہلے ولی حضرات نے حاصل کیا تھا، یہی نجات ہے۔

• حضرت عیسیٰ علیہ السلام (تقریباً ۲۰۰۰ سال پہلے عیسائی دھرم) خدا التجا سے حاصل ہوتا ہے۔ میری یعنی مرشد کی قربت میں جاؤ، اس واسطے کہ خدا کے پسر کہلاؤ گے۔

• حضرت محمد ﷺ (تقریباً ۱۴۰۰ سال پہلے۔ اسلام دھرم) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ذرّے ذرّے میں جلوہ گر خدا کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

• آدی شنکر آچاریہ (۱۲۰۰ سال پہلے) دنیا باطل ہے۔ اس میں حق ہے تو صرف اللہ (ہری) اور اس کا نام۔

• پرم سنت کبیر (۶۰۰ سال پہلے)

اردو! رام نام اتی درلبھ، اورن تے نہیں کام

آدی مدھہ او انتھو، رامہیہ تے سنگرام

رام سے جنگ کرو، وہی رفاہی ہے۔

राम नाम अति दुर्लभ ,औरन ते नहीं काम।

आदि मध्य औ अन्तहूँ, रामहिं ते संग्राम।

राम से जंग करो, वही रिफ़ाही है।

• سدگرو نانک (۵۰۰ سال پہلے)۔ واحد خدا ہی حق ہے لیکن وہ مرشد کی مہربانی کا صلہ ہے۔

• سوامی دیانند سرسوتی (۲۰۰ سال پہلے) جاوید، ابدی، لافانی، واحد روح مطلق کی عبادت کریں، اس خدا کا خاص نام اوم ہے۔

• سوامی شری پرمانند جی پرم ہنس (۱۹۱۱-۱۹۶۹ء) پروردگار جب مہربانی کرتے ہیں تو دشمن دوست بن جاتا ہے اور مصیبت دولت ہو جاتی ہے۔ خدا سب جگہ سے دیکھتا ہے۔

'اوم'

مترجم کے قلم سے

ولی ویدویاس سے پہلے کوئی بھی شریعت کتاب کی شکل میں دستیاب نہیں تھی۔ شنیدہ علم کی اس روایت کو توڑتے ہوئے انہوں نے چار وید، برہم ستر، مہابھارت، شری مدبھگود گیتا، جیسی پاک کتابوں میں اندوختہ مادی اور روحانی علم کے ذخیرہ کی تدوین کر آخر میں خود ہی فیصلہ کیا کہ سارے ویدوں کی جان اور اپنیشدوں کا جوہر ہے 'گیتا' اچھی طرح مطالعہ کر کے دل میں بسانے کے قابل ہے، جو بندہ پرور شری کرشن کی پاک زبان سے نکلا کلام ہے۔

درحقیقت الگ الگ نظریات سے گیتا پر تمام تفسیریں لکھی جا چکی ہیں، جب کہ سب کی واحد بنیاد گیتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جوگ کے مالک شری کرشن نے کوئی ایک ہی بات کہی ہوگی، پھر اختلافات کیوں؟ دراصل مقرر ایک ہی بات کہتا ہے لیکن سننے والوں میں جہاں تک رسائی ہوتی ہے، وہیں تک پہنچ پاتے ہیں، لہٰذا اختلافات دماغی فتور ہے،

گیتا کسی خاص انسان، ذات، طبقہ، موقع محل مذہبی تفریقات یا کسی قدامت پرست فرقہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ تمام دنیا کی دائمی دینی کتاب ہے۔ یہ خود میں دینی کتاب ہی نہیں بلکہ دیگر دینی کتابوں میں موجود حقائق کا پیمانہ ہے۔ واحد خدا کے وجود کو سبھی قبول کرتے ہیں لیکن اسے حاصل کرنے کا مکمل طریقہ سلسلہ وار صرف گیتا میں ہی موجود ہے جس کی تشریح رزم آشنا، اہل بصیرت قابل احترام سوامی اڑگڑانند مہاراج کی 'یتھارتھ گیتا' ہے روحانی ترغیب سے عملی طور پر جو کچھ انہوں نے گیتا کے بارے میں سوچا سمجھا اور جانا، اسی کی قلم بند تحریر ہے 'یتھارتھ' گیتا، جوگ کے مالک شری کرشن کے گیتا میں بیان کئے گئے مفہوم کی صحیح تحقیق پیش کرنے کی بنا پر اس تشریح کا نام رکھا ہے ''یتھارتھ گیتا''

اس روح مطلق کے ماورائی کلام کے مطابق جسم ایک لباس ہے جو تغیر پذیر ہے آپ عورت ہوں خواہ مرد، یہ شکل جسم کی ہے، روح کی نہیں عورت، مرد کوئی بھی کیوں نہ ہو اسی کی پناہ میں آکر اعلیٰ شرف کو حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا یادِ الٰہی کا حق عورت مرد دونوں کو یکساں ہے۔ یقینی طور پر اگر انسان اس تشریح کا مطالعہ کریگا، اس پر عمل پیرا ہوگا تو بلا شبہ ذات پات، فرقہ پرستی اور مذہبی تفریقات سے نجات پاکر صراط مستقیم کی طرف مائل ہو اعلیٰ مقام کو حاصل کرے گا۔

'یتھارتھ گیتا' کا مختلف چوبیس زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔ یتھارتھ گیتا کی شکل میں اس کا ترجمہ اردو زبان میں پیش خدمت ہے جو دیوناگری رسم الخط میں بھی شائع ہے۔

کسی زبان کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا ایک مشکل طلب کام ہے کیوں کہ ہر زبان کا اپنا مزاج، اپنی تربیت، اظہارِ خیالات کا اپنا طریقہ اور تلفظ کی اپنی خصوصیت ہوتی ہے سوامی جی کی ہدایت کے مطابق تشریح کا لفظ بہ لفظ ترجمہ کرنے کی ناچیز نے اپنی صلاحیت کے مطابق پوری کوشش کی ہے۔ کچھ تعریفی الفاظ کو بھی لفظ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جوگ کے مالک شری کرشن، مرد کامل ارجن وغیرہ کے صفاتی ناموں کو جیسا کا تیسا لکھا گیا ہے۔

گیتا کا تصوف کوئی سہل نہیں۔ ترجمہ کرنے میں تمام مشکلیں سامنے آئیں، مگر اعلیٰ بزرگ بے حد محترم سوامی جی ہمیشہ اپنے رحم وکرم سے نوازتے رہے، نظر عطا کرتے رہے جس سے یہ کام مکمل ہو سکا۔ جب میں خود 'یتھارتھ گیتا' کا مطالعہ کرنے بیٹھا تو گیتا کی وحدانیت میں میری دلچسپی بڑھتی گئی اور اسکا احساس ہوا کہ 'یتھارتھ گیتا ایک ایسی عظیم دینی شریعت کی کتاب ہے جو ہر عام وخاص کو واحد خدا میں راغب کر صراط مستقیم کی طرف مائل کرتی ہے۔ قدرت کو مٹا کر، دلوں میں محبت پیدا کر، ذات پات فرقہ وارانہ واعلیٰ ادنیٰ کے خیالات کو ختم کر انسانیت کا سبق دے، قومی یکجہتی کو اعلیٰ بلندی پر پہنچانے میں قادر ہے۔

یتھارتھ گیتا اردو کا یہ تصحیح شدہ دوسرا ایڈیشن ہے۔ بہت بہت شکر گزار ہوں میں وحید الحق امام صاحب ساکن ٹونک راجستھان کا جنھوں نے ''یتھارتھ گیتا اردو'' کا فارسی میں ترجمہ کرنے کے

ساتھ ساتھ یتھارتھ گیتا اردو پر نظر ثانی کرتے ہوئے پہلے ایڈیشن میں رہی خامیوں کو بھی درست کیا اور بڑی محنت کے ساتھ پروف ریڈنگ کا کام بھی انجام دیا۔ اس دوسرے ایڈیشن میں بھی ان کی تمام کوششوں کے باوجود خامیوں کا رہ جانا ممکن ہے۔ میں قارئین کرام سے گزارش کرونگا کہ اپنی صلاح اور اصلاح سے نوازنے کی زحمت گوارہ کریں گے تاکہ آنے والے ایڈیشن میں انھیں بھی درست کیا جاسکے۔ سجدۂ شکرادا کرتاہوں اس پروردگار کا، جس نے میرے اس کام میں اتنی تقویت بخشی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اگر قابل احترام سوامی جی کی دعائیں اوران کا فضل وکرم نہ ہوتا تو یہ ترجمہ مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن تھا۔ جو کچھ بھی جیسا بھی بن پڑا ہے محض ان کی کرم فرمائی ہے ورنہ

دین اور ایمان کی باتیں   اس عظیم انسان کی باتیں
میں ناچیز کہاں لکھ پاتا   گیتا کی یہ گیان کی باتیں

فقط

خاکسار :- منیر بخش عالم

جے۔۱۴۹، نئی کالونی چرک، سون بھدر، یوپی

فہرست مضامین

دیباچہ

درحقیقت گیتا کی شرح لکھنے کی اب کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، کیونکہ اس پر سیکڑوں تشریحات لکھی جا چکی ہیں، جن میں تمام تو صرف سنسکرت میں ہی ہیں۔ گیتا کو لیکر پچاسوں خیالات ہیں، جبکہ سب کی بنیاد واحد گیتا ہے۔ جوگ کے مالک شری کرشن نے ایک بات کہی ہوگی، پھر یہ اختلافات کیوں؟ درحقیقت مقرر ایک ہی بات کہتا ہے، لیکن سننے والے اگر دس بیٹھے ہوں تو دس طرح کے مفہوم ان کی سمجھ میں آتے ہیں۔ انسان کی عقل پر ملکات مذموم (तमोगुण) ملکات ردیہ (रजोगुण) یا ملکات فاضلہ (सतोगुण) کا جتنا اثر ہے، اسی کی سطح سے اس بات کو پکڑ پاتا ہے اس سے آگے وہ سمجھ نہیں پاتا۔ لہٰذا اختلافات قدرتی ہیں۔

مختلف خیالات سے اور کبھی کبھی ایک ہی اصول کو الگ۔ الگ دور اور زبانوں میں اظہار کرنے سے عام انسان شک وشبہ میں پڑ جاتا ہے۔

تمام تشریحوں کے بیچ وہ حقیقت بھی ظاہر ہوتی ہے، لیکن خالص معنی والی ایک کتاب ہزاروں تشریحوں کے بیچ رکھ دی جائے، تو ان میں یہ پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ حقیقی کون ہے؟ موجودہ دور میں گیتا کی بہت سی تشریحیں ہوگئی ہیں۔ سبھی اپنی اپنی سچائی کا اعلان کرتی ہیں، لیکن گیتا کے حقیقی مفہوم سے وہ بہت دور ہیں۔ بلاشبہ کچھ عظیم انسانوں نے حقیقت کا مشاہدہ بھی کیا لیکن کچھ وجوہات سے وہ اسے معاشرہ کے سامنے پیش نہ کر سکے

شری کرشن کی خواہش کو دلنشیں نہ کر پانے کی بنیادی وجہ ہے وہ ایک جوگی تھے۔ شری کرشن جس سطح کی بات کرتے ہیں، دھیرے دھیرے ان کے نقشِ قدم پر چلنے والا، اسی سطح پر کھڑا ہونے والا کوئی عظیم انسان ہی لفظ بہ لفظ بتا سکے گا کہ شری کرشن نے جس وقت گیتا کی نصیحت دی تھی، اس

وقت ان کے دلی احساسات کیا تھے؟ دلی احساسات کے سارے خیالات کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ تو بیان میں آپاتے ہیں کچھ ادا سے ظاہر ہوتے ہیں اور باقی خالص عملی ہیں۔ جیسے کوئی راہرو چل کر ہی جان سکتا ہے۔ جس مقام پر شری کرشن فائز تھے، دھیرے دھیرے چل کر اسی مقام کو حاصل کرنے والا عظیم انسان ہی جانتا ہے کہ گیتا کیا کہتی ہے؟ وہ گیتا کے سطور ہی نہیں دہراتا بلکہ ان کے مفہومات کا بھی اظہار کر دیتا ہے، کیونکہ جو منظر شری کرشن کے سامنے تھا، وہی اس موجودہ عظیم انسان کے سامنے بھی ہے۔ لہٰذا وہ دیکھتا ہے، دکھا دیگا۔ آپ میں جگا بھی دیگا، اس راہ پر چلا بھی دے گا۔

بزرگوار شری پرم ہنس جی مہاراج بھی اسی پایہ کے عظیم انسان تھے۔ ان کے الفاظ اور باطنی ترغیب سے مجھے گیتا کا جو مفہوم ملا، اس کی تدوین 'یتھارتھ گیتا' (حقیقی گیتا) ہے اس میں میرا اپنا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ عمل پر منحصر ہے۔ وسیلہ قبول کرنے والے ہر انسان کو اسی راستے سے گزرنا ہوگا۔ جب تک وہ اس سے الگ ہے، تب تک ظاہر ہے کہ وہ تدبیر (साधन) نہیں کرتا کسی نہ کسی طرح کی لکیر ضرور پیٹتا ہے، لہٰذا کسی عظیم انسان کی قربت میں جائیں۔ شری کرشن نے کسی دوسری سچائی کو ظاہر نہیں کیا۔ 'ऋषिभिर्बहुधा गीतं' عارف حضرات نے کئی مرتبہ جس کی حمد و ثنا کی ہے، وہی بیان کرنے جا رہا ہوں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اس علم کو صرف میں ہی جانتا ہوں میں ہی بتاؤں گا بلکہ کہا۔ "کسی مبصر کی قربت میں جاؤ پورے خلوص سے خدمت کر کے اس علم کو حاصل کرو"۔ شری کرشن نے عظیم انسانوں کے ذریعہ تحقیق کی گئی حقیقت کو ہی ظاہر کیا ہے۔

گیتا سلیس سنسکرت میں ہے۔ اگر الفاظ کے اجزائے ترتیبی کی طرف خیال کریں تو گیتا کا زیادہ تر حصہ آپ بطور خود دلنشیں کر سکیں گے لیکن آپ جیسے کا تیسا مفہوم نہیں لیتے۔ بطور مثال شری کرشن نے صاف صاف کہا۔ یگ کا طریق کار ہی عمل ہے، پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ کھیتی کرنا عمل ہے۔ یگ کے مطلب کو صاف کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ یگ میں بہت سے جوگی

حضرات جان (प्राण) کی ریاح (अपान) میں سپردگی (हवन) کرتے ہیں، بہت سے ریاح کی جان میں سپردگی کرتے ہیں بہت سے جوگی جان ۔ ریاح دونوں کو روک کر حبس دم میں لگ جاتے ہیں۔ بہت سے جوگی حضرات حواس کی تمام خصائل کو احتیاط کے آگ میں سپرد کرتے ہیں ۔اس طرح تنفس کی فکر، یگ، ہے من کے ساتھ حواس کا احتیاط یگ ہے۔ شریعت کے مصنف نے خود یگ کو بتایا، پھر بھی آپ کہتے ہیں کہ 'وشنو' (पर्वर्दगार) کے واسطے سواہا بولنا، آگ میں جو، تل گھی کو سپرد کرنا یگ ہے۔ جوگ کے مالک نے ایسا ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

کیا وجہ ہے کہ آپ سمجھ نہیں پاتے؟ بال کی کھال نکال کر رٹنے پر بھی کیوں طرز تقریر ہی آپ کے ہاتھ لگتی ہے؟ آپ اپنے کو حقیقی علم سے مُبرا ہی کیوں پاتے ہیں؟ درحقیقت انسان جنم کے بعد دھیرے دھیرے بڑا ہوتا ہے تو خاندانی دولت، گھر، دکان، زمین جائیداد، عہدہ، عزت، گائے، بھینس اور مشین، اوزار وغیرہ اسے وراثت میں ملتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح اس سے کچھ قدامتیں، رواجیں، عبادت کے طور طریقے بھی وراثت میں مل جاتے ہیں تینتیس کروڑ دیوی دیوتا تو بھارت میں بہت پہلے شمار کئے گئے تھے۔ دنیا میں ان کی بے شمار شکلیں ہیں۔ بچہ جیسے جیسے بڑا ہوتا ہے اپنے والدین، بھائی بہن، پاس پڑوس میں ان کی عبادت دیکھتا ہے۔ خاندان میں مروّجہ عبادت کے طور طریقے کی مستقل نشان کی چھاپ اس کے دماغ پر پڑ جاتی ہے دیوی کی عبادت ملی تو تا عمر دیوی دیوی رٹتا ہے، خاندان میں آسیب (भूत प्रेत) کی عبادت ملی تو بھوت ۔ بھوت رٹتا ہے کوئی شیو تو کوئی کرشن اور کوئی کچھ نہ کچھ پکڑے ہی رہتا ہے۔ انہیں وہ چھوڑ نہیں سکتا۔

ایسے گمراہ انسان کو گیتا، جیسی افادی شریعت مل بھی جائے، تو وہ اسے نہیں سمجھ سکتا باپ دادوں کی دولت کو شاید وہ چھوڑ بھی سکتا ہے ۔ لیکن ان قدامتوں اور مذہبی مسائل کو نہیں سلجھا سکتا۔ آباء و اجداد کی دولت کو چھوڑ کر آپ ہزاروں میل دور جا سکتے ہیں لیکن دل و دماغ میں نقش یہ قدامت پرست خیالات وہاں بھی آپ کا پیچھا نہیں چھوڑتے آپ سر قلم کر کے تو الگ رکھ نہیں سکتے ۔ لہٰذا آپ حقیقی شریعت کو بھی انہیں قدامتوں، رسم ۔ رواجوں، مسلمات اور عبادت

کے طور طریقوں کے مطابق ڈھال کر دیکھنا چاہتے ہیں اگر ان کے مطابق بات بنتی ہے، بات چیت کا سلسلہ بنتا ہے، تو آپ اسے صحیح مانتے ہیں اور نہیں بنتا ہے، تو غلط مانتے ہیں اسی لئے آپ گیتا کا راز نہیں سمجھ پاتے۔ گیتا کا راز، راز ہی بنکر رہ جاتا ہے اِس کے حقیقی جانکار عابد یا مرشد کامل ہیں وہ ہی بتا سکتے ہیں کہ گیتا کیا کہتی ہے سب نہیں جان سکتے سب کے لئے آسان طریقہ یہی ہے کہ اسے کسی عظیم انسان کی قربت میں سمجھیں، جس کے لئے شری کرشن نے زور دیا ہے۔

گیتا کسی مخصوص انسان، ذات، طبقہ، فرقہ، دور یا کسی قدامتی فرقہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ ساری دنیا کی ہر دور کی کتابِ شریعت ہے۔ یہ ہر ملک ہر ذات اور ہر سطح کے ہر عورت مرد کے لئے سب کے لئے ہے۔ صرف دوسروں سے سنکر یا کسی سے متاثر ہو کر انسان کو ایسا فیصلہ نہیں کرنا چاہئے جس کا اثر سیدھے اس کے خود کے وجود پر پڑتا ہو پہلے سے چلی آ رہی ضد کے خیال سے آزاد ہو کر سچائی کی تحقیق کرنے والوں کے لئے یہ عارفوں سے تعلق رکھنے والی کتاب روشنی کی مینار ہے۔ ہندوؤں کا اسرار ہے کہ وید ہی ثبوت ہے۔ وید کا معنی ہے علم قادر مطلق کی جانکاری۔ روح مطلق نہ سنسکرت میں ہے نہ سنگیتاؤں (وید سے تعلق رکھنے والے مجموعے) میں۔ کتابیں تو محض اس کے لئے اشاریہ ہیں۔ وہ درحقیقت دل میں بیدار ہوتا ہے۔

وشوامتر فکر میں ڈوبے ہوئے تھے ان کی عقیدت دیکھ کر (دیوتا) تشریف لائے اور بولے۔ آج سے تم عارف ہو۔ وشوامتر کو اطمینان نہیں ہوا۔ غور و فکر میں ڈوبے رہے۔ کچھ وقت کے بعد دیوتاؤں کے ساتھ دیوتا پھر آئے اور بولے، ''آج سے تم شاہی عارف (राजर्षि) ہو'' لیکن وشوامتر کا مقصد حل نہیں ہوا۔ وہ لگاتار فکر میں ڈوبے رہے برہما روحانی دولتوں کے ساتھ پھر آئے اور بتایا کی آج سے آپ ولی (महर्षि) ہوئے وشوامتر نے کہا ''نہیں مجھے نفس کش برہمن عارف (जितेन्द्रिय ब्रह्मर्षि) کہیں''۔ برہما نے کہا۔ ''ابھی تم نفس کش نہیں ہو۔ وشوامتر پھر ریاضت میں لگ گئے، ان کے دماغ سے ریاضت کا جلال نکلنے لگا، تب دیوتاؤں نے برہما سے گزارش کی۔ برہما اسی طرح وشوامتر سے بولے، اب تم برہمن عارف (ब्रह्मर्षि) ہو۔'' وشوامتر

نے کہا کہ، اگر میں برہمن عارف ہوں تو وید مجھے قبول کریں۔ وید وشوامتر کے دل میں اتر آئے جو عنصر ظاہر نہیں تھا، ظاہر ہو گیا یہی وید ہے، نہ کہ کتاب۔ جہاں وشوامتر رہتے تھے، وہاں وید رہتا تھا۔

یہی شری کرشن بھی کہتے ہیں کہ دنیا لافانی پیپل کا درخت ہے، اوپر قادر مطلق جس کی جڑ اور نیچے تمام قدرتی تخلیقات شاخیں ہیں۔ جو اس قدرت کا خاتمہ کر کے روح مطلق کو جان لیتا ہے، وہ ویدوں کا عالم ہے۔ ارجن! میں بھی ویدوں کا عالم ہوں۔ لہٰذا قدرت کے اشاعت اور اختتام کے ساتھ روح مطلق کے احساس کا نام 'وید' ہے یہ احساس خدا کی دین ہے لہٰذا وید انسان کی پہنچ کے باہر کہا جاتا ہے۔ عظیم انسان انسانی دائرۂ حد کے باہر ہوتا ہے، اس کے وسیلہ سے روح مطلق ہی بولتا ہے ۔وہ روح مطلق کے مبلغ (ٹرانسمیٹر) ہو جاتے ہیں۔ صرف الفاظ کے علم کی بنیاد پر ان کے الفاظ میں پوشیدہ حقیقت کو پرکھا نہیں جا سکتا۔ انہیں وہی جان پاتا ہے، جس نے عملی راہ پر چل کر اس انسانی حد سے باہر (Non-Person) کی حالت کو پایا ہو، جس کا انسان (تکبّر) الہ میں جذب ہو چکا ہو۔

درحقیقت وید انسانوں کی پہنچ کے باہر ہے لیکن بولنے والے چند عظیم انسان ہی تھے۔ انہیں کے کلام کی تدوین 'وید' کہلاتا ہے۔ لیکن جب شریعت تحریر میں آجاتی ہے تب معاشرتی نظام کے اصول بھی اس کے ساتھ قلم بند کر دیئے جاتے ہیں۔ عظیم انسان کے نام پر عوام ان کا بھی اتباع کرنے لگتے ہیں، گو کہ دین سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں رہتا۔ جدید دور میں وزیروں کے آگے پیچھے گھوم کر عام رہنما بھی حکام سے اپنا کام کرا لیتے ہیں جبکہ وزیر ایسے رہنماؤں کو جانتے بھی نہیں۔ اسی طرح معاشرتی انتظام کرنے والے عظیم انسان کی اوٹ میں جینے کھانے کا انتظام بھی کتابوں میں قلم بند کر دیتے ہیں۔ ان کا معاشرتی استعمال جز وقتی ہوتا ہے۔ ویدوں کے متعلق بھی یہی ہے۔ ان کی قدیمی سچائی اپنشدوں میں منتخب ہے انہیں اپنشدوں کا مغز سخن جوگ کے مالک شری کرشن کا کلام، گیتا، ہے۔ لب لباب یہ ہے کہ گیتا انسانی قوت کے باہر، وید کے

رس کے سمندر سے پیدا ہوا، اپنشدوں کے نوشاب کا مکمل جوہر ہے۔

اسی طرح ہر ایک عظیم انسان، جو عنصر اعلیٰ کو حاصل کر لیتا ہے، خود میں کتاب شریعت ہے۔ اس کے کلام کا مجموعہ دنیا میں کہیں بھی ہو، شریعت کہلاتی ہے۔ لیکن چند مذاہب کے ماننے والوں کا کہنا یہ ہے کہ ''جتنا قرآن پاک میں لکھا ہے اتنا ہی حق ہے اب قرآن نہیں نازل ہوگا۔'' ''عیسیٰ مسیح پر یقین کئے بغیر جنت نہیں مل سکتی وہ خدا کا اکلوتا بیٹا تھا، اب ایسا عظیم انسان نہیں ہو سکتا'' یہ ان کی قدامتی سوچ ہے اگر اسی عنصر کو ظاہر کر لیا جائے، تو وہی بات پھر ہوگی۔

'گیتا' عالمگیر ہے۔ دین کے نام پر مرّوجہ دنیا کی تمام شریعتوں میں گیتا کا مقام بے مثال ہے یہ خود میں کتاب شریعت ہی نہیں بلکہ دیگر مذہبی کتابوں میں پوشیدہ سچائی کا پیمانہ بھی ہے گیتا وہ کسوٹی ہے جس پر ہر ایک مذہبی کتاب میں دُھندلا سچ اجاگر ہو اٹھتا ہے۔ ایک دوسرے کے مخالف بیانات کا حل نکل آتا ہے ہر ایک مذہبی کتاب میں دنیا میں جینے کھانے کا فن اور مذہبی روش کے طور طریقوں کی افراط ہے۔ زندگی کو دلکش بنانے کے لئے انہیں کرنے اور نہ کرنے کے دلچسپ لیکن خوفناک بیانات سے مذہبی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مذہبی طور طریقوں کی اسی روش کو عوام دین سمجھنے لگتے ہیں زندگی گزارنے کے فن کے لئے تیار شدہ عبادت کے اصولوں میں دورِ زمانہ اور حالات کے مطابق بدلاؤ قدرتی ہے مذہب کے نام پر سماج میں جھگڑے کی واحد وجہ یہی ہے۔ 'گیتا' ان لمحاتی انتظامات سے اوپر اٹھکر روحانی تکمیل میں قائم کرنے کا عملی غور و فکر ہے۔ جس کا ایک بھی شلوک مادی زندگی بسر کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اس کا ہر ایک شلوک آپ سے باطنی جنگ 'عبادت' کی مانگ کرتا ہے۔ غیر مستند مختلف مذہبی کتابوں کی طرح یہ آپ کو جنت یا دوزخ کی کشمکش میں پھنسا کر نہیں چھوڑتی، بلکہ اس دائمیت کا حصول کراتی ہے۔ جس کے پیچھے زندگی اور موت کی قید نہیں رہ جاتی۔ اٹھ کر روحانی تکمیل میں قائم کرنے کا عملی غور و فکر ہے، جس کا ایک بھی شلوک مادی زندگی بسر کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اس کا ہر ایک شلوک آپ سے باطنی جنگ 'عبادت' کی مانگ کرتا ہے۔ غیر مستند مختلف مذہبی کتابوں کی طرح یہ آپ کو جنت یا دوزخ

کی کشمکش میں پھنسا کر نہیں چھوڑتی، بلکہ اُس دائمیت کا حصول کراتی ہے، جس کے پیچھے زندگی اور موت کی قید نہیں رہ جاتی۔

ہر ایک عظیم انسان کا اپنا انداز اور کچھ اپنے خاص الفاظ ہوتے ہیں۔ جوگ کے مالک شری کرشن نے بھی گیتا میں 'عمل' یگ، نسل، ابن الغیب، جنگ میدان، علم وغیرہ الفاظ پر بار بار زور دیا ہے۔ ان الفاظ کا اپنا مفہوم ہے اور ان کے دہرائے جانے میں ان کی اپنی خوبصورتی ہے۔ ہندی ترجمہ میں ان الفاظ کو اسی مفہوم میں لیا گیا ہے اور ضروری جگہوں کی تفسیر بھی کی گئی ہے۔ گیتا کے دلکش مندرجہ ذیل سوالات ہیں، جن کا مفہوم جدید معاشرہ کھو چکا ہے۔ وہ اسطرح ہیں جنہیں آپ 'یتھارتھ گیتا' میں پائیں گے۔

۱:- شری کرشن۔ جوگ کے مالک تھے

۲:- حق۔ روح ہی حق ہے

۳:- ابدی۔ روح ابدی ہے، خدا ابدی ہے۔

۴:- ابدی دین۔ (सनातन धर्म) روح مطلق سے ملانے والا طریق عمل ہے۔

۵:- جنگ۔ روحانی اور دینوی دولتوں کی تصادم 'جنگ' ہے یہ باطن کے دو خصائل ہیں۔ ان کا ختم ہو جانا انجام ہے۔

۶:- میدان جنگ۔ یہ انسانی جسم اور من کے ساتھ حواس کا ہجوم میدان جنگ ہے۔

۷:- علم۔ روحِ مطلق کی بدیہی جانکاری 'علم' ہے۔

۸:- جوگ۔ دنیا کے وصل وہجر سے عاری غیر مرئی خدا سے نسبت بنا لینے کا نام 'جوگ' ہے۔

۹:- علمی جوگ۔ عبادت ہی عمل ہے۔ اپنے پر منحصر ہو کر عمل میں لگ جانا 'علمی جوگ' ہے۔

۱۰:- بے غرض عملی جوگ۔ خدا پر منحصر ہو کر، خود سپردگی کے ساتھ عمل میں لگ جانا بے غرض عملی جوگ ہے۔

۱۱:- شری کرشن نے کس حق کو اجاگر کیا؟ شری کرشن نے اسی حق کو اجاگر کیا، جس کو مبصر انسانوں

نے پہلے دیکھ لیا تھا اور مستقبل میں بھی دیکھیں گے۔

۱۲:- یگ ۔ ریاضت کے خاص طریقہ کا نام 'یگ' ہے۔

۱۳:- عمل ۔ یگ کو عملی شکل دینا ہی 'عمل' ہے۔

۱۴:- نسل ۔ عبادت کا ایک ہی طریقہ، جس کا نام عمل ہے جس کو چار درجات میں بانٹا ہے، وہ ہی چار نسلیں ہیں۔ یہ ایک ہی ریاضت کش کے اونچے اونچے درجات ہیں، نہ کہ ذاتیں۔

۱۵:- دوغلہ راہِ خدا میں بھٹک جانا، ریاضت میں شک وشبہہ کا پیدا ہو جانا دوغلہ ہے۔

۱۶:- انسانی درجات ۔ باطن کے خصائل کے مطابق انسان دو طرح کے ہوتے ہیں ۔ ایک فرشتوں جیسا، دوسرا شیطانوں جیسا یہی انسان کی دو ذاتیں ہیں جن کا تعین خصائل کے مطابق کیا جاتا ہے یہ خصائل کم وبیش ہوتے رہتے ہیں۔

۱۷:- فرشتہ ۔ دل کی دنیا میں خدائی نور حاصل کرانے والی صفات کا انبوہ ہے۔ باہری دیوتاؤں کی عبادت جہالت کی دین ہے۔

۱۸:- اوتار ۔ انسان کے دل میں ہوتا ہے۔ باہر نہیں۔

۱۹:- عظیم الشان دیدار ۔ (विराट दर्शन) جوگی کے دل میں خدا کے ذریعہ عطا کیا گیا احساس ہے ۔ خدا ریاضت کشوں میں خود نظر بن کر کھڑا ہو تبھی دیدار ہوتا ہے۔

۲۰:- قابل عبادت الہ ۔ واحد اعلیٰ ترین خدا ہی، قابل عبادت دیوتا، ہے۔ اسے تلاش کرنے کی جگہ دل کی دنیا ہے اس کے حصول کا (مصدر) اسی غیر مرئی شکل میں موجود 'حصول والے عظیم انسانوں کے ذریعہ ممکن ہے۔

اب ان میں سے جوگ کے مالک شری کرشن کی حقیقی شکل کو سمجھنے کے لئے باب تین تک آپ کو مطالعہ کرنا ہوگا اور باب تیرہ تک آپ پوری طرح سمجھنے لگیں گے کہ شری کرشن جوگی تھے۔ باب دو سے ہی سچائی صاف صاف سامنے آجائے گی ۔ ابدی اور حقیقت ایک دوسرے کے تکملہ ہیں، یہ باب دو سے ہی ظاہر ہوگا، ویسے یہ سلسلہ پورا ہونے تک چلے گا۔ جنگ کی شکل کیا ہے

باب چار تک پہنچتے پہنچتے ظاہر ہونے لگے گی، ویسے باب سولہ تک اِس پر نظر رکھنی چاہئے، میدان جنگ کے لئے باب تیرہ بارہا دیکھیں۔

'علم' باب چار سے ظاہر ہوگا اور باب تیرہ میں اچھی طرح سمجھ میں آئے گا کہ بدیہی دیدار کا نام 'علم' ہے۔'جوگ' باب چھ تک آپ سمجھ سکیں گے، ویسے آخر تک جوگ کے مختلف حصوں کی تشریح ہے۔'علمی جوگ' باب تین سے چھ تک ظاہر ہو جائے گا۔آگے دیکھنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔بے غرض عملی جوگ باب دو سے شروع ہو کر تکمیل تک ہے۔'یگ' کے بارے میں آپ باب تین سے چار تک پڑھیں، صاف۔صاف ظاہر ہو جائے گا

'عمل' کا نام باب ۲/ ۳۹ میں پہلی بار دیا گیا ہے۔اِسی شلوک سے باب چار تک پڑھ لیں، تو ظاہر ہو جائے گا کہ عمل کا معنی عبادت، یادالٰہی کیوں ہے؟ باب سولہ اور سترہ یہ خیال قائم کر دیتا ہے کہ یہی حقیقت ہے۔دوغلہ، باب تین میں اور 'اوتار' باب چار میں ظاہر ہو جائے گا اہتمام نسل (نسلی تقسیم) کے لئے باب اٹھارہ دیکھنا ہوگا، ویسے اشارہ تو باب تین۔چار میں بھی ہے۔انسان کی دیوتا اور شیطان ذاتوں کے لئے باب سولہ قابل دید ہے۔عظیم الشان دیدار، باب دس سے گیارہ تک ظاہر ہو گیا ہے، باب سات، نو اور پندرہ میں بھی اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔باب سات۔نو اور سترہ میں خارجی دیوتاؤں کا خارج الوجود ظاہر ہو جاتا ہے خدا کی عبادت کا مقام دل کی دنیا ہی ہے، جس میں تصور تنفس کے فکر وغیرہ کا برتاؤ جو تنہائی میں بیٹھ کر (بت خانہ اور مورت کے سامنے نہیں) کیا جاتا ہے۔باب تین، چار، چھ اور اٹھارہ میں ظاہر ہے۔ بہت غور و فکر سے کیا مطلب ہے۔اگر باب چھ تک ہی مطالعہ کر لیں، تو بھی، یتھارتھ گیتا، کا اصل مفہوم آپ کی سمجھ میں آجائے گا۔

گیتا جنگ روزی کا وسیلہ نہیں، بلکہ زندگی کی جنگ میں دائمی فتح کی عملی تربیت ہے لہٰذا کتاب جنگ ہے، جو حقیقی کامیابی دلاتی ہے، لیکن گیتا میں بیان کی گئی جنگ، تلوار، کمان، تیر، گرز اور پھاوڑے سے لڑی جانے والی دنیوی جنگ نہیں ہے اور نہ اِن لڑائیوں میں حقیقی کامیابی مضمر

ہے، یہ نیک وبد خصائل کی جنگ ہے، جن کے مشابہت بیان کرنے کا رواج رہا ہے، وید میں اندر اور وِرِتر، علم اور جہالت پرانوں میں دیوتاؤں اور اسوروں کی جنگ، جنگی داستانوں (رزمیات) میں رام اور راون، کوروؤں اور پانڈوں کی جنگ کو ہی گیتا میں میدان دین (धर्म क्षेत्र) اور میدان عمل (कुरुक्षेत्र) روحانی دولت و دنیوی دولت، ہم ذات اور غیر نسلی نیک صفت اور بد صفت کی جنگ کہی گئی ہے۔

یہ جنگ جہاں ہوتی ہے، وہ جگہ کہاں ہے؟ گیتا کا میدان دین اور میدانِ عمل بھارت کا کوئی زمینی حصہ نہیں، بلکہ خود گیتا کے مصنف کے الفاظ میں इदं शरीरं कौन्तेय क्षेत्रमित्यभिधीयते (کنتی کے پسر) یہ جسم ہی ایک میدان ہے، جس میں بویا ہوا بھلا اور برا بیج شکل تاثر ہمیشہ اُگتا ہے۔ دس حواس، من، عقل، ذہن، غرور پانچوں عیوب اور تینوں صفات کی برائیاں اِس میدان کی تفصیلات ہیں۔ قدرت سے پیدا ہوئی اِن تینوں صفات سے ناچار ہو کر، انسان کو کام کرنا پڑتا ہے۔ وہ ایک لمحہ بھی کام کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ''पुनरपि जननम् पुनरपि मरणम्, पुनरपि जननी जठरे शयनम्।'' ایک پیدائش سے لیکر دوسری پیدائش تک کرتے ہی تو یہ وقت گزر رہا ہے، یہی میدان عمل ہے۔ مرشد کامل کے وسیلہ سے ریاضت کے صحیح دور میں پڑ کر ریاضت کش جب حقیقی دین الٰہی کی طرف آگے بڑھتا ہے، تب یہ میدان، میدان دین بن جاتا ہے۔ یہ جسم ہی میدان ہے۔

اسی جسم کے اثناء میں باطن کے دو خصائل قدیمی ہیں۔ روحانی دولت اور دنیوی دولت۔ روحانی دولت میں ہے۔ ثواب کی شکل میں پانڈو اور فرض کی شکل میں کنتی۔ ثواب صادر ہونے سے پہلے انسان جو کچھ بھی فرض سمجھ کر کرتا ہے اپنی سمجھ سے وہ فرض ہی ادا کرتا ہے، لیکن اُس سے فرض کی ادائیگی ہوتی نہیں کیونکہ نیکی کے بغیر فرض کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔ کنتی نے پانڈو سے تعلق ہونے سے پہلے جو کچھ بھی حاصل کیا، وہ تھا 'कर्ण' تا عمر کنتی کے اولاد سے لڑتا رہ گیا۔ پانڈو کا اسیر الفتح دشمن اگر کوئی تھا، تو وہ تھا 'کرڑ' 'कर्ण' (غیر نسلی عمل ہی کرڑ، ہے) جو گرفت

میں لینے والا ہے، جس میں روایتی قدامتوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ عبادت کے طور طریقے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ نیکی صادر ہونے پر دین کی تمثیل 'یدھشٹھر' عشق کی تمثیل، ارجن، احساس کی تمثیل، بھیم، اصول کی تمثیل 'نکول' صحبت صالح کی تمثیل، شہدیو، پاکیزگی کی تمثیل 'सात्यकि' جسم میں اہلیت کی تمثیل 'کاشی راج' فرض کے ذریعے دنیا پر فتح 'کنتی بھوج' وغیرہ معبود کی طرف راغب دماغی خصائل کا عروج ہوتا ہے، جن کا شمار سات اچھوہیڑی فوج ہے 'अक्ष' نظر کو کہتے ہیں۔ حقیقی نظریہ سے جس کا بندوبست ہے وہ ہے روحانی دولت۔ حقیقی دین روح مطلق تک کا فاصلہ طے کرانے والے یہ سات زینے، سات سطور ہیں، نہ کہ کوئی خاص اَعدادِ شمار، (درحقیقت خصائل بے شمار ہیں۔

دوسری طرف ہے میدانِ عمل، جس میں دس حواس اور ایک من گیارہ اچھوہیڑی فوج ہے۔ من و حواس سے مزین نظریہ سے جن کی بناوٹ ہے، وہ ہے دنیوی دولت جس میں ہے جہالت کی تمثیل، دھرت راشٹر، جو حقیقت کو جانتے ہوئے بھی نابینا بنا رہتا ہے، اس کی ہمسفر ہے، گاندھاری، جسی بنیاد والی خصلت۔ اسکے ساتھ ہیں۔ فریفتگی کی تمثیل، دریودھن، بدعقلی کی تمثیل، دوہشاسن، غیر نسلی عمل کی تمثیل 'कर्ण' شک کی تمثیل، بھیشم، شرک کی تمثیل، درونڑ چاریہ، دنیوی رغبت کی تمثیل، اشوت تھاما، برعکس کی تمثیل، وی کرڑ' نامکمل، ریاضت میں مہربانی کی تمثیل کرپاچاریہ اور اِن سب کے بیچ جاندار کی تمثیل 'ویدر' ہے جو رہتا ہے جہالت میں لیکن نظر ہمیشہ پانڈوؤں پر ٹکی ہے، ثواب کی بنیاد پر کھڑی خصلت پر ہے، کیونکہ روح اعلیٰ معبود کا خالص حصہ ہے۔ اِس طرح دنیوی دولت بھی لامحدود ہے۔ میدان ایک ہی ہے۔ جسم، اِس میں جنگ کرنے والے خصائل دو ہیں۔ ایک دنیا میں یقین دلاتی ہے، نیچ کمینی شکلوں (योनियों) کی وجہ بنتی ہے، تو دوسری اعلیٰ انسان پروردگار میں یقین اور داخلہ دلاتی ہے، مبصر عظیم انسان کی سرپرستی میں دھیرے دھیرے ریاضت کرنے پر روحانی دولت کی ترقی اور دنیوی دولت کا ہر طرح سے خاتمہ ہوجاتا ہے۔ جب کوئی عیب ہی نہیں رہا، من پر ہر طرح سے بندش اور بندش شدہ من کی بھی تحلیل

ہوجاتی ہے تو روحانی دولت کی ضرورت ختم ہوجاتی ہے۔ ارجن نے دیکھا کہ کوروؤں کے پَیرو کے بعد پانڈوؤں کے پَیرَو جو جنگجو بھی جوگ کے مالک میں تحلیل ہورہے ہیں تکمیل کے ساتھ روحانی دولت بھی تحلیل ہوجاتی ہے، آخری دائمی نتیجہ نکل آتا ہے۔ اِس کے بعد عظیم انسان اگر کچھ کرتا ہے، تو صرف اپنے تابعین کی رہنمائی کے لئے ہی کرتا ہے۔

رفاہِ عام کے اِسی خیال سے عظیم انسانوں نے لطیف دلی احساسات کا بیان انہیں مستحکم شکل دے کر کیا ہے۔ گیتا بحروں سے وابستہ ہے، قواعد کے پیمانے پر مستحکم ہے، لیکن اِس کے کردار تمثیلی ہیں، شکل سے مبّرا، لیاقتوں میں محض مُشکل ہیں۔ گیتا کی شروعات میں تیس چالیس کرداروں کے نام لئے گئے ہیں۔ جن میں نصف اور نصف غیر نسلی ہیں، کچھ پانڈوؤں کے ہمنوا ہیں، کچھ کوروؤں کے پیروکار، دنیا کو اپنے عظیم الشان دیدار کے وقت اِن میں سے چار۔ چھ دوبارہ نام آئے ہیں، ورنہ پوری گیتا میں ان ناموں کا ذکر تک نہیں ہے۔ محض ایک ارجن ہی ایسا کردار ہے، جو ازاول تا آخر جوگ کے مالک کے سامنے ہے، وہ ارجن بھی محض لیاقت کا شبیہ ہے، نہ کہ کوئی خاص انسان، گیتا کی شروعات میں ارجن دائمی خاندانی روایات کے لئے پریشان ہے، لیکن جوگ کے مالک کرشن نے اِسے جہالت بتایا اور ہدایت دی کہ روح ہی برحق ہے، جسم فانی ہے، اس لئے جنگ کر، اس ہدایت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ارجن کوروؤں کو ہی مارے، پانڈوؤں کے ہمنوا بھی جسم والے ہی تو تھے، دونوں طرف کے لوگ عزیز ہی تو تھے، پچھلے تاثرات کی بنیاد والا جسم کیا تیغ سے کاٹنے پر ختم ہوسکے گا، جب جسم فانی ہے جسم کا وجود ہے ہی نہیں تو ارجن کون تھا؟ شری کرشن کس کی حفاظت میں کھڑے تھے کیا کسی جسم والے کی حفاظت میں کھڑے تھے۔ شری کرشن نے کہا، جو جسم کے لئے محنت کرتا ہے، وہ گناہوں سے بھری زندگی والا جاہل انسان

بے کار ہی جیتا ہے اگر شری کرشن کسی جسم رکھنے والے کی ہی حفاظت میں کھڑے ہیں تب تو وہ بھی کج فہم ہیں، بے کار ہی جینے والے ہیں، درحقیقت عشق ہی ارجن ہے۔

عاشق کے لئے عظیم انسان ہمیشہ کھڑے ہیں، ارجن شاگرد تھا اور شری کرشن ایک مرشد کامل تھے، عجز وانکساری کے ساتھ اُس نے کہا تھا کہ، دین کی راہ میں فریفتہ ذہن میں آپ

سے عرض کرتا ہوں، جو شرف (اعلیٰ افادی) ہو، وہ نصیحت مجھے دیجئے، ارجن! امتیاز چاہتا تھا، دنیوی (مادّی چیز میں) نہیں! صرف نصیحت ہی مت دیجئے، سہارا دیجئے۔ سنبھالیئے! میں آپ کا شاگرد ہوں آپ کی پناہ میں ہوں، اِسی طرح گیتا میں جگہ۔جگہ پر ظاہر ہے کہ ارجن ملتجیٔ اہل ہے اور جوگ کے مالک شری کرشن ایک مرشِد کامل ہیں، وہ مرشد کامل عاشق کے ساتھ ہمیشہ رہتے ہیں، ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔

جب جذباتی طور پر کوئی شخص، قابل احترام مہاراج جی، کے پاس رہنے کا اِسرار کرنے لگتا تھا تب وہ کہا کرتے تھے "جاؤ"، جسم سے کہیں رہو، دل سے میرے قریب آتے رہو، صبح وشام 'رام' 'شیو' 'اوم' کسی ایک دو ڈھائی حرف کا وِرد کرو اور میری شکل کا دِل میں خیال کرو، ایک منٹ بھی شکل پکڑ لوگے، تو جس کا نام یادِ الٰہی ہے، وہ میں تمھیں عطا کردوں گا، اِس سے زیادہ پکڑنے لگوگے، تو دل سے رتھ بان بن کر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

یاد کے ساتھ جب شکل پکڑ میں آجاتی ہے، تو اِس کے بعد عظیم انسان اُتنا ہی قریب رہتا ہے جتنا ہاتھ۔ پاؤں، ناک۔ کان وغیرہ آپ کے قریب ہیں۔ آپ ہزاروں کیلومیٹر دور کیوں نہ ہو، وہ ہمیشہ قریب ہیں، من میں خیالات کے اٹھنے سے بھی پہلے وہ رہنمائی کرنے لگ جاتے ہیں، عاشق کے دل میں وہ عظیم انسان ہمیشہ روح سے وابستہ ہوکر بیدار رہتا ہے، ارجن عاشقی کی علامت ہے۔

گیتا کے گیارہویں باب میں جوگ کے مالک شری کرشن کی آب وتاب دیکھنے پر ارجن اپنی معمولی خامیوں کے لئے معافی کی گزارش کرنے لگا کرشن نے معاف کیا کیونکہ التجا کے مطابق سنجیدہ ہوکر کیا، ارجن، میری اِس شکل کو نہ پہلے کسی نے دیکھا ہے اور نہ مستقبل میں کوئی دیکھ سکے گا، تب تو گیتا ہم لوگوں کے لئے بے کار ہے، کیوں کہ اُس دیدار کی لیاقت ارجن تک محدود تھی، جب کہ اُسی وقت سنجے دیکھ رہا تھا، پہلے بھی انہوں نے کہا تھا، بہت سے جوگی حضرات علمی ریاضت سے پاک ہوکر میری مجسم شکل کو حاصل کر چکے ہیں" بالآخر وہ عظیم انسان کہنا کیا چاہتے ہیں؟ درحقیقت عشق ہی ارجن ہے، جو آپ کے دل کا خصوصی خیال سے عاری

ہے، عشق سے عاری انسان نہ اِن کے پہلے کبھی دیکھ سکا ہے اور نہ عشق سے خالی انسان مستقبل میں کبھی دیکھ سکے گا۔

मिलहिं न रघुपति बिनु अनुरागा।
किये जोग तप ग्यान विरागा।

لہٰذا ارجن ایک علامت ہے۔ اگر علامت نہیں ہے، تو گیتا کا پیچھا چھوڑ دیں، گیتا آپ کے لئے نہیں ہے، تب تو اُس دیدار کی لیاقت ارجن تک ہی محدود تھی۔

باب ۱۱ کے آخر میں جوگ کے مالک فیصلہ دیتے ہیں، ''ارجن' لاشریک بندگی اور عقیدت کے ذریعہ لیکن اِس طرح بدیہی دیدار کیلئے (جیسا دیدار تو نے کیا)، عنصر سے ظاہری طور پر جاننے کے لئے اور داخل ہونے کیلئے بھی سہل الحصول ہوں۔'' لاشریک بندگی عشق کی ہی دوسری شکل ہے اور یہی ارجن کی خود کی شکل بھی ہے۔ ارجن راہ رَو کی علامت ہے۔ اِس طرح گیتا کے کردار بطور علامت ہیں۔ مناسب جگہوں پر اُن کی طرف اشارہ ہے۔

رہے ہوں کوئی تاریخی کرشن اور ارجن، ہوئی ہو کوئی عالمی جنگ، گیتا میں مادّی جنگ کا بیان بالکل نہیں ہے۔ اُس تاریخی جنگ کے مہانے پر پریشان تھا ارجن، نہ کہ فوج۔ فوج تو جنگ کرنے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ کیا گیتا کی نصیحت دے کر شری کرشن نے امن پسند ارجن کو فوج کی لیاقت والا بنایا؟ درحقیقت وسیلہ لکھنے میں نہیں آتا، سب کچھ کا مطالعہ کر لینے کے بعد بھی برتاؤ کرنا باقی ہی رہتا ہے۔ اِس کی ترغیب، یتھارتھ گیتا، ہے۔

شری گرو پرنیما ۲۴ جولائی سن ۱۹۸۳ء
متوسل مرشد کامل، رفیق عالم
سوامی اڑگڑانند
اوم شری پرماتمنے نمہ

یتھارتہ گیتا

شری مدبھگودگیتا

﴿پہلا باب﴾

धर्मक्षेत्रे कुरुक्षेत्रे समवेता युयुत्सवः।
मामकाः पाण्डवाश्चैव किमकुर्वत संजय।।१।।

دھرت راشٹر نے پوچھا۔ ''سنجے! میدانِ دین ۔(धर्म क्षेत्र)،میدانِ عمل ۔ (कुरुक्षेत्र) میں اکٹھا جنگ کی خواہش والی میری اور پانڈو کی اولاد نے کیا کیا؟

جہالت کی تمثیل دھرت راشٹر اور احتیاط کی تمثیل سنجے! جہالت من کی اثناء میں رہتی ہے۔ جہالت سے گھرا ہوا من دھرت راشٹر پیدائشی نابینا ہے، لیکن تمثیلِ احتیاط سنجے کے وسیلہ سے وہ دیکھتا ہے، سنتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ پروردگار ہی حق ہے، پھر بھی جب تک اِس سے پیدا تمثیل فریفتگی دریودھن زندہ ہے، اِس کی نظر ہمیشہ کوروؤں پر رہتی ہے، عیوب پر ہی رہتی ہے۔

جسم ایک میدان ہے۔ جب دل کی دنیا میں روحانی دولت کی افراط ہوتی ہے تو یہ جسم میدانِ دین بن جاتا ہے۔ اور جب اِس میں دنیوی دولت کی افراط ہوتی ہے تو یہ جسم میدانِ عمل بن جاتا ہے'कुरु' یعنی کرو۔ یہ لفظ حکمی ہے۔ شری کرشن کہتے ہیں۔ قدرت سے پیدا تینوں صفات کے زیر اثر پابند ہو کر انسان عمل پیرا ہوتا ہے وہ ایک لمحہ بھی عمل کئے بغیر نہیں رہ سکتا، صفات اُس سے کرا لیتی ہیں، نیند میں بھی کام بند نہیں ہوتا، وہ بھی تندرست جسم کی محض ضروری خوراک ہے۔ تینوں صفات انسان کو دیوتا سے حشرات الارض تک اجسام میں ہی باندھتے ہیں ۔ جب تک قدرت اور قدرت سے پیدا صفات زندہ ہیں، تب تک کام کا سلسلہ 'कुरु' لگا رہے گا، لہٰذا پیدائش اور موت کے سلسلہ والا میدان (क्षेत्र) عیوب والا میدان ۔ میدانِ عمل ہے اور حقیقی دین معبود

میں داخلہ دلانے والے قابل ثواب خصائل (پانڈووں) کا حلقہ میدانِ دین ہے۔

ماہرین آثارِ قدیمہ پنجاب میں، کاشی اور پریاگ کے درمیان وہ مختلف جگہوں پر (कुरु क्षेत्र) میدانِ جنگ کی تحقیق میں لگے ہیں، لیکن گیتا کے مصنف نے خود بتایا ہے کہ جس میدان میں یہ جنگ ہوئی وہ کہاں ہے؟ ''इदं शरीरं कौन्तेय क्षेत्रमित्यभिधीयते'' ارجن! یہ جسم ہی میدان ہے اور جو اسے جانتا ہے، اِس کا کنارہ پالیتا ہے، وہ عالم میدان ہے۔ (یعنی میدان سے باخبر ہے) آگے انہوں نے میدان (क्षेत्र) کی تفصیل بتائی، جس میں دس حواس، من، عقل، غرور پانچوں عیوب اور تینوں صفات کا بیان ہے۔ جسم ہی میدن ہے، ایک اکھاڑا ہے۔ اس میں لڑنے کے خصائل دو ہیں ''روحانی دولت'' اور دنیوی دولت، پانڈو کی اولاد اور دھرت راشٹر کی اولاد ہم ذات' اور غیر نسلی خصائل۔

تجربہ کار عظیم انسان کی پناہ میں جانے پر اِن دونوں خصائل میں جنگ کی شروعات ہوتی ہے۔ یہ میدان اور عالم میدان کی جنگ ہے اور یہی حقیقی جنگ ہے عالمی جنگوں سے تاریخ بھری پڑی ہے، لیکن اُن میں فتح حاصل کرنے والوں کو بھی دائمی فتح نہیں ملتی، یہ تو آپسی انتقامات ہیں، قدرت کا پوری طرح خاتمہ کر کے قدرت سے ماورا کے اقتدار کا دیدار کرنا اور اُس میں داخل ہونا ہی حقیقی فتح ہے، یہی ایک ایسی فتح ہے، جس کے پیچھے شکست نہیں ہے، یہی نجات ہے، جس کے پیچھے آواگمن کی قید نہیں ہے۔

اِس طرح جہالت سے گھِرا ہر من، ضبطِ نفس کے ذریعہ جانتا ہے کہ میدان اور عالم میدان کی جنگ میں کیا ہوا؟ اب ضبط نفس کے عروج کے مطابق اُسے صلاحیت آتی جائے گی۔

दृष्ट्वा तु पाण्डवानीकं व्यूढं दुर्योधनस्तदा।

आचार्यमुपसङ्गम्य राजा वचनमब्रवीत् ॥२॥

اُس وقت شاہ دریودھن نے صف آرا پانڈووں کی فوج کو دیکھ کر دُرڑاچاریہ کے قریب جا کر یہ بات کہی۔

شرک کا برتاؤ ہی درڑاچاریہ ہیں۔ جب علم ہو جاتا ہے کہ ہم اعلیٰ معبود سے جدا ہو گئے ہیں (یہی دوئی کا احساس ہے) وہاں اُس کے حصول کے لئے تڑپ پیدا ہو جاتی ہے، تبھی ہم مرشد کی تلاش میں نکلتے ہیں۔ دونوں خصائل کے بیچ یہی اولین مرشد ہے۔ اگرچہ بعد کے مرشد جوگ کے مالک شری کرشن ہوں گے جو جوگ کے حامل ہوں گے۔

شاہ دُریودھن علامہ دروڑ کے قریب جاتا ہے۔ تمثیل فریفتگی دُریودھن فریفتگی تمام مصیبتوں کی جڑ ہے، شاہ ہے۔ دُریودھن، دُر، یعنی عیب دار، یودھن، یعنی وہ دولت، روحانی ہی دائمی دولت ہے۔ اُس میں جو عیب پیدا کرتی ہے، وہ ہے فریفتگی، یہی قدرت کی طرف کھینچتی ہے اور حقیقی علم کے لئے ترغیب بھی عطا کرتی ہے۔ فریفتگی ہے، تبھی تک پوچھنے کا سوال بھی ہے ورنہ سبھی مکمل ہی ہیں۔

لہٰذا صف آرا پانڈوؤں کی فوج کو دیکھ کر یعنی ثواب سے رواں مزین ہم ذات خصائل کو منظّم دیکھ کر تمثیل فریفتگی دُریودھن نے اول معلم دروڑ کے قریب جا کر یہ گزارش کی۔

पश्यैतां पाण्डुपुत्राणामाचार्य महतीं चमूम्।
व्यूढां द्रुपदपुत्रेण तव शिष्येण धीमता।।३।।

اے علامہ! اپنے سمجھدار شاگرد دروپد کے پسر دھرشٹ دُومن کے ذریعہ صف آرا کھڑی کی ہوئی پانڈوں کی اولاد کی اِس بہت بڑی فوج پر نظر ڈالیئے۔

دائمی مستحکم مقام میں عقیدت رکھنے والا مستحکم من ہی دھرشٹ دُومن، ہے۔

یہی ثواب سے لبریز خصائل کا رہبر ہے۔ साधन कठिन न मन कर टेका। وسیلہ مشکل نہیں، من کا ارادہ مضبوط ہونا چاہیے۔ اب دیکھیں فوج کی وسعت۔

अत्र शूरा महेष्वासा भीमार्जुनसमा युधि।
युयुधानो विराटश्च द्रुपदश्च महारथः।।४।।

اِس فوج میں महेष्वासा، عظیم معبود میں مقام دلانے والے، احساس کی تمثیل

(بھیم) عشق کی تمثیل 'ارجن' کی طرح تمام سرباز بہادر، جیسے پاکیزگی کی تمثیل 'सात्यकि' 'विराट' ہر جگہ خدائی نظارہ کا عقیدہ، مرد میدان شاہ دروپد یعنی مستحکم حالت اور۔

धृष्टकेतुश्चेकितानः काशिराजश्च वीर्यवान।
पुरुजित्कुन्तिभोजश्च शैब्यश्च नरपुङ्गवः ।।५।।

'धृष्टकेतु:' 'غیر متزلزل فرض' 'चेकितान' 'جہاں بھی جائے وہاں سے ذہن کو کھینچ کر معبود میں ساکن کرنا' 'काशिराज:' 'جسم کی تمثیل کاشی میں ہی وہ اقتدار ہے' 'पुरुजित्' استھول (عام طرح کا قائم جسم) 'सूक्ष्म' (حواس کے کاروبار سے وابستہ لطیف جسم 'कारज' (حواس کے موضوعات سے مبرا لیکن غرور سے مزین لطیف بھی لطیف جسم) اجسام پر فتح دلانے والا 'पुरुजित' 'कुन्तिभोज:' فرض سے دنیا پر فتح، انسانوں میں افضل، (शैब्य) یعنی صداقت کا سلوک۔

युधामन्युश्च विक्रान्त उत्तमौजाश्च वीर्यवान् ।
सौभद्रो द्रौपदेयाश्च सर्व एव महारथाः ।।६।।

اور جفاکش، युधामन्यु جنگ کے مطابق من کا عقیدہ، उत्तमौजा نیک کی مستی، سُبھدرا کا پسر अभीमन्यु جب نیک بنیاد پڑ جاتی ہے تو دل خوف سے خالی ہو جاتا ہے، ایسی مبارک بنیاد سے پیدا بے خوف من ذہن کی تمثیل دروپدی کی پانچوں اولادیں۔ محبت، حسن، فراخ دلی، لطافت، استقامت، سب کے سب مجاہد اعظم ہیں۔ راہِ ریاضت پر پوری صلاحیت کے ساتھ چلنے کی اہلیت ہے۔

اس طرح درویودھن نے پانڈوؤں کے طرفداروں کے پندرہ۔ بیس نام گنائے جو روحانی دولت کے بہت خاص حصے ہیں۔ غیر نسلی خصائل کا شاہ ہوتے ہوئے بھی فریفتگی ہی ہم ذات خصائل کو سمجھنے کے لئے مجبور کرتی ہے۔

درویودھن اپنی پیروی کرتے ہوئے مختصر میں کہتا ہے! اگر کوئی خارجی جنگ ہوتی تو اپنی فوج بڑھا چڑھا کر گناتا۔ عیوب کم گنائے گئے، کیوں کہ ان پر فتح پانا ہے، وہ فانی ہیں۔ محض پانچ

سات عیوب گنائے گئے جن کے اثناء میں سارے دنیوی خصائل موجود ہیں جیسے۔

अस्माकं तु विशिष्टा ये तान्निबोध द्विजोत्तम।

नायका मम सैन्यस्य संज्ञार्थं तान्ब्रवीमि ते।।७।।

افضل برہمن ہمارے طرفداروں میں جو۔ جو خاص سردار ہیں انہیں بھی آپ سمجھ لیں۔ آپ کو جاننے کیلئے میری فوج کے جو سپہ سالار ہیں، اُن کو بتاتا ہوں۔

خارجی جنگ میں سپہ سالار اعظم کے لئے افضل برہم تخاطب برہم نہیں ہے۔ درحقیقت 'گیتا' میں باطن کے دوخصائل کی جنگ ہے۔ جس میں شرک کا برتاؤ ہی درونڑ، ہے۔ جب تک ہم ذرا سا بھی معبود سے الگ ہیں، تب تک قدرت موجود ہے۔ شرک بنا ہے۔ اِس 'دوئی' پر فتح پانے کی ترغیب اول مرشد درونڑاچاریہ سے ملتی ہے۔ ادھورا علم ہی مکمل علم حاصل کرنے کیلئے ترغیب دیتا ہے۔ وہ عبادت گاہ نہیں، وہاں بہادری کو ظاہر کرنے والا تخاطب ہونا چاہئے۔ غیر نسلی خصائل کے سردار کون۔ کون ہیں؟

भवान्भीष्मश्च कर्णश्च कृपश्च समितिंजयः।

अश्वत्थामा विकर्णश्च सौमदत्तिस्तथैव च ।।८।।

ایک تو خود آپ (دوئی کے برتاؤ کی تمثیل دروڑاچاریہ) ہیں، شک کی تمثیل دادا بھیشم، ہیں۔ شک اِن عیوب کا مصدر ہے، آخر تک زندہ رہتا ہے، لہٰذا دادا (پتامہ) ہے۔ پوری فوج فنا ہوگئی، یہ زندہ تھا۔ بسترِ تیر پر بے ہوش تھا، پھر بھی زندہ تھا، یہ ہے شک کی تمثیل 'بھیشم' شک آخر تک رہتا ہے۔ اِسی طرح غیر نسلی عمل کی تمثیل 'کرن' اور جنگ کو جیتنے والے 'کرپاچاریہ' ہیں۔ ریاضت کی حالت میں ریاضت کش کے ذریعہ کرم کا برتاؤ بھی کرپاچاریہ ہیں۔ معبود مہربانیوں کے مخزن ہیں اور حصول کے بعد عابد کی بھی وہی شکل ہے، لیکن ریاضت کے وقت میں جب تک ہم لوگ ہیں، معبود الگ ہے، غیر نسلی خصلت زندہ ہے، فریفتگی کی تمثیل گھراؤ ہے۔ ایسی حالت میں ریاضت کش اگر رحم کا برتاؤ کرتا ہے تو وہ برباد ہو جاتا ہے (سیتا نے رحم کیا تو کچھ وقت

لنکا میں کفارہ ادا کرنا پڑا) وشوامتر رحم دل ہوئے تو ذلیل ہونا پڑا۔ جوگ کے کاربردار ولی پتنجلی بھی یہی کہتے ہیں

"ते समाधावुपसर्गा व्युत्थाने सिद्धय: ।"

۳/۳۷ عروج کے وقت میں کامیابیاں ظاہر ہوتی ہیں! وہ درحقیقت کامیابیاں ہی ہیں، لیکن نجات حاصل کرنے کیلئے اتنی ہی بڑی اڑچنیں ہیں، جتنے خواہش، غصہ، لالچ، فریب وغیرہ گوسوامی تلسی داس کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

छोरत ग्रन्थि जानि खगराया। विघ्न अनेक करइ तब माया।।

रिद्धि सिद्धि प्रेरइ बहु भाई। बुद्धिहिं लोभ दिखावहिं आई।।

(رام چرت مانس ۷/۱۱۷-۶-۷)

قدرت (مایا) تمام قوتیں پیدا کرتی ہے۔ مال و متاع عطا کرتی ہے، یہاں تک کہ کامل بنا دیتی ہے۔ ایسی حالت والا ریاضت کش بغل سے گزر بھر جائے، موت کا ہم کنار مریض بھی جی اٹھے گا، وہ بھلے ہی صحت مند ہو جائے، لیکن ریاضت کش اسے اپنا دین مان بیٹھے تو برباد ہو جائے گا۔ ایک مریض کی جگہ پر ہزاروں مریض گھیر لیں گے۔ یادِ الٰہی اور غور و فکر کا سلسلہ ٹوٹ جائے گا اور اُدھر بھٹکتے بھٹکتے دنیاداری کی افراط ہو جائے گی۔ اگر منزل دور ہے اور ریاضت کش رحم کرتا ہے تو رحم کا تنہا سلوک ہی 'समितिंजय' لاتنا ہی پوری فوج کو جیت لے گا لہٰذا ریاضت کش کو تکمیل کے آخر تک اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ दया बिनु सन्त कसाई, दया करी तो आफत आई, । لیکن ادھوری حالت میں یہ غیر نسلی خصلت کا ناقابل تسخیر جنگجو ہے۔ اسی طرح فریفتگی کی تمثیل 'अश्वत्थामा' برعکس تصور کی تمثیل 'विकर्ण' اور گمراہی کی تمثیل نفس ہی 'भुरिश्रवा' یہ سبھی خارجی بہاؤ کے سردار ہیں۔

अन्ये च बहव: शूरा मदर्थे त्यक्तजीविता: ।

नानाशस्त्रप्रहरणा: सर्वे युद्धविशारदा: ।।९।।

اور بھی بہت سے جنگجو تمام اسلحہ سے لیس میری خاطر زندگی کی امید کو چھوڑ کر جنگ میں ڈٹے ہیں۔ سبھی میرے لئے جان کی قربانی دینے والے ہیں۔ لیکن اُن کا کوئی قابل توجہ پختہ وجود نہیں ہے۔ اب کون سی فوج، کن خیالات کی بناء پر محفوظ ہے؟ اِس پر کہتے ہیں۔

अपर्याप्तं तदस्माकं बलं भीष्माभिरक्षितम् ।
पर्याप्तं त्विदमेतेषां बलं भीमाभिरक्षितम् ।।१०।।

بھیشم کی حمایت یافتہ ہماری فوج ہر طرح سے نا قابل فتح ہے۔ اور بھیم کی حفاظت یافتہ اِن لوگوں کی فوج پر فتح حاصل کرنا سہل ہے۔

'کافی اور نا کافی' جیسے سہل لفظ کا استعمال دُریودھن کے شک وشبہ کو ظاہر کرتا ہے لہٰذا دیکھنا ہے کہ بھیشم کون سا اقتدار ہے جس پر کورو منحصر ہیں اور بھیم کون سی طاقت ہے، (جس پر روحانی دولت سارے پانڈوں منحصر ہیں؟ دُریودھن اپنا نظام دیتا ہے کہ۔

अयनेषु च सर्वेषु यथाभागमवस्थिताः ।
भीष्ममेवाभिरक्षन्तु भवन्तः सर्व एव हि ।।११।।

سب مورچوں پر اپنی جگہ پر قائم رہتے ہوئے آپ سب کے سب لوگ بھیشم کی ہی ہر طرف سے حفاظت کریں۔ اگر بھیشم زندہ ہے، تو ہم نا قابل شکست ہیں۔ لہٰذا آپ پانڈوؤں سے نہ لڑ کر صرف بھیشم کی ہی حفاظت کریں۔ کیسا جنگجو ہے بھیشم، جو خود اپنی حفاظت نہیں کر پا رہا ہے؟ کوروؤں کو اُس کی حفاظت کا انتظام کرنا پڑ رہا ہے یہ کوئی خارجی جنگجو نہیں، شک وشبہ ہی بھیشم ہے۔ جب تک شک زندہ ہے تب تک غیر نسلی خصائل (کورو) نا قابل فتح ہیں، نا قابل فتح کا یہ مطلب نہیں جسے فتح ہی نہ کیا جا سکے بلکہ نا قابل فتح کا مطلب اسیر الفتح (दुर्जेय) ہے۔ جسے مشکل سے ہی فتح کیا جا سکتا ہو۔

महा अजय संसार रिपु, जीति सकइ सो बीर ।।(रामचरित मानस,६।८०)

اگر شک ختم ہو جائے تو جہالت کا وجود ختم ہو جائے، فریفتگی وغیرہ جو جزئی طور پر باقی بھی

ہیں۔ جلد ہی ختم ہوجائیں گے، بھیشم کی خواہش موت تھی، خواہش ہی شک ہے، خواہش کا خاتمہ اور شک کا مٹنا ایک ہی بات ہے، اِسی کو سَنت کبیر نے آسان طریقے سے کہا۔

इच्छा काया इच्छा माया, इच्छा जग उपजाया।
कह कबीर जे इच्छा विवर्जित, ताका पार न पाया।।

جہاں شک نہیں ہوتا، وہ لامحدود اور غیر مرئی ہے۔ اِس جسم کی پیدائش کی وجہ خواہش ہے۔ خواہش ہی فطرت (माया) ہے اور خواہش ہی دنیا کی پیدائش کی وجہ ہے۔ सोऽकामयत तदैक्षत बहुस्यां प्रजायेय इति।,(६।२।३) کبیر کہتے ہیں۔ جو خواہشات سے ہر طرح خالی ہے وہ لامحدود، لامتناہی، بے شمار عنصر میں داخلہ پاجاتے ہیں۔ तिनका पार न पाया,

योऽकामो निष्काम आप्तकाम आत्मकामो न तस्य प्राणा उत्क्रामन्ति ब्रह्मैव सन् 'ब्रह्माप्येति' (बृहदारण्यकोपनिषद्) جو خواہشات سے عاری روح میں قائم بشکل روح ہے، اُس میں کبھی گراوٹ نہیں آتی، وہ معبود کے ساتھ ایک ہوجاتا ہے۔ شروع میں خواہشات میں خواہشات لامتناہی ہوتی ہیں اور آخرالامر اعلیٰ روح کے حصول کی خواہش باقی رہتی ہے۔ جب یہ خواہش بھی پوری ہوجاتی ہے، تب خواہش کا بھی اختتام ہوجاتا ہے۔ اگر اُس سے بھی بڑی کوئی چیز ہوتی، تو آپ اُس کی خواہش ضرور کرتے، جب اُس سے آگے کوئی چیز ہے ہی نہیں تو خواہش کس کی ہوگی۔ جب حاصل ہونے کے قابل کوئی چیز لاحاصل نہ رہ جائے تو خواہش بھی بنیادی طور پر ختم ہوجاتی ہے اور خواہش کے ختم ہوتے ہی شک کا ہر طرح خاتمہ ہوجاتا ہے۔ یہی بھیشم کی خواستہ موت ہے۔ اِسی طرح بھیشم کے زیر حفاظت ہم لوگوں کی
فوج ہر طرح سے ناقابل فتح ہے۔ جب تک شک ہے، تبھی تک جہالت کا وجود ہے، شک دور ہوا تو جہالت بھی ختم ہوجاتی ہے۔

بھیم کی حفاظت یافتہ اِن لوگوں کی فوج فتح پانے میں سہل ہے۔ خیال کی تمثیل بھیم ' भावे विद्यते देव' خیال میں وہ قوت ہے کہ غیر مرئی ذاتِ مطلق بھی مرئی ہوجاتی ہے۔ भाववस्य

भगवान, सुख निधान करुना भवंन।(रामचरित मानस, ७।६२ ख)شری کرشن نے اِسے عقیدت کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ خیال میں وہ اہلیت ہے کہ پروردگار کو بھی اپنے قابو میں کر لیتا ہے۔ خیال سے ہی پورے کے پورے پاکیزہ خصائل کا عروج ہے۔ یہ ثواب کا محافظ ہے، ہے تو اتنا طاقتور کہ اعلیٰ ترین معبود کے حصول کو ممکن بناتا ہے، لیکن ساتھ ہی ساتھ اتنا نازک بھی ہے کہ آج نیک خیال ہیں تو کل اُسے بدخیالی میں تبدیل ہوتے دیر نہیں لگتی۔ آج آپ کہتے ہیں، مہاراج بہت نیک ہیں۔ کل کہہ سکتے ہیں کہ نہیں، ہم نے تو دیکھا ہے کہ مہاراج کھیر کھاتے ہیں۔

घास पात जे खात हैं, तिन्हहि सतावै काम।
दूध मलाई खात जे, तिनकी जाने राम।।

الہ (इष्ट) میں ذرا سی بھی کمی محسوس ہونے پر خیال متزلزل ہو جاتا ہے، پاکیزہ خصلت ڈاواں ڈول ہو اٹھتی ہے، معبود سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا بھیم کے ذریعہ حفاظت یافتہ اُن لوگوں کی فوج فتح حاصل کرنے میں سہل ہے ولی پتنجلی کا بھی یہی فیصلہ ہے "स तु दीर्घकाल नैरन्तर्य सत्कारासेवितो दृढभुमि:" (یوگ سترا/۱۴) طویل مدت تک مسلسل پوری عقیدت کے ساتھ کی ہوئی ریاضت ہی غیر متحرک ہو پاتی ہے۔

तस्य संजनयन्हर्षं कुरुवृद्धः पितामहः।
सिंहनादं विनद्योच्चैः शङ्खं दध्मौ प्रतापवान्।।१२।।

اس طرح اپنی طاقت اور کمزوریوں پر نگاہ دوڑانے کے بعد صدائے ناقوس ہوگی۔ ناقوس کی آواز کرداروں کے بہادری کا اعلان ہے کہ فتح حاصل کرنے پر کون سا کردار آپ کو کیا دے گا؟ کوروؤں میں بزرگوار جلالی بھیشم نے اُس دُریودھن کے دل میں خوشی پیدا کرتے ہوئے اونچی آواز میں شیر کی گرج کی طرح خوفناک ناقوس بجایا۔ شیر دنیا کے خوفناک پہلو کی علامت ہے۔ گھنگھور جنگل کی گھنی خاموشی میں شیر کی دہاڑ کان میں پڑ جائے تو رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے دل کانپنے لگے گا، گو کہ شیر آپ سے میلوں دور ہے۔ خوف دنیا میں ہوتا ہے۔ خدا میں نہیں، وہ تو بلا

خوف اقتدار ہے۔ شک کی تمثیل بھیشم اگر فتح حاصل کرتا ہے، تو دنیا کے جس خوفناک جنگل میں آپ ہیں اس سے بھی زیادہ خوف کی کھول میں لپیٹ دے گا۔ خوف کی ایک طبق اور چڑھ جائے گی، خوف کا پردہ اور موٹا ہو جائے گا۔ یہ شک اِس کے علاوہ اور کچھ نہیں دے گا۔ لہٰذا دنیا سے چھٹکارا ہی منزل مقصود کا راستہ ہے۔ دنیا میں خصلت تو جنگلی (भवाटवी) ہے، گھنے اندھیرے کا سایہ ہے۔ اِس کے آگے کوروؤں کا کوئی اعلان نہیں ہے کوروؤں کی طرف سے کئی نقارے ایک ساتھ بجے لیکن کل ملا کر وہ بھی خوف ہی پیدا کرتے ہیں، اِس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ہر عیب کچھ نہ کچھ خوف تو پیدا کرتا ہی ہے لہٰذا انہوں نے بھی اعلان کیا۔

ततः शङ्खाश्च भेर्यश्च पणवानकगोमुखाः ।
सहसैवाभ्यहन्यन्त स शब्दस्तुमुलोऽभवत् ।।१३।।

اُس کے بعد تمام ناقوس، نگاڑے، ڈھول اور نرسنگ وغیرہ باجے ایک ساتھ ہی بجے ان کی آواز بھی بڑی خوفناک ہوئی! خوف پیدا کرنے کے علاوہ کوروؤں کا کوئی دوسرا اعلان نہیں ہے۔ دنیوی غیر نسلی خصائل کامیاب ہونے پر فریفتگی کی بندش اور سخت بنا دیتی ہے۔

اب نیک خصائل کی طرف سے اعلان ہوا، جس میں پہلا اعلان جوگ کے مالک شری کرشن کا ہے۔

ततः श्वेतैर्हयैर्युक्ते महति स्यन्दने स्थितौ ।
माधवः पाण्डवश्चैव दिव्यौ शङ्खौ प्रदध्मतुः ।।१४।।

اِس کے بعد سفید گھوڑوں والے (جس میں ذرا سا بھی کالا پن، عیب نہیں ہے۔ سفید صالح پاکیزگی کی علامت ہے، 'महति स्यन्दने' عظیم رتھ پر بیٹھے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن اور ارجن نے بھی ماورائی ناقوس بجائے۔ ماورائی کا معنی ہے۔ نادر، عالم ناسوت۔ عالم بقاء، عالم لاہوت، جہاں تک پیدائش اور موت کا خوف ہے، اُن تمام عوالم سے الگ ماورائی، نیک عمل والی حالت عطا کرنے کا اعلان جوگ کے مالک شری کرشن کا ہے۔ سونے چاندی۔ لکڑی کا رتھ

نہیں، رتھ ماورائی، ناقوس ماورائی، لہٰذا اعلان ماورائی ہی ہے۔ عوالم سے دور واحد خدا ہے، سیدھا اُس سے نسبت بنانے کا اعلان عالم سے دور واحد الہ ہے، سیدھا اُس سے نسبت بنانے کا اعلان ہے وہ کیسے اِس مقام پر پہنچائیں گے؟

पाञ्चजन्यं हृषिकेशो देवदत्तं धनञ्जयः।
पौण्ड्रं दध्मौ महाशङ्खं भीमकर्मा वृकोदरः।।१५।।

'हृषिकेशः' جو دل کی سبھی باتیں جاننے والے ہیں اُن شری کرشن نے 'पान्चजन्य' پانچ جننے نام کا ناقوس بجایا، پانچوں حواسِ باطنی کے پانچوں صفات لفظ لمس، شکل لذت، مہک، کے لطف سے الگ کرا اپنے عقیدت مندوں (مقلدوں) کی جماعت میں ڈھالنے کا اعلان کیا۔ خوفناک طریقہ سے بھکتے ہوئے حواس سمیٹ کر انہیں اپنے خدمت گار کی جماعت میں کھڑا کر دینا دِل سے محرک مرشد کی دَین ہے۔ شری کرشن ایک جوگ کے مالک، مرشدِ کامل تھے۔ 'शिष्यस्तेऽहं' بھگوان! میں آپ کا مقلد ہوں! خارجی موضوعات کو ترک کر تصور میں معبود کے علاوہ دوسرا نہ دیکھیں، دوسرا نہ سنیں، نہ دوسرے کو چھوئیں، یہ مرشد کے تجرباتی تحریک پر منحصر کرتا ہے۔ 'देवदत्तं धनञ्जयः' روحانی دولت کو قابو کرنے والا عشق ہی ارجن ہے اِلٰہ کے مطابق انسیت جس میں ہجر، ترک دنیا، اشک رواں ہو۔ 'गद्‌गद् गिरा नयन बह नीरा' احتیاج ہو اِلٰہ کے علاوہ کسی دوسرے تصور کا ذرا بھی ٹکراؤ نہ ہونے پائے، اُسی کو عشق کہتے ہیں۔ اگر یہ کامیاب ہوتا ہے، تو پروردگار میں داخلہ دلانے والی روحانی دولت پر فتح حاصل کر لیتا ہے، اِسی کا دوسرا نام دولت پر فتح حاصل کرنے والا (دھننجے) بھی ہے۔ ایک دولت تو خارجی دولت ہے، جس سے جسم کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، روح سے اِس کا کوئی تعلق نہیں ہے اِس سے الگ ہٹ کر ہمیشہ قائم رہنے والی روحانی دولت ہی خود کی دولت ہے वृहदारण्यकोपनिषद् میں याज्ञवल्क्य نے 'मैत्रेयी' کو یہی سمجھایا کہ مال وزر سے لبریز زمین کے مالکانہ سے بھی عنصر نوشاب کا حصول نہیں ہوسکتا۔ اس کا طریقہ روحانی دولت ہے۔

دہشت پیدا کرنے والے بھیم سین نے 'پونڈر' یعنی محبت نام کا عظیم ناقوس بجایا، احساس کا مصدر اور مقام کرنے کی جگہ دِل ہے، لہٰذا اِس کا نام بری کودر (بھیم سین) ہے آپ کا احساس اور لگاؤ طفل میں ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ لگاؤ آپ کے دل میں ہے جو بچے میں جا کر مجسم ہوتا ہے۔ یہ خیال اتھاہ اور بے انتہا طاقت ور ہے، اُس نے محبت پونڈر نام کا ناقوس بجایا۔ احساس میں ہی وہ محبت مضمر ہے، لہٰذا بھیم نے پونڈر محبت نام کا عظیم ناقوس بجایا احساس بے حد طاقت ور ہے، لیکن محبت کے تحریک کے وسیلہ سے۔

हरी व्यापक सर्वत्र समाना। प्रेम ते प्रकट होहिं मैं जाना।।

(रामचरितमानस, १।१८४।५)

अनन्तविजयं राजा कुन्तीपुत्रो युधिष्ठिरः।

नकुलः सहदेवश्च सुघोषमणिपुष्पकौ ।।१६।।

کنتی کے پسر شاہ یدھشٹر نے 'انت وجے' نام کا ناقوس بجایا۔ فرض کی تمثیل کنتی اور تمثیل دین یدھشٹر! دین پر مستقل مزاجی رہے گی تو 'انت وجے'۔ لامحدود اعلیٰ روح میں مقام دلائے گا۔ جنگ میں جو ساکن ہے وہی یدھشٹر ہے۔ مالک کل (प्रकृति पुरुष) میدان اور عالم میدان کی جنگ میں مستقل رہتا ہے، بڑی سے بڑی تکلیف سے بھی متزلزل نہیں ہوتا تو ایک روز جو لامحدود ہے، جس کی حد نہیں ہے، وہ ہے عنصر اعلیٰ روحِ مطلق، اس پر فتح دلا دیتا ہے۔

اصول کی تمثیل نکول نے سوگھوش نام کا ناقوس بجایا۔ جیسے جیسے اصول کا عروج ہوگا، نامبارک کا خاتمہ ہوتا جائے گا، مبارک کا اعلان ہوتا جائے گا۔ صحبت نیک کی تمثیل سہدیو نے مڑی پوسپک نامک ناقوس بجایا۔ مفکرین نے ہر ایک نفس کو بیش قیمتی جواہر کا نام دیا ہے ("ہیرا جیسی سوا نسا باتوں میں بیتی جائے") ایک صحبت نیک تو وہ ہے جو آپ صالح انسانوں کی زبان سے سنتے ہیں لیکن حقیقی صحبت نیک باطنی ہے شری کرشن کے مطابق روح ہی حق ہے، ابدی ہے ذہن ہر طرف سے سمٹ کر روح کی صحبت کرنے لگے یہی حقیقی نیک صحبت ہے یہ نیک صحبت غور و فکر اور مراقبہ کے

مشق سے صادر ہوتی ہے جیسے جیسے حق کی قربت میں یاد(सूरत) ٹکتی جائے گی، ویسے ویسے ایک۔ ایک سانس پر قابو حاصل ہوتا جائے گا من کے ساتھ حواس پر قابو ملتا جائے گا جس دن مکمل قبضہ ہوگا، منزل حاصل ہوجائے گی، باجوں کی طرح ذہن کا روح کے سُر میں سُر ملا کر صحبت کرنا ہی صحبت نیک ہے۔

باہری جوہر سخت ہے، لیکن سانس کا جوہر پھول سے بھی زیادہ نازک ہے پھول تو کھلنے یا ٹوٹنے پر مرجھاتا ہے، لیکن آپ اگلی سانس تک زندہ رہنے کا قول نہیں دے سکتے لیکن صحبت نیک کامیاب ہونے پر ہر ایک نفس پر قابو دلا کر مقصد اعلیٰ کو حاصل کرا دیتی ہے۔اس کے آگے پانڈوؤں کا کوئی اعلان نہیں ہے، لیکن ہر ایک وسیلہ کچھ نہ کچھ پاکیزگی کی راہ میں دوری طے کراتا ہے آگے فرماتے ہیں۔

काश्यश्च परमेष्वासः शिखण्डी च महारथः ।
धृष्टद्युम्नो विराटश्च सात्यकिश्चापराजितः ।।१७।।

جسم کی تمثیل کاشی: انسان جب ہر جانب سے من کے ساتھ حواس کو سمیٹ کر جسم میں ہی مرکوز کرتا ہے، تو:परमेष्वास۔اعلیٰ معبود میں مقام کرنے کا مستحق ہوجاتا ہے۔اعلیٰ معبود میں مقام دلانے میں اہل جسم ہی کاشی، ہے!جسم میں ہی اعلیٰ معبود کا مقام ہے۔:परमेष्वास۔کا معنی اعلیٰ کمان والا نہیں بلکہ۔(اعلیٰ+معبود+مقام):परम+ईश+वास یعنی اعلیٰ معبود کا مقام ہے۔

چوٹی اور زنار کا ترک ہی سکھنڈی ہے۔آج کل لوگ سر کے بال منڈوا لیتے ہیں اور سُتر کے نام پر گلے کا زنار ہٹا دیتے ہیں، آگ جلانا چھوڑ دیتے ہیں، ہوگیا ان کا ترکِ دنیا۔نہیں، درحقیقت چوٹی مقصد کی علامت ہے جسے آپ کو حاصل کرنا ہے اور زنار ہے تاثرات (संस्कारों) کی علامت۔جب تک آگے روح مطلق کا حصول باقی ہے، پیچھے تاثرات کا آغاز لگا ہوا ہے، تب تک ایثار کیسا؟ ترک دنیا کیسی ابھی تو چلنے والے راہ گیر ہیں جب منزل مقصود حاصل ہوجائے، پیچھے لگے ہوئے تصورات کی ڈور کٹ جائے، ایسی حالت میں شک ہر طرح سے ختم

ہوجاتا ہے، لہٰذا سگھنڈی ہی شک کی تمثیل بھیشم کا خاتمہ کرتا ہے۔ سگھنڈی، راہِ غور وفکر کی خصوصی صلاحیت ہے، مردِ میدان ہے۔

'धृष्टद्युम्न'، غیر متحرک اور مستقل مزاج اور 'विराट'، ہر جگہ عظیم الشان معبود کا جلوہ دیکھنے کی صلاحیت وغیرہ روحانی دولت کے خاص خصوصیات ہیں۔ صالح مزاجی ہی ہے۔ حق کے غور وفکر کی خصلت یعنی پاکیزگی اگر قائم ہے، تو کبھی گراوٹ نہیں آنے پائے گی۔ اس جنگ میں کبھی شکست نہیں ہونے دے گی۔

द्रुपदो द्रौपदेयाश्च सर्वशः पृथिवीपते ।

सौभद्रश्च महाबाहुः शङ्खान्दध्मुः पृथक्पृथक ।।१८।।

مستحکم مقام دینے والے دُروپد اور تصور کی تمثیل دروپدی کی پانچوں اولادیں فراخ دلی، شفقت ملاحت، لطافت، مستقل مزاجی ریاضت میں بے حد مددگار مجاہدین اعظم ہیں اور لمبی بازوؤں والا ابھی منیوانِ سب نے الگ الگ ناقوس بجائے، بازو حلقۂ کار کی علامت ہے۔ جب من خوف سے خالی ہوجاتا ہے تو اُس کی پہنچ دور دور تک ہوجاتی ہے۔

شاہ! ان سب نے الگ الگ ناقوس بجائے! کچھ نہ کچھ دوری سبھی طے کراتے ہیں، ان کی تعمیل ضروری ہے، لہٰذا اِن کے نام گنائے۔ اِس کے علاوہ کچھ دوری ایسی بھی ہے، جو دل ودماغ سے الگ ہٹ کر ہے۔ پروردگار ہی باطن میں موجود رہ کر طے کراتے ہیں۔ ادھر نظر بن کر روح میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور سامنے خود کھڑا ہوکر اپنا تعارف کرا لیتے ہیں۔

स घोषो धार्तराष्ट्राणां हृदयानि व्यदारयत् ।

नभश्च पृथिवीं चैव तुमुलो व्यनुनादयन् ।।१९।।

اُس خوفزدہ آواز نے زمین وآسمان کو بھی آواز سے بھرتے ہوئے دھرت راشٹر کی اولاد کے دلوں کو چھلنی کردیا۔ فوج تو پانڈوؤں کی طرف بھی تھی، لیکن دل چھلنی ہوئے دھرت راشٹر کی اولاد کے، درحقیقت पान्चजन्य (ایک طرح کا ناقوس) روحانی طاقت پر اختیار، لامحدود پر فتح،

نامبارک کا خاتمہ اور مبارک کا اعلان تسلسل کے ساتھ ہونے لگے تو میدانِ عمل، دنیوی دولت، خارجی خصائل کا دِل چھلنی ہوجائے گا، اُن کی طاقت دھیرے۔دھیرے کمزور ہونے لگتی ہے پورے طور سے کامیابی حاصل ہونے پر فریفتہ خصائل پوری طور سے خاموش ہوجاتے ہیں۔

अथ व्यवस्थितान्दृष्ट्वा धार्तराष्ट्रान्कपिध्वजः।
प्रवृत्ते शस्त्र-सम्पाते धनुरुद्यम्य पाण्डवः ।।२०।।
हृषीकेशं तदा वाक्यमिदमाह महीपते।

अर्जन उवाच (अर्जुन बोला)

सेनायोरुभयोर्मध्ये रथं स्थापय मेऽच्यत ।।२१।।

ضبطِ نفس کی تمثیل سنجے نے لاعلمی سے گھرے ہوئے من (دھرت راشٹر) کو سمجھایا کہ اے شاہ! اُس کے بعد 'कपिध्वज' بیراگ کی تمثیل، ہنومان، بیراگ ہی پرچم ہے جس کا پرچم قوم کا نشان مانا جاتا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں پرچم شوخ تھا لہٰذا 'कपिध्वज' (پرچم بندر) کہا گیا۔لیکن نہیں، یہاں کسی عام بندر نہیں، خود 'ہنومان' تھے جنہوں نے عزت وذلت کا خاتمہ کیا تھا۔ 'सम मान निरादर आदरहीं' دنیا کی دیکھی۔سُنی چیزوں سے، اُن کے موضوعات سے، انسیت کا ترک کردینا ہی بیراگ ہے۔لہٰذا بیراگ ہی جس کا پرچم ہے، اُس ارجن نے باقاعدہ دھرت راشٹر کی اولاد کو کھڑے دیکھ کر اسلحہ چلانے کی تیاری کے وقت کمان اٹھا کر 'رشی کیشم' جو دل کا سب کچھ جانتے ہیں، ان جوگ کے مالک شری کرشن سے یہ بات کہی ''اے اچھوت'' (مستقل مزاج انسان) میرے رتھ کو دونوں فوجوں کے درمیان کھڑا کیجئے'' یہاں رتھ بان کو دیا گیا حکم نہیں مطلوب (مرشد) سے کی گئی گزارش ہے کس لئے کھڑا کریں؟

यावदेतान्निरीक्षेऽहं योद्धुकामानवस्थितान्।
कैर्मया सह योद्धव्यमस्मिन्रणसमुद्यमे ।।२२।।

جب تک میں اِن جمے ہوئے جنگ کی خواہشات والوں کو اچھی طرح دیکھ نہ لوں کہ اِس جنگ کے کاروبار میں مجھے کن کن کے ساتھ جنگ کرنا لازمی ہے۔اِس جنگ کے کاروبار میں

مجھے کن۔کن کے ساتھ جنگ کرنی ہے؟

योत्स्यमानानवेक्षेऽहं य एतेऽत्र समागताः।
धार्तराष्ट्रस्य दुर्बुद्धेर्युद्धे प्रियचिकीर्षवः।।२३।।

بدعقل دُریدھن کا جنگ میں بھلا چاہنے والے جو جو شاہ حضرات اِس فوج میں آئے ہیں، اُن جنگ کرنے والوں کو میں دیکھوں گا، لہٰذا کھڑا کریں۔فریفتگی کی تمثیل دُریودھن۔فریفتہ خصائل کا بھلا چاہنے والے جو جو شاہ حضرات اِس جنگ میں آئے ہیں، اُن کو میں دیکھ لوں۔

संजय उवाच

एवमुक्तो हृषीकेशो गुडाकेशेन भारत।
सेनयोरुभयोर्मध्ये स्थापयित्वा रथोत्तमम्।।२४।।
भीष्मद्रोणप्रमुखतः सर्वेषां च महीक्षिताम्।
उवाच पार्थ पश्यैतान् समवेतान्कुरुनिति।।२५।।

سنجے بولا۔نیند پر قابو رکھنیوالے ارجن کے ذریعہ اِس طرح کہے جانے پر دل کی باتوں کو جاننے والے شری کرشن نے دونوں طرف کی فوجوں کے درمیان بھیشم، درونٹر، اور، مہیچھتام، جسم کی تمثیل زمین پر قبضہ جمائے ہوئے تمام شاہوں کے درمیان عظیم رتھ کو کھڑا کر کے کہا۔ ''پارتھ! اِن جمع ہوئے کوروؤں کو دیکھ'' یہاں افضل رتھ سونے۔چاندی کا رتھ نہیں ہے! دنیا میں افضل کی تشریح فانی کے متعلق مطابقت اور مخالفت سے کی جاتی ہے۔یہ تشریح نامکمل ہے جو ہماری روح، ہماری شکل کا ہمیشہ ساتھ دے وہی افضل ہے، جس کے پیچھے 'अनुत्तम' بدتری نہ ہو۔

तत्रापश्यत्स्थितान्पार्थः पितृनथ पितामहान्।
आचार्यान्मातुलान्भ्रतृत्रान्पौत्रान्सखींस्तथा।।२६।।
श्वशुरान्सुहृदश्चैव सेनयोरुभयोरपि।

اس کے بعد بے خطا نشان چی،، فانی جسم کو رتھ بنانے والے پارتھ (ارجن) نے اُن دونوں فوجوں میں موجود اپنے والد کے بھائیوں کو، معلموں کو، ماماؤں کو بھائیوں کو اجداد کو، بیٹوں کو،

پوتوں کو دوستوں کو، سسروں کو، اور خیر خواہ لوگوں کو، دیکھا، دونوں طرف کی فوجوں میں ارجن کو صرف اپنا خاندان، ماما کا خاندان، سسر کا خاندان، دوست واحباب اور پیرومرشد دکھائی پڑے۔ مہا بھارت کے وقت کے شمار کے مطابق اٹھارہ اچھوہڑی تقریباً چالیس لاکھ کے برابر ہوتا ہے، لیکن موجودہ شمار کے مطابق اٹھارہ اچھوہیڑی تقریباً ساڑھے چھ ارب کے ہوتا ہے۔ جو آج کے دنیا کے آبادی کے برابر ہے۔ محض اتنی تعداد کے لئے کبھی۔ کبھی دنیوی سطح پر رہنے۔ کھانے کی دقتیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ انسانوں کی اتنی تعداد میں محض ارجن کے تئیں۔ چار رشتے داروں کا خاندان تھا، کیا اتنا بڑا بھی کسی کا خاندان ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ دل کی دنیا کی عکاسی ہے۔

तान्समीक्ष्य स कौन्तेयः सर्वान्बन्धूनवस्थितान्।
कृपया परयाविष्टो विषीदन्निदमब्रवीत्।।२७।।

اِس طرح کھڑے ہوئے اُن تمام دوستوں واحبابوں کو دیکھ کر بے حد دردمندی سے گھرا ہوا وہ کنتی کا پسر ارجن غمزدہ ہو کر بولا۔ ارجن غم کرنے لگا، کیوں کہ اُس نے دیکھا کہ یہ سب تو اپنا خاندان ہی ہے، لہٰذا بولا۔

अर्जुन उवाच

दृष्ट्वेमं स्वजनं कृष्ण युयुत्सुं समुपस्थितम्।।२८।।
सीदन्ति मम गात्राणि मुखं च परिशुष्यति।
वेपथुश्च शरीरे मे रोमहर्षश्च जायते।।२९।।

اَے شری کرشن! جنگ کے خواہش مند کھڑے ہوئے، ان اپنے لوگوں کی جماعت کو دیکھ کر میرے جسم کے حصے ڈھیلے ہوئے جاتے ہیں۔ منہ خشک ہوتا جا رہا ہے اور میرا جسم لرزہ براندام کن ہو رہا ہے۔ اتنا ہی نہیں۔

गाण्डीवं स्त्रंसते हस्तात्त्वक्चैव परिदह्यते।
न च शक्नोम्यवस्थातुं भ्रमतीव च मे मनः।।३०।।

ہاتھ سے گانڈیو(ارجن کے کمان کا نام گرتا ہے، جلد بھی جل رہی ہے۔ ارجن کو بخار سا ہو آیا۔ غمگین ہو اٹھا کہ یہ کیسی جنگ ہے، جس میں اپنے ہی لوگ کھڑے ہیں؟ ارجن کو شک ہو گیا۔ وہ کہتا ہے۔ اب میں کھڑا رہ پانے میں بھی خود کو قاصر پا رہا ہوں، اب آگے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

निमित्तानि च पश्यामि विपरीतानि केशव।
न च श्रेयोऽनुपश्यामि हत्वा स्वजनमाहवे ।।३१।।

کیشو! اس جنگ کے آثار بھی برخلاف ہی دیکھتا ہوں۔ جنگ میں اپنے خاندان کو مار کر کوئی خاص بہتری بھی مجھے نظر نہیں آ رہی ہے۔ خاندان کو مارنے سے بھلائی کیسے ہوگی؟

न काङ्क्षे विजयं कृष्ण न च राज्यं सुखानि च।
किं नो राज्येन गोविन्द किं भोगै जीवितेन वा ।।३२।।

مُسلّم خاندان جنگ کے مُہانے پر ہے۔ انہیں جنگ میں مار کر فتح، فتح سے ملنے والا اقتدار اور اقتدار سے ملنے والی خوشی ارجن کو نہیں چاہیئے۔ وہ کہتا ہے کرشن! میں فتح نہیں چاہتا، اقتدار اور اُس سے ملنے والی خوشی بھی نہیں چاہتا، گوبند! ہمیں اقتدار یا عیش وعشرت خواہ زندگی سے بھی کیا واسطہ ہے؟ کیوں؟ اس پر کہتا ہے۔

येषामर्थे काङ्क्षितं नो राज्यं भोगाः सुखानि च।
त इमेऽवस्थिता युद्धे प्राणंस्तयक्त्वा धनानि च ।।३३।।

ہمیں جن کے لئے اقتدار کا عیش وعشرت اور خواہشات کی طلب ہے وہ ہی خاندان زندگی کی امید چھوڑ کر میدان جنگ میں کھڑے ہیں۔ ہمیں اقتدار کی خواہش تھی تو خاندان کو لے کر، عیش وعشرت، خوشی اور دولت کی تشنگی تھی تو اپنوں اور خاندان کے ساتھ ان کا لطف اٹھانے کی تھی، لیکن جب سب کے سب زندگی کی امید چھوڑ کر کھڑے ہیں، تو مجھے سکھ، اقتدار یا عیش نہیں چاہئے انہیں لوگوں کے ساتھ رہ کر ان ساری چیزوں کی قیمت تھی۔ اِن سے جدا ہونے پر ہمیں اِن کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تک خاندان رہتا ہے تبھی تک یہ خواہشات بھی رہتی ہیں۔ جھونپڑی

میں رہنے والا بھی اپنے خاندان، دوست واحباب کو مار کر پوری دنیا کی سلطنت کو بھی قبول نہیں کرے گا۔ ارجن بھی یہی کہتا ہے کہ ہمیں عیش پسند تھے، فتح پسند تھی، لیکن جن کے لئے تھی، جب وہ ہی نہیں رہیں گے تو عیش وعشرت کا کیا مطلب؟ اِس جنگ میں مارنا کسے ہے؟

आचार्याः पितरः पुत्रास्तथैव च पितामहाः।
मातुलाः श्वशुराः पौत्राः श्यालाःसम्बन्धिनस्तथा।।३४।।

اِس جنگ میں علامہ، تاؤ، چچا، بیٹے اور اِسی طرح دادا، ماما، سسُر، پوتے، سالے، اور سارے ناطے رشتے دار لوگ ہی ہیں۔

एतान्न हन्तुमिच्छामि घ्नतोऽपि मधुसूदन
अपि त्रैलोक्यराज्यस्य हेतोः किं नु महीकृते।।३५।।

مدھوسودن! اُن کے ذریعہ مجھے ہلاک کئے جانے پر بھی یا تینوں عوالم کے اقتدار کیلئے بھی میں اِن سب کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا پھر اِس زمین کے لئے کہنا ہی کیا ہے۔

اٹھارہ اچھوہڑی فوج میں ارجن کو اپنا خاندان ہی دکھائی پڑا۔ اپنے لوگوں کی اتنی بڑی جماعت درحقیقت ہے کیا؟ درحقیقت عشق ہی ارجن ہے۔ یادِ الٰہی کے ابتدائی دَور میں ہر ایک عاشق کے سامنے یہی مسئلہ رہتا ہے۔ سبھی چاہتے ہیں کہ ہم یاد۔ (ورد) کریں، اُس اعلیٰ حقیقت کے مقام پر پہنچ جائیں لیکن کسی تجربہ کار مرشد کی سرپرستی میں کوئی عاشق میدان اور میدان کے عالم کی جنگ کو سمجھتا ہے کہ ہمیں کن سے جنگ کرنی ہے، تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہمارے پدر کا خاندان، سسرال کا خاندان، ماما کا خاندان، دوست واحباب اور مرشد و پیر ساتھ رہیں، سبھی خوشحال رہیں اور اِن سب کی خدمت کرتے ہوئے ہم اُس روحِ مطلق کو بھی حاصل کر لیں لیکن جب وہ سمجھتا ہے کہ راہِ عبادت میں آگے بڑھنے کے لئے خاندان چھوڑنا ہوگا، اِن تعلقات کی گرفت سے باہر نکلنا ہوگا تو وہ بے صبر ہو اُٹھتا ہے، قابلِ احترام مہاراج جی، فرمایا کرتے تھے مرنا اور صوفی ہونا برابر ہے، صوفی کے لئے کوئی دنیا میں کوئی زندہ ہے بھی، لیکن گھر والوں کے نام پر کوئی

نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے تو انسیت ہے، فریفتگی ختم کہاں ہوئی؟ جہاں تک انسیت ہے، اُس کا پوری طرح سے ایثار، اُس انسیت کے وجود کے ختم ہونے پر ہی اُس کی کامیابی ہے۔ اِن تعلقات کی وسعت ہی تو دنیا ہے، ورنہ دنیا میں ہمارا کیا ہے 'तुलसीदास कह चिद् विलास जग, बूझत बूझत बूझै।' من کی وسعت ہی دنیا ہے۔ جوگ کے مالک شری کرشن نے بھی دل کی وسعت کو ہی دنیا کہہ کر مخاطب کیا۔ جس نے اِس کے اثر کو روک لیا، اُس نے مخلوقات عالم پر ہی فتح حاصل کر لی۔

इहैव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः(गीता,५ ।१९) ।

صرف ارجن بے قرار تھا، ایسی بات نہیں ہے۔ عشق سب کے دِل میں ہے۔ ہر ایک عاشق بے قرار ہوتا ہے، اُسے عزیز لوگ یاد آنے لگتے ہیں۔ پہلے وہ سوچتا تھا کہ یادالٰہی سے کچھ فائدہ ہوگا، تو یہ سب خوش حال ہوں گے، اِن کے ساتھ رہ کر اُس کا لطف اٹھائیں گے۔ جب یہ ساتھ ہی نہیں رہے تو عیش وعشرت کو کیا کریں گے؟ ارجن کی نظر اقتدار کے عیش تک ہی محدود تھی وہ تینوں جہان کے مالک کے اقتدار کو ہی عیش وعشرت کی آخری حد سمجھتا تھا، اِس کے آگے بھی کوئی حقیقت ہے، اِس کا علم ابھی ارجن کو نہیں ہے۔

निहत्य धार्तराष्ट्रान्नः का प्रीतिः स्याज्जनार्दन ।
पापमेवाश्रयेदस्मान् हत्वैतानाततायिनः ।।३६ ।।

جنار دن! دھرت راشٹر کے اولاد کو مار کر بھی ہمیں کیا خوشی ہوگی؟ جہاں دھرت راشٹر یعنی دھرشٹتا کا راشٹر ہے (گستاخی کا اقتدار ہے) اُس سے پیدا فریفتگی کی تمثیل دُریودھن وغیرہ کو مار کر بھی ہمیں کیا خوشی ہوگی؟ اِن ظالموں کو مار کر ہمیں گناہ گار ہی تو ہونا پڑے گا۔ جو زندگی بسر کرنے کے معمولی فائدہ کے لئے بداخلاقی کو قبول کرتا ہے وہ ظالم کہلاتا ہے، لیکن حقیقت میں اِس سے بڑا ظالم وہ ہے جو روح کے راستے میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ خودشناسی میں خلل ڈالنے والے خواہش، غصہ، لالچ، فریفتگی وغیرہ کا گروہ ہی ظالم ہے۔

तस्मान्नार्हा वयं हन्तुं धार्तराष्ट्रान्स्वबान्धवान् ।
स्वजनं हि कथं हत्वा सुखिनः स्याम माधव ।।३७।।

لہٰذا اے مادھو! اپنے احباب دھرت راشٹر کے اولاد کو مارنے کے قابل ہم نہیں ہیں اپنے احباب کیسے؟ وہ تو دشمن نہ تھے تو درحقیقت جسمانی رشتے، ناسمجھی کے بناء پر پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ماما ہیں، سسرال ہے، دوست واحباب کی جماعت ہے یہ سب ناسمجھی ہی تو ہے۔ جب جسم ہی فانی ہے، تب اِس کے رشتے کہاں رہیں گے؟ فریفتگی ہے تبھی تک دوست واحباب ہیں، ہمارا خاندان ہے، ہماری دنیا ہے، فریفتگی نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اِس واسطے وہ دشمن بھی ارجن کو اپنے ہی لوگ دکھائی پڑے۔ وہ کہتا ہے کہ اپنے خاندان کو مار کر ہم کیسے خوشحال ہوں گے؟ اگر ناسمجھی اور فریفتگی نہ رہے تو خاندان کا وجود نہ ہو، یہ لاعلمی، علم کی محرک بھی ہے۔ भर्तृहरि، تلسی وغیرہ تمام معزز لوگوں کو بیراگ کی ترغیب بیگموں سے ملی، تو کوئی سوتیلی ماں کی بداخلاقی سے پریشان ہو کر راہِ ترکِ دنیا (بیراگ پتھ) پر آگے بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

यद्यप्येते न पश्यन्ति लोभोपहतचेतसः।
कुलक्षयकृतं दोषं मित्रद्रोहे च पातकम्।।३८।।

گوکہ لالچ سے بدعنوان ذہن ہوئے یہ لوگ خاندان کو تباہ کرنیوالی برائیوں اور دوستوں سے دشمنی کے گناہ کو نظرانداز کر دیتے ہیں، یہ اُن کی خامی ہے پھر بھی۔

कथं न ज्ञेयमस्माभिः पापादस्मान्निवर्तितुम्।
कुलक्षयकृतं दोषं प्रपश्यद्भिर्जनार्दन।।३९।।

جناردن! خاندان کی تباہی سے ہونے والی برائیوں کو جاننے والے ہم لوگوں کو اِس گناہ سے الگ ہونے کے لئے کیوں نہیں غور کرنا چاہئیے؟ میں ہی گناہ کرتا ہوں۔ ایسی بات نہیں آپ بھی غلطی کرنے جا رہے ہیں۔ شری کرشن پر بھی الزام لگایا، ابھی وہ سمجھ میں اپنے کو شری کرشن سے کمتر نہیں مانتا۔ ہر ایک نیا ریاضت کش مرشد کے پناہ میں جانے پر اسی طرح کی دلیل دیتا ہے اپنے کو سمجھ میں کم تر نہیں مانتا۔ یہی ارجن بھی کہتا ہے کہ یہ بھلے نہ سمجھیں، لیکن ہم آپ تو سمجھدار ہیں۔ خاندان کی تباہی کی برائیوں پر ہمیں غور کرنا چاہئیے۔ خاندان کی تباہی میں برائی کیا ہے؟

कुलक्षये प्रणश्यन्ति कुलधर्माः सनातनाः।
धर्मे नष्टे कुलं कृत्स्नमधर्मोऽभिवत्युत।।४०।।

خاندان کا خاتمہ ہونے سے قدیمی خاندان فرض ختم ہوجاتے ہیں۔ ارجن خاندانی فرض، خاندانی تربیت کو ہی ابدی دین سمجھ رہا تھا۔فرض کے خاتمہ کے بعد گناہ کا دباؤ پورے خاندان پر پڑتا ہے۔

अधर्माभिभवात्कृष्ण प्रदुष्यन्ति कुलस्त्रियः।
स्त्रीषु दुष्टासु वार्ष्णय जायते वर्णसङ्करः।।४१।।

اے کرشن! گناہوں کے زیادہ بڑھ جانے پر خاندان کی عورتیں ناقص ہوجاتی ہیں वार्ष्णेय: عورتوں کے ناقص ہونے پر ابن الغیب پیدا ہوتا ہے۔ ارجن کا ماننا تھا۔خاندان کی عورتوں کے ناقص ہونے سے دوغلہ پیدا ہوتا ہے، لیکن شری کرشن نے اس کی تردید کرتے ہوئے آگے بتایا کہ، میں خود یا اعلیٰ مقام پر فائز عظیم انسان اگر ریاضت کے تسلسل میں شبہ پیدا کردیں تب، دوغلہ ہوتا ہے۔دوغلہ کے عیوب پر ارجن روشنی ڈالتا ہے۔

सङ्करो नरकायैव कुलघ्नानां कुलस्य च।
पतन्ति पितरो ह्येषां लुप्तपिण्डोदकक्रियाः।।४२।।

دوغلہ خاندان کو برباد کرنے والوں اور خاندان کو جہنم میں ڈھکیلنے کے لئے ہوتا ہے ابن الغیب پیدا ہونے سے (پنڈ دان کا رواج ختم ہوجاتا ہے۔ایسے گرے خاندانوں کے آباء واجداد بھی گر جاتے ہیں (پنڈ دان مرنے کے بعد بارہ دن تک شرادھ श्राद्ध نام سے چاول، دودھ، گھی، تل، شہد وغیرہ ملا کر اُسے لڈّو نما بنا کر مرے ہوئے انسان کے نام پر پوجا پاٹھ کرتے ہیں) وقتِ حال برباد ہوجاتا ہے، ماضی کے آباء واجداد گر جاتے ہیں اور مستقبل والے بھی گریں گے۔ اتنا ہی نہیں۔

दोषैरेतैः कुलघ्नानां वर्णसङ्करकारकैः।
उत्साद्यन्ते जातिधर्माः कुलधर्माश्च शाश्वताः ।।४३।।

دوغلہ پیدا کرنے والے اِن عیوب سے خاندان اور خاندان کو برباد کرنے والوں کے ابدی خاندانی فرض اور قومی فرض ختم ہو جاتے ہیں۔ ارجن مانتا تھا کہ خاندانی فرض ابدی ہے، خاندانی فرض ہی دائمی ہے۔ لیکن شری کرشن نے اِس کی تردید کی اور آگے بتایا کہ روح ہی ابدی اور دائمی دین ہے۔ حقیقی ابدی دین کو جاننے سے پہلے انسان دین کے نام پر کسی نا کسی قدامت کو جانتا ہے ٹھیک اِس طرح ارجن بھی جانتا ہے جو شری کرشن کے الفاظ میں ایک قدامت ہیں۔

उत्सन्नकुलधर्माणां मनुष्याणां जनार्दन।
नरकेऽनियतं वासो भवतीत्यनुशुश्रुम ।।४४।।

اے جناردن! ختم ہوئے خاندانی فرض والے انسانوں کو لامحدود وقت تک دوزخ میں رہنا پڑتا ہے، ایسا ہم نے سنا ہے۔ صرف خاندانی فرض ہی برباد نہیں ہوتا، بلکہ دائمی ابدی دین بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ جب دین ہی برباد ہو گیا، تو ایسے انسان کا لامحدود وقت تک دوزخ میں رہنا ہوتا ہے، ایسا ہم نے سُنا ہے۔ دیکھا نہیں، سنا ہے۔

अहो बत महत्पापं कर्तुं व्यवसिता वयम्।
यद्राज्यसुखलोभेन हन्तुं स्वजनमुद्यताः ।।४५।।

حیف! افسوس ہے کہ ہم لوگ عقلمند ہو کر بھی بہت بڑا گناہ کرنے پر آمادہ ہوئے ہیں اقتدار اور عیش کی لالچ سے اپنے خاندان کو مارنے پر آمادہ ہوئے ہیں۔

ابھی ارجن اپنے کو کمتر نہیں سمجھتا ہے، شروع میں ہر ریاضت کش اسی طرح بولتا ہے۔ مردِ خدا مہاتما بدھ کا قول ہے کہ انسان جب ادھورا علم رکھتا ہے، تو اپنے آپ کو بہت بڑا عالم سمجھتا ہے اور جب آدھے سے آگے کا علم حاصل کرنے لگتا ہے تو اپنے کو بہت بڑا بیوقوف سمجھتا ہے، ٹھیک اسی طرح ارجن بھی اپنے کو عالم ہی سمجھتا ہے۔ وہ شری کرشن کو ہی سمجھاتا ہے کہ اُس گناہ سے اعلیٰ افادی ہو، ایسی بات بھی نہیں، صرف اقتدار اور عیش عشرت کی لالچ میں پڑ کر ہم لوگ خاندان کو تباہ کرنے کیلئے آمادہ ہوئے ہیں۔ بہت بڑی بھول کر رہے ہیں۔ ہم ہی بھول کر رہے ہیں ایسی بات نہیں،

آپ بھی بھول کر رہے ہیں۔ایک دھکا شری کرشن کو بھی دیا۔آخر میں ارجن اپنا فیصلہ دیتا ہے۔

यदि मामप्रतीकारमशस्त्रं शस्त्रपाणयः।

धार्तराष्ट्रा रणे हन्युस्तन्मे क्षेमतरं भवेत्।।४६।।

اگر مجھ غیر مسلح مقابلہ نہ کرنے والے کو مسلح دھرت راشٹر کے اولاد میدان جنگ میں ماریں تو ان کا وہ مارنا بھی میرے لئے بے حد فائدہ مند ہوگا، تواریخ تو کہے گی کہ ارجن سمجھدار تھا، جس نے اپنی قربانی دے کر جنگ کو بچالیا۔لوگ جانوں کی قربانی دے ڈالتے ہیں کہ بھولے بھالے معصوم بچے خوش حال رہیں، خاندان تو بچا رہے، انسان غیر ملک کو چلا جائے، شان وشوکت سے بھرے محل میں رہے، لیکن دو دن بعد اُسے اپنی چھوڑی ہوئی جھونپڑی یاد آنے لگتی ہے۔فریفتگی اتنی پرزور ہوتی ہے۔اِس واسطے ارجن کہتا ہے کہ مسلح دھرت راشٹر کی اولاد مجھ جیسے انتقام نہ کرنے والے کو میدان جنگ میں مار دیں، تب بھی وہ میرے لئے بے حد فائدہ مند ہوگا تا کہ اولاد تو عیش وآرام سے رہیں۔

संजय उवाच

एवमुक्त्वार्जुनः संख्ये रथोपस्थ उपाविशत्।

विसृज्य सशरं चापं शोकसंविग्नमानसः।।४७।।

سنجے بولا کہ میدانِ جنگ میں غم سے بے قرار من والا ارجن اِس طرح کہہ کر تیر و کمان کو چھوڑ کر رتھ کے پچھلے حصے میں بیٹھ گیا یعنی میدان اور میدان کے عالم کی ٹکر میں حصہ لینے سے پیچھے ہٹ گیا۔

☆☆☆

مغز سخن

'گیتا' میدان اور میدان کے عالم کے جنگ کی منظرکشی ہے، یہ خدائی شوکتوں سے مزین دیدارِ الٰہی کو عطا کرنے والا نغمہ ہے۔ یہ نغمہ سرائی جس حلقہ میں ہوتی ہے۔ وہ میدان عمل، جسم' ہے۔ جس میں دو خصائل ہیں میدان دین اور میدان عمل اِن فوجوں کی شکل اور اُن کی طاقت کی بنیاد بتائی، آواز ناقوس سے ان کی جفاکشی کا علم ہوا۔ اُس کے بعد جس فوج سے
جنگ کرنی ہے اس کا معائنہ ہوا۔ جس کی تعداد اٹھارہ اچھوہیڑی (تقریباً ساڑھے چھ ارب) کہی جاتی ہے، لیکن درحقیقت وہ بے شمار ہیں۔ قدرت کے نظریات دو ہیں۔ ایک معبود کی طرف لے جانے والی خصلت، روحانی دولت، دوسری دنیا کی طرف لے جانے والی دنیوی خصلت، دنیوی دولت دونوں خصائل ہی ہیں۔ ایک ذاتِ مطلق کی طرف مائل کرتی ہے، اعلیٰ دین ذات مطلق کی طرف لے جاتی ہے اور دوسری دنیا میں یقین دلاتی ہے۔ پہلے روحانی دولت کو سنھال کر دنیوی دولت کا خاتمہ کیا جاتا ہے، پھر دائمی ابدی الہ کے دیدار اور اُس میں مقام کے ساتھ روحانی دولت کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے، جنگ کا انجام نکل آتا ہے۔

ارجن کو فوج کے معائنے میں اپنا خاندان ہی دکھائی پڑتا ہے، جسے مارنا ہے، جہاں تک تعلق ہے، اُتنی ہی دنیا ہے انسیت کے پہلے قدم پر خاندانی فریفتگی خلل پیدا کرتی ہے ریاضت کش جب دیکھتا ہے کہ قریبی تعلقات سے اِتنا لگاؤ ہو جائے گا، جیسے وہ تھے ہی نہیں، تو اُسے گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ اپنوں سے لگاؤ کو ختم کرنے میں اُسے نقصان دکھائی دینے لگتا ہے۔ وہ مروجہ قدامتوں میں اپنی حفاظت کی تلاش کرنے لگتا ہے، جیسا ارجن نے کیا اُس نے کہا ''خاندانی فرض ہی ابدی دین ہے۔ اِس جنگ سے ابدی دین فنا ہو جائے گا، خاندان کی عورتیں ناقص ہوں گی

۔دوغلہ پیدا ہوگا، جوخاندان کوتباہ کرنیوالوں کو ہمیشہ ہمیش کیلیئے درزخ میں لے جانے کے لئے ہوتا ہے'' ارجن اپنی سمجھ سے، ابدی دین کی حفاظت کیلیئے بے قرار ہے۔اُس نے شری کرشن سے گزارش کی ہم لوگ سمجھدار ہوکر بھی یہ اتنا بڑا گناہ کیوں کریں؟ یعنی شری کرشن بھی گناہ کرنے جارہے ہیں، آخر میں گناہ سے بچنے کے لئے میں جنگ نہیں کروں گا، ایسا کہتا ہوا مایوس ارجن رتھ کے پچھلے حصے میں بیٹھ گیا، میدان اور میدان عالم کی ٹکر سے پیچھے ہٹ گیا۔شرح نوسیوں نے اِس باب کو، غم ارجن جوگ، کہا ہے ارجن انسیت کی علامت ہے۔ابدی دین کے لئے بے قرار ہونے والے عاشق کا غم جوگ کا سبب بنتا ہے۔یہی غم مورث اول (منُو) کو ہوا تھا، हृदय बहुत दु:ख लाग,जनम गयउ हरि भगति बिनु ।' رام چرت مانس (۱/۱۴۲) شک وشبہہ میں پڑکر ہی انسان غم کرتا ہے۔ اُسے شک تھا کہ دوغلہ پیدا ہوگا جو دوزخ میں لے جائے گا، ابدی دین کے مٹنے کا بھی اُسے غم تھا، لہٰذا، غم وشک وشبہہ جوگ) کا عام طریقہ سے نام دیا جانا اِس بات کے لئے مناسب ہے۔لہٰذا

اِس طرح شری مدبھگود گیتا کی شکل میں اپنشد وعلم تصوف وعلم ریاضت سے متعلق شری کرشن اورارجن کے مکالمہ میں (غم وشک وشبہہ جوگ) نام کا پہلا باب مکمل ہوتا ہے۔

اِس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعہ لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں (غم وشک وشبہہ جوگ) (संक्षय-विषाद योग) نام کا پہلا باب مکمل ہوا۔

''ہری'اوم'تت ست''

اوم شری پرماتمنے نمہ

دوسرا باب

باب اول گیتا کی طرف پہلا قدم ہے، جس کی شروعات میں عمل کے راہ رَو کومحسوس ہونے والی الجھنوں کی عکاسی ہے۔ جنگ کرنے والے سبھی کورَ واور پانڈ و تھے۔لیکن شک وشبہ کا کردار محض ارجن ہے۔ عشق ہی ارجن ہے۔ اِلہ۔ کے مطابق انسیت ہی عمل کے راہ رَو کو میدان اورمیدان کے عالم کی ٹکراؤ کے لئے آمادہ کرتی ہے۔ انسیت ابتدائی درجہ ہے۔ قابل احترام مہاراج جی، کہتے تھے۔ نیک اہل زندگی میں رہتے ہوئے کلالت ہونے لگے، اشک رواں ہوتا ہو، حلق بند ہوتا ہو تو سمجھنا کہ یہیں سے یادالٰہی کی ابتداء ہوگئی۔انسیت میں سب کچھ آجاتا ہے۔اس میں دین اصول۔صحبت نیک خیال سبھی موجود ہوں گے۔

انسیت کے پہلے قدم میں خاندان کی رغبت خلل پیدا کرتی ہے۔ پہلے سبھی چاہتے ہیں کہ ہم اس ممتاز حقیقت کو حاصل کرلیں۔لیکن آگے بڑھتے پر وہ دیکھتا ہے کہ ان محبوب تعلقات کو ترک کرنا ہوگا۔تب اس پر نا امیدی طاری ہوجاتی ہے۔وہ پہلے سے جو کچھ فرض وفعل (धर्म कर्म) مان کر کرتا تھا، اتنے میں ہی اطمینان کرنے لگتا ہے۔اپنی محبت کو تصدیق
کرنے کیلئے وہ مروجہ قدامتوں کو بطور ثبوت بھی پیش کرتا ہے۔جیسا ارجن نے کیا۔خاندانی فرض ابدی ہے۔ جنگ سے ابدی دین کا خاتمہ ہوگا، خاندان کی بربادی ہوگی، بدعنوانی پھیلے گی یہ ارجن کا جواب نہیں تھا، بلکہ مرشد کی قربت سے پہلے کا اپنایا گیا محض ایک براروا ج تھا۔

انہیں برے رواجوں میں پھنس کر انسان الگ الگ مذہب مختلف فرقوں چھوٹی بڑی دلبندی اور بے شمار ذاتوں کو گڑھ لیتا ہے۔کوئی ناک دباتا ہے، کوئی کان پھاڑتا ہے، کسی کے چھونے سے دین تباہ ہوجاتا ہے، تو کہیں روٹی۔پانی سے دین برباد ہوجاتا ہے۔تو کیا اچھوت یا چھونے والوں کی غلطی ہے؟ ہرگز نہیں۔ غلطی ہمارے اندر شک پیدا کرنے والوں کی ہے۔ دین

کے نام پر ہم برے رواج کے شکار ہیں لہٰذا غلطی ہماری ہے۔

مرد حق بدھ کے وقت میں وکیش۔کمبل۔نام کا ایک فرقہ تھا، جس میں بال کو بڑھا کر کمبل کی طرح استعمال کرنے کو مکمل ہونے کا پیمانہ ہونے کا مانا جاتا تھا۔کوئی गोव्रतिक (گائے کی طرح رہنے والا) تھا، تو کوئی کُکّر ورتک (کتے کی طرح کھانے، پینے، رہنے والا) تھا علم تصوف کا اِن سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔فرقے اور برے رواج پہلے بھی تھے۔آج بھی ہیں۔ٹھیک اِسی طرح شری کرشن کے دور میں بھی فرقے تھے، برے رواج تھے۔ان میں سے کچھ برے رواج کا شکار ارجن بھی تھا۔اس نے چار دلیلیں پیش کیں۔۱-ایسی جنگ سے ابدی دین تباہ ہوجائے گا۔۲-دوغلہ پیدا ہوگا۔۳-مرنے کے بعد جرم کو پانی دینے کا رواج (पिण्डोदक क्रिया) کا خاتمہ ہوگا اور ۴-ہم لوگ خاندان کی بربادی کے ذریعہ بہت بڑا گناہ کرنے کو آمادہ ہوئے ہیں۔اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے فرمایا۔سنجے بولا:-

संजय उवाच

तं तथा कृपयाविष्टमश्रुपूर्णाकुलेक्षणम् ।
विषीदन्तमिदं वाक्यमुवाच मधुसूदनः ।।१।।

رحم دل۔اشکوں سے لبریز بے قرار آنکھوں والے اُس ارجن کے متعلق، مدھوسودن۔ मधुसूदन غرور کا خاتمہ کرنے والے شری کرشن نے یہ قول فرمایا۔شری بھگوان بولے:

श्रीभगवानुवाच

कुतस्त्वा कश्मलमिदं विषमे समुपस्थितम् ।
अनार्यजुष्टमस्वर्ग्यमकीर्तिकरमर्जुन ।।२।।

ارجن! اس غیر مساوی مقام میں تجھ میں یہ ناسمجھی کہاں سے آگئی؟ غیر مساوی مقام یعنی جس کی برابری کا تخلیق میں کوئی مقام ہے ہی نہیں۔ماورائی ہے مقصود جس کا۔اُس غیر اختلافی مقام پر تیرے اندر جہالت کہاں سے آگئی؟ جہالت کیوں؟ ارجن تو ابدی دین کی حفاظت کیلئے

کمر بستہ ہے۔کیا ابدی دین کی حفاظت کے لئے جی جان سے تیار ہونا جہالت ہے؟شری کرشن کہتے ہیں۔ہاں۔یہ جہالت ہے۔نہ تو متوقع انسانوں کے ذریعہ اِس کا برتاؤ کیا گیا ہے۔نہ جنت ہی عطا کرنے والا ہے اور نہ یہ شہرت ہی عطا کرنے والا ہے۔نیک راہ پر جو مضبوطی کے ساتھ قائم ہے۔اُسے افضل (आर्य) کہتے ہیں۔خاندان کے لئے مرنا۔مٹنا اگر جہالت نہ ہوتی۔تو عظیم انسان اُس پر ضرور چلے ہوتے۔اگر خاندانی فرض ہی حق ہوتا۔تو جنت اور بھلائی کا لا درجہ(न:श्रेणी)ضرور بنتا۔یہ شہرت عطا کرنے والا بھی نہیں ہے۔میرا،یادالٰہی میں لگ گئی،تو،لوگ کہیں میرا بھئی باوری۔ساس کہے کُلناشی رے۔جس خاندان اور عزت کے لئے میرا کی ساس مصیبت کا اظہار کرتی ہوئی رو رہی تھی،آج اُس خاندانی ساس کو کوئی نہیں جانتا،میرا کو ساری دنیا جانتی ہے، ٹھیک اِسی طرح خاندان کے لئے جو پریشان ہیں ان کی بھی شہرت کب تک رہے گی؟جس میں شہرت نہیں،بھلائی نہیں۔صالح انسانوں نے بھول کر بھی جس کا برتاؤ نہیں کیا،تو ثابت ہے کہ وہ جہالت ہے لہٰذا

क्लैब्यं मा स्म गमः पार्थ नैतत्त्वय्युपपद्यते ।
क्षुद्रं हृदयदौर्बल्यं त्यक्त्वोत्तिष्ठ परंतप ।।३।।

ارجن:نامرد مت بن۔کیا ارجن نامرد تھا؟کیا آپ مرد ہیں؟نامرد وہ ہے،جس میں مردانگی نہ ہو۔سب اپنی سمجھ سے مردانگی ہی تو کرتے ہیں۔کاشتکار۔رات۔دن۔خون پسینہ ایک کر کے کھیت میں مردانگی ہی تو کرتا ہے۔کوئی روزگار میں مردانگی سمجھتا ہے تو کوئی اپنے عہدہ کا کا غلط استعمال کر کے مرد بنتا ہے۔زندگی بھر مردانگی کرنے پر بھی خالی ہاتھ جانا پڑتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ مردانگی نہیں ہے۔خالص مردانگی ہے۔خودشناسی گارگی (ایک قدیمی دور کی عالمہ) نے 'याज्ञवल्क्य' (قدیمی دور کے عالم فاضل مردخدا) سے کہا۔

नपुंसक पुमान् ज्ञेयो न वेत्ति हृदि स्थितम् ।
पुरुषं स्वप्रकाशं तस्मानन्दात्मानमव्ययम् ।। (आत्म-पुराण)

وہ مرد ہوتے ہوئے نامرد ہے، جو دل میں قائم روح کو نہیں پہچانتا! روح ہی بشکل مرد آدمی، خود پر نور، اعلیٰ، پرلطف اور غیر مرئی ہے۔ اسے حاصل کرنے کی کوشش ہی مردانگی ہے۔ ارجن :۔ تو نامردی کا حامل نہ بن۔ یہ تیرے لئے واجب نہیں ہے! اے اعلیٰ ریاضت کش۔ دل کی حقیر کمزوری کو ترک کر جنگ کیلئے کھڑا ہو! رغبت کو ترک کر! یہ محض دل کی کمزوری ہے۔ اس پر ارجن نے تیسرا سوال کھڑا کیا۔ (ارجن بولا)

अर्जुन उवाच

कथं भीष्महं संख्ये द्रोणं च मधुसूदन।
इषुभिः प्रति योतस्यामि पूजार्हावरिसूदन ।।४।।

غرور کو ختم کرنے والے مدھوسودن" میں میدان جنگ میں جد، بھیشم اور علامہ درونڑ سے کس طرح تیروں سے جنگ کروں گا، کیوں کہ اری سودن۔ دونوں ہی قابل احترام ہیں۔

شرک ہی درونڑ ہے۔ معبود الگ ہے، ہم الگ ہیں، شرک کا یہ احساس ہی حصول کی ترغیب کا ابتدائی مخرج ہے۔ یہی علامہ مخزن درونڑ کی ثقالت ہے۔ شک ہی بھیشم ہے، جب تک شک ہے تبھی تک بچے، خاندان، رشتے دار سبھی اپنے لگتے ہیں۔ اپنا لگنے میں شک ہی ذریعہ ہے۔ روح انہیں کو قابل احترام مان کر ان کے ساتھ رہتی ہے کہ یہ پدر ہیں، اجداد ہیں، خاندان کے معلم ہیں وغیرہ! ریاضت کے تکمیلی دور میں गुरु न चेला, पुरुष अकेला।। (نہ کوئی استاد ہے نہ شاگرد، صرف تنہا انسان ہے)। न बन्धुर्न मित्रं गुरुर्नैव शिष्यः। चिदानन्दरूपः शिवोऽहम् शिवोऽहम्

جب قلبی رجحان اس اعلیٰ مسرت میں محو ہو جاتا ہے تب نہ مرشد علم دینے والا اور نہ شاگرد لینے والا ہی رہ جاتا ہے! یہی ماورائی کی حالت ہے! مرشد کی ثقالت حاصل کر لینے پر ثقالت ایک جیسی ہو جاتی ہے! شری کرشن کہتے ہیں ارجن تو مجھ میں قیام کرے گا! جیسے شری کرشن ویسا ہی ارجن اور ٹھیک ویسا ہی حاصل کرنے والا عظیم انسان ہو جاتا ہے! ایسی حالت میں مرشد کی ذات

بھی تحلیل ہوجاتی ہے۔ثقالت دل میں رواں ہوجاتی ہے۔ارجن مرشد کے عہدہ کی ڈھال بنا کر اس جنگ میں شامل ہونے سے کترانا چاہتا ہے۔وہ کہتا ہے۔

गुरूनहत्वा हि महानुभावान् ।
श्रेयो भोक्तुं भैक्ष्यमपीह लोके ।
हत्वार्थकामांस्तु गुरुनिहैव
भुन्जीय भोगान्रुधिरप्रदिग्धान् ।।५।।

ان قابل تعظیم معلم حضرات کو نہ مار کر میں اس دنیا میں بھیک کا دانہ بھی بہتر سمجھتا ہوں! یہاں بھیک کا مطلب پیٹ پالنے کے لئے بھیک مانگنا نہیں، بلکہ صالح انسانوں کی چھوٹی، موٹی خدمت کے بدلے ان سے بھلائی کی التجا ہی بھیک ہے۔ 'अन्नं ब्रह्मेति व्यजानात् (तैत्तिरीय) 'اناج واحد پروردگار ہے، جسے حاصل کرنے کے لئے روح ہمیشہ کے لئے آسودہ ہوجاتی ہے! کبھی غیر آسودہ نہیں رہتی، ہم عظیم انسانوں کی خدمت اور ان سے التجا کے ذریعہ دھیرے دھیرے خدائی نوشاب کو حاصل کریں،لیکن یہ خاندان نہ چھوٹے، یہی ارجن کے بھیک کے اناج کی خواہش ہے۔دنیا میں زیادہ تر لوگ ایسا ہی کرتے ہیں!وہ چاہتے ہیں کہ خاندانی محبت کے تعلقات کو نہ چھوڑنا پڑے اور نجات بھی رفتہ رفتہ حاصل ہوجائے۔لیکن راہ رَو کے لئے جس کے تاثرات संस्कार ان کے اوپر ہیں، جس میں ٹکر لینے کی صلاحیت ہے۔جن کے برتاؤ کے طور طریقے میں چھتری پن کی روانی ہے،اس کے لئے اس بھیک کے اجناس کا اصول نہیں ہے۔خود نہ کرکے،التجا کرنا بھیک کا اناج ہے۔گوتم بدھ نے بھی 'मज्झिम निकाय के धम्मदायाद सुत्त-' میں اس بھیک کے اناج کو 'आमिष-दायाद' (گوشت کی بھیک) کہہ کر قابل نفرت مانا ہے۔جبکہ جسم کو زندہ رکھنے کے خیال سے سبھی بھکاری تھے۔

ان قابل احترام لوگوں کو مار کر ملے گا کیا؟اس دنیا میں خون آلودہ دولت اور خواہشات کے عیش وعشرت ہی تو لطف اٹھانے کیلئے ملیں گی۔ارجن شاید سوچتا تھا کہ یادرب سے مادیاتی

سکون کی تعداد میں اضافہ ہوگا، اتنی جد و جہد کے بعد بھی اس جسم کی مقوی دولت اور خواہش کے عیش ہی تو ملیں گے۔ وہ پھر دلیل پیش کرتا ہے۔

न चैतद्विद्मः कतरन्नो गरीयो-
यद्वा जयेम यदि वा नो जयेयुः।
यानेव हत्वा न जिजीविषाम-
स्तेऽवस्थिताः प्रमुखे धार्तराष्ट्राः ।।६।।

یہ بھی طے نہیں ہے وہ عیش ملے گا ہی! یہ بھی ہم نہیں جانتے کہ ہمارے لئے کیا کرنا بہتر ہے، کیونکہ جو کچھ ہم نے کہا۔ وہ جہالت ثابت ہوگیا۔ یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہم ہی فتح حاصل کریں گے خواہ انہیں ہی فتح حاصل ہوگی۔ جنہیں ہم مار کر جینا بھی نہیں چاہتے، وہ ہی دھرت راشٹر کی اولادیں ہمارے سامنے کھڑی ہیں، جہالت کی تمثیل دھرت راشٹر سے پیدا فریفتگی وغیرہ کے ساتھ اپنے لوگوں کی جماعتیں مٹ ہی جائیں گی۔ تب ہم جیت کر ہی کیا کریں گے؟ ارجن پھر سوچتا ہے کہ جو کچھ ہم نے کہا، شاید یہ بھی جہالت ہو، لہٰذا گزارش کرتا ہے۔

कार्पण्यदोषोपहतस्वभावः
पृच्छामि त्वां धर्मसंमूढचेताः।
यच्छ्रेयः स्यान्निश्चितं ब्रूहि तन्मे
शिष्यस्तेऽहं शाधि मां त्वां प्रपन्नम् ।।७।।

بخیلی (بزدلی) کی برائیوں کے زیر اثر برباد فطرت والا، دین کے بارے میں ہر طرح سے فریفتہ قلب والا میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ جو کچھ طے شدہ اعلیٰ افادی ہو، وہ وسیلہ مجھے بتایئے! میں آپ کا خاص الخاص شاگرد ہوں، آپ کی پناہ میں ہوں، مجھے سنبھالیئے۔ صرف نصیحت نہ دیجئے بلکہ جہاں لڑکھڑاؤں وہاں سنبھالیئے۔ लाद दे लदाय दे और लदानेवाला साथ चले।، گر کہیں گٹھر گر پڑا، تب کون لودائے گا۔ ایسی ہی سپردگی ارجن کی ہے۔

یہاں ارجن نے خودکو پوری طرح سپرد کردیا۔ ابھی تک وہ شری کرشن کو ہم وزن ہی سمجھتا تھا، صرف یہی نہیں مختلف علوم میں اپنے کو کچھ آگے ہی مانتا تھا۔ یہاں اس نے اپنی لگام شری کرشن کو حقیقتاً سپرد کردی۔ مرشد آخری منزل تک دل میں مقام کرکر ریاضت کش کے ساتھ چلتے ہیں۔ اگر وہ ساتھ نہ رہیں، تو ریاضت کو منزل نہ ملے کسی دوشیزہ کے خاندان والے جس طرح شادی نکاح تک اس کو احتیاط کی نصیحت دیتے ہوئے سنبھال لے جاتے ہیں، ٹھیک اُسی طرح مرشد اپنے شاگرد کی باطن سے رتھ بان بن کراسے دنیا کے پیچ وخم سے بچا کر منزل تک پہنچادیتے ہیں۔ ارجن گزارش کرتا ہے کہ بھگوان ایک بات اور ہے۔

न हिप्र पश्यामि ममापनुद्याद्
यच्छोकमुच्छोषणमिन्द्रियाणाम् ।
अवाप्य भूमावसपत्नमृद्ध-
राज्यं सुरणामपि चाधिपत्यम् ।।८।।

زمین بنا کسی جھنجھٹ کے مال وزر سے بھرے اقتدار کو اور دیوتاؤں کے سرتاج اندر کے مقام کو پاکر بھی میں اس طریقہ کو نہیں دیکھتا، جو میرے حواس کو یہ خشک کرنے والی خلش کو دور کرسکے، جب خلش بنی ہی رہی، تو سب لیکر ہی میں کیا کروں گا؟ اگر اتنا ہی ملنا ہے، تو معاف کریں۔ ارجن نے سوچا، اب اس کے آگے بتائیں گے بھی کیا؟ (سنجے بولا)

संजय उवाच

एवमुक्त्वा हृषीकेशं गुडाकेशः परंतप।
न योत्स्य इति गोविन्दमुक्त्वा तूष्णीं बभूव ह ।।९।।

سنجے بولا۔ فریفتگی کی تمثیل سیاہ رات پر فتح حاصل کرنے والے ارجن نے دل کے علیم شری کرشن سے یہ کہہ کرکہ ''گوبند۔ میں جنگ نہیں کروں گا! خاموش ہوگیا۔ ابھی تک ارجن کی نظر 'پران' کے متعلق ہے۔ جس میں مذہبی معاملات کے ساتھ عیش وعشرت کو حاصل کرنے کا اصول ہے، جس میں جنت ہی سب کچھ مانی جاتی ہے۔ جس پر شری کرشن روشنی ڈالیں گے کہ یہ نظریہ بھی

غلط ہے۔

तमुवाच हृषीकेशः प्रहसन्निव भारत।
सेनयोरुभयोर्मधये विषीदन्तमिदं वचं ।।१०।।

اس کے بعد اے شاہ۔ عالم القلوب جوگ کے مالک شری کرشن نے دونوں طرف کی فوجوں کے درمیان میں اس غمزدہ ارجن سے ہنستے ہوئے یہ بات کہی۔

(شری بھگوان بولے)

श्रीभगवानुवाच

अशोच्यानन्वशोचस्त्वं प्रज्ञावादांश्च भाषसे।
गतासूनगतासूंश्च नानुशोचन्ति पण्डिताः ।।११।।

ارجن: تو ایسے لوگوں کے لئے غمزدہ ہے جو غم کرنے کے قابل نہیں ہیں جن کے لئے غم کیا جائے اور عالموں جیسی باتیں کرتا ہے۔ لیکن عقل سے بہرہ ور عالموں۔ جن کی جان چلی گئی ہے ان کیلئے اور جن کے اندر جان باقی ہے۔ ان کے لئے بھی غم نہیں کرتے، کیوں کہ ایک دن وہ بھی فنا ہوجائیں گے۔ تو عالموں جیسی محض باتیں کرتا ہے۔ درحقیقت عالم ہے نہیں۔ کیونکہ

न त्वेवाहं जातु नासं न त्वं नेमे नैमे जनाधिपाः।
न चैव न भविष्यामः सर्वे वयमतः परम् ।।१२।।

ایسا بھی نہیں ہے کہ میں یعنی مرشد کامل کسی دور میں نہیں تھا خواہ تو عاشق (अनुरागी) اہل یا 'شاہ لوگ یعنی ملکات ردیہ والی خصلت میں پایا جانے والا اغرور نہیں تھا۔ اور نہ ایسا ہی ہے کہ آگے ہم سب نہیں رہیں گے۔ مرشد کامل ہمیشہ رہتا ہے، عاشق ہمیشہ رہتے ہیں یہاں جوگ کے مالک نے جوگ کی ابدیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مستقبل میں بھی اس کی موجودگی پر زور دیا جناधिपा: مرنے والوں کے لئے غم نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے انہوں نے فرمایا۔

देहिनोऽस्मिन्यथा देहे कौमारं यौवनं जरा।
तथा देहान्तरप्राप्तिर्धीरस्तत्र न मुह्यति ।।१३।।

جیسے ذی روح کے اس جسم میں بچپنا، جوانی اور ضعیفی کی حالت ہوتی ہے، ویسے ہی مختلف اجسام کے حصول میں ثابت قدم انسان فریفتہ نہیں ہوتا ہے، کبھی آپ بچے تھے رفتہ رفتہ جوان ہوئے، تب آپ فنا تو نہیں ہو گئے؟ پھر ضعیف ہوئے! انسان ایک ہی ہے، اُسی طرح ذرا بھی فرق نئے جسم کے حصول پر نہیں پڑتا۔ جسم کا یہ تغیر تب تک چلے گا جب تک تغیر سے ماورا چیز نہیں حاصل ہو جاتی۔

मात्रास्पर्शास्तु कौन्तेय शीतोष्णसुखदु: खदा: ।
आगमापायिनोऽनित्यास्तांस्तितिक्षस्व भारत ॥१४॥

کُنتی کے پسر سکھ، دکھ، سردی اور گرمی کو عطا کرنے والے حواس اور اُن کے موضوعات کے اتفاق تو ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں، وقتی ہیں۔ لٰہذا بھرت کے خاندان والے ارجن تو اس کو ترک کر۔

ارجن حواس اور اس کے موضوعات کے اتفاق کے ذریعہ حاصل ہونے والے سکون کو یاد کر کے ہی بے قرار تھا۔ خاندانی فرض، خاندانی معلموں کی پرستش وغیرہ حواس کے لگاؤ کے تحت ہیں۔ یہ وقتی ہیں، جھوٹے ہیں، فانی ہیں، موضوعات کا اتفاق نہ ہمیشہ ملے گا اور نہ ہمیشہ حواس میں حاصل کرنے کی طاقت ہی رہے گی۔ لٰہذا ارجن۔ تو ان کو ترک کر، برداشت کر۔ کیوں؟ کیا ہمالیہ کی جنگ تھی، جو ارجن سردی برداشت کرتا؟ یا کیا یہ ریگستان کی جنگ ہے۔ جہاں ارجن گرمی برداشت کریں؟ 'कुरुक्षेत्र' میدانِ جنگ جیسا کہ لوگ عام طور پر باہر بتاتے ہیں، معتدل جگہ ہے۔ تمام سب اٹھارہ دن تو جنگ ہوئی، اتنے میں کہاں سردی گرمی گئی؟ درحقیقت سردی گرمی، تکلیف و آرام، عزت، ذلت کا برداشت کرنا ایک جوگی پر منحصر کرتا ہے۔ یہ دل کی دنیا کی جنگ کی عکاسی ہے، اس خارجی جنگ کے لئے 'گیتا' نہیں کہتی۔۔ یہ میدان اور عالم میدان کی جنگ ہے۔ جس میں دنیوی دولت کا پوری طرح سے خاتمہ کر، معبود میں مقام دلا کر روحانی دولت بھی خاموش ہو جاتی ہے۔ جب عیوب ہے ہی نہیں تو ہم ذات خصائل کس پر حملہ کریں لٰہذا تکمیل کے ساتھ ہی وہ بھی خاموش

ہوجاتی ہیں، اس سے پہلے نہیں ''گیتا' باطنی دنیا کی جنگ کی عکاسی ہے۔ اس ایثار سے حاصل کیا ہوگا؟ اس سے فائدہ کیا ہے اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

यं हि न व्यथयन्त्येते पुरुषं पुरुषर्षभ।
समदु:खसुखं धीरं सोऽमृतत्वाय कल्पते ।।१५।।

کیوں کہ اے مرد آدمی ۔ آرام اور تکلیف کو یکساں سمجھنے والے جس ثابت قدم انسان کو حواس اور موضوعات کے اتفاق غمزدہ نہیں کرپاتے، وہ موت سے ماورالافانی عنصر کو حاصل کرنے کی صلاحیت والا ہوجاتا ہے، یہاں سے شری کرشن نے ایک حصول یابی، عنصر لافانی، کا ذکر کیا ارجن سوچتا تھا کہ جنگ کے ثمرہ میں جنت نصیب ہوگی یا زمین۔ لیکن شری کرشن کہتے ہیں کہ نہ جنت ملے گی نہ زمین بلکہ جاویدانی ملے گی۔ جاویدانی کیا ہے؟

नासतो विद्यते भावो नाभावो विद्यते सतः।
उभयोरपि दृष्टोऽन्तस्त्वनयोस्तत्त्वदर्शिभिः ।।१६।।

ارجن باطل کا وجود نہیں ہے۔ وہ ہے ہی نہیں اسے روکا نہیں جاسکتا۔ اور حق کی تینوں تسلسلِ وقت میں کمی نہیں ہے، اسے مٹایا نہیں جاسکتا۔ ارجن نے سوال کیا۔ کیا بندہ پرور ہونے کی حیثیت سے آپ کہتے ہیں؟ شری کرشن نے بتایا۔ میں تو کہتا ہی ہوں ۔ اِن دونوں کا یہ فرق ہمارے ساتھ ساتھ حق شناس انسانوں کے ذریعہ بھی دیکھا گیا ہے۔ شری کرشن نے اسی حقیقت کو دہرایا جسے مبصر انسانوں نے کبھی دیکھ لیا تھا۔ شری کرشن بھی ایک حق شناس عظیم انسان تھے۔ عنصر اعلیٰ روح مطلق کا بدیہی دیدار کر کے اس۔ اس مقام پر فائز انسان حق شناس کہلاتے ہیں۔ حق اور باطل ہے کیا؟ اس پر فرماتے ہیں۔

अविनाशि तु तद्विद्धि येन सर्वमिदं ततम्।
विनाशमव्ययस्यास्य न कश्चित्कर्तुमर्हति ।।१७।।

لافانی تو وہ ہے جس سے یہ ساری دنیا جاری وساری ہے۔ اس (अव्ययस्य) لافانی کو فنا

کرنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے، لیکن اس لافانی، وجاودانی کا نام کیا ہے؟ وہ ہے کون؟

अन्तवन्त इमे देहा नित्यस्योक्ता: शरीरिण: ।
अनाशिनोऽप्रमेयस्य तस्माद्युध्यस्व भारत ।।१८।।

لافانی لاثبوت، ہمیشہ موجود رہنے والے روح کے یہ سبھی اجسام فانی کہے گئے ہیں لہٰذا بھرت کے خاندان والے ارجن۔ تو جنگ کر: روح ہی نوشاب ہے۔ روح ہی لافانی ہے، جو تینوں تسلسل زمانہ میں فنا نہیں ہوتی روح ہی حق ہے! جسم فانی ہے، یہی باطل ہے جس کا تینوں تسلسلِ زمانہ میں وجود نہیں ہے۔

جسم فانی ہے۔ لہٰذا تو جنگ کر۔" اس حکم سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ارجن صرف کوروؤں کو مارے! پانڈوں کے طرفداروں میں بھی تو اجسام ہی کھڑے تھے، کیا پانڈوں کے اجسام لافانی تھے؟ اگر جسم فانی ہے تو شری کرشن کس کی حفاظت میں کھڑے تھے۔ کیا ارجن کوئی جسم والا تھا؟ جسم تو باطل ہے جس کا وجود نہیں ہے، جسے روکا نہیں جاسکتا کیا شری کرشن اس جسم کی حفاظت میں کھڑے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو وہ بھی ناسمجھ اور جاہل ہیں، کیونکہ آگے شری کرشن خود کہتے ہیں کہ جو صرف جسم کیلئے کھانا پکاتا ہے، محنت کرتا ہے، (باب ۳/۱۳) وہ ناسمجھ اور جاہل ہے۔ وہ تاعمر گناہ کرنے والا انسان بے کار ہی جیتا ہے آخر کار ارجن کون تھا؟

درحقیقت عشق ہی ارجن ہے! عاشق کے لئے معبود ہمیشہ رتھ بان بن کر ساتھ میں رہتے ہیں! محبّ کی طرح اُس کی رہنمائی کرتے ہیں، آپ جسم نہیں ہیں۔ جسم تو لباس ہے، رہنے کا مکان ہے۔ اس میں رہنے والا انسیت سے بھری ہوئی روح ہے۔ مادی جنگ میں مارنے کاٹنے سے اجسام کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ یہ جسم چھوٹے گا تو روح دوسرے جسم میں داخل ہوجائے گی۔ اسی کے متعلق شری کرشن کہہ چکے ہیں کہ جس طرح بچپن سے جوانی یا ضعیفی آتی ہے، اسی طرح جسم کا بدلاو بھی حاصل ہوتا ہے۔ جسم کو کاٹیں گے تو ذی روح نیا لباس بدل لے گی۔

جسم اپنے تاثرات پر منحصر ہے اور تاثر کی بنیاد من ہے एव मनुष्याणां कारणं

बन्धमोक्षयो: । من کا پوری طرح قابو میں ہونا مستحکم ثابت قدم ہونا اور آخری تاثر کی تحلیل ایک ہی بات ہے، تاثرات کی بنیاد کا ٹوٹ جانا ہے اجسام کا خاتمہ ہے۔ اسے توڑنے کے لئے آپ کو عبادت کرنی ہوگی، جسے شری کرشن نے 'عمل' یا بے غرض عملی جوگ، کا نام دیا ہے شری کرشن نے جگہ جگہ پر ارجن کو جنگ کی ترغیب دی، لیکن ایک بھی شلوک ایسا نہیں ہے جو مادی جنگ یا مار کاٹ کی حمایت کرتا ہو۔ یہ جنگ ہم ذات اور غیر نسلی خصائل کی ہے، دل کی دنیا میں ہے۔

य एनं वेत्ति हन्तारं यश्वचैनं मन्यते हतम् ।
उभौ तौ न विजानीतो नायं हन्ति हन्यते ।।१९।।

جو اس روح کو مارنے والا مانتا ہے اور جو اس روح کو مری ہوئی سمجھتا ہے، وہ دونوں ہی روح کی حقیقت کو نہیں جانتے ہیں، کیونکہ یہ روح نہ تو مرتی ہے اور نہ ماری جاتی ہے پھر اسی حقیقت پر زور دیتے ہیں۔

न जायते म्रियते वा कदाचिन्नायं
भूत्वा भविता वा न भूयः
अजो नित्यः शाश्वतोऽयं पुराणो-
नहन्यते हन्यमाने शरीरे ।।२०।।

یہ روح کسی دور میں نہ تو پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا ہوتی ہے، کیونکہ یہ فقط لباس ہی تو بدلتی ہے۔ یہ روح ہو کر اور دوسرا کچھ ہونے والی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ابدی ہے، ہمیشہ رہنے والی ہے دائمی اور قدیمی ہے۔ جسم کے ختم ہونے پر بھی اس کا خاتمہ نہیں ہوتا۔ روح ہی حق ہے روح ہی قدیمی ہے، روح ہی دائمی اور ابدی ہے۔ آپ کون ہیں؟ ابدی دین کے مقلد۔ ابدی کون ہے؟ روح۔ آپ روح کے پیرو ہیں، روح، روح مطلق اور خدا ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ آپ کون ہیں؟ دائمی دین کے پرستار۔ دائمی کون ہے روح۔ یعنی ہم اور آپ روح کے پرستار ہیں اگر آپ روحانی راہ کو نہیں جانتے تو آپ کے پاس دائمی اور ابدی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس

کے لئے آپ آہیں بھرتے ہیں، تو امید وار ضرور ہیں لیکن ابدی دین والے نہیں ہیں۔ابدی دین کے نام پر کسی بدرواج کے شکار ہیں۔اپنے ملک میں یا غیر ملک میں، شکار ہیں۔

اپنے ملک میں یا غیر ملک میں ہر انسان میں روح ایک ہی جیسی ہے۔اس واسطے ساری دنیا میں کہیں بھی کوئی روح کی حالت دلانے والا طریقہ جانتا ہے۔اور اس پر چلنے کیلئے کوشش میں لگا ہے، تو وہ دائمی دین والا ہے۔چاہے اپنے کو وہ عیسائی مسلمان، یہودی یا کچھ بھی کیوں نہ کہہ لے۔

वेदाविनाशिनं नित्यं य एनमजमव्ययम्
कथं स पुरुषः पार्थ कं घातयति हन्ति कम् ।।२१।।

خاکی جسم کو رتھ بنا کر ذات مطلق کی تمثیل منزل مقصود پر بے ضرر نشانہ لگانے والا ''پرتھا'' पृथा کا پسر ارجن۔جو انسان اس روح کو لافانی ابدی دائمی اور غیر مرئی جانتا ہے، وہ انسان کیسے کسی کو ہلاک کرواتا ہے اور کیسے کسی کو ہلاک کرتا ہے؟ لافانی کا فنا ہونا غیر ممکن ہے جو دائمی ہے وہ جنم نہیں لیتا۔لہٰذا جسم کے لئے غم نہیں کرنا چاہئے۔اسی کو مثال دے کر صاف کرتے ہیں۔

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय
नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि।
तथा शरीराणि विहाय जीर्णा-
न्यन्यानि संयाति नवानि देही ।।२२।।

جیسے انسان 'जीर्णानि वासांसि' بوسیدہ پرانے لباسوں کو چھوڑ کر نئے لباسوں کو پہنتا ہے، ٹھیک ویسے ہی ذی روح پرانے اجسام کو ترک کر دوسرے نئے اجسام میں داخل ہو جاتی ہے، جسم کے بوسیدہ ہونے پر ہی نیا جسم قبول کرتا ہے تو بچے کیوں مرجاتے ہیں؟ یہ لباس تو اور عمدہ ہونا چاہئے۔درحقیقت یہ جسم اپنے تاثرات پر منحصر ہے۔جب تاثرات بوسیدہ ہوتے ہیں تو جسم سے واسطہ ٹوٹ جاتا ہے۔اگر تاثر دو دن کا ہے تو دوسرے دن ہی جسم بوسیدہ ہو گیا اس کے بعد انسان

ایک سانس بھی زیادہ نہیں ''زندہ رہتا'' تاثر ہی جسم ہے۔ روح تاثرات کے مطابق نیا جسم قبول کرلیتی ہے۔ अथखलु क्रतुमयः पुरुषः। यथा इहैव तथैवं प्रेत्य भवति। कृतं लोकं पुरुषो ऽभिजायते (छान्दोग्योपनिषद्) یعنی یہ انسان یقینی طور پر قرار داد ہے۔ اس دنیا میں انسان جیسا مستقل ارادہ والا ہوتا ہے۔ ویسا ہی یہاں سے مرکر جانے پر ہوتا ہے اپنے عزم سے بنائے ہوئے اجسام میں انسان جنم لیتا ہے۔ اس طرح موت محض جسم کا بدلاؤ ہے روح نہیں مرتی ہے پھر اس کی جاویدانی اور ابدیت پر زور دیتے ہیں۔

नैनं छिन्दन्ति शस्त्राणि नैनं दहति पावकः।
न चैनं क्लेदयन्त्यापो न शोषयति मारुतः ।।२३।।

ارجن۔ اس روح کو اسلحہ وغیرہ نہیں کاٹ سکتے! آگ اسے جلا نہیں سکتی۔ پانی اسے نمناک نہیں کرسکتا اور نہ ہوا اسے خشک ہی کرسکتی ہے۔

अच्छेद्यो ऽयमदाह्यो ऽयमक्लेद्यो ऽशोष्य एव च।
नित्यः सर्वगतः स्थाणुरचलो ऽयं सनातनः ।।२४।।

یہ روح ناقابل تقسیم ہے۔ جس میں سوراخ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ناقابل آتش زنی ہے اسے جلایا نہیں جاسکتا۔ یہ ناقابل نمناک ہے۔ اسے گیلا نہیں کیا جاسکتا۔ آسمان اسے اپنے میں جذب نہیں کرسکتا۔ یہ روح بلاشبہ ناقابل خشک، عالم گیر مستحکم۔ مستقل رہنے والی اور ابدی ہے۔

ارجن نے کہا تھا کہ خاندانی فرض دائمی ہے۔ ایسی جنگ کرنے سے دائمی دین مٹ جائے گا لیکن شری کرشن نے اسے جہالت مانا اور روح کو ہی دائمی بتایا۔ آپ کون ہیں؟ دائمی دین کے پیرو۔ دائمی کون ہے؟ روح! اگر آپ روح تک کی دوری طے کرنے والے طریقِ خاص سے واقف نہیں ہیں۔ تو آپ دائمی دین نہیں جانتے۔ اس کا برا نتیجہ فرقہ پرستی میں پھنسے مذہبی بزدل لوگوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ قرون وسطیٰ بھارت میں غیر ملک سے آنے والے مسلمان محض بارہ ہزار تھے۔ آج تقریباً اٹھائیس کروڑ سے بھی زیادہ ہیں۔ بارہ ہزار سے بڑھ کر لاکھوں کی تعداد میں

ہوجاتے، زیادہ سے زیادہ تقریباً ایک کروڑ ہوجاتے اور کتنے ہوجاتے؟ یہ اٹھائیس کروڑ سے بھی آگے بڑھ رہے ہیں۔ سب ہندو ہی تو ہیں۔ آپ کے سگے بھائی ہیں۔ جو چھونے اور کھانے سے برباد ہوگئے۔ وہ برباد نہیں ہوئے بلکہ اُن کا دائمی، ناقابل تبدیل دین برباد ہوگیا، جب مادیاتی دائرہ میں پیدا ہونے والی کوئی چیز اس ابدی کو چھو نہیں سکتی تو چھونے کھانے سے دائمی دین کیسے برباد ہوسکتا ہے؟ یہ دین نہیں، ایک بری روایت کے حالات تھے، جس سے بھارت میں فرقہ پرستی پر منحصر دلوں کی دوری بڑھی، ملک کا بٹوارہ ہوا اور قومی اتحاد کا آج بھی مسئلہ سامنے کھڑا ہے۔

ان برے رواجوں کے واقعات تو اریخ میں بھرے پڑے ہیں۔ حمیر پور ضلع میں پچاس ساٹھ اہل خاندانی چھتری تھے۔ آج وہ سب مسلمان ہیں۔ نہ ان پر توپ کا حملہ ہوا۔ نہ تلوار کا۔ ہوا کیا؟ نیم شب میں دو ایک مولوی اس گاؤں میں جہاں محض ایک ہی کنواں تھا۔ کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے کہ مذہبی کام کو انجام دینے والا برہمن پروہت سب سے پہلے یہاں غسل کرنے آئے گا۔ جب وہ آئے تو انہیں پکڑ لیا، ان کا منہ بند کر دیا ان کے سامنے انہوں نے پانی نکالا، منہ لگا کر آب نوش کیا اور بچا ہوا پانی کنویں میں ڈال دیا، روٹی کا ایک ٹکڑا بھی کنویں میں ڈال دیا۔ پنڈت جی دیکھتے ہی رہ گئے، لاچار تھے۔ اس کے بعد پنڈت جی کو ساتھ لے کر وہ چلے گئے۔ اپنے گھر میں انہیں قید کر دیا۔ دوسرے دن مولوی صاحبان نے دست بستہ پنڈت جی سے کھانا کھانے کی گزارش کی پنڈت جی ناراض ہوکر بولے "ارے، تم مسلمان ہو میں برہمن ہوں، بھلا کیسے کھا سکتا ہوں؟" انہوں نے کہا "مہاراج ہمیں آپ جیسے سمجھدار لوگوں کی سخت ضرورت ہے معاف کریں، پنڈت جی کو چھوڑ دیا گیا۔

پنڈت جی اپنے گاؤں واپس آئے۔ دیکھا "لوگ کنویں کا استعمال پہلے ہی کی طرح کر رہے تھے۔ وہ بھوک ہڑتال کرنے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو بولے مسلمان اس کنویں کے چبوترہ پر چڑھ گئے تھے۔ میرے سامنے انہوں نے اس کنویں کے پانی کو جھوٹا کیا اور کنویں میں روٹی کا ٹکڑا بھی ڈال دیا۔ گاؤں کے لوگ حیران رہ گئے پوچھا "اب کیا ہوگا؟" پنڈت جی نے

بتایا، اب کیا۔ دین تو برباد ہو گیا۔

اس وقت کے لوگ تعلیم یافتہ نہیں تھے۔ عورتوں اور چھوٹی ذات والوں سے تعلیم حاصل کرنے کا حق نہ جانے کب سے چھین لیا گیا تھا۔ بنیا اپنا دھن دولت پیدا کرنا ہی اپنا فرض مان بیٹھے تھے۔ چھتری حضرات قصیدہ خواں لوگوں کی قصیدہ خوانی کھوئے تھے کہ رازق کی تلوار چمکی تو بجلی کوندنے لگی، دلی کا تخت ڈگمگانے لگا عزت ویسے ہی حاصل ہے تو پڑھیں کیوں؟ دین سے انہیں کیا لینا دینا دین صرف برہمنوں کی چیز بن کر رہ گیا تھا۔ وہ ہی دینی شریعتوں کے مصنف، وہ ہی اس کے شرح نویس اور وہ ہی اس کے حق و باطل کے فیصلہ کن تھے۔ جب کہ زمانۂ قدیم میں عورتوں، چھوٹی ذاتوں، بنیوں، چھتریوں اور برہمنوں کو، سب کو وید پڑھنے کا حق حاصل تھا ہر ایک طبقہ کے عارفوں نے وید سے متعلق جملوں (منتروں) کی تصنیف کی ہے، دینی مناظرہ کے فیصلوں میں حصہ لیا ہے، زمانۂ قدیم کے شاہوں نے دین کے نام پر ریاکاری پھیلانے والوں کو سزا دی، دین داروں کا احترام کیا تھا۔

لیکن قرونِ وسطیٰ عرصۂ دراز سے بھارت میں دائمی دین کا حقیقی علم نہ ہونے سے مذکورہ بالا گاؤں میں رہنے والے بھیڑوں کی طرح ایک طرف دبکتے گئے کہ دین برباد ہو گیا کئی لوگوں نے اس غیر پسندیدہ الفاظ کو سن کر خودکشی کر لی، لیکن سب کہاں تک جان گنواں دیتے۔ مسلسل عقیدہ کے باوجود بھی لاچار ہو کر دوسرا حل ڈھونڈھنا پڑا۔ آج بھی وہ بانس گاڑ کر موسّل رکھ کر ہندوؤں کی طرح شادی کرتے ہیں، بعد میں ایک مولوی نکاح پڑھا کر چلا جاتا ہے۔ سب کے سب ہندو خالص تھے۔ سب کے سب مسلمان بن گئے۔

ہوا کیا تھا؟ آب نوش کیا تھا، ناواقفی میں مسلمانوں کا چھوا کھا لیا تھا، لہٰذا دین برباد ہوا۔ دین تو ہو گیا چھوئی موئی۔ یہ چھوئی موئی (लाजवन्ती) یہ ایک پودہ ہوتا ہے۔ آپ چھو دیں، تو اس کی پتیاں سمٹ جاتی ہیں اور ہاتھ ہٹاتے ہی کھل اٹھتی ہیں۔ یہ پودہ ہاتھ ہٹانے پر پہلے کی حالت میں ہو جاتا ہے، لیکن دین ایسا کملایا کہ آگے کبھی شگفتہ نہیں ہوگا۔ یہ مر گئے ہمیشہ کے لئے ان کے

رام، کرشن اور بھگوان مر گئے۔ جو دائمی تھے وہ مر گئے در حقیقت وہ دائمی کے نام پر کوئی بدروش تھی، جسے لوگ دین مان بیٹھے تھے۔

دین کی پناہ میں ہم کیوں جاتے ہیں، کیوں کہ ہم فانی ہیں اور دین کوئی ٹھوس چیز ہے، جس کی پناہ میں جا کر ہم بھی لافانی ہو جائیں ہم تو مارنے سے مریں گے اور یہ دین صرف چھونے اور کھانے سے مر جائے گا۔ تو دین ہماری کیا حفاظت کرے گا؟ دین تو آپ کی حفاظت کرتا ہے، آپ سے طاقتور ہے۔ آپ تلوار سے مریں گے اور دین؟ وہ چھونے سے ختم ہو گیا ہے۔ کیسا ہے آپ کا دین؟ برے رواج ختم ہوتے ہیں۔ نہ کہ ابدی۔

ابدی تو ایسی ٹھوس چیز ہے جسے اسلحہ نہیں کاٹتے، آگ جلا نہیں سکتی، پانی اسے نمناک نہیں کر سکتا ہے۔ کھانا پینا تو دور، دنیا میں پیدا ہونے والی کوئی چیز اسے چھو بھی نہیں سکتی، تو وہ ابدی دین ختم کیسے ہو گیا؟

ایسے ہی کچھ بدرواج ارجن کے وقت میں بھی تھے۔ ارجن بھی ان کا شکار تھا۔ اس نے آہ وزاری کرتے ہوئے گڑگڑا کر کہا کہ خاندانی فرض ابدی ہے۔ جنگ سے ابدی دین برباد ہو جائے گا خاندانی فرض ختم ہونے سے ہم ہمیشہ کے لئے جہنم میں چلے جائیں گے لیکن شری کرشن نے کہا "تجھ میں یہ لاعلمی کہاں سے پیدا ہو گئی"؟ اس سے ثابت ہے کہ وہ کوئی بدرواج تھا، تبھی تو شری کرشن نے اس کا حل پیش کیا اور بتایا کہ روح ہی ابدی ہے۔ اگر آپ روحانی راہ کو نہیں جانتے تو ابدی دین میں آپ کا ابھی تک داخلہ نہیں ہوا۔

جب یہ ابدی، دائمی، روح سب کے اندر موجود ہے تو تلاش کس کی کی جائے؟ اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

अव्यक्तो ऽयमचिन्तयो ऽयमविकार्यो ऽयमुच्यते ।
तस्मादेवं विदित्वैनं नानुशोचितुमर्हसि ।।२५।।

یہ روح غیر مرئی یعنی حواس کا موضوع نہیں ہے۔ حواس کے ذریعہ اسے سمجھا

نہیں جاسکتا۔ جب تک حواس اور موضوعات کا تعلق ہے تب تک روح تو ہے۔ لیکن اسے سمجھا نہیں جاسکتا۔ وہ بعید القیاس ہے، جب تک قلب اور قلب کی لہر ہے تب تک وہ دائمی ہے، تو لیکن ہمارے دیدار، استعمال اور داخلہ کیلئے نہیں ہیں۔ لہٰذا من پر قابو کریں، پہلے شری کرشن بتا آئیں ہیں کہ باطل کا وجود نہیں ہے۔ اور حق کی تینوں دور میں کمی نہیں ہے۔ وہ حق ہے۔ روح! روح ہی ناقابلِ تبدیل دائمی ابدی اور غیر مرئی ہے مبصرین نے روح کو اِن خاص صفات سے مزین دیکھا نہ دس زبانوں کے جاننے والوں نے دیکھا، نہ کسی دولت مند نے دیکھا، بلکہ مبصرین نے دیکھا۔ شری کرشن نے آگے بتایا کہ عنصر ہے خدا۔ من پر قابو رکھنے کے وقت میں ریاضتی اس کا دیدار اور اُس میں داخلہ پاتا ہے۔ وقت حصول میں معبود ملتے ہیں اور دوسرے ہی پل وہ اپنی روح کو خدائی صفات سے آراستہ پاتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ روح ہی حق، ابدی اور مکمل ہے یہ روح بعید القیاس ہے۔ یہ بے عیب یعنی ناقابل تبدیل کہی جاتی ہے۔ لہٰذا ارجن۔ روح کو ایسا جان کر تو غم کرنے لائق نہیں ہے۔ اب شری کرشن ارجن کے خیالات میں تضاد دکھاتے ہیں، جو عام دلیل ہے۔

अथ चैनं नित्यजातं नित्यं वा मन्यसे मृतम् ।
तथापि त्वं महाबाहो नैवं शोचितुमर्हसि ॥२६॥

اگر تو اسے ہمیشہ جنم لینے والی اور ہمیشہ مرنے والی سمجھے تب بھی تجھے غم زدہ نہیں ہونا چاہیئے، کیونکہ۔

जातस्य हि ध्रुवो मृत्युर्ध्रुवं जन्म मृतस्य च ।
तस्मादपरिहार्येऽर्थे न त्वं शोचितुमर्हसि ॥२७॥

ایسا سمجھ لینے پر بھی جنم لینے والے کی یقینی موت اور مرنے والے کی یقینی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے بھی ترکیب سے خالی تو اِس معاملے میں غم کرنے کے قابل نہیں ہے۔ جس کا کوئی علاج نہیں، اس کیلئے غم زدہ ہونا ایک دوسری تکلیف کو دعوت دینا ہے۔

अव्यक्तादीनि भूतानि व्यक्तमध्यानि भारत।।
अव्यक्तनिधनान्येव तत्र का परिदेवना।।२८।।

ارجن۔ سبھی جاندار پیدا ہونے سے پہلے بلا جسم والے اور مرنے کے بعد بھی بلا جسم والے ہیں۔ پیدائش کے پہلے اور بعد بھی دکھائی نہیں پڑتے۔ صرف پیدائش اور موت کے درمیان میں ہی جسم حاصل کئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

لہٰذا اس تبدیلی کے لئے بیکار کی فکر کیوں کرتا ہے؟ اِس روح کو دیکھتا کون ہے؟ اس پر ارشاد فرماتے ہیں۔

आश्चर्यवत्पश्यति कश्चिदेन-
माश्चर्यवद्वदति तथैव चान्यः।
आश्चर्यवच्चैनमन्यः शृणोति
श्रुत्वाप्येनं वेद न चैव कश्चित्।।२९।।

پہلے شری کرشن نے کہا تھا کہ اس روح کو مبصرین نے دیکھا ہے، اب عنصر بینی کی کامیابی پر روشنی ڈالتے ہیں کہ کوئی نادر عجیب انسان ہی اس روح کو تعجب کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سنتا نہیں، ظاہر طور پر دیکھتا ہے اور ٹھیک اسی طرح دوسرا کوئی عظیم انسان ہی حیرت انگیز کی طرح اس کے عنصر کا بیان کرتا ہے۔ جس نے دیکھا ہے، وہی اِس کی حقیقت کا بیان کرسکتا ہے۔ دوسرا کوئی نادر ریاضت کش سے بطور حیرت سنتا ہے۔ سب سنتے بھی نہیں، کیونکہ یہ اہل کے لئے ہی ہے۔ اے ارجن۔ کوئی کوئی تو سن کر بھی حقیقت کو نہیں جان پاتے کیونکہ وسیلہ پورا نہیں ہوتا۔ آپ لاکھ علم کی باتیں سنیں، سمجھیں، بال کی کھال نکال کر سمجھیں، خواہش مند بھی رہیں، لیکن فریفتگی میں، بہت بڑی طاقت ہے، تھوڑی دیر بعد بھی آپ اپنے دنیوی انتظامات میں مشغول ملیں گے آخر میں شری کرشن فیصلہ دیتے ہیں۔

देही नित्यमवध्योऽयं देहे सर्वस्य भारत।
तस्मात्सर्वाणि भूतानि न त्वं शोचितुमर्हसि।।३०।।

ارجن، یہ روح سب کے جسم میں ہمیشہ نا قابل ہلاک ہے، نا قابل تراش ہے۔ لٰہذا سبھی جانداروں کیلیئے تو غمزدہ ہونے کے قابل نہیں ہے۔

روح ہی ابدی ہے"۔ اس حقیقت کی تعمیل کر کے، اس کی عظمتوں کے ساتھ بیان کر کے یہ سوال یہیں پورا ہو جاتا ہے۔ اب سوال کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا حصول کیسے ہو؟ پوری "گیتا" میں اِس کیلیئے دو ہی راستے ہیں۔ پہلا راستہ بے غرض عملی جوگ (निष्काम कर्म योग) اور دوسرا علمی، جوگ" (ज्ञानयोग) دونوں ہی راہوں میں کیا جانے والا عمل ایک ہی ہے وہ عمل کتنا ضروری ہے اِس کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن اسی علمی جوگ کے متعلق بیان کرتے ہیں۔

स्वधर्ममपि चावेक्ष्य न विकम्पितुमर्हसि।

धर्म्याद्धि युद्धाच्छ्रेयोऽन्यत्क्षत्रियस्य न विद्यते।।३१।।

ارجن۔ فرض منصبی کے مدنظر بھی تو خوف کرنے کے قابل نہیں ہے" کیونکہ فرض سے مزین جنگ سے بڑھ کر دوسرا کوئی اعلیٰ افادی راستہ چھتری کے لئے نہیں ہے، ابھی تک تو روح دائمی ہے، روح ابدی ہے، وہی واحد دین ہے، ایسا کہا گیا ہے۔ اب یہ فرضِ منصبی کیسا؟ دین تو واحد روح ہی ہے۔ وہ تو مستحکم قایم ہے، تو فرض گزاری کیا؟ لیکن اِس راہِ روحانیت میں لگنے کی صلاحیت ہر انسان کی الگ الگ ہوتی ہے۔ خصلت سے پیدا اِس صلاحیت کو فرض منصبی کہا گیا ہے۔

اسی ایک برحق روحانی راہ پر چلنے والے ریاضت کشوں کو عظیم انسان نے فطری طور پر ان کی صلاحیت کے مطابق چار درجات میں تقسیم کیا۔ شدر (शूद्र) وَیشَی (वैश्य) چھتری اور برہم۔ ریاضت کے ابتدائی دور میں ہر ایک ریاضتی شدر یعنی کم علم والا ہوتا ہے۔ گھنٹوں یادالٰہی میں بیٹھنے پر وہ دس منٹ بھی اپنے مقصد کے مطابق نہیں ہو پاتا۔ وہ قدرتی لوثِ دنیا سے جدا نہیں ہو پاتا۔ اِس حالت میں عظیم انسان کی خدمت سے اس کی فطرت میں نیک صفات آجاتی ہیں

۔وہ ویشی درجہ کا سالک بن جاتا ہے۔روحانی دولت ہی مستقل دولت ہے۔دھیرے دھیرے وہ اِس دولت کو اکٹھا کرتا ہوا ۔ اور حواس کی حفاظت کرنے کی صلاحیت والا ہوجاتا ہے۔ خواہش،غصہ وغیرہ سے حواس کا تشدد ہوتا ہے۔اور عرفان و بیراگ سے ان کی حفاظت ہوتی ہے ۔لیکن قدرت کو ختم کرنے کی حیثیت اس میں نہیں ہوتی۔رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے ریاضتی کے باطن میں تینوں صفات کو ختم کرنے کی قوت یعنی چھتری پن آجاتا ہے،اِسی سطح پر قدرت اور اس کے عیوب کو ختم کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔لہٰذا! یہ جنگ یہیں سے شروع ہوتی ہے۔بسلسلہ وسیلہ کر کے ریاضتی برہمن والی صلاحیت کے درجہ میں بدل جاتا ہے۔اس وقت من پر قابو نفس کشی، مسلسل غور وفکر، سیدھا پن، تجربہ علم وغیرہ نشانات ریاضت کش میں اپنے آپ جاری ہوتے ہیں۔انہیں کے ارادے کے مطابق چل کر سلسلہ وار وہ معبود میں خود کو ضم کر لیتا ہے۔ جہاں وہ برہمن بھی نہیں رہ جاتا۔

جسم کی پرواہ نہ کرنے والے(विदेह) شاہ جنک کے دربار میں ولی یا گولکی (याज्ञवल्क्य) نے چاکراین،اوستی، کہول، آرونی،اڈالک،اور گارگی کے سوالات کو حل کرتے ہوئے فرمایا کہ خود شناسی کی پوری طرح سے تعمیل کرنے والا ہی برہمن ہوتا ہے۔یہ روح ہی عالم و عالم بالا اور تمام جانکاروں کو اندر سے منظّم کرتی ہے۔سورج، چاند، زمین، پانی، ہوا، آگ، تارے، خلاء، آسمان اور ہر ایک لمحہ اس روح کی ہی زیر حکومت ہے، یہ روح عالم الغیب نوشاب ہے۔روح لافانی ہے، اِس سے جدا سب کچھ فانی ہے۔ جو انسان اِسی عالم میں اس لافانی، کی حقیقت کو نہ سمجھ کر ہون کرتا ہے، ریاضت کرتا ہے۔ ہزاروں سال تک یگ کرتا ہے۔ اس کے سارے اعمال فانی ہیں۔جو بھی اس لافانی کے جانے بغیر اس دنیا سے فنا ہو کر جاتا ہے وہ قابل رحم ہے، تنگ دل ہے اور جو اس لافانی کو جان اور سمجھ کر اِس دنیا سے فنا ہو کر جاتا ہے۔وہ برہمن ہے۔(बृहदारण्यकोपनिषद् ३ ।४-७-८)

ارجن! چھتری درجہ کا ریاضت کش ہے۔شری کرشن فرماتے ہیں کہ چھتری درجہ کے

ریاضت کش کیلئے جنگ کے علاوہ کوئی افادی راستہ ہے ہی نہیں۔ سوال اٹھتا ہے کہ، چھتری ہے کیا؟ عام طور سے لوگ اس کا مطلب سماج میں جنم سے پیدا ہوئے۔ برہمن، چھتری، وَیشی شُدر ذاتوں سے لیتے ہیں۔ انہیں ہی چار نسل (वर्ण) مان لیا جاتا ہے۔ لیکن، نہیں، شریعت کے مصنف نے خود بتایا ہے کہ چھتری کیا ہے نسل کیا ہے،؟ یہاں انہوں نے صرف چھتری کا نام لیا اور آگے اٹھارہویں باب تک اس سوال کا حل پیش کیا کہ درحقیقت یہ نسلیں ہیں کیا؟ اور کیسے ان میں تبدیلی ہوتی ہے؟ شری کرشن نے فرمایا 'चातुर्वण्यं मया सृष्टम' چار درجات (نسلوں) کی تخلیق میں نے کی تو کیا انسانوں کو بانٹا؟ شری کرشن کہتے ہیں کہ نہیں، 'गुणकर्म विभागशः' خوبیوں کے وسیلہ سے عمل کو چار حصوں میں بانٹا۔ یہ دیکھنا ہے کہ وہ عمل کیا ہے، جسے تقسیم کیا گیا؟ یہ خوبیاں قابل تغیر پذیر ہیں۔ ریاضت کے معقول طریقہ کے ذریعہ ملکات مذمومی سے ملکات ردیہ اور ملکات ردیہ سے ملکات فاضلہ میں داخلہ ملتا جاتا ہے۔ آخرکار مزاج برہمن بن جاتا ہے۔ اس وقت معبود میں داخلہ دلا دینے والی ساری صلاحیتیں اس ریاضت کش میں موجود رہتی ہیں۔ نسل سے وابستہ سوال یہاں سے شروع ہو کر اٹھارہویں باب میں جا کر مکمل ہوتا ہے،

شری کرشن کا ماننا ہے کہ 'श्रेयान्स्वधर्मोः विगुणः परधर्मोत्स्वनुष्ठितात्' 'قدرت سے پیدا اس دین میں لگنے کی صلاحیت جس سطح کی ہو، بھلے ہی وہ بناء کسی خاصیت والی شُدر درجہ کی ہو، تب بھی وہ بے حد فائدہ پہنچاتی ہے۔ کیونکہ آپ سلسلہ وار وہیں سے ترقی کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں، اس سے اوپر والوں کی نقل کر کے ریاضت کش برباد ہو جاتا ہے ارجن چھتری درجہ کا ریاضتی تھا۔ لہٰذا شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ ارجن! اپنی فطرت سے پیدا ہونے والی اس جنگ میں لگنے کی اپنی طاقت کو دیکھ کر بھی تو خوف کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرا کوئی افادی کام چھتری کے واسطے نہیں ہے۔ اسی پر روشنی ڈالتے ہوئے جوگ مالک پھر ارشاد فرماتے ہیں۔

यदृच्छया चोपपन्नं स्वर्गद्वारमपावृतम् ।
सुखिनः क्षत्रियाः पार्थ लभन्ते युद्धमीदृशम् ॥३२॥

خاکی جسم کو ہی رتھ بنا کر بے خطا نشانہ باز ارجن :-خود بخود حاصل ، جنت کے کھلے ہوئے دروازے والی اِس جنگ کا موقع خوش صفات قسمت چھتری ہی حاصل کرتے ہیں ۔ چھتری درجہ کے ریاضتی میں تینوں صفات کو کاٹ دینے کی صلاحیت رہتی ہے۔اس کیلئے جنت کا دروازہ کھلا ہے، کیونکہ اُس میں روحانی دولت پوری طور سے موجود رہتی ہے،صوت स्वर، میں سفر کرنے کی اس میں صلاحیت رہتی ہے۔یہی کھلا ہوا جنت کا دروازہ ہے میدان اور عالم میدان کی اس جنگ کو خوش قسمت چھتری ہی حاصل کرتے ہیں ۔ کیونکہ ان میں ہی اس طرح کی ٹکر لینے کی طاقت موجود ہے۔

دنیا میں لڑائیاں ہوتی ہیں، پوری دنیا سمٹ کر لڑتی ہے ہر ایک قوم لڑتی ہے۔لیکن دائمی فتح ، فتح حاصل کرنے والے کو بھی نہیں ملتی ۔ یہ تو انتقام ہے۔جو جس کو جتنا دباتا ہے، امتدادِ زمانہ میں اسے بھی اُتنا ہی دبنا پڑتا ہے۔ یہ کیسی فتح ہے، جس میں حواس کو خشک کرنے والا غم بنا ہی رہتا ہے۔آخر میں جسم بھی ختم ہو جاتا ہے۔حقیقی جنگ تو میدان اور عالم میدان کی ہے، جس میں ایک بار کامیابی مل جانے پر قدرت پر ہمیشہ ہمیش کیلئے بندش اور اعلیٰ انسان روح مطلق کا حصول ہو جاتا ہے ۔یہ ایسی فتح ہے، جس کے پیچھے شکست نہیں ہے۔

अथ चेत्त्वमिमं धर्म्यं संग्रामं न करिष्यसि।
ततः स्वधर्मं कीर्तिं च हित्वा पापमवाप्स्यसि ॥३३॥

اور اگر تو اِس دین سے مزین جنگ ،یعنی دائمی ، ابدی ، اعلیٰ دین روح مطلق میں داخلہ دلانے والا جہاد نہیں کرے گا تو فرض منصبی یعنی فطرت سے پیدا ہونے والی اس جنگ کی قوت عمل پیدا ہونے کی صلاحیت کھو کر گناہ یعنی آواگمن اور رسوائی کو حاصل کرے گا۔ رسوائی پر روشنی ڈالتے ہیں۔

अकीर्तिं चापि भूतानि कथयिष्यन्ति तेऽव्ययाम्।
सम्भावितस्य चाकीर्तिर्मरणादतिरिच्यते ॥३४॥

تمام لوگ بہت دنوں تک تیری رسوائی کا ذکر کریں گے۔ آج بھی معزول ہونے والے عابدوں میں وشوامتر، پراشر، نیمی، سرینگی وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔ بہت سے ریاضت کش اپنے فرض پر غور کرتے ہیں، سوچتے ہیں کہ ہمیں لوگ کیا کہیں گے؟ ایسا خیال بھی ریاضت میں مددگار ہوتا ہے۔ اس سے ریاضت میں لگے رہنے کی ترغیب ملتی ہے۔ کچھ حد تک خیال بھی ساتھ دیتا ہے عظیم انسانوں کے لئے رسوائی موت سے بھی بڑھ کر ہوتی ہے۔

भयद्रणादुपरतं मंस्यन्ते त्वां महारथाः।
येषां च त्वं बहुमतो भूत्वा यास्यसि लाघवम्।।३५।।

جن عظیم سپہ سالاروں کی نگاہ میں تیری بہت زیادہ قدر ومنزلت تھی، اب انکی نظر میں تو گر جائے گا، وہ عظیم سپہ سالار تجھے خوف کی وجہ سے جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا مانیں گے۔ عظیم سپہ سالار کون؟ اس راہ پر بے حد محنت سے آگے بڑھنے والے ریاضتی عظیم سپہ سالار ہیں۔ اسی طرح اتنی ہی محنت سے لاعلمی کی طرف کھینچنے والے خواہش، غصہ، لالچ، فریفتگی وغیرہ بھی عظیم سپہ سالار ہیں جو تجھے بہت عزت دیتے تھے کہ ریاضتی قابل تعریف ہے تو ان کی نظر سے گر جائے گا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ۔

अवाच्यवादांश्च बहून् वदिष्यन्ति तवाहिताः।
निन्दन्तस्तव सामर्थ्यं ततो दुःखतरं नु किम्।।३६।।

دشمن لوگ تیری بہادری کی برائی کرتے ہوئے بہت سی ناقابل ذکر باتوں کو کہیں گے۔ ایک برائی آتی ہے، تو چاروں طرف سے مذمت اور برائیوں کی جھڑی لگ جاتی ہے۔ ناقابل ذکر باتیں ہی کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے بڑی تکلیف کیا ہوگی؟ لہٰذا۔

हतो वा प्राप्स्यसि स्वर्गं जित्वा वा भोक्ष्यसे महीम्।
तस्मादुत्तिष्ठ कौन्तेय युद्धाय कृतनिश्चयः।।३७।।

اس جنگ میں تو مرے گا تو جنت حاصل کرے گا صوت، میں سفر کرنے کی صلاحیت

رہے گی سانس کے باہر قدرت میں سفر کرنے کا بہاؤ رک جائے گا۔ اعلیٰ ترین معبود میں داخلہ دلانے والی روحانی دولت دل میں پوری طرح رواں رہے گی یا اِس جنگ میں کامیابی ملنے پر مقامِ اعلیٰ کے مرتبہ کو حاصل کرے گا۔ لہٰذا ارجن۔ جہاد کے لئے مضبوط ارادہ کر کے کھڑا ہو جا۔

عام طور سے لوگ اِس شلوک کا مطلب لگاتے ہیں کہ اس جنگ میں مروگے، تو جنت حاصل کروگے اور کامیابی ملے گی تو دنیوی عیش وعشرت کا لطف اٹھاؤ گے، لیکن آپ کو یاد ہوگا، ارجن کہہ چکا ہے۔ بندہ نواز دنیوی عیش وعشرت ہی نہیں۔ بلکہ تینوں عوالم کی حکومت اور دیوتاؤں کا مالکانہ یعنی اِندر (इन्द्र) کا عہدہ حاصل ہونے پر بھی مجھے وہ ترکیب نظر نہیں آتی جو میرے حواس کو خشک کرنے والے غم کو دور کر سکے۔ اگر اتنا ہی حاصل ہونا ہے تو گوبند۔ میں جنگ ہرگز نہیں کروں گا۔ اگر اتنے پر بھی شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ ارجن۔ جنگ کر فتح حاصل کرے گا تو زمین کا اقتدار حاصل کرے گا۔ شکست ملے گی تو رہنے کے لئے جنت نصیب ہوگی، تو شری کرشن دیتے ہی کیا ہیں؟ ارجن۔ اس سے آگے کی حقیقت شرف (اعلیٰ افادہ) کی خواہش والا شاگرد تھا۔ جس سے مرشد کامل شری کرشن نے فرمایا کہ میدان اور عالم میدان کی اُس ٹکر میں اگر جسم کا وقت پورا ہو جاتا ہے۔ اور منزل تک نہیں پہنچ سکا تو۔ جنت حاصل کرے گا۔ یعنی صوت میں ہی سفر کرنے کی صلاحیت حاصل کرلے گا۔ روحانی دولت دل میں ڈھل جائے گی اور اس جسم کے رہتے رہتے تو جنگ میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ”حضور اعلیٰ“ سب سے اعلیٰ معبود کے مرتبہ کا شرف حاصل کرے گا حضور اعلیٰ کا مقام حاصل کرے گا۔ فتح حاصل کرے گا تو سب کچھ، کیونکہ اعلیٰ فضلیت کو حاصل کرے گا۔ اور ہارے گا تو دیوتا کی حیثیت۔ دونوں ہاتھوں میں لڈو رہیں گے۔ فائدہ میں بھی فائدہ ہی ہے۔ اور نقصان میں بھی فائدہ ہی ہے۔ پھر اس پر زور دیتے ہیں۔

सुखदु:खे समे कृत्वा लाभालाभौ जयाजयौ।
ततो युद्धाय युज्यस्व नैवं पापमवाप्स्यसि ।।३८।।

اِس طرح آرام وتکلیف، نفع ونقصان، کامیابی وناکامیابی کو برابر سمجھ کر تو جنگ کے لئے

تیار ہوجا۔ جنگ کرنے سے تو گناہ گار نہیں ہوگا۔ یعنی آرام میں سب کچھ اور تکلیف میں بھی دیوتا کا مرتبہ ہے۔ فائدہ میں حضور اعلیٰ کی حالت یعنی سب کچھ اور نقصان میں دیوتا کا مرتبہ ہے۔ فتح میں حضور اعلیٰ کا مقام اور شکست میں بھی روحانی دولت پر اختیار حاصل ہے۔ اس طرح اپنے نفع اور نقصان کو اچھی طرح خود سمجھ کر تو جنگ کیلئے تیار ہوجا۔ جنگ میں ہی دونوں چیزیں ہیں۔ جنگ کرے گا تو گناہ یعنی آواگون کو حاصل نہیں کرے گا۔ لہٰذا۔ تو جنگ کے لئے تیار ہوجا۔

एषा तऽभिहिता सांख्ये बुद्धिर्योगे त्विमां श्रृणु।

बुद्ध्या युक्तो यया पार्थ कर्मबन्धं प्रहास्यसि ।।३९।।

پارتھ۔ یہ عقل کی باتیں تیرے لئے علمی جوگ کے معرفت کہی گئی ہیں۔ کون سی عقل ہے یہی کہ جنگ کر۔ علمی جوگ میں اتنا ہی ہے کہ اپنی حیثیت کو دیکھ کر نفع و نقصان کا اچھی طرح خیال کر کے کہ فتح حاصل کریں گے تو حضور اعلیٰ کا مقام اور ہاریں گے تو دیوتا کا مرتبہ، فتح میں سب کچھ اور شکست میں بھی دیوتا کا مرتبہ۔ دونوں طرح فائدہ ہے۔ جنگ نہیں کریں گے تو سبھی ہمیں خوف کی وجہ سے جنگ سے بھاگنے والا مانیں گے، رسوائی ہوگی، اس طرح اپنے وجود کو سامنے رکھ کر خود غور طلب ہو کر جنگ میں آگے بڑھنا ہی علمی جوگ ہے۔

عام طور سے لوگوں میں یہ غلط فہمی ہے کہ علم کی راہ میں عمل (جنگ) نہیں کرنا پڑتا۔ وہ کہتے ہیں کہ راہ علم میں عمل نہیں ہے۔ میں تو خالص ہوں'' عقل مند ہوں'' باہوش ہوں، انا الحق अंहं ब्रह्मस्त्त۔ صفات ہی صفات میں برتاؤ کرتی ہیں۔ ایسا مان کر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق یہ علمی جوگ نہیں ہے۔ علمی جوگ میں بھی وہی عمل کرنا ہے۔ جو بے غرض عملی جوگ میں کیا جاتا ہے۔ دونوں میں صرف فہم و نظر کا فرق ہے علم کی راہ والا اپنی حیثیت سمجھ کر خود پر منحصر ہو کر عمل کرتا ہے، جب کہ بے غرض عمل کا جوگی۔ اِلٰہ پر منحصر ہو کر عمل کرتا ہے، عمل کرنا دونوں راہوں میں ہے اور وہ عمل بھی ایک ہی ہے جسے دونوں راہوں میں کیا جاتا ہے۔ صرف عمل کرنے کے نظریات دو ہیں۔

ارجن ۔اسی عقل کواب تو بے غرض عملی جوگ کے متعلق سن، جس سے مزین ہو کر دنیوی اعمال کی بندش کا اچھی طرح خاتمہ کرے گا۔ یہاں شری کرشن نے عمل، کا نام پہلی مرتبہ لیا، لیکن اس کا خلاصہ نہیں کیا کہ عمل ہے کیا؟ اب عمل کے بارے میں نہ بتا کر پہلے عمل کی صفات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

नेहाभिक्रमनाशोऽस्ति प्रत्यवायो न विद्यते ।
स्वल्पमप्यस्य धर्मस्य त्रायते महतो भयात् ॥४०॥

اِس بے غرض عملی جوگ میں ابتداء کا (تخم کا) خاتمہ نہیں ہوتا۔ وقتی فائدہ والی برائی نہیں ہے۔لہٰذا اس بے غرض عمل کی، اس عمل کے ذریعہ کی گئی دین کی تھوڑی بھی مشق جنم اور موت کی شکل والے بہت بڑے خوف سے آزاد کر دیتی ہے۔آپ اس عمل کو سمجھیں اور اس پر دو قدم چل بھر دیں۔(جو گھر بار کے کام کاج والی حالت میں رہ کر بھی چلا جا سکتا ہے، ریاضت کش تو چلتے ہی ہیں) تخم بھر ڈال دیں تو ارجن! تخم کا خاتمہ نہیں ہوتا قدرت میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے، ایسا کوئی اسلحہ نہیں جو اس حقیقت کے وجود کو مٹا دے۔قدرت محض پردہ ڈال سکتی ہے۔کچھ وقت کے لئے رکاوٹ ڈال سکتی ہے لیکن وسیلہ کی شروعات کو مٹا نہیں سکتی۔

آگے شری کرشن نے بتایا کہ سارے گناہ گاروں سے بھی بڑا گنہ گار ہی کیوں نہ ہو علم کی کشتی کے ذریعہ بے شک کنارہ پا جائے گا۔ٹھیک اسی بات کو یہاں کہتے ہیں کہ ارجن بے غرض عملی جوگ کی تخم ریزی بھر کر دیں، تو اس تخم کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا۔ برخلاف نتیجہ والا عیب بھی اس میں نہیں ہوتا کہ آپ کو جنت، دھن دولت یا کامیابیوں تک پہنچا کر چھوڑ دے۔آپ یہ وسیلہ بھلے ہی چھوڑ دیں، لیکن یہ وسیلہ آپ کو نجات دلا کر ہی چھوڑے گا، اس بے غرض عملی جوگ کا تھوڑا سا بھی وسیلہ پیدائش اور موت کے بہت بڑے خوف سے آزاد کر دیتا ہے۔ अनेक जन्म 'संसिद्धस्ततो याति परां गतिम् ।' عمل کی یہ تخم ریزی مختلف پیدائشوں کے بعد وہیں کھڑا کر دیگی جہاں اعلیٰ مقام ہے۔اعلیٰ نجات ہے۔اسی تسلسل میں آگے ارشاد فرماتے ہیں۔

व्यवसायात्मिका बुद्धिरेकेह कुरुनन्दन ।
बहुशाखा ह्यनन्ताश्च बुद्धयोऽव्यवसायिनाम ।।४१।।

ارجن! اس بے غرض عملی جوگ میں متحرک عقل ایک ہی ہے۔ طریقہ ایک ہے اور نتیجہ ایک ہی ہے۔ روحانی دولت ہی ہمیشہ قائم رہنے والی دولت ہے۔ اسی دولت کو قدرتی وبال میں رفتہ رفتہ حاصل کرنا روزگار ہے۔

یہ روزگار، غیر مشتبہ طریقہ بھی ایک ہی ہے۔ تب تو جو لوگ بہت سے طریقے بتاتے ہیں کیا وہ یادالٰہی نہیں کرتے؟ شری کرشن فرماتے ہیں۔ "ہاں۔ وہ یادالٰہی نہیں کرتے۔ ان انسانوں کی عقل بے شمار شاخوں والی ہوتی ہے اس واسطے بے شمار طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں"

यामिमां पुष्पितां वाच प्रवदन्त्यविपश्चितः ।
वेदवादरताः पार्थ नान्यदस्तीति वादिनः ।।४२।।
कामात्मानः स्वर्गपरा जन्मकर्मफलप्रदाम् ।
क्रियाविशेषबहुलां भोगैश्वर्यगतिं प्रति ।।४३।।

پارتھ' خواہشات سے مزین 'कामात्मानः' وید کے جملوں میں ڈوبے 'वेदवादरताः' ہوئے۔ 'स्वर्गपराः' جنت کو ہی منزل مقصود مانتے ہیں کہ اس سے آگے کچھ ہے ہی نہیں۔ ایسا کہنے والے ناسمجھ لوگ جنم اور موت کی شکل میں ثمرہ دینے والی، عیش وعشرت اور شان وشوکت کو حاصل کرنے کے لئے تمام اعمال کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔ دکھاوٹی خوبصورت الفاظ میں اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ یعنی ناسمجھ لوگوں کی عقل بے شمار قسموں والی ہوتی ہے وہ ثمرہ والے جملوں میں ہی ڈوبے رہتے ہیں، وید کے جملوں کو ہی ثبوت مانتے ہیں جنت کو ہی افضل مانتے ہیں ان کی سمجھ بہت سی قسموں والی ہوتی ہے۔ لہٰذا بے شمار طریقوں کا ایجاد کر لیتے ہیں وہ نام تو عنصر اعلیٰ معبود کا ہی لیتے ہیں، لیکن اس کے پردہ میں بے شمار طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔ تو کیا یہ بے شمار طریقے عمل نہیں ہیں، شری کرشن فرماتے ہیں۔ نہیں، بے شمار طریقے عمل نہیں ہیں، تو وہ ایک

مقررہ طریقہ ہے کیا؟ شری کرشن ابھی اس کا خلاصہ نہیں کرتے ابھی تو صرف اتنا کہتے ہیں کہ ناسمجھ لوگوں کی عقل لامحدود شاخوں والی ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ بے شمار طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہین یہ صرف پھیلاؤ ہی نہیں کرتے، بلکہ مرصع انداز میں اس کا بیان بھی کرتے ہیں۔ اس کا اثر کیا ہوتا ہے؟

भोगैश्वर्यप्रसक्तानां तयापहृतचेतसाम्।

व्यवसायात्मिका बुद्धिः समाधौ न विधीयते ॥४४॥

ان کے الفاظ کا اثر جن جن لوگوں کے دل ودماغ پر پڑ جاتا ہے، ارجن، ان کی بھی عقل گم ہوجاتی ہے۔ نہ کہ وہ کچھ حاصل کرتے ہیں۔ ان الفاظ کے ذریعہ ٹھگے ہوئے دل ودماغ والوں اور دنیوی عیش وعشرت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کے باطن مین عملی عقل نہیں رہ جاتی، اِلٰہ میں مرکوز کرنے والا غیر مشتبہ طریقہ ان میں نہیں ہوتا۔

ایسے ناسمجھ لوگوں کی باتیں سنتا کون ہے؟ عیش وعشرت میں ڈوبے ہوئے لوگ ہی سنتے ہیں؟ اہل انسان نہیں سنتا۔ ایسے انسانوں میں مساوی اور ابدی عنصر میں داخلہ دلانے والی غیر مشتبہ طریقہ سے مزین عقل نہیں ہوتی۔

سوال اٹھتا ہے کہ 'वेदवादरता:' جو وید کے جملوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، کیا وہ بھی غلطی کرتے ہیں؟ اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

त्रैगुण्यविषया वेदा निस्त्रैगुण्यो भवार्जुन।

निर्द्वन्द्वो नित्यसत्त्वस्थो निर्योगक्षेम आत्मवान् ॥४५॥

ارجن 'त्रेगुणयविषया वेदा' وید تینوں صفات تک روشنی ڈالتے ہیں۔ اس سے آگے کی حقیقت وہ نہیں جانتے لہٰذا 'निस्त्रेगुण्यो भवार्जुन' ارجن۔ تو تینوں صفات سے اوپر اٹھ یعنی ویدوں کے عملی حلقہ سے آگے بڑھ۔ کیسے بڑھا جائے؟ اس پر شری کرشن کہتے ہیں 'निर्द्वन्द्व:' آرام وتکلیف کے وبالوں سے دور ہمیشہ سچائی کی راہ پر قائم اپنے بھلے برے کی خواہش نہ رکھتے

ہوئے خود ساز بن۔ اس طرح اوپر اٹھ سوال اٹھتا ہے کہ صرف ہم ہی اٹھیں یا کوئی ویدوں سے اوپر اٹھا بھی ہے؟ شری کرشن بتاتے ہیں ویدوں سے اوپر جو بھی اٹھتا ہے اور جو پروردگار کو جانتا ہے وہ برہمن ہے۔ (یعنی خصوصی علم والا ہے)

यावानर्थ उदपाने सर्वतः संप्लुतोदके ।

तावान्सर्वेषु वेदेषु ब्राह्मणस्य विजानतः ।।४६।।

ہر طرف سے لبریز تالاب کو حاصل کرنے کے بعد انسان کا چھوٹے تالاب سے جتنا مطلب رہتا ہے، اچھی طرح معبود کو جاننے والے برہمن کو ویدوں سے اتنا ہی تعلق ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو ویدوں سے اوپر اٹھتا ہے وہ معبود (ब्रहम) کو جانتا ہے، وہی برہمن ہے۔ یعنی تو ویدوں سے اوپر اٹھ برہمن بن۔

ارجن چھتری تھا۔ شری کرشن کہتے ہیں کہ برہمن بن۔ برہمن، چھتری وغیرہ نسلیں خصائل کی قوتوں کے نام ہیں ان کا تعلق عمل سے ہے نہ کہ جنم سے مقرر ہونے والی کوئی قدامت۔ جسے گنگا کی دھارا حاصل ہے، اسے ناچیز تالاب سے کیا مطلب؟ کوئی اس میں آب دست لیتا ہے، تو کوئی جانوروں کو غسل کرادیتا ہے۔ اس کے آگے اس کا کوئی استعمال نہیں ہے۔ اِس طرح معبود کو مجسم جاننے والے اس برہمن عظیم انسان کا، اس برہمن کا، ویدوں سے اتنا ہی تعلق رہ جاتا ہے۔ تعلق رہتا ضرور ہے۔ وید رہتے ہیں، کیونکہ تابعین کے لئے ان کا استعمال ہے۔ وہیں سے تبصرہ شروع ہوگا۔ اس کے بعد جوگ کے مالک شری کرشن "عمل" کرتے وقت برتی جانے والی احتیاط کی اجرا کرتے ہیں۔

कर्मण्येवाधिकारस्ते मा फलेषु कदाचन ।

मा कर्मफलहेतुर्भूर्मा ते सङ्गोऽस्त्वकर्मणि ।।४७।।

عمل کرنے میں ہی تیرا اختیار ہو، ثمرہ میں کبھی نہیں۔ ایسا سمجھ کہ ثمرہ ہے ہی نہیں۔ ثمرہ کا خواہش مند بھی نہ ہو اور عمل کرنے میں تو عقیدت سے مبرا بھی نہ ہو،

اب تک جوگ کے مالک شری کرشن نے اٹھتالیسویں شلوک میں پہلی بار، عمل، کا نام لیا، مگر یہ نہیں بتایا کہ وہ عمل ہے کیا اور اسے کریں کیسے؟ اُس عمل کی صفات پر روشنی ڈالی کہ۔

۱:-ارجن۔اس عمل کے ذریعہ تو اعمال کی بندش سے اچھی طرح آزاد ہو جائے گا۔

۲:-ارجن۔اس میں شروعات کا یعنی تخم کا خاتمہ نہیں ہے۔شروعات کر بھر دیں تو قدرت کے پاس ایسی کوئی ترکیب نہیں کہ اسے ختم کردے۔

۳:-ارجن۔اس میں محدود ثمرے والا عیب بھی نہیں ہے کہ جنت حصول مال وزر کامیابیوں میں پھنسا کر کھڑا کردے۔

۴:-ارجن۔اس عمل کی مختصر ریاضت بھی جنم موت کے خوف سے نجات دلانے والی ہوتی ہے۔

لیکن ابھی تک انہوں نے اس کا خلاصہ نہیں کیا کہ وہ عمل ہے کیا؟ کیا کیسے جائے؟ اسی باب کے اکتالیسویں شلوک میں انہوں نے بتایا۔

۵:-ارجن۔اس میں غیر مشتبہ عقل ایک ہی ہے، عمل ایک ہی ہے۔تو کیا بہت سے اعمال والے یا ذ نہیں کرتے؟ شری کرشن کہتے ہیں کہ وہ عمل نہیں کرتے۔اس کی وجہ سے بتاتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ناسمجھوں کی عقل بے شمار شاخوں والی ہوتی ہے۔لہٰذا وہ بے شمار عملی راہوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔وہ دکھاوٹی آراستہ زبان میں اِن طریقوں کا بیان بھی کرتے ہیں۔ان کی تقریر کا اثر جن کے دل و دماغ پر پڑ جاتا ہے، اُن کی بھی عقل گم ہو جاتی ہے، لہٰذا غیر مشتبہ طریقہ ایک ہی ہے، لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ طریقہ کون سا ہے؟

سینتالیسویں شلوک میں انہوں نے کہا۔ارجن عمل کرنے میں ہی تیرا اختیار ہے، ثمرہ میں کبھی نہیں۔ثمرہ کا خواہش مند بھی مت بن اور عمل کرنے میں تو عقیدت سے مبرا ہی نہ ہو، یعنی مسلسل طور سے کرنے کے لئے اسی میں محو ہو کر کریں لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ عمل ہے کیا؟ عموماً اس شلوک کی نظیر دے کر لوگ کہتے ہیں کچھ بھی کرو، صرف ثمرہ کی خواہش مت کرو، ہو گیا بے غرض عملی

جوگ، لیکن ابھی تک شری کرشن نے بتایا ہی نہیں کہ عمل ہے کونسا؟ جسے کریں یہاں پر صرف عمل کے خصوصیات پر روشنی ڈالی کہ عمل عطا کیا کرتا ہے۔ اور عمل کو کرتے وقت ذہن میں رکھے جانے والے احتیاط کیا ہیں؟ ان پر روشنی ڈالی۔ سوال اُسی طرح کا بنا ہوا ہے۔ جسے جوگ کے مالک آگے باب ۳ اور ۴ میں صاف کریں گے۔

پھر اسی پر زور دیتے ہیں۔

योगस्थ: कुरु कर्माणि सङ्गं त्यक्त्वा धनञ्जय।
सिद्ध्यसिद्ध्यो: समोभूत्वा समत्वं योग उच्यते ।।४८।।

دھننجے۔ رغبت اور صحبت کے اثر کو ترک کر، کامیابی اور ناکامیابی میں مساوی خیال رکھ کر، جوگ میں ثابت قدم ہو کر عمل کر۔ کون سا عمل؟ بے غرض عمل کر۔ 'समत्वं योग उच्यते' یہ مساوی احساس ہی جوگ کہلاتا ہے۔ غیر مساوات جس میں نہ ہو، ایسا احساس مساوی کہلاتا ہے حصول زر اور کامیابیاں غیر مساوی بناتی ہیں، رغبت ہمیں غیر مساوی بناتی ہے، ثمرہ کی خواہش غیر مساوات پیدا کرتی ہے، لہٰذا ثمرہ کی خواہش نہ ہو، پھر بھی عمل کرنے میں عقیدت سے مبرا نہ ہو۔ دیکھی سنی سبھی چیزوں میں رغبت کو ترک کر کے حصول اور غیر حصول کے متعلق نہ سوچ کر صرف جوگ میں قائم رہتے ہوئے عمل کر۔ جوگ سے من متحرک نہ ہو۔

جوگ ایک انتہا کی حالت ہے اور ایک ابتدائی حالت بھی ہوتی ہے ابتداء میں بھی ہماری نظر منزل مقصود پر ہی رہنی چاہئے۔ لہٰذا جوگ پر نگاہ رکھتے ہوئے عمل کا برتاؤ کرنا چاہئے مساوی خیال یعنی کامیابی اور ناکامیابی میں مساوات کا خیال ہی جوگ کہلاتا ہے جس کو کامیابی اور ناکامیابی متزلزل نہیں کر پاتی، غیر مساوات جس میں پیدا نہیں ہوتی، ایسا خیال ہونے کی وجہ سے یہ مساوی جوگ کہلاتا ہے، یہ معبود سے مساوات دلاتا ہے، لہٰذا اسے مساوی جوگ کہتے ہیں۔ خواہشات کا پوری طور سے ایثار ہے، لہٰذا اسے بے غرض عملی جوگ'' کہتے ہیں۔ عمل کرنا ہے، اس واسطے اسے عملی جوگ کہتے ہیں۔ پروردگار سے میل کراتا ہے، لہٰذا اس کا نام جوگ یعنی میزان ہے۔ اس میں

عقلیت کی سطح پر نظر رکھنی پڑتی ہے کہ کامیابی اور ناکامیابی میں مساوات کا خیال رہے، رغبت نہ ہو، ثمرہ کی خواہش نہ آنے پائے۔لہٰذا یہی بے غرض عملی جوگ، عقلی جوگ بھی کہا جاتا ہے۔

दूरेण ह्यवरं कर्म बुद्धियोगाद्धनञ्जय।
बुद्धौ शरणमन्विच्छ कृपणाः फलहेतवः ॥४९॥

دھننجے۔ حیا سوز عمل، خواہشات سے مزین عمل عقلی جوگ سے بہت دور ہے، ثمرہ کی خواہش رکھنے والے بخیل ہیں وہ روح کے ساتھ رواداری نہیں کرتے ، لہٰذا مساوات والے عقلی جوگ کا سہارا لے کر جیسی خواہش ہے ویسا مل بھی جائے تو اس کے تلذذ کیلئے جسم حاصل کرنا پڑے گا، جنم اور موت کا سلسلہ قائم ہے تو بھلائی کیسی ؟ ریاضت کش کو تو نجات کی بھی خواہش نہیں رکھنی چاہئے کیوں نکہ خواہشات سے آزادی پالینا ہی تو نجات ہے۔ثمرہ کے حصول کی فکر کرنے سے ریاضتی کا وقت بلاوجہ برباد ہو جاتا ہے اور ثمرہ حاصل ہونے پر وہ اسی ثمرہ میں الجھ جاتا ہے۔اس کی ریاضت ختم ہو جاتی ہے۔آگے وہ یادرب کیوں کرے؟ وہاں سے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔لہٰذا عقل مساوات سے جوگ کا برتاؤ کریں۔

راہ علم کو بھی شری کرشن نے عقلی جوگ کہا تھا کہ ارجن۔یہ عقل تیرے لئے علمی جوگ کے متعلق کہی گئی اور یہاں بے غرض عملی جوگ کو بھی عقلی جوگ کہا گیا۔درحقیقت دونوں میں سمجھ کا اور نظریات کا ہی فرق ہے۔اس میں نفع ونقصان کا حساب وکتاب رکھ کر اس کی تحقیق کر کے چلنا پڑتا ہے۔اس میں عقلیت کی سطح پر مساوات بنائے رکھنا پڑتا ہے۔لہٰذا اسے عقل مساوات جوگ کہا جاتا ہے۔اس واسطے دھننجے۔تو عقل مساوات جوگ کی پناہ حاصل کر، کیونکہ ثمرہ کے خواہش مند لوگ بے انتہا بخیل ہیں۔

बुद्धियुक्तो जहातीह उभे सुकृतदुष्कृते।
तस्माद्योगाय युज्यस्व योगः कर्मसु कौशलम् ॥५०॥

عقل مساوات سے مزین انسان عذاب اور ثواب دونوں کو ہی اسی دنیا میں ترک کر دیتا

ہے ،اس میں ملوث نہیں ہوتا ۔لہٰذا عقل مساوات جوگ کے لئے کوشش کر 'योगः कर्मसु कौशलम्' عقل مساوات کے ساتھ اعمال کرنے کی ہوشیاری ہی ''جوگ'' ہے۔

دنیا میں عمل کرنے کیلئے دو نظریئے رائج ہیں لوگ عمل کرتے ہیں،تو ثمرہ بھی ضرور چاہتے ہیں یا ثمرہ نہ حاصل ہو تو عمل کرنا ہی نہیں چاہتے ،مگر جوگ کے مالک شری کرشن ان اعمال کو بندش میں رکھنے والے ہیں ۔ایسا بتاتے ہوئے عبادت ،کو ہی عمل مانتے ہیں ۔اس بات میں انہوں نے عمل کا محض نام لیا، بات ۳ کے نویں شلوک میں اس کی تشریح دی اور چوتھے باب میں عمل کی شکل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ۔پیش کردہ شلوک میں شری کرشن نے دنیوی رواجوں سے الگ ہٹ کر عمل کرنے کا فن بتایا، کہ عمل تو کرو، عقیدت کے ساتھ کرو، لیکن ثمرہ کے اختیار کو اپنی خوشی سے ترک کردو ۔ثمرہ جائے گا کہاں؟ یہی اعمال کا انجام دینے کا فن ہے۔ بے غرض ریاضت کش کی پوری طاقت اس طرح عمل میں لگی رہتی ہے ۔عبادت کے لئے ہی تو جسم ہے ۔پھر بھی تجسس فطری ہے۔ کیا ہمیشہ عمل ہی کرتے رہنا ہے یا اس کا کچھ نتیجہ بھی نکلے گا؟ اسے دیکھیں۔

कर्मजं बुद्धियुक्ता हि फलं त्यक्त्वा मनीषिणः।
जन्मबन्धविनिर्मुक्ताः पदं गच्छन्त्यनामयम् ।।५१।।

عقلی جوگ سے مزین عالم حضرات اعمال سے پیدا ہونے والے ثمرہ کو ترک کر جنم اور موت کی بندش سے آزاد ہو جاتے ہیں ۔وہ مقدس لافانی اعلیٰ مقام کو حاصل کرتے ہیں یہاں تین عقلوں کا تذکرہ ہے (۳۱ سے ۳۹) سانکھیہ فلسفہ والی عقل میں دو نتیجے ہیں ۔ جنت اور شرف (۳۹ ۔۵۱) عملی جوگ میں لگنے والی عقلی کا ایک ہی نتیجہ ہے ۔آواگون سے نجات ،شفاف ،لافانی مقام کا حصول ۔بس، یہ دو ہی جوگ کے طریقے ہیں ۔اس کے علاوہ عقل جہالت سے مزین ، بے انتہا شاخوں والی ہے، جس کا ثمرہ اپنے فعل کے عیش کے لئے بار ہا جنم اور موت میں ہے۔

ارجن کی نظر تینوں عوالم کے اقتدار اور دیوتاؤں (فرشتوں) کے مالکانہ تک ہی محدود تھی اتنے تک کیلئے بھی وہ جنگ کی طرف راغب نہیں ہو رہا تھا ۔یہاں شری کرشن اس کے سامنے ایک

نئی حقیقت ظاہر کرتے ہیں کہ بے غرض عمل کے ذریعہ مقدس مقام حاصل ہوتا ہے۔ بے غرض عملی جوگ اعلیٰ مقام کو دلاتا ہے، جہاں موت کا دخل نہیں ہوتا۔ اس عمل کی طرف جھکاؤ کب ہوگا؟

यदा ते मोहकलिलं बुद्धिर्व्यतितरिष्यति।
तदा गन्तासि निर्वेदं श्रोतव्यस्य श्रुतस्य च ।।५२।।

جس دور میں تیری (ہر ایک ریاضت کش کی) عقل فریب والی شکل کی دلدل کو پوری طرح پار کر لے گی، ذرا بھی فریفتگی نہ رہ جائے نہ اولاد میں نہ دولت میں، نہ عزت میں، ان سب سے لگاؤ ٹوٹ جائے گا۔ اس وقت جو سننے لائق ہے۔ اسے تو سن سکے گا۔ اور سنے ہوئے کے مطابق بیراگ کو حاصل کر پائے گا یعنی اسے اپنی زندگی میں ڈھال سکے گا، ابھی تو جو سننے لائق ہے، اسے نہ تو تو سن پایا ہے اور برتاؤ کا تو سوال ہی نہیں کھڑا ہوتا۔ اسی صلاحیت پر پھر روشنی ڈالتے ہیں۔

श्रुतिविप्रतिपन्ना ते यदा स्थास्यति निश्चला।
समाधावचला बुद्धिस्तदा योगमवाप्स्यसि ।।५३।।

مختلف قسم کے وید کے جملوں کو سن کر متزلزل ہوئی تیری عقل جب معبود میں مراقب ہو کر مستحکم، ساکن ہو کر ٹھہر جائے گی تب تو جوگِ مساوات کو حاصل کرے گا۔ مکمل مساوات کی حالت کو حاصل کرے گا جسے مقدس اعلیٰ مقام، کہتے ہیں یہی جوگ کا آخری انجام ہے اور یہی غیر حصول کا حصول ہے ویدوں سے تو سبق ہی ملتا ہے لیکن شری کرشن فرماتے ہیں 'श्रुतिविप्रतिपन्ना' 'صحفِ آسمانی کے تمام اصولوں کو سننے سے عقل متزلزل ہو جاتی ہے۔ اصول تو تمام سنے، لیکن جو سننے کے قابل ہے۔ لوگ اُس سے دور ہی رہتے ہیں۔

یہ متزلزل عقل جس وقت مراقبہ میں قائم ہو جائے گی، اس وقت تو جوگ کے انتہا، لافانی مقام اعلیٰ کو حاصل کرے گا۔ اس بات پر ارجن کا تجسس لازمی تھا، کہ وہ عظیم انسان کیسے ہوتے ہیں، جو مقدس مقام اعلیٰ میں قائم ہیں۔ مراقبہ میں جن کی عقل قائم ہے؟ اس نے سوال کیا۔ ارجن بولا۔

अर्जुन उवाच

स्थितप्रज्ञस्य का भाषा समाधिस्थस्य केशव।
स्थितधीः किं प्रभाषेत किमासीत व्रजेत किम्।।५४।।

جس میں طبیعت کا ازالہ 'समाधीयते चित्तम् यस्मिन् स आत्मा एव समाधिः' کیا جائے، وہ روح ہی مراقبہ ہے، دائمی عنصر میں جو مساوات حاصل کرے اسے مراقب کہتے ہیں۔ ارجن نے سوال کیا۔ کیشو۔ مراقب، ساکن عقل والے عظیم انسان کے کیا نشانات ہیں؟ مستقل مزاج انسان کیسے بولتا ہے؟ وہ کیسے بیٹھتا ہے؟ وہ کیسے چلتا ہے؟ چار سوالات ارجن نے کھڑے کیئے۔ اس پر شری کرشن نے مستقل مزاج انسان کی نشانی بتاتے ہوئے کہا۔ بھگوان بولے۔

श्रीभगवानुवाच

प्रजहाति यदा कामान्सर्वान्पार्थ मनोगतान्।
आत्मन्येवात्मना तुष्टः स्थितप्रज्ञस्तदोच्यते।।५५।।

پارتھ۔ جب انسان دل میں موجود تمام خواہشات کو ترک کر دیتا ہے تب وہ روح سے ہی روح میں مطمئن ہوا مستقل مزاج والا کہا جاتا ہے۔ ایثار پر ہی روح کا مکمل دیدار ہوتا ہے ایسا روح میں محو رہنے والا (आत्माराम) خود اطمینان عظیم انسان ہی مستقل مزاج ہے.

दुःखेष्वनुद्विग्नमनाः सुखेषु विगतस्पृहः।
वीतरागभयक्रोधः स्थितधीर्मुनिरुच्यते।।५६।।

جسمانی، خدائی اور مادی تکلیفوں کی بناء پر جس کا دل بے قرار نہیں ہوتا عیش و آرام کے حصول میں جس کی آرزو ختم ہوئی ہے اور جس کے لگاؤ، خوف اور خوف غصہ ختم ہو گئے ہیں۔ غور و فکر کی آخری حد پر پہنچا ہوا، صوفی مستقل مزاج کہا جاتا ہے۔ اس کی دوسری پہنچان بتاتے ہیں۔

यः सर्वत्रानभिस्नेहस्तत्तत्प्राप्य शुभाशुभम्।
नाभिनन्दति न द्वेष्टि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता।।५७।।

جو انسان ہر جگہ شفقت سے خالی ہوا، مبارک اور نا مبارک کو حاصل کرنے کے بعد نہ تو

خوش ہوتا ہے اور نہ دشمنی ہی کرتا ہے اس کی عقل مستقل ہے۔ مبارک وہ ہے، جو معبود کی شکل کی طرف راغب کرتا ہے۔ نامبارک وہ ہے، جو دنیا کی طرف جانے والا ہوتا ہے لیکن مستقل مزاج انسان مناسب حالات سے نہ خوش ہوتا ہے۔ اور نہ غیر مناسب حالات سے نفرت کرتا ہے۔ کیونکہ قابل حصول چیز نہ اس سے جدا ہے اور نہ گمراہ کرنے والے عیوب ہی اس کے لئے ہیں یعنی اب وسیلہ سے خود اس کا کوئی مطلب نہیں رہا۔ ایسا انسان مستقل مزاج کہا جاتا ہے۔

यदा संहरते चायं कूर्मोऽङ्गनीव सर्वशः।
इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता।।५८।।

جس طرح کچھوا اپنے سارے اعضاء کو سمیٹ لیتا ہے۔ ٹھیک ویسے ہی یہ انسان جب ہر طرف سے اپنے حواس کو سمیٹ لیتا ہے۔ تب اس کی عقل مستقل ہوتی ہے خطرے کو دیکھتے ہی جس طرح کچھوا اپنے سر اور پیر سمیٹ لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح جو انسان موضوعات میں متحرک حواس کو سب طرف سے سمیٹ کر دل کی دنیا میں قید کر لیتا ہے۔ اس دور میں اس انسان کی عقل راسخ ہوتی ہے۔ لیکن یہ تو محض ایک نظیر ہے۔ خطرے کا احساس ختم ہوتے ہی کچھوا تو اپنے اعضاء کو پھر پھیلا دیتا ہے۔ کیا اسی طرح مستقل مزاج بھی لطف لینے لگتا ہے۔ اس پر فرماتے ہیں۔

विषया विनिवर्तन्ते निराहारस्य देहिनः।
रसवर्जं रसोऽप्यस्य परं दृष्ट्वा निवर्तते।।५९।।

حواس کے ذریعہ موضوعات کو نہ حاصل کرنے والے انسانوں کے موضوعات تو ختم ہو جاتے ہیں، کیونکہ وہ قبول ہی نہیں کرتے لیکن ان کا لگاؤ ختم نہیں ہوتا، ہوس بنی رہتی ہے سارے حواس کو موضوعات سے سمیٹنے والے بے غرض عامل کی انسیت بھی 'परं दृष्ट्वा' عنصر اعلیٰ پروردگار کا دیدار کر کے نجات پا لیتی ہے۔

عظیم انسان کچھوے کی طرح اپنے حواس کو موضوعات میں نہیں پھیلاتا ایک بار جب حواس سمٹ گئے تو تاثرات संस्कारों بھی مٹ جاتے ہیں پھر وہ دوبارہ پیدا نہیں ہوتے۔ بے غرض

عملی جوگ کے برتاؤ کے ذریعہ معبود کے روبرو دیدار کے ساتھ اس انسان کا موضوعات سے لگاؤ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ عام طور سے لوگ راہ ریاضت میں ہٹھ کرتے ہیں (ہٹھ ایک جوگ ہے) ہٹھ سے حواس روک کر وہ موضوعات سے چھٹکارا پا لیتے ہیں لیکن من میں ان کی فکر، لگاؤ بنا رہتا ہے یہ 'परं दृष्ट्वा' معبود کا دیدار کرنے کے بعد ہی ختم ہوتا ہے اس کے پہلے نہیں

قابل احترام مہاراج جی، اس کے متعلق اپنا ایک واقعہ بتایا کرتے تھے گھر چھوڑنے سے پہلے انہیں تین بار ندائے غیب ہوئی تھی۔ ہم نے عرض کیا ''مہاراج جی۔ آپ کو ندائے غیب کیوں ہوئی' ہم لوگوں کو تو نہیں ہوئی' تب اس پر مہاراج جی نے فرمایا ''ہو! این شنکا موہوں کے بھئی رہی''، یعنی یہ شبہہ مجھے بھی ہوا تھا تب تجربہ میں آیا کہ میں سات جنم سے لگاتار سادھو ہوں، چار جنم تو سادھوؤں سا لباس پہنے، تلک لگائے، کہیں بھبھوتی پوتے، کہیں کشکول لئے گھوم رہا ہوں جوگ کا طریقہ معلوم نہیں تھا لیکن گزشتہ تین جنم سے بہتر سادھو ہوں، جیسا ہونا چاہئے مجھ میں ریاضت جوگ بیدار تھی، پچھلے جنم میں نجات کے قریب پہنچ چکا تھا'' تقریباً نجات ملنے ہی والی تھی لیکن دو خواہشات باقی رہ گئی تھیں۔ ایک عورت اور دوسری گانجا۔ ضمیر میں خواہشات تھیں، لیکن باہر سے میں نے جسم کو راسخ رکھا۔ من میں ہوس لگی تھی۔ لہٰذا جنم لینا پڑا۔ جنم لیتے ہی معبود نے تھوڑے ہی وقت میں سب دکھا سنا کر چھٹی دلا دی دو تین طمانچہ دیا اور سادھو بنا دیا، پھر یہی بات شری کرشن کہتے ہیں کہ حواس کے ذریعہ موضوعات کا اثر نہ قبول کرنے والے انسان کے بھی موضوعات تو ختم ہو جاتے ہیں، لیکن ریاضت کے ذریعہ عظیم المرتبت انسان معبود کا دیدار کر لینے پر وہ موضوعات کے لگاؤ سے بھی چھٹکارا پا لیتا ہے لہٰذا جب تک دیدار نہ ہو، عمل کرتے رہنا ہے۔

उर कछु प्रथम बासना रही। प्रभुपद प्रीति सरित सो बही।।

(रामचरित मानस, ५।४८।६)

حواس کو موضوعات سے سمیٹنا مشکل طلب ہے۔ اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

यततो ह्यपि कौन्तेय पुरुषस्य विपश्चितः।
इन्द्रियाणि प्रमाथीनि हरन्ति प्रसभं मनः ।।६०।।

کون تے :-کوشش کرنے والے ذکی انسان کے بے قابو حواس اس کے دل پر زبردستی قبضہ کر لیتے ہیں۔ متزلزل کر دیتے ہیں۔لہٰذا

तानि सर्वाणि संयम्य युक्त आसीत मत्परः।
वशे हि यस्येन्द्रियाणि तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ।।६१।।

ان تمام حواس پر قابو حاصل کر کے، جوگ سے مزین اور خود سپردگی کے ساتھ میری پناہ میں آ، کیونکہ جس انسان کے حواس قابو میں ہوتے ہیں، اسی کی عقل راسخ ہوتی ہے، یہاں جوگ کے مالک شری کرشن۔وسیلے کے ممنوعہ اعضاء کے ساتھ اس کے صحیح اصول والے پہلو پر زور دیتے ہیں۔صرف نفس کشی اور ممنوعات سے حواس قابو میں نہیں ہوتے۔خود سپردگی کے ساتھ معبود کی فکر ضروری ہے۔ معبود کی فکر کی کمی کی وجہ سے دنیوی فکر حاوی ہوگی جس کے برے نتائج شری کرشن کے ہی الفاظ میں دیکھیں۔

ध्यायतो विषयान्पुंसः सङ्गस्तेषूपजायते ।
सङ्गात्सन्जायते कामः कामाज्क्रोधोऽभिजायते ।।६२।।

موضوعات کی فکر کرنے والے انسان کی ان موضوعات میں انسیت ہو جاتی ہے انسیت سے خواہشات پیدا ہوتی ہیں۔خواہشات پوری ہونے میں خلل پڑنے سے غصہ پیدا ہوتا ہے۔غصہ کسے پیدا کرتا ہے۔

क्रोधाद् भवति सम्मोहः सम्मोहात् स्मृतिविभ्रमः।
स्मृतिभ्रंशाद् बुद्धिनाशो बुद्धिनाशात्प्रणश्यति ।।६३।।

غصہ سے خاص طرح کی جہالت یعنی بدعقلی پیدا ہوتی ہے۔دائمی اور وقتی چیزوں کی سمجھ نہیں رہ جاتی ہے۔بدعقلی سے یادداشت غلط فہمی میں پڑ جاتی ہے (جیسا ارجن کو ہوا تھا 'भ्रमतीव च

'गीता' کے آخر میں اس نے کہا۔ 'नष्टो मोह: स्मृतिर्लब्धा ।' 'मे मन:' کیا کریں، کیانہ کریں۔اس کا فیصلہ نہیں ہو پاتا) یادداشت غلط فہمی میں پڑ جانے سے جوگ کی حامل عقل برباد ہو جاتی ہے۔اور عقل گم ہونے سے یہ انسان اپنے شرف کے وسیلہ سے گر جاتا ہے۔

یہاں شری کرشن نے زور دیا کہ موضوعات کی فکر نہیں کرنی چاہئے۔ ریاضت کش کو نام، شکل، فطرت حق، اور مقام میں ہی کہیں لگے رہنا چاہئے۔ یاد الٰہی میں کوتاہی کرنے پر من دنیوی موضوعات میں الجھ جائے گا۔ دنیوی موضوعات کی فکر سے رغبت ہو جاتی ہے۔ رغبت سے اس دنیوی موضوع کی خواہش ریاضتی کے ضمیر میں ہونے لگتی ہے۔ خواہش پوری ہونے میں خلل پڑنے پر غصہ، غصہ سے بدعقلی بدعقلی سے یادداشت میں غلط فہمی اور غلط فہمی سے عقل گم ہو جاتی ہے۔ بے غرض عملی جوگ کو عقلی جوگ کہا جاتا ہے، کیوں کہ عقلی سطح پر اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ خواہشات پیدا ہی نہ ہونے پائیں۔ ثمرہ ہے ہی نہیں۔ خواہش پیدا ہونے سے یہ عقلی جوگ برباد ہو جاتا ہے۔ 'साधन करिय विचारहीन् मन शुद्ध होय नहीं तैसे ।'(विनय पत्रिका, पद संख्या ११६ ।३) خیال رکھنا ضروری ہے۔ خیال نہ کرنے والا انسان شرف کے وسیلے سے نیچے گر جاتا ہے۔ ریاضت کا تسلسل ٹوٹ جاتا ہے، پورے طور پر ختم نہیں ہوتا استعمال کے بعد ریاضت وہیں سے پھر شروع ہوتی ہے۔ جہاں پر رکاوٹ آئی تھی۔

یہ تو موضوعات کی طرف راغب ریاضت کش کی حالت ہے۔ خود مختار ضمیر والا ریاضت کش کس انجام کو حاصل کرتا ہے۔اس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

रागद्वेषवियुक्तैस्तु विषयानिन्द्रियैश्चरन् ।
आत्मवश्यैर्विधेयात्मा प्रसादमधिगच्छति ।।६४।।

روح کو حاصل کرنے والے طریقوں سے باخبر بدیہی دیدار کرنے والا عظیم انسان خواہش اور حسد سے خالی قابو میں کیے گئے اپنے حواس کے ذریعہ 'विषयान् चरन्' دنیوی موضوعات میں سفر کرتا ہوا بھی 'प्रसाद मधिगच्छति' ضمیر کی پاکیزگی کو حاصل کرتا ہے اسکی نظر

اپنے اوپر پوری طرح رہتی ہے۔ عظیم انسان کے لئے مقررہ طریقہ کی پابندی نہیں رہ جاتی۔ اس کے لئے کہیں نامبارک نہیں رہتا جس سے وہ خود کی حفاظت کرے اور اس کے لئے کوئی مبارک چیز باقی نہیں رہ جاتی جس کی وہ خواہش کرے۔

प्रसादे सर्वदु:खानां हानिरस्योपजायते।
प्रसन्नचेतसो ह्याशु बुद्धिः पर्यवतिष्ठते।।६५।।

رب کے مکمل رحم و کرم ''ربانیت'' سے مزین ہونے پر اس عظیم انسان کی ساری تکلیفیں ختم ہو جاتی ہیں، 'दुखालयम् अशाश्वतम्' دنیوی موضوعات کی ضروریات ختم ہو جاتی ہیں اور اس خوش مزاج انسان کی عقل جلد ہی اچھی طرح ساکن ہو جاتی ہے۔ لیکن لوگ جوگ سے مزین نہیں ہیں، ان کی حالت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

नास्ति बुद्धिरयुक्तस्य न चायुक्तस्य भावना।
न चाभावयतः शन्तिरशान्तस्य कुतः सुखम्।।६६।।

جوگ کی ریاضت سے خالی انسان کی باطن میں بے غرض عمل والی عقل نہیں ہوتی اس نااہل کے ضمیر میں احساس بھی نہیں ہوتا۔ احساس سے خالی انسان کو سکون کہاں؟ اور بنا سکون والے انسان کو آرام کہاں؟ جوگ کی ریاضت کرنے سے کچھ دکھائی پڑنے پر ہی خیال بنتا ہے۔ سوچ کے بغیر سکون نہیں ملتا اور سکون سے خالی انسان کو آرام یعنی 'जाने बिनु न होइ परतीती' دائمی، ابدی کا حصول نہیں ہوتا۔

इन्द्रियाणां हि चरतां यन्मनोऽनुविधीयते।
तदस्य हरति प्रज्ञां वायुर्नावमिवाम्भसि।।६७।।

پانی میں کشتی کو جس طرح ہوا اپنے قبضے میں لیکر اس کی منزل سے دور کر دیتی ہے، ٹھیک اسی طرح دنیوی موضوعات میں مبتلا حواس میں جس حس کے ساتھ من رہتا ہے، وہ ایک ہی حس اس نااہل انسان کی عقل کو اغوا کر لیتا ہے۔ لہٰذا جوگ کا عمل لازمی ہے۔ عملی برتاؤ پر شری کرشن پھر زور دیتے ہیں۔

तस्माद्यस्य महाबाहो निगृहीतानि सर्वशः।

इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेभ्यस्तस्य प्रज्ञा प्रतिष्ठिता ।।६८।।

لہٰذا اے بازوئے عظیم! جس انسان کے حواس، حواس کے موضوعات سے پوری طرح قابو میں کیے ہوئے ہوتے ہیں، اس کی عقل مستقل ہوتی ہے۔ بازو، عملی دائرہ کی علامت ہے۔ معبود بازوئے عظیم اور بازوئے طویل کہے جاتے ہیں۔ وہ بلا دست وپا کے سبھی جگہ کام کرتے ہیں۔ ان میں جو داخلہ پاتا ہے یا جو اسی ربانیت کی جانب بڑھ رہا ہے، وہ بھی، بازوئے عظیم ہے، شری کرشن اور ارجن دونوں کو بازوئے عظیم کہا گیا ہے۔

या निशा सर्वभूतानां तस्यां जागर्ति संयमी।

यस्यां जाग्रति भूतानि सा निशा पश्यतो मुनेः।।६९।।

تمام مادّی جانداروں کے لئے وہ معبود شب کی طرح ہے، کیوں کہ دکھائی نہیں دیتا، نہ سوچ ہی کام کرتی ہے۔ لہٰذا شب کی طرح ہے۔ اس شب میں معبود میں، نفس کش انسان اچھی طرح دیکھتا ہے، چلتا ہے جاگتا ہے، کیوں کہ وہاں اس کی پکڑ ہے۔ جوگی نفس کشی کے ذریعے اس میں داخلہ پا جاتا ہے۔ جن فانی دنیوی عیش وعشرت کے لئے تمام جاندار شب وروز محنت کرتے ہیں، جوگی کے لئے وہی شب ہے۔ रमा विलासु राम अनुरागी। तजत बमन जिमि जन बड़भागी।।(रामचरित मानस् २।३२३।८)

جو جوگی نیک عمل کی راہ میں مسلسل باخبر اور مادیاتی اثرات سے ہر طرح عاری ہوتا ہے۔ وہی اُس معبود میں داخلہ پاتا ہے۔ وہ رہتا تو دنیا میں ہی ہے۔ لیکن اس پر دنیا کا اثر نہیں پڑتا۔ عظیم انسان کی بود وباش کی عکاسی دیکھیں۔

आपूर्यमाणमचलप्रतिष्ठं

समुद्रमापः प्रविशन्ति यद्वत्।

तद्वत्कामा यं प्रविशन्ति सर्वे

स शान्तिमाप्नोति न कामकामी।।७०।।

جس طرح ہر جانب سے لبریز مستحکم عظمت والے سمندر میں ندیوں کا پانی بغیر اس میں ہل چل پیدا کئے بڑی تیزی سے اس میں سماں جاتا ہے، ٹھیک اسی طری معبود میں قائم، مستقل مزاج انسان میں سارے عیش بغیر کوئی خرابی پیدا کئے سماں جاتے ہیں۔ ایسا انسان اعلیٰ سکون کو حاصل کرتا ہے، نہ کہ عیش وعشرت کو چاہنے والا۔

خوفناک بہاؤ والی ہزاروں ندیوں کی دھارائیں فصل کو تباہ کرتی ہوئی، دشمن جاں بنتی ہوئی، شہروں کو غرق کرتی ہوئی، تہلکہ مچاتی ہوئی بڑی تیزی سے سمندر میں گرتی ہیں، مگر سمندر کو نہ ایک انچ اوپر اٹھا پاتی ہیں اور نہ گراہی پاتی ہیں، بلکہ اسی میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح مستقل مزاج عظیم انسان کی طرف تمام عیش وعشرت کی چیزیں اتنے ہی زوردار ڈھنگ سے آتی ہیں۔ لیکن اسی میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔ ان عظیم انسانوں میں مبارک خواہ نامبارک تاثرات نہیں ہو پاتے۔ جوگی کے عمل نہ شفاف ہوتے ہیں نہ سیاہ، کیوں کہ جس طبیعت پر تاثرات اثر انداز ہوتے ہیں، وہ پابند اور تحلیل ہوگئی اس کے ساتھ ہی ربانیت کی حالت آگئی۔ اب تاثر پڑے بھی تو کہاں؟ اس ایک ہی شلوک میں شری کرشن نے ارجن کے کئی سوالات کا حل نکال دیا، ان کا تجسس تھا کہ مستقل مزاج عظیم انسان کی پہچان کیا ہے وہ کیسے بولتا ہے کیسے بیٹھتا ہے، کیسے چلتا ہے؟ شری کرشن نے ایک ہی لفظ میں جواب دیا کہ وہ سمندر کے مانند ہوتے ہیں، ان کے لئے کیا کرنا چاہئے، کیا نہیں کرنا چاہئے کہ اصول کی پابندی نہیں ہوتی کہ ایسے اٹھو بیٹھو اور ایسے چلو۔ وہ ہی اعلیٰ سکون کو حاصل کرتے ہیں کیونکہ وہ نفس کش ہیں۔ عیش وعشرت کی خواہشات والا سکون حاصل نہیں کرتا اسی پر پھر زور دیتے ہیں۔

विहाय कामान्यः सर्वान् पुमांश्चरति निःस्पृहः।
निर्ममो निरहङ्कारः स शान्तिमधिगच्छति।।७१।।

جو انسان سارے خواہشات کو ترک کر نِرمَم سنگ دل یعنی میں اور میرے احساس وغرور اور دنیوی لگاؤ سے مبرا ہو کر برتاؤ کرتا، وہ اس اعلیٰ سکون کو حاصل کرتا ہے، جس کے بعد کچھ بھی پانا باقی نہیں رہ جاتا۔

एषा ब्राह्मी स्थितिः पार्थ नैनां प्राप्य विमुह्यति।
स्थित्वास्यामन्त कालेऽपि ब्रह्मनिर्वाणमृच्छति ।।७२।।

پارتھ۔ مذکورہ بالا حالت معبود کو حاصل کر لینے والے انسان کی حالت ہے۔ سمندر کی طرح ان عظیم انسانوں میں دنیوی موضوعات ندیوں کی طرح تحلیل ہو جاتے ہیں وہ پوری طور سے متقی اور معبود کا بدیہی دیدار کرنے والے ہیں۔ صرف 'انا الحق' پڑھ لینے سے یا زبان زد کر لینے سے یہ حالت نہیں ملتی۔ بذریعہ عمل ہی اس معبود کی حالت کو حاصل کیا جاتا ہے۔ ایسا عظیم انسان خدائی عقیدت پر قائم رہتے ہوئے جسم کے آخری وقت میں بھی خدائی مسرت کو ہی حاصل کرتا ہے۔

مغز سخن

عام طور سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دوسرے باب میں گیتا تکمیل کو پہنچ گئی لیکن عمل کا محض نام لینے سے عمل پورا ہو جاتا ہو، تب تو گیتا کا اخیر مانا جا سکتا ہے۔ اس باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے یہی بتایا کہ۔ ارجن بے غرض عملی جوگ کے بارے میں سن، جسے جان کر تو دنیوی بندش سے آزاد ہو جائے گا۔ عمل کرنا تیرے اختیار میں ہے۔ ثمرہ میں کبھی نہیں۔ عمل کرنے میں تو لاعقیدت بھی نہ ہو مسلسل طور پر کرنے کیلئے تیار ہو جا۔ اس کے ثمرہ میں تو 'परं दृष्ट्वा' اعلیٰ انسان (معبود) کا دیدار کر مستقل مزاج بنے گا۔ اعلیٰ سکون حاصل کرے گا لیکن اس کا خلاصہ نہیں کیا کہ عمل ہے کیا؟

یہ (सांख्ययोग) (علمی جوگ) نام کا باب نہیں ہے۔ یہ نام شریعت کے مصنف کا نہیں بلکہ شرح نویسوں کی دین ہے وہ اپنی عقل کے مطابق ہی باتوں کو سمجھتے ہیں تو تعجب کیا ہے۔

اس باب میں عمل کی اہمیت۔ اس کو انجام دینے میں برتی جانے والی ہوشیاری اور باخبر (مستقل مزاج) کی پہچان بتا کر شری کرشن نے ارجن کے دل و دماغ میں عمل کے متعلق دلچسپی پیدا کی ہے۔ اسے کچھ سوالات دیئے ہیں۔ روح دائمی ہے ابدی ہے۔ اس کا علم حاصل کر رمز شناس

بن۔اِس کے حصول کے دو طریقے ہیں علمی جوگ اور بے غرض عملی جوگ۔

اپنی قوت کو سمجھ کر۔نفع نقصان کا خود فیصلہ لیکر عمل میں لگ جانا راہ علم ہے اور اِللہ پر منحصر ہو کر خود سپردگی کے ساتھ اسی عمل میں لگ جانا راہ بے غرض عمل خواہ راہ عقیدت ہے۔گوسوامی تلسی داس نے دونوں کا اظہار اِس طرح کیا ہے۔

मोरे प्रौढ़ तनय सम ग्यानी। बालक सुत सम दास अमानी।।

जनहि मोर बल निज बल ताही। दुहु कहँ काम-क्राध रिपु आही।।

(रामचरित मानस, ३।४२।८-९)

دو طرح کے لوگ مجھے یاد کرنے والے ہیں۔ایک راہِ علم والے، دوسرے راہِ عقیدت والے بے غرض عمل کا راہی یا راہ عقیدت کا راہی میری پناہ لے کر۔میرے سہارے چلتا ہے علم کا جوگی اپنی صلاحیت کے مدنظر اپنے نفع نقصان پر غور کر کے اپنے بھروسے چلتا ہے۔جب کہ دونوں کے دشمن ایک ہی ہیں۔علم کے راہی کو خواہش غصہ وغیرہ دشمنوں پر فتح حاصل کرنی ہے اور بے غرض عمل کے جوگی کو بھی انہیں سے جنگ کرنی ہے۔خواہشات کا ایثار دونوں کرتے ہیں اور دونوں راہوں میں کیا جانے والا عمل بھی ایک ہی ہے۔اس عمل کے ثمرہ میں اعلیٰ سکون کو حاصل کر لے گا۔لیکن یہ نہیں بتایا کہ عمل ہے کیا؟ اب آپ کے بھی سامنے 'عمل' ایک سوال ہے۔ارجن کے من میں بھی عمل کے لئے تجسس پیدا ہوا۔تیسرے باب کے شروع میں ہی اس نے عمل کے متعلق سوال پیش کیا۔لہٰذا

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی شکل میں اپنشد و علم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں عملی تجسس (कर्म जिज्ञासा) نام کا دوسرا باب مکمل ہوتا ہے۔اس طرح قابلِ احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعہ لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا''میں عملی تجسس (कर्म जिज्ञासा) نام کا دوسرا باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿تیسرا باب﴾

باب دو میں شری کرشن نے بتایا کہ یہ عقل تیرے لئے راہ علم کے متعلق کہی گئی۔ کون سی عقل؟ یہی کہ جنگ کر کر کے جیتو گے تو اعلیٰ مرتبہ کا مقام حاصل کرلو گے اور شکست کھاؤ گے تو دیوتا کا مرتبہ ہے۔ فتح میں سب کچھ اور شکست میں بھی دیوتا کا مرتبہ ہے، کچھ حاصل ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے فائدہ اور نقصان دونوں حالت میں کچھ نہ کچھ حاصل ہی ہے۔ ذرا سا بھی نقصان نہیں ہے۔ پھر کہا، اب اِسی کو تو بے غرض عملی جوگ کے بارے میں سن۔ جس عقل سے مزین ہو کر تو اعمال کی زنجیروں سے اچھی طرح آزاد ہو جائے گا۔ پھر اس کی صفات پر روشنی ڈالی۔ عمل کرتے وقت ضروری احتیاطوں پر زور دیا کہ ثمرہ کی خواہش والا نہ ہو، خواہشات سے دور ہو کر عمل میں لگ اور عمل کرنے میں تو بے عقیدہ بھی نہ ہو، جس سے تو عمل کی زنجیروں سے آزاد ہو جائے گا۔ آزاد تو ہوگا، لیکن راستے میں اپنے حالات کا احساس ہی نہیں ہوگا۔

لہٰذا ارجن کو بے غرض عملی جوگ کے مقابلے میں راہ علم آسان اور حاصل ہونے والا محسوس ہوا، اس نے سوال کیا۔ جناردن۔ بے غرض عمل کے مقابلے میں راہِ علم آپ کی نظر میں افضل ہے، تو مجھے خوفناک عمل میں کیوں لگاتے ہیں؟ سوال فطری تھا، مان لیں، ایک ہی منزل پر جانے کے دو راستے ہیں۔ اگر آپ کو درحقیقت جانا ہے، تو آپ ضرور سوال کریں گے کہ اِن میں آسان کون سا ہے؟ اگر نہیں کرتے آپ راہ رَو نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ارجن نے بھی سوال کھڑا کیا۔ (ارجن بولا)

अर्जुन उवाच

ज्यायसी चेत्कर्मणस्ते मता बुद्धिर्जनार्दन।
तत्किं कर्मणि घोरे मां नियोजयसि केशव।।१।।

لوگوں پر رحم کرنے والے جناردن۔اگر بے غرض عملی جوگ کے مقابلے میں علمی جوگ کا راستہ آپ کی نظر میں بہتر ہے،تو ہے کیشو۔آپ مجھے اتنے خوفناک عملی جوگ میں کیوں لگاتے ہیں؟

بے غرض عملی جوگ میں ارجن کو خوفناک منظر دکھائی پڑا کیونکہ اس میں عمل کرنے میں ہی اختیار ہے،ثمرہ حاصل کرنے میں کبھی نہیں۔عمل کرنے میں بے عقیدہ بھی نہ ہو اور مسلسل خودسپردگی کے ساتھ،جوگ پر نظر رکھتے ہوئے عمل میں لگا رہ،جب کہ راہِ علم میں شکست کھاؤ گے تو دیوتا کا مرتبہ ہے،فتح حاصل کرنے پر حضورِ اعلیٰ کا مقام ہے اپنا نفع ونقصان خود دیکھتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔اس طرح ارجن کو بے غرض عملی جوگ کے مقابلے میں راہِ علم آسان نظر آئی۔ لہٰذا اس نے گزارش کی۔

व्यामिश्रेणेव वाक्येन बुद्धिं मोहयसीव मे।
तदेकं वद निश्चित्य येन श्रेयाऽहमाप्नुयाम।।२।।

آپ ان الجھے ہوئے بیانات سے میری عقل کو فریفتہ سی کر دیتے ہیں۔آپ تو میری عقل کی فریفتگی دور کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔لہٰذا اِن میں سے ایک طے کر کے بتائیے،جس سے میں شرف اعلیٰ افادی نجات کو حاصل کرلوں۔اس پر شری کرشن نے کہا۔

श्री भगवानुवाच

लोकेऽस्मिन्द्विविधा निष्ठा पुरा प्रोक्ता मयानघ।
ज्ञानयोगेन सांख्यानां कर्मयोगेन योगिनाम्।।३।।

بے گناہ ارجن۔اس دنیا میں تحقیق حق کے دو راستے میرے ذریعے پہلے ہی بتائے گئے ہیں پہلے کا مطلب کبھی ست جگ یا تیرتا त्रेता میں نہیں،بلکہ ابھی جسے باب دو میں کہہ آئے ہیں۔عالموں کیلئے راہ علم اور جوگیوں کے لئے بے غرض عملی راہ بتائی گئی۔دونوں ہی راہوں کے مطابق عمل تو کرنا ہی پڑے گا،عمل،ضروری ہے۔

न कर्मणामनारम्भान्नैष्कर्म्यं पुरुषोऽश्नुते ।
न च संन्यसनादेव सिद्धिं समाधिगच्छति ।।४।।

ارجن! انسان نہ تو اعمال کو نہ شروع کرنے سے عمل کی بندش سے آزاد ہونے کی آخری حالت کو حاصل کرتا ہے، اور نہ شروع کئے ہوئے عمل کو محض چھوڑنے سے ربّانیت کو حاصل کرنے والے مقصدِ اعلیٰ کو ہی حاصل کرتا ہے۔ اب تجھے راہِ علم اچھی لگے یا راہِ بے غرض عمل، دونوں میں عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔

عموماً ایسی حالت میں لوگ راہِ رب میں مختصر راہ اور بچاؤ تلاش کرنے لگتے ہیں۔ 'عمل' شروع ہی نہ کریں، ہو گئے بے غرض عمل کرنے والے کہیں ایسی غلط فہمی نہ رہ جائے لہٰذا شری کرشن زور دیتے ہیں کہ اعمال کی شروعات نہ کرنے سے کوئی بے غرض عمل کے احساس کو نہیں حاصل کر پاتا۔ مبارک نامبارک اعمال کا جس جگہ اختتام ہے، اعلیٰ بے غرض عمل کی اس حالت کو عمل کرکے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح بہت سے لوگ کہتے ہیں "ہم تو علم کے راہی ہیں" "راہِ علم میں عمل ہے ہی نہیں۔" ایسا مان کر اعمال کو ترک کرنے والے علم داں نہیں ہوتے۔ شروع کئے ہوئے عمل کو محض ترک کرنے کوئی دیدارِ رب کی تمثیل اعلیٰ کامیابی کو حاصل نہیں کر پاتا، کیونکہ

न हि कश्चित्क्षणमपि जातु तिष्ठत्यकर्मकृत् ।
कार्यते ह्यवशः कर्म सर्वः प्रकृतिजैर्गुणैः ।।५।।

کوئی بھی انسان کسی دور میں ایک لمحہ بھی عمل کئے بغیر نہیں رہتا کیوں کہ سبھی انسان قدرت سے پیدا ہوئی صفات کے ذریعہ مجبور ہو کر عمل کرتے ہیں۔ قدرت اور قدرت سے پیدا ہوئی صفات جب تک زندہ ہیں، تب تک کوئی بھی انسان کام کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔

باب چار کے تینتیسویں ۳۳ اور ۳۷ سینتیسویں شلوک میں شری کرشن کہتے ہیں کہ جتنے بھی اب تک کئے گئے عمل ہیں وہ سب علم میں مضمر ہو جاتے ہیں۔ علم کی تمثیلی آگ سارے اعمال کو خاک کر دیتی ہے یہاں وہ کہتے ہیں کہ۔ عمل کئے بغیر کوئی رہتا ہی نہیں۔ آخر کار وہ عظیم انسان کہتے کیا

ہیں؟ اُن کا مطلب ہے کہ یگ کرتے کرتے تینوں صفات سے مبرا ہو جانے پر من کی تحلیل اور بدیہی دیدار کے ساتھ یگ کا ثمرہ نکل جانے پر عمل کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔ اس مقررہ طریقہ کی تکمیل سے پہلے عمل ختم ہوتے نہیں، قدرت پیچھا نہیں چھوڑتی۔

कर्मेन्द्रियाणि संयम्य य आस्ते मनसा स्मरन्।
इन्द्रियार्थान्विमूढात्मा मिथ्याचारः स उच्यते ॥६॥

اتنے پر بھی خاص طور سے جاہل لوگ جو کام کرنیوالے حواس ظاہری پر بضد بندش لگا کر حواس کے موضوعات کو من سے یاد کرتے ہیں، وہ پرفریب ہیں، ریاکار ہیں، نہ کہ علم داں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شری کرشن کے دور میں بھی ایسی قدامتیں تھیں، لوگ کئے جانے کے لائق طریقہ کو چھوڑ کر حواس کو ہٹھ (ضد) سے روک کر بیٹھ جاتے تھے اور کہنے لگتے تھے کہ میں علم داں ہوں، میں کامل ہوں، لیکن شری کرشن کہتے ہیں کہ وہ دھوکے باز ہیں، راہ علم اچھا لگے یا بے غرض عملی جوگ دونوں ہی راہوں میں عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔

यस्त्विन्द्रियाणि मनसा नियम्यारभतेऽर्जुन।
कर्मेन्द्रियैः कर्मयोगमसक्तः स विशिष्यते ॥७॥

ارجن۔ جو انسان من سے حواس کو قابو میں کرکے، جب من میں بھی خواہشات سر نہ اٹھاتی ہوں، ہر طرح سے لگاؤ سے مبرا ہوا، حواس ظاہری سے عملی جوگ کا برتاؤ کرتا ہے، وہ عظیم ہے۔ ٹھیک ہے، سمجھ میں آیا کہ عمل کا برتاؤ کریں، لیکن یہ سوال کھڑا ہوتا ہے کہ کون سا عمل کریں، اِس پر کہتے ہیں۔

नियतं कुरु कर्म त्वं कर्म ज्यायो ह्यकर्मणः।
शरीरयात्रापि च ते न प्रसिद्ध्येदकर्मणः ॥८॥

ارجن:۔ تو معین کئے ہوئے عمل کا حامل بن۔ یعنی اعمال تو بہت سے ہیں، ان میں سے کوئی ایک چنا ہوا ہے۔ اُسی معین عمل کو کر۔ عمل نہ کرنے کے مقابلے میں عمل کرنا ہی بہتر ہے

۔لہٰذا اگر عمل کرتے رہو گے، تھوڑی بھی دوری طے کر لو گے۔ تو جیسا کہ پہلے فرما چکے ہیں آواگون کے بہت بڑے خوف سے نجات دلانے والا ہے۔ اس واسطے بہتر ہے۔ عمل نہ کرنے سے تیرا جسمانی سفر بھی کامیاب نہیں ہوگا۔ جسمانی سفر کا معنی لوگ لگاتے ہیں جسمانی، پرورش، کیسی جسمانی پرورش؟ کیا آپ جسم ہیں؟ یہ انسان تمام جنموں سے، تمام زمانوں سے جسم کا سفر ہی تو کرتا چلا آرہا ہے۔ جیسے لباس بوسیدہ ہوا تو دوسرا تیسرا پہن لیا۔ اِسی طرح حشرات الارض سے انسان تک برہما سے لے کر ساری دنیا قابل تبدیل ہے۔ اوپر نیچے یونیوں (شکلوں) میں برابر یہ ذی روح جسمانی سفر ہی تو کرتی چلی آرہی ہے، عمل کوئی ایسی چیز ہے، جو اس سفر کو ثابت کر دیتی ہے۔ مکمل کر دیتی ہے۔ مان لیں ایک ہی جنم لینا پڑا تو سفر جاری ہے۔ ابھی تو راہی چل ہی رہا ہے۔ وہ دوسرے جسموں کا سفر کر رہا ہے۔ سفر مکمل تب ہوتا ہے جب منزل آجائے معبود میں مقام پانے کے بعد اس روح کو جسمانی سفر نہیں کرنا پڑتا یعنی جسم کو ترک کرنے والا اور اسے قبول کرنے والا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عمل کوئی ایسی چیز ہے کہ اِس انسان کو پھر جسمانی سفر نہیں کرنا پڑتا۔ 'मोक्ष्यसेऽशुभात्' (باب۴/۱۶) ارجن۔ اِس عمل کو کر کے تو دنیوی بندش، نا مبارک سے آزاد ہو جائے گا۔ عمل کوئی ایسی چیز ہے جو دنیوی بندش سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ اب سوال کھڑا ہوتا ہے کہ وہ معینہ عمل ہے کیا؟ اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

यज्ञार्थात्कर्मणोऽन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धनः ।
तदर्थं कर्म कौन्तेय मुक्तसङ्गः समाचर ॥९॥

ارجن۔ یگ کا طریقہ کار ہی عمل ہے۔ وہ حرکت عمل ہے جس سے یگ پورا ہو! ثابت ہے کہ عمل ایک معین طریقۂ کار ہے اس کے علاوہ جو عمل ہوتے ہیں، کیا وہ عمل نہیں ہیں؟ شری کرشن فرماتے ہیں۔ نہیں، وہ عمل نہیں ہیں 'अन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धनः' اس یگ کے طریقۂ کار کے علاوہ دنیا میں جو کچھ بھی کیا جاتا ہے، ساری دنیا جس میں رات و دن مشغول ہے، وہ سب کچھ اسی دنیا کی ایک بندش ہے، نہ کہ عمل، عمل تو 'मोक्ष्यसेऽशुभात्' نامبارک یعنی دنیوی بندش سے

چھٹکارا دلانے والا ہے۔ محض یگ کا طریقۂ کار ہی عمل ہے، وہ حرکت عمل ہے جس سے یگ پورا ہوتا ہے لہٰذا ارجن۔ اس یگ کی تکمیل کیلئے صحبت اثر سے جس سے الگ رہ کر اچھی طرح عمل پر کاربند ہو، صحبت اثر سے الگ ہوئے بغیر یہ عمل ہوتا ہی نہیں۔

اب ہم سمجھ گئے کہ، یگ کا طریقۂ کار ہی عمل ہے، لیکن یہاں پھر ایک نیا سوال کھڑا ہو گیا کہ وہ یگ کیا ہے۔ جسے کیا جائے؟ اسے سمجھنے کے لئے پہلے یگ کو نہ بتا کر شری کرشن بتاتے ہیں کہ یگ آیا کہاں سے؟ وہ دیتا کیا ہے؟ اس کی خصوصیات پر روشنی ڈالی اور چوتھے باب میں جا کر خلاصہ کیا کہ یگ کیا ہے، جسے ہم عملی جامہ پہنا دیں اور ہم سے عمل ہونے لگیں۔ جوگ کے مالک شری کرشن کے انداز بیان سے ظاہر ہے کہ جس چیز کی عکاسی کرنی ہے۔ وہ پہلے اس کی خصوصیات کی مصوری کرتے ہیں جس کی بنا پر عقیدت پیدا ہو۔ اس کے بعد وہ اس میں برتے جانے والے احتیاط پر روشنی ڈالتے ہیں اور آخر میں اصل اصول کی وضاحت کرتے ہیں۔

یادرہے کہ یہاں پر شری کرشن نے عمل کے دوسرے پہلو پر روشنی ڈالی کہ عمل ایک معینہ طریقۂ کار ہے۔ جو کچھ کیا جاتا ہے، وہ عمل نہیں ہے۔

باب دو میں پہلی بار عمل کا نام لیا؛ اس کی خصوصیات پر زور دیا، اس میں برتے جانے والے احتیاط پر روشنی ڈالی، لیکن یہ نہیں بتایا کہ عمل ہے کیا؟ یہاں باب ۳ میں بتایا ہے کہ کوئی انسان عمل کئے بغیر نہیں رہتا۔ قدرت کا بندہ ہو کر انسان عمل کرتا ہے۔ اس کے باوجود بھی جو لوگ حواس پر ہٹھ کے ذریعے بندش لگا کر من سے اس کے موضوعات کی فکر کرتے ہیں، وہ گھمنڈی ہیں، گھمنڈ کا برتاؤ کرنے والے ہیں۔ لہٰذا ارجن تو قرار واقعی حواس کو قابو میں کر کے عمل کر لیکن سوال جیسے کا تیسا بنا ہے کہ کون سا عمل کریں؟ اِس بات پر جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا۔ ارجن۔ تو معینہ عمل کر۔

اب سوال اٹھتا ہے کہ معین عمل کیا ہے، جسے ہم کریں تب بتایا کہ یگ کو عملی جامہ پہنانا ہی عمل ہے۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ وہ یگ کیا ہے؟ یہاں یگ کی پیدائش، خصوصیات بیان کر کے

خاموش ہوجائیں گے اور آگے باب ۲ میں یگ کی صاف وستھری شکل ملے گی، جسے کرنا 'عمل' ہے۔ عمل کی یہ تشریح گیتا کو سمجھنے کی کنجی ہے۔ یگ کے علاوہ دنیا میں لوگ کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں۔ کوئی کھیتی کرتا ہے، تو کوئی روزگار۔ کوئی حاکم ہے تو کوئی خادم، کوئی اپنے کو عقل بشری کہتا ہے، تو کوئی مزدور۔ کوئی خدمت معاشرہ کو عمل مانتا ہے، تو کوئی خدمت ملک کو، اور انہیں اعمال میں لوگ باغرض اور بے غرض کی تمہید بنائے پڑے ہیں۔ لیکن شری کرشن کہتے ہیں، یہ اعمال نہیں ہیں 'अन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धन:' یگ کے طریقہ کار کے سوا جو کچھ بھی کیا جاتا ہے۔ وہ اسی دنیا کی بندش میں ڈالنے والا عمل ہے نہ کہ نجات دلانے والا عمل۔ دراصل یگ کا طریق کار ہی عمل ہے۔ اب یگ نہ بتا کر پہلے یہ بتاتے ہیں کہ یگ آیا کہاں سے؟

सहयज्ञाः प्रजाः सृष्ट्वा पुरोवाच प्रजापतिः ।
अनेन प्रसविष्यध्वमेष वोऽस्त्विष्टकामधुक् ॥१०॥

کائنات کی تخلیق کرنے والے خالق (ब्रम्हा) نے ازل کی شروعات میں یگ کے ساتھ خلق کی تخلیق کر کے کہا کہ اس یگ کے ذریعہ اضافہ کو حاصل کرو۔ یہ یگ تم لوگوں کو 'इष्टकामधुक्' جس میں ہمارے معبود کے برخلاف نہ ہو، بلا نقصان کے معبود کے متعلق خواہشات کو پورا کرے گا۔

یگ کے ساتھ خلق کی کس نے تخلیق کی؟ خلق کے مالک خالق نے خالق (ब्रह्मा) کون؟ کیا چار منہ آٹھ آنکھوں والا (ब्रह्मा) جیسا کہ مشہور ہے۔ نہیں، شری کرشن کے مطابق (ब्रह्मा) نام کا کوئی الگ اقتدار ہے ہی نہیں۔ پھر کائنات کی تخلیق کرنے والا کون ہے؟ درحقیت جس نے خلق کے بنیادی مخزن معبود میں داخلہ پالیا ہے وہ عظیم انسان برہما ہے، عقل ہی برہما ہے۔ 'अहंकार शिव बुद्धि अज, मन शशि चित्त महान' اس وقت عقل محض مشین ہوتی ہے، اس انسان کی زبان میں معبود ہی بولتا ہے۔

یادالٰہی کا حقیقی عمل شروع ہوجانے پر عقل میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ شروع

میں وہ عقل علم تصوف مزین ہونے کی وجہ سے حق شناس کہی جاتی ہے۔ یگ کے بعد ایک عیوب کا خاتمہ ہونے کے بعد علم تصوف میں افضل ہونے کی بنا پر یہ اعلیٰ حق شناس (ब्रह्मवित्) کہی جاتی ہے۔عروج اور لطیف ہوجانے پر عقل کی حالت میں ترقی ہوجاتی ہے۔ایسی حالت میں وہ، اعلیٰ، حق شناس، کہلاتی ہے۔اس حالت میں حق شناس انسان دوسروں کو بھی ترقی کے راستے پر لانے کا اختیار حاصل کرلیتا ہے۔ عقل کا آخری انجام ہے۔اعلیٰ ترین حق شناس ब्रहम विदृरिष्ट، یعنی حق شناس کی وہ حالت جس میں معبود کا دخل ہے ایسی حالت والے عظیم انسان خلق کے بنیادی مخزن معبود میں داخل اور قایم رہتے ہیں ایسے عظیم انسانوں کی عقل محض مشین ہے۔وہ ہی برہما کہلاتے ہیں۔ وہ قدرت کے وبال کی تحقیق کر طریقِ ریاضت کی تخلیق کرتے ہیں۔ یگ کے مطابق تاثرات کا دینا ہی خلق کی تخلیق ہے اس سے پہلے سماج بے حس، بے ترتیب رہتا ہے۔کائنات ابدی ہے۔تاثرات پہلے سے ہی ہیں، لیکن بے ترتیب اور بدشکل ہیں۔ یگ کے مطابق انہیں ڈھالنا ہی تخلیق کرنا یا سجانا ہے۔

ایسے عظیم انسان نے بدلاؤ کی شروعات میں یگ کے ساتھ خلق کی تخلیق کی بدلاؤ روگ سے نجات دلاتا ہے حکیم بدلاؤ دیتے ہیں، کوئی جسمانی بدلاؤ کراتا ہے۔یہ لمحاتی اجسام کا بدلاؤ (कल्प) ہے، حقیقی کلپ تو تب ہے، جب دنیوی آزار سے نجات مل جائے عبادت کی شروعات اِس بدلاؤ (کلپ) کی شروعات ہے۔عبادت پوری ہوئی، تو آپ کا بدلاؤ پورا ہوگیا۔

اِس طرح اعلیٰ روح کی شکل میں قائم عظیم انسانوں نے یادِ رب کی شروعات میں یگ کے ساتھ تاثرات کو اچھی طرح سے ترتیب دے کر کہا کہ اِس یگ سے تم ترقی حاصل کرو۔کیسی ترقی ؟ کیا مکان کچے سے پکا بن جائے گا ؟ آمدنی زیادہ ہونے لگے گی ؟ نہیں ، یگ 'इष्टकामधुक्' مطلوب سے متعلق خواہش کو پورا کرے گا۔مطلوب ہے معبود۔اس معبود کے متعلق خواہش کو پورا کرنے والا ہے۔سوال فطری ہے کہ یگ سیدھے اس معبود کو حاصل کرادے گا۔یا قدم بہ قدم چل کر؟

देवान् भावयतानेन ते देवा भावयन्तु वः ।
परस्परं भावयन्तः श्रेयः परमवाप्स्यथ ।।११।।

اس یگ کے ذریعہ ملائک کا عروج کرو یعنی روحانی دولت کا اضافہ کرو، وہ ملائک تم لوگوں کو ترقی عطا کریں گے۔ اِس طرح آپس میں ترقی کرتے ہوئے اعلیٰ شرف، جس کے بعد کچھ بھی پانا باقی نہ رہے، ایسے اعلیٰ افادہ کو حاصل کرلو۔ جیسے جیسے ہم یگ میں داخل ہوں گے (آگے یگ کا معنی ہوگا طریقِ عبادت) ویسے ویسے دل کی دنیا میں روحانی دولت حاصل ہوتی چلی جائے گی۔ 'اعلیٰ ملک، واحد پروردگار رہے اس اعلیٰ ملک میں داخلہ دلا دینے والی جو دولت ہے، باطن کی جو ہم ذات خصلت ہے اُسی کو روحانی دولت کہتے ہیں۔ وہ اس اعلیٰ ملک کے حصول کو ممکن بناتی ہے، الٰہذا روحانی دولت کہی جاتی ہے، نہ کہ باہر پائے جانیوالے ملائک۔ پتھر۔ پانی جیسا کہ لوگ تصور کر لیتے ہیں۔ جوگ کے مالک شری کرشن کے الفاظ میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔

इष्टान्भोगन् हि वो देवा दास्यन्ते यज्ञभाविताः ।
तैर्दत्तानप्रदायैभ्यो यो भुङ्क्ते स्तेन एव सः ।।१२।।

یگ کے ذریعہ ترقی شدہ ملائک (روحانی دولت) آپ کو 'इष्टान् भोगान् हि मطلوب یعنی قابل عبادت (आराध्य) سے متعلق نعمتوں سے نوازیں گے، 'दास्यन्ते' دوسرا کچھ نہیں 'तैः दत्तान' وہ ہی واحد فیاض ہیں۔ مطلوب کو حاصل کرنے کا دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے ان ملکوتی خصوصیات میں اضافہ کئے بغیر جو اس حالت کا عیش کرتا ہے، وہ یقینی طور پر چور ہے۔ جب اس نے حاصل ہی نہیں کیا، تو عیش کرے گا کیا؟ لیکن کہتا ضرور ہے کہ ہم تو کامل ہیں، رمز شناس ہیں، ایسی لمبی چوڑی باتیں کرنے والا اِس راہ سے منہ چھپانے والا ہے۔ وہ یقینی طور پر چور ہے۔ نہ کہ حصول یافتہ، لیکن حصول والے کیا حاصل کرتے ہیں؟

यज्ञशिष्टाशिनः सन्तो मुच्यन्ते सर्वकिल्बिषैः ।
भुन्जते ते त्वघं पापा ये पचन्त्यात्मकारणात् ।।१३।।

یگ سے بچے ہوئے اجناس کو کھانے والے عابد حضرات سارے گناہوں سے آزاد ہوجاتے ہیں۔روحانی دولت میں اضافہ کرتے کرتے بطور نتیجہ دورۂ حصول ہی دورۂ تکمیل ہے۔ جب یگ پورا ہوگیا، تو باقی بچا ہوا رب ہی اناج ہے، اسی کو شری کرشن نے دوسرے الفاظ میں کہا 'यज्ञाशिष्टामृत-भुजो यान्ति ब्रह्म सनातनम्' یگ جس کی تخلیق کرتا ہے اس خوراک کو کھانے والا معبود میں داخل ہوجاتا ہے۔ یہاں وہ فرماتے ہیں کہ یگ سے باقی بچی ہوئی خوراک (رحمانی امرت) کو کھانے والا، سارے گناہوں سے چھٹکارا پاجاتا ہے۔ عابد حضرات تو آزاد ہوجاتے ہیں، لیکن گناہ گار لوگ فریفتگی کے ذریعہ پیدا ہونے والے اجسام کے لئے ہضم ہوتے ہیں۔ وہ عذاب کھاتے ہیں۔ انہوں نے یادالٰہی بھی کی، عبادت کو سمجھا، آگے بھی بڑھے، لیکن بدلے میں ایک میٹھی سی چاہت پیدا ہوگئی کہ، 'आत्मकारणात्' جسم کی خوشی کے لئے اور جسم کے متعلقات کو لیکر کچھ حاصل ہو۔ اسے حاصل تو ہوجائے گا، لیکن اتنی عیش وعشرت کا لطف اٹھانے کے بعد اپنے کو وہیں کھڑا پائے گا، جہاں سے چلنا شروع کیا تھا، اس سے بڑا نقصان اور کیا ہوگا؟ جب جسم ہی فانی ہے، تب اس کے ساتھ جڑے ہوئے تعیّشات کب تک ساتھ دیں گے؟

وہ عبادت تو کرتے ہیں، لیکن اس کے بدلے میں عذاب ہی کھاتے ہیں 'पलटि सुधा ते सठ विष लेहीं' وہ ختم تو نہیں ہوگا لیکن آگے بھی نہیں بڑھے گا۔ لہٰذا شری کرشن بے غرض خیال سے عمل (یادرب) کرنے پر زور دیتے ہیں۔

ابھی تک شری کرشن نے بتایا کہ یگ اعلیٰ شرف دیتا ہے اور اس کی تخلیق عظیم انسانوں کے ذریعہ ہوتی ہے، لیکن وہ عظیم انسان خلق کی تخلیق میں کیوں مشغول ہوتے ہیں؟ اس بارے میں کہتے ہیں۔

अन्नाद्भवन्ति भूतानि पर्जन्यादन्नसम्भवः ।
यज्ञाद्भवति पर्जन्यो यज्ञः कर्मसमुद्भवः ।।१४।।
कर्म ब्रह्मोद्भवं विद्धि ब्रह्माक्षरसमुद्भवम् ।
तस्मात्सर्वगतं ब्रह्म नित्यं यज्ञे प्रतिष्ठितम् ।।१५।।

تمام جاندار اناج سے پیدا ہوتے ہیں 'अन्नं ब्रह्मेति व्यजानात्' اناج پروردگار ہی ہے۔اس رحمانی امرت کو ہی مقصد بنا کر انسان یگ کی طرف آگے بڑھتا ہے۔اناج کی پیداوار بارش سے ہوتی ہے۔ بادلوں سے ہونے وای بارش نہیں بلکہ عنایت کی بارش۔ پہلے سے اکٹھا یگ کا عمل ہی اِس جنم میں جہاں سے وسیلہ چھوٹا تھا، وہیں سے رحمت رب کی شکل میں برس پڑتا ہے۔آج کی عبادت کل عنایت کی شکل میں حاصل ہوگی۔لہٰذا بارش یگ سے ہوتی ہے۔ یگ کرتے وقت (سواہا) لفظ کا تلفظ کرنے اور تِل جو، گھی وغیرہ جلانے سے ہی بارش ہوتی تو تمام دنیا کی زیادہ تر ریگستانی زمین بنجر کیوں رہتی؟ زرخیز بن جاتی۔یہاں رحمت کی بارش یگ کی توفیق ہے یہ یگ اعمال ہی سے پیدا ہونے والا ہے، عمل سے یگ کی تکمیل ہوتی۔

اس عمل کو تو وید سے پیدا ہوا سمجھ۔ وید روشن ضمیر عظیم انسانوں کا کلام ہے جو عنصر نامعلوم ہے، اس کے روبرو احساس کا نام وید ہے نہ کہ کچھ ایسے شلوک کا مجموعہ تو ایسا سمجھ کہ وید لافانی پروردگار کی تخلیق ہے۔نکلا تو مرد حق حضرات کی زبان سے، لیکن وہ پروردگار کے ہم شبیہ ہیں، ان کے وسیلے سے لافانی پروردگار بولتا ہے۔لہٰذا وید دائرہ انسانی قوت سے باہر کہے جاتے ہیں۔ عظیم انسان وید کہاں سے پا گئے؟ وید تو لافانی معبود سے پیدا ہوا۔وہ عظیم انسان اس کے ہم شبیہ ہیں، وہ محض مشین ہیں، اس واسطے ان کے وسیلے سے وہی بولتا ہے۔کیوں کہ یگ کے ذریعے ہی من کو قابو کرنے کے دور میں وہ ظاہر ہوتا ہے۔اس سے عالمگیر اعلیٰ لافانی پروردگار ہمیشہ یگ میں ہی بامرتبہ موجود ہیں۔ یگ ہی اسے پانے کا واحد طریقہ ہے۔اِسی پر زور دیتے ہیں۔

एवं प्रवर्तितं चक्रं नानुवर्तयतीह यः ।

अघायुरिन्द्रियारामो मोघं पार्थ स जीवति ॥१६॥

پارتھ۔جو انسان اسی دنیا میں انسانی جسم حاصل کر کے اِس طریقِ عمل کے مطابق نہیں چلتا ہے یعنی روحانی دولت کا اضافہ دیوتاؤں کا اضافہ اور ایک دوسرے کے اضافہ کے ذریعے لافانی مقام کو حاصل کرنا۔اس ترتیب کے مطابق جو نہیں برتاؤ کرتا، حواس کا آرام چاہنے والا وہ،

گناہ گارانسان، بے کار ہی جیتا ہے۔

دینی بھائیوں! جوگ کے مالک شری کرشن نے باب دو میں عمل کا نام لیا اور اِس باب میں بتایا کہ معینہ عمل پر کار بند ہو۔ یگ کا طریق کار ہی عمل ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ کیا جاتا ہے، وہ اِسی دنیا کی بندش ہے۔ لہٰذا صحبت اثر سے الگ رہ کر اُس یگ کی تکمیل کے لئے عمل کا برتاؤ کر۔ انہوں نے یگ کی صفات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ یگ کی تخلیق خالق سے ہے۔ انسان اناج کو مقصد بنا کر اُس یگ میں لگتا ہے۔ یگ عمل سے اور عمل انسانی قوت کے احاطے سے باہر وید سے پیدا ہوتے ہیں، جب کہ وید کے جملوں کے عالم عظیم انسان ہی تھے۔ ان کی انسانیت ختم ہو چکی تھی۔ حصول کے ساتھ لا فانی معبود ہی باقی بچا تھا۔ لہٰذا وید معبود کی تخلیق ہیں۔ عالم گیر معبود یگ میں ہمیشہ قائم ہے۔ اِس ذرائع کے ترتیب کے مطابق جو عمل نہیں کرتا، وہ گنہ گار انسان حواس کا عیش چاہنے والا ہے۔ بے کار ہی جیتا ہے یعنی یگ ایسا خاص طریقہ ہے، جس میں حواس کا آرام نہیں ہے، بلکہ لا فانی آرام ہے۔ نفس کشی کے ساتھ اس میں لگنے کا طریقہ ہے۔ حواس کا لطف عیش و آرام چاہنے والا گنہ گار ہے۔ ابھی تک شری کرشن نے نہیں بتایا کہ یگ ہے کیا؟ لیکن کیا یگ کرتے ہی رہیں گے یا اس کا کبھی آخر بھی ہوگا؟ اس پر جوگ کے مالک کہتے ہیں۔

यस्त्वात्मरतिरेव स्यादात्मतृप्तश्च मानवः ।
आत्मन्येव च सन्तुष्टस्तस्य कार्यं न विद्यते ।।१७।।

لیکن جو انسان خود کفیل، خود اطمینان اور خود مطمئن ہے، اس کے لئے کوئی فرض نہیں رہ جاتا۔ یہی تو مقصد تھا۔ جب غیر مرئی، ابدی لا فانی، روحانی عنصر حاصل ہو گیا تو آگے تلاش کریں کسے؟ ایسے انسان کے لئے نہ عمل کی ضرورت ہے، نہ کسی کی عبادت کی۔ روح اور روح مطلق ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ اِسی کی پھر عکاسی کرتے ہیں۔

नैव तस्य कृतेनार्थो नाकृतेनेह कश्चन ।
न चास्य सर्वभूतेषु कश्चिदर्थव्यपाश्रयः ।।१८।।

اِس دنیا میں اُس انسان کے ذریعے کئے جانے والے عمل سے اُس انسان کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ چھوڑ دینے سے کوئی نقصان ہے، جب کہ پہلے عمل کرنا ضروری تھا، اس کا تمام جانداروں کے ساتھ کوئی خود غرضی کا تعلق نہیں رہ جاتا۔ روح ہی تو حقیقی، ابدی، لابیان، لامتبادل اور لافانی ہے۔ جب اُسی کو حاصل کرلیا، اُسی سے مطمئن، اُسی سے آسودہ اُسی میں محو اور مرکوز ہے، آگے کوئی اقتدار ہی نہیں، تو کس کی تلاش کریں؟ حاصل ہوگا کیا؟ اُس انسان کے لئے عمل چھوڑ دینے سے کوئی نقصان بھی نہیں، کیونکہ عیوب جس پر نقش ہوتے ہیں، وہ من ہی نہ رہا۔ اُس کا تمام جانداروں میں، خارجی دنیا اور داخلی ارادوں کی طبق سے ذرا سا بھی مطلب نہیں رہتا۔ سب سے بڑا مطلب تو تھا معبود، جب وہی حاصل ہے تو دوسروں سے اس کا کیا مطلب ہوگا؟

तस्मादसक्तः सततं कार्यं कर्म समाचर ।

असक्तो ह्याचरन् कर्म परमाप्नोति पूरुषः ।।१९।।

اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے تو بے لوث ہوا مسلسل 'कार्य कर्म' قابل عمل ہے، اس عمل کو اچھی طرح کر۔ کیوں کہ بے لوث انسان عمل پیرا ہونے سے معبود کو حاصل کرلیتا ہے۔ معین (معینہ عمل) قابل عمل، یکساں ہے۔ عمل کی ترغیب دیتے ہوئے وہ پھر کہتے ہیں۔

कर्मणैव हि संसिद्धिमास्थिता जनकादयः ।

लोकसंग्रहमेवापि संपश्यन्कर्तुमर्हसि ।।२०।।

جنک کے معنی راجا جنک نہیں۔ جنک پیدا کرنے والے کو کہتے ہیں۔ جوگ ہی جنک ہے جو آپ کی شکل کو جنم دیتا ہے، ظاہر کرتا ہے۔ جوگ سے مزین ہر ایک عظیم انسان (جنک) ہے ایسے جوگ سے مزین بہت سے عارف حضرات جنک وغیرہ سالک عظیم انسان بھی اعمال کے ذریعہ ہی اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اعلیٰ کامیابی کا مطلب ہے، عنصر اعلیٰ کے معبود کا حصول۔ جنک وغیرہ جتنے بھی پہلے ہونے والے ولی ہوئے ہیں، اِس قابل

عمل، کے ذریعے جو یگ کا طریقہ کار ہے،اس عمل کے مطابق چل کر کے ہی تکمیلی مقام کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں لیکن حصول کے بعد وہ بھی اجتماعی مفاد کو دیکھ کر عمل کرتے ہیں،اجتماعی بھلائی کو چاہتے ہوئے عمل کرتے ہیں۔لہٰذا تو بھی حصول کے لئے اور حصول کے بعد رہنمائی کے لئے کرنے لائق کام کرنے کے ہی قابل ہے۔کیوں؟

ابھی شری کرشن نے فرمایا تھا کہ حصول کے بعد عظیم انسان کا عمل کرنے سے نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ چھوڑنے سے کوئی نقصان ہے۔پھر وہ اجتماعی مفاد عوامی فلاح کے انتظام کے واسطے وہ اچھی طرح معین عمل پر ہی کاربند رہتے ہیں۔

यद्यदाचरति श्रेष्ठस्तत्तादेवेतरो जनः ।
स यत्प्रमाण्र कुरुते लोकस्तदनुवर्तते ।।२१।।

معزز انسان جیسا برتاؤ کرتا ہے، دوسرے انسان بھی اُسی کے مطابق کرتے ہیں وہ عظیم انسان جیسا نقش قدم چھوڑتا ہے، دنیا اُسی کی پیروی کرتی ہے۔

پہلے شری کرشن نے شکل میں قائم،خود اطمینان عظیم انسان کی بود و باش پر روشنی ڈالی کہ اُس کے عمل کرنے سے نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ چھوڑنے سے کوئی نقصان، پھر بھی جنگ وغیرہ عمل کا اچھی طرح برتاؤ کرتے تھے۔یہاں اُن عظیم انسانوں سے شری کرشن آہستہ سے اپنا موازنہ کردیتے ہیں کہ میں بھی ایک عظیم انسان ہوں۔

न मे पार्थास्ति कर्तव्यं त्रिषु लोकेषु किन्चन ।
नानवाप्तमवाप्तव्यं वर्त एव च कर्मणि ।।२२।।

پارتھ۔میرے لئے تینوں عوالم میں کوئی فرض باقی نہیں ہے۔پہلے فرما چکے ہیں اُس عظیم انسان کا سارے جانداروں کے متعلق کوئی فرض نہیں ہے۔یہاں کہتے ہیں۔تینوں عوالم میں میرا کچھ بھی فرض باقی نہیں ہے،اور تھوڑی سی بھی ایسی چیز نہیں بچی ہے جو مجھے حاصل کرنے کے لائق ہو اور حاصل نہ ہو،تب بھی میں عمل میں اچھی طرح لگا ہوں۔کیوں

यदि ह्येहं न वर्तेयं जातु कर्मण्यतन्द्रितः ।
मम वर्त्मानुवर्तन्ते मनुष्याः पार्थ सर्वशः ।।२३।।

کیوں کہ میں اگر پوری ہوشیاری کے ساتھ کبھی عمل پیرا نہ ہوں، تو انسان جیسا میں کر رہا ہوں اُسی کے مطابق برتاؤ کرنے لگ جائیں گے۔ تو کیا آپ کا اتباع بھی برا ہے؟ شری کرشن کہتے ہیں۔ ہاں۔

उत्सीदेयुरिमे लोका न कुर्यां कर्म चेदहम् ।
संकरस्य च कर्ता स्यामुपहन्यामिमाः प्रजाः ।।२४।।

اگر میں پورے احتیاط کے ساتھ عمل نہ کروں، تو یہ سارے عوالم بدعنوان ہو جائیں اور میں (संकरस्य) دوغلہ پیدا کرنے کا مرتکب بنو اور ان ساری مخلوقات کا خاتمہ کرنے والا مارنے والا بنوں خود شناس عظیم انسان پوری احتیاط کے ساتھ اگر مسلسل طور پر عبادت میں نہ لگے رہیں، تو معاشرہ ان کی اتباع کر کے گمراہ ہو جائے گا۔ عظیم انسان نے تو عبادت پوری کر کے عمل کرنے کی ضرورت سے اوپر والے اعلیٰ مقام کو حاصل کر لیا ہے۔ وہ نہ کرے تو اس کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ لیکن معاشرہ نے تو عبادت کی شروعات ہی نہیں کی۔ پیچھے آنے والی نسل کی رہنمائی کے لئے ہی عظیم انسان عمل کرتے ہیں، میں بھی کرتا ہوں یعنی شری کرشن بھی ایک عظیم انسان تھے، نہ کہ بہشت سے آئے ہوئے کوئی خاص معبود۔ انہوں نے کہا کہ عظیم انسان عام آدمی کی بھلائی کے لئے عمل کرتا ہے۔ میں بھی کرتا ہوں۔ اگر نہ کروں تو لوگوں میں گراوٹ آ جائے، سبھی عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔

من بڑا شوخ ہے۔ یہ سب کو چاہتا ہے، صرف یادِ رب میں نہیں لگنا چاہتا۔ اگر روشن ضمیر عظیم انسان حضرات عمل نہ کریں تو دیکھا دیکھی پیچھے والے بھی فوراً عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ انہیں بہانہ مل جائے گا کہ یہ یادِ الٰہی میں مشغول نہیں ہیں پان کھاتے ہیں، عطر لگاتے ہیں، عام باتیں کرتے ہیں پھر بھی عظیم انسان کہلاتے ہیں۔ ایسا سوچ کر وہ بھی عبادت سے ہٹ جاتے

ہیں، گمراہ ہوجاتے ہیں، شری کرشن کہتے ہیں۔ اگر میں عمل نہ کروں تو سب برباد ہوجائیں اور میں دوغلہ پیدا کرنے کا مرتکب بنوں۔

عورتوں کے ناقص ہونے سے دوغلہ پیدا ہونا تو دیکھا سنا جاتا ہے۔ ارجن بھی اسی خوف سے بے قرار تھا کہ عورتیں ناقص ہوں گی تو دوغلے پیدا ہوں گے، لیکن شری کرشن کہتے ہیں۔ اگر میں احتیاط کے ساتھ عبادت میں لگا نہ رہوں، تو دوغلہ پیدا کرنے کا مرتکب بنوں دراصل روح کی خالص نسل ہے۔ روح مطلق اپنی دائمی شکل کی راہ سے بھٹک جانا دوغلہ پن ہے۔ اگر معبود سے نسبت بنا لینے والا عظیم انسان عمل میں مشغول نہیں رہتا، تو لوگ اُس کی اتباع میں عمل سے مبرا ہوجائیں گے۔ روحانی راہ سے بھٹک جائیں گے، دوغلہ ہوجائیں گے وہ دنیاداری میں کھوجائیں گے۔

عورتوں کی عصمت اور نسل کی پاکیزگی ایک معاشرتی انتظام ہے، اختیارات کا سوال ہے۔ معاشرہ کے لئے اس کی افادیت بھی ہے، لیکن والدین کی غلطیوں کا اولاد کی ریاضت پر کوئی اثر نہیں پڑتا 'आपन करनी पार उतरनी' ہنومان، ویاسوششٹ نارد، شُکدیو، کبیر، عیسیٰ وغیرہ جیسے عظیم انسان ہوئے، جب کہ معاشرتی خاندانی شرافت سے اِن کا تعلق نہیں ہے۔ روح اپنے پہلے جنم کے صفات کو لیکر آتی ہے۔ شری کرشن فرماتے ہیں 'मन: षष्ठानीन्द्रियाणि प्रकृतिस्थानि कर्षति' (۱۵/۷) من کے ساتھ حواس کے ذریعے جو کام اِس جنم میں ہوتے ہیں، ان کے تاثرات لے کر ذی روح پہلے والے بوسیدہ جسم کو ترک کر کے نئے جسم میں داخل ہوجاتی ہے۔ اس میں جنم دینے والوں کا کیا لگا؟ ان کی ترقی میں کوئی فرق نہیں آیا لہٰذا عورتوں کے ناقص ہونے سے دوغلہ پیدا نہیں ہوتا۔ عورتوں کے ناقص ہونے اور دوغلہ سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ حقیقی شکل کی جانب نہ بڑھ کر دنیاداری میں بکھر جانا ہی دوغلہ ہے۔

اگر عظیم انسان پوری احتیاط کے ساتھ معین عمل خود کرتے ہوئے لوگوں سے اس عمل کو نہ کرائیں تو وہ ساری مخلوقات کا خاتمہ کرنے والا، مارنے والا بنے، ریاضت کے تسلسل میں چل

کر اس بنیادی لافانی کا حصول ہی زندگی ہے، اور دنیا میں بکھرے رہنا، بھٹک جانا موت ہے، لیکن وہ عظیم انسان اِن سارے لوگوں کو راہِ عمل پر نہیں چلاتا، سارے لوگوں کو بکھراؤ سے روک کر صراط مستقیم پر نہیں چلاتا، تو وہ سارے لوگوں کا خاتمہ کرنے والا قاتل ہے، پر تشدد ہے اور قدم بہ قدم چلتے ہوئے جو چلا دیتا ہے، وہ خالص عدم تشدد والا ہے گیتا کے مطابق جسم کی موت، فانی اجسام کی وفات محض قالب کی تبدیلی ہے، تشدد نہیں۔

सक्ताः कर्मण्यविद्वांसो यथा कुर्वन्ति भारत ।
कुर्याद्विद्वांस्तथासक्तश्चिकीर्षुर्लोकसंग्रहम् ॥२५॥

اے بھارت۔ عمل میں محو ہوئے جاہل لوگ جیسے عمل کرتے ہیں ویسے ہی بنالگاؤ والے اہل علم، مکمل عالم بھی عوام الناس کے دل میں ترغیب دینے کیلئے اور فلاح عوام کے خواہش کے ساتھ عمل کریں۔ یگ کا طور طریقہ جانتے ہوئے اور اسے کرتے ہوئے بھی ہم نا سمجھ ہیں علم کا مطلب ہے، روبہ رو علم، جب تک ذرا سا بھی ہم الگ ہیں معبود الگ ہے، تب تک جہالت موجود ہے۔

جب تک جہالت ہے، تب تک عمل میں رغبت رہتی ہے۔ جاہل جتنی رغبت کے ساتھ عبادت کرتا ہے، اُسی طرح بے غرض عامل۔ جسے اعمال سے مطلب نہیں ہے تو اسے لگاؤ کیوں ہوگا، ایسا مکمل عالم عظیم انسان بھی فلاح عوام کے لئے عمل کرے، روحانی دولت کی ترقی کرے، جس سے سماج اُس پر چل سکے۔

न बुद्धिभेदं जनयेदज्ञानां कर्मसङ्गिनाम् ।
जोषयेत्सर्वकर्माणि विद्वान्युक्तः समाचरन् ॥२६॥

علم دان انسانوں کو چاہئے کہ اعمال میں رغبت رکھنے والے کج فہم لوگوں کی عقل میں شک وشبہ نہ پیدا کرے یعنی روشن ضمیر عظیم انسان خیال رکھیں کہ اُن کے کسی برتاؤ سے ان کے تابعین کے من میں عمل کے متعلق عقیدت میں کوئی کمی نہ پیدا ہو جائے۔ عنصر اعلیٰ سے مزین عظیم

انسان کو بھی چاہیئے کہ خود اچھی طرح معین عمل کرتا ہوا اُن سے بھی کرائے۔

یہی وجہ تھی کہ قابل احترام، مہاراج جی ضعیفی کے عالم میں بھی رات کے دو بجے ہی اٹھ کر بیٹھ جائیں، کھانسنے لگیں، تین بجے بولنے لگیں۔ "اٹھو" مٹی کے پتلوں" سب اٹھ کر یاد میں لگ جائیں، تو خود تھوڑے لیٹ جائیں کچھ دیر بعد پھر اٹھ کر بیٹھ جائیں، کہیں۔تم لوگ سوچتے ہو کہ مہاراج جی سو رہے ہیں لیکن میں سوتا نہیں، سانس میں یاد کر رہا ہوں، ضعیفی کا جسم ہے، بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ میں لیٹا رہتا ہوں لیکن تم لوگوں کو تو سا کن اور سیدھے بیٹھ کر ریاضت میں لگنا ہے۔ جب تک تیل کی دھارا کی طرح سانس کی ڈوری نہ لگ جائے تسلسل نہ ٹوٹے، دوسرے ارادے درمیان میں دقت نہ پیدا کر سکیں، تب تک مسلسل لگے رہنا ریاضت کش کا فرض ہے۔ میری سانس تو بانس کی طرح ساکن کھڑی ہے یہی وجہ ہے کہ تابعین کو عمل پیرا کرانے کیلئے عظیم انسان اچھی طرح عمل کا برتاؤ کرتا ہے 'जिस गुन को सिखावे उसे करके दिखावे'

اس طرح ثابت قدم عظیم انسان کو بھی چاہیئے کہ خود عمل کرتا ہوا ریاضت کشوں کو بھی عبادت میں لگائے رہے۔ ریاضت کش بھی عقیدت کے ساتھ عبادت میں لگے، لیکن چاہے علمی جوگی ہو یا خود سپردگی کے خیال والا بے غرض عملی جوگی ہو، ریاضت کش میں ریاضت کا غرور نہیں آنا چاہیئے۔ عمل کس کے ذریعہ ہوتے ہیں، اس کے ہونے میں کون سے وجوہات ہیں؟ اس پر شری کرشن روشنی ڈالتے ہیں۔

प्रकृते क्रियमाणानि गुणैः कर्माणि सर्वशः ।
अहङ्कारविमूढात्मा कर्ताहमिति मन्यते ।।२७।।

ابتداء سے لیکر تکمیل تک عمل قدرت کی صفات کے ذریعہ کیئے جاتے ہیں، پھر بھی غرور سے خاص قسم کا کم عقل انسان 'میں کرنے والا ہوں'۔ایسا مان لیتا ہے، یہ کیسے مانا جائے کہ ریاضت قدرت کے صفات کے ذریعہ ہوتی ہے؟ ایسا کس نے دیکھا؟ اس پر فرماتے ہیں۔

तत्त्ववित्तु महाबाहो गुणकर्मविभागयो: ।
गुणा गुणेषु वर्तन्त इति मत्वा न सज्जते ।।२८।।

اے بازوئے عظیم ارجن صفات اور عمل کے باب جز 'तत्त्ववित्' کو عنصر اعلیٰ پروردگار کی جانکاری رکھنے والے عظیم انسانوں نے دیکھا اور ساری صفات، صفات کے ہی مطابق برتاؤ کر رہی ہیں۔ایسامان کروہ صفات اور اعمال کے کارکن ہونے میں رغبت نہیں رکھتے۔

یہاں عنصر کا مطلب عنصر اعلیٰ معبود ہے، نہ کہ پانچ یا پچیس عناصر، جیسا کہ لوگ شمار کرتے ہیں جوگ کے مالک شری کرشن کے الفاظ میں عنصر واحد روح مطلق ہے، دوسرا کوئی عنصر ہے ہی نہیں۔صفات کے دائرے سے باہر نکل کر کے عنصر اعلیٰ معبود میں قائم عظیم انسان صفات کے مطابق اعمال کی تقسیم دیکھ پاتے ہیں، ملکات مذموم رہے گا، تو اس کا کام ہوگا۔کاہلی، نیند، مدہوشی، عمل میں نہ لگنے کی فطرت ملکات ردیہ رہیں گے تو ریاضت سے پیچھے نہ ہٹنے کی فطرت، بہادری شاہانہ خیال سے عمل ہوگا۔اور ملکات فاضلہ عمل میں پیرا ہونے پر تصور، مراقبہ، تجرباتی حصول، لگاتار غور وفکر اور فطرت میں سیدھا پن ہوگا۔صفات تغیر پذیر ہے۔بدیہی دیدار کرنے والا علم داں انسان ہی دیکھ پاتا ہے کہ صفات کے مطابق اعمال کی ترقی اور تنزلی ہوتی ہے۔صفات اپنا کام کرالیتی ہیں، یعنی صفات، صفات کے زیر سایہ برتاؤ کرتی ہیں۔ایسا سمجھ کر وہ روبرو دیدہ ور عمل میں راغب نہیں ہوتا، لیکن جنہوں نے صفات کا قرار واقعی علم حاصل نہیں کیا، جو ابھی راستے میں ہیں، انہیں تو عمل میں باربط رہنا ہی ہے۔لہٰذا۔

प्रकृतेर्गुणसंमूढा: सज्जन्ते गुणकर्मसु ।
तान्कृत्स्नविदो मन्दान्कृत्स्नविन्न विचालयेत् ।।२९।।

قدرت کی صفات سے فریفتہ ہوئے انسان صفات اور اعمال میں بتدریج پاک وصاف کی طرف عروج دیکھ کر ان میں راغب ہوتے ہیں۔اچھی طرح نہ سمجھنے والے ان 'मन्दान्' کمزور کوشش والوں کو اچھی سمجھ رکھنے والے عالم متحرک نہ کریں انہیں پست ہمت نہ کریں، بلکہ

حوصلہ افزائی کریں، کیوں کہ عمل کر کے ہی انہیں اعلیٰ بے غرض عمل کی حالت کو پہنچنا ہے۔ اپنی قوت اور حالت کا تخمینہ کر کے عمل میں لگنے والے راہ علم کے کاملوں کو چاہئے کہ عمل کو صفات کا وظیفہ مانیں۔ اپنے کو کارکن مان کر گھمنڈی نہ بن جائیں، متبرک صفات کے حاصل ہونے پر بھی ان میں باربط نہ ہوں۔ لیکن بے غرض عملی جوگی کو عمل اور صفات کے تحقیق میں وقت دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسے تو صرف خودسپردگی کے ساتھ عمل کرتے جانا ہے۔ کون سی صفات آجا رہی ہیں، یہ دیکھنا معبود کی ذمہ داری ہو جاتی ہے۔ صفات کی تبدیلی اور سلسلہ وار ترقی کو وہ معبود کا ہی کرم مانتا ہے اور عمل ہونے کو بھی انہیں کی عنایت سمجھتا ہے۔ لہٰذا کارکن ہونے کا گھمنڈ یا صفات میں باربط ہونے کی ذقت اس کے لئے نہیں رہتی، جب کہ عمل میں مسلسل طور پر لگا رہتا ہے، اسی کے مدنظر اور ساتھ ہی ساتھ جنگ کی شکل بتاتے ہوئے شری کرشن فرماتے ہیں۔

मयि सर्वाणि कर्माणि संन्यस्याध्यात्मचेतसा ।

निराशीर्निर्ममो भूत्वा युध्यस्व विगतज्वरः ॥३०॥

لہٰذا ارجن! تو 'अध्यात्मचेतसा' اپنے باطن میں دل ودماغ پر قابو کر کے، تصور کو مرکوز کر تمام اعمال کو مجھے سپرد کر کے بلا امید، بلا لگاؤ اور تکلیف سے عاری ہو کر جنگ کر، جب طبیعت تصور میں قائم ہے، ذرا بھی کہیں امید نہیں، عمل میں لگاؤ نہیں ہے، ناکامیابی کی تکلیف نہیں ہے تو وہ انسان کون سی جنگ کرے گا؟ جب ہر طرف سے طبیعت سمٹ کر دل کے احاطے میں قید ہوتی جا رہی ہے تو وہ جنگ کرے گا کس کے لئے، کس سے اور وہاں ہے کون؟ حقیقت میں جب آپ تصور میں داخل ہوں گے، تبھی جنگ کی صحیح شکل کھڑی ہوتی ہے۔ تو خواہش، غصہ، لگاؤ حرص، امید، لالچ وغیرہ برائیوں کا انبوہ غیر نسلی خصائل جو (कुरु) کہلاتی ہیں دنیاداری میں پھنساتی ہی رہتی ہیں۔ رکاوٹ کی شکل میں خوفناک حملہ کرتی ہیں۔ محض اِن پر فتح حاصل کرنے کی کوشش ہی جنگ ہے اِن کو ختم کرتے ہوئے باطن میں سمٹتے جانا، مراقب ہوتے جانا ہی حقیقی جنگ ہے۔ اسی پر پھر زور دیتے ہیں۔

ये मे मतमिदं नित्यमनुतिष्ठन्ति मानवाः ।
श्रद्धावन्तोऽनसूयन्तो मुच्यन्ते तेऽपि कर्मभिः ।।३१।।

ارجن! جوانسان خام خیالی سے عاری ہو کر، عقیدت کے ساتھ خود سپردگی سے مزین ہو ا، ہمیشہ میرے اس خیال کے مطابق برتاؤ کرتے ہیں کہ، جنگ کر، وہ انسان ہی سارے اعمال سے نجات پالیتے ہیں۔

جوگ کے مالک کی یہ یقین دہانی کسی ہندو مسلمان یا عیسائی کے لئے نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لئے ہے۔ ان کا خیال ہے کہ جنگ کر۔ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نصیحت جنگ کرنے والوں کے لئے تھی۔ خوش قسمتی سے ارجن کے سامنے عالمی جنگ کا تانا بانا تھا، آپ کے سامنے تو کوئی جنگ نہیں ہے۔ آپ گیتا کے پیچھے کیوں پڑے ہیں، کیوں کہ اعمال سے بچنے کا طریقہ تو جنگ کرنے والوں کے لئے ہے۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہے، درحقیقت یہ دل کی دنیا کی جنگ ہے۔ میداں اور عالم میداں کی علم اور جہالت کی، میدان دین اور میدان عمل کی جنگ ہے۔ آپ جیسے جیسے تصور میں طبیعت کی بندش کریں گے، غیرنسلی خصائل خلل کی شکل میں سامنے آتے ہیں، زبردست حملہ کرتے ہیں۔ ان کا خاتمہ کرتے ہوئے طبیعت کو قابو میں کرتے جانا ہی جنگ ہے جونظریاتی کج فہمی سے الگ ہٹ کر عقیدت کے ساتھ اس جنگ میں لگتا ہے، وہ اعمال کی قید سے، آواگون سے اچھی طرح نجات حاصل کرلیتا ہے۔ جو جنگ میں شامل نہیں ہوتا ہے، اُس کا کیا انجام ہوتا ہے؟ اس پر کہتے ہیں۔

ये त्वेतदभ्यसूयन्तो नानुतिष्ठन्ति मे मतम् ।
सर्वज्ञानविमूढांस्तान्विद्धि नष्टानचेतसः ।।३२।।

جو بدنظر 'अचेतसः' لگاؤ کی تاریکی میں بے ہوش لوگ میرے اس خیال کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ یعنی مراقب ہو کر امید، شفقت، رنج وغم سے خالی ہو کر خود سپردگی کے ساتھ جنگ نہیں کرتے، 'सर्वज्ञान विमूढ़ान्' راہ علم میں ہر طرح سے دنیوی الفت کے جال میں

پھنسے ایسے لوگوں کو تو ایسا سمجھ کہ وہ راہ نیک سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ جب یہی صحیح ہے، تو لوگ کرتے کیوں نہیں؟ اس پر فرماتے ہیں۔

सदृशं चेष्टते स्वस्याः प्रकृतेर्ज्ञानवानपि ।
प्रकृतिं यान्ति भूतानि निग्रहः किं करिष्यति ।।३३।।

سبھی جاندار اپنی خصلت کو حاصل ہوتے ہیں، اپنی خصلت سے مجبور ہو کر عمل میں حصہ بٹاتے ہیں رو بہ رو دیدار کرنے والا عالم بھی اپنی خصلت کے مطابق کوشش کرتا ہے۔ جاندار اپنے اعمال میں برتاؤ کرتے ہیں اور عالم اپنی خود کی شکل میں جیسی جس کی خصلت کا دباؤ ہے ویسا ہی کام کرتا ہے، یہ اپنے آپ ثابت ہے، اِس کا حل کوئی کیا دے گا؟ یہی وجہ ہے کہ سبھی لوگ میری سوچ کے مطابق عمل پیرا نہیں ہو پاتے وہ امید، شفقت، رنج و غم کا دوسرے الفاظ میں بغض وحسد کو ترک نہیں کر پاتے۔ جس سے مناسب طریقے سے عمل نہیں ہو پاتا، اسی کو اور رصاف کرتے ہیں اور دوسری وجہ بتاتے ہیں۔

इन्द्रियस्येन्द्रियस्यार्थे रागद्वेषौ व्यवस्थितौ ।
तयोर्न वशमागच्छेत्तौ ह्यस्य परिपन्थिनौ ।।३४।।

حواس اور حواس کے تعیّشات میں بغض وحسد کے جذبات موجود ہیں۔ ان دونوں کے قابو میں نہیں ہونا چاہیئے، کیوں کہ اِس افادی راہ میں اعمال سے چھوٹ جانے والے طریقے کے اندر یہ حسد اور عداوت ایسے زور آور دشمن ہیں، عبادت کو اغوا کر لے جاتے ہیں جب دشمن اندر ہے تو باہر کوئی کسی سے کیوں جنگ کرے گا؟ دشمن تو حواس اور تعیّشات کی صحبت میں ہے، باطن میں ہے۔ لہٰذا یہ جنگ بھی باطنی جنگ ہے، کیوں کہ جسم ہی میدانِ جنگ ہے جسم میں ہم ذات اور غیر نسلی دونوں خصائل، علم اور جہالت رہتے ہیں، جو لوث دنیا کے دو حصے ہیں۔ انہیں خصائل پر قابو پانا ہم ذات خصلت کو سنبھال کر غیر نسلی خصلت کا خاتمہ کرنا جنگ ہے۔ غیر نسلی خصلت کا خاتمہ ہونے پر ہم ذات خصلت کا استعمال ختم ہو جاتا ہے۔ خود شناسی کا علم حاصل کر کے ہم ذات

خصلت کا بھی اُسی میں تحلیل ہو جانا، اس طرح قدرت پر قابو پانا جنگ ہے، جو تصور میں ہی ممکن ہے۔

بغض وحسد کو ختم کرنے میں وقت لگتا ہے لہٰذا بہت سے عامل ریاضت کو ترک کر کے بیک عظیم انسان کی نقل کرنے لگ جاتے ہیں۔ شری کرشن اس سے خبردار کرتے ہیں۔

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात ।

स्वधर्मे निधनं श्रेयः परधर्मो भयावहः ।।३५।।

ایک عامل دس سال سے ریاضت میں لگا ہوا ہے اور دوسرا آج ریاضت میں داخلہ لے رہا ہے دونوں کی صلاحیت ایک جیسی نہیں ہوگی۔ شروعاتی عامل اگر اس کی نقل کرتا ہے تو ختم ہو جائے گا، اِسی پر شری کرشن کہتے ہیں کہ اچھی طرح برتاؤ کئے ہوئے دوسرے کے فرض سے کمتر بھی فرض منصبی بہتر ہے۔ خود کی خصلت سے پیدا عمل میں لگنے کی صلاحیت فرض منصبی ہے۔ اپنی صلاحیت کے مطابق عمل میں لگے رہنے سے عامل ایک نہ ایک دن نجات حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا فرض منصبی کا برتاؤ کرتے ہوئے مرنا بھی اعلیٰ افادی ہے۔ جہاں سے ریاضت چھوٹے گی، نیا جسم حاصل ہونے پر وہیں سے پھر شروعات ہو جائے گی روح تو مرتی نہیں (جسم) لباس بدلنے سے آپ کی عقل اور خیال بدل تو نہیں جاتے؟ رمز شناس عظیم انسانوں کی طرح ریاء کاری سے ریاضت کش کو دہشت کا سامنا کرنا پڑے گا، دہشت قدرت میں ہوتی ہے روحِ مطلق میں نہیں۔ قدرت کا پردہ اور گھنا ہوا ٹھے گا۔

اِس راہ رب میں نقل کی افراط ہے۔ قابل احترام مہاراج جی کو جب الہام ہوا کہ انسوئیا، نام کی جگہ پر جا کر رہیں تو آپ جموں سے چتر کوٹ آئے اور انسوئیا کے گھنے جنگل میں رہنے لگے۔ تمام مردِ کامل حضرات ادھر سے آتے جاتے تھے۔ ایک نے دیکھا کہ پرمہنس جی ننگ دھڑنگ رہتے ہیں ان کی عزت ہے تو فوراً انہوں نے لنگوٹی، عصا، اور کشکول ایک دوسرے سادھو کو دیدیا اور ننگ دھڑنگ ہو گئے۔ کچھ وقت بعد آئے تو دیکھا کہ پرم ہنس جی لوگوں سے

باتیں بھی کرتے ہیں، گالیاں بھی دیتے ہیں (مہاراج جی کو حکم ہوا تھا کہ بندوں کی بھلائی کے لئے کچھ سختی کیا کریں، اِس راہ کے راہ گیروں پر نگرانی رکھیں مہاراج جی کی نقل کر کے وہ سادھو جناب بھی گالیاں دینے لگے، لیکن بدلے میں لوگ بھی کچھ نہ کچھ کہہ بیٹھتے تھے سادھو مہاراج کہنے لگے۔ وہاں کوئی بولتا نہیں، یہاں تو جواب دیتے ہیں۔ دو ایک سال بعد دوبارہ لوٹے تو دیکھا ،پرمہنس جی گدّے پر بیٹھے ہیں ، لوگ پنکھا جھل رہے ہیں चंवर مور چھل ڈُلا رہے ہیں۔انہوں نے جنگل کے ہی ایک کھنڈر میں ایک تخت منگوایا، گدّے بچھوائے۔دو آدمیوں کو چنور ڈلانے کے لئے مقرر کر دیا۔ہر روز پیر کو بھیڑ بھی لگوانے لگے کہ لڑکا چاہیئے تو پچاس روپئے،لڑکی چاہیئے تو پچیس روپئے لیکن 'उधरे अन्त न होइ निबाहू' ایک مہینے میں ہی کوڑی کے دو ہو کر چل دیئے۔اس راہ خدا میں نقل ساتھ نہیں دیتی۔ ریاضت کش کو فرض منصبی کا ہی برتاؤ کرنا چاہیئے۔

فرض منصبی کیا ہے؟ باب دو میں شری کرشن نے فرض منصبی کا نام لیا تھا کہ فرض منصبی کو بھی دیکھ کر تو جنگ کرنے کے قابل ہے۔ چھتری کے لئے اِس سے بڑھ کر افادی راستہ نہیں فرض منصبی میں ارجن چھتری پایا جاتا ہے۔ اشارہ کیا کہ ارجن۔ جو برہمن ہے، ویدوں کی نصیحتیں ان کے لئے اتھلے تالاب کی طرح ہیں تو ویدوں سے اوپر اٹھ اور برہمن بن۔یعنی فرض منصبی میں تبدیلی ممکن ہے وہاں انہوں نے پھر کہا کہ حسد وعداوت کے قابو میں نہ ہو، انہیں ختم کر۔ فرض منصبی امتیاز بخشنے والا ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ ارجن کسی برہمن کی نقل کر کے اُسی جیسی شکل وصورت بنالے۔

ایک ہی راہ عمل کو عظیم انسان نے چار درجات میں بانٹ دیا۔ بدتر، اوسط، بہتر اور بہترین۔ان درجات کے ریاضت کشوں کو بہ تسلسل شدر، ویشی वैश्य چھتری اور برہمن کا نام دیا ۔شُدروالی صلاحیت سے عمل کی شروعات ہوتی ہے اور ریاضت کے تسلسل میں وہی ریاضت کش برہمن بن جاتا ہے اس سے بھی آگے جب وہ معبود میں داخلہ پاجاتا ہے تو

'न ब्राहमणो न क्षत्रियः न वैश्यो न शुद्रः चिदानन्दरुपःशिवः केवलोऽहम्' وہ نسلوں سے اوپر اٹھ جاتا ہے یہی شری کرشن بھی کہتے ہیں کہ 'चतुर्वर्ण्यं मया सृष्टं' چار نسلوں کی تخلیق میں نے کی۔ تو کیا جنم کی بنیاد پر انسانوں کو بانٹا؟ نہیں 'गुण कर्म विभागशः' صفات کی بنیاد پر عمل کو بانٹا گیا۔ کون سا عمل؟ کیا دنیوی عمل؟ شری کرشن کہتے ہیں نہیں، معینہ عمل۔ معینہ عمل کیا ہے؟ وہ ہے۔ یگ کا طریقِ کار جس میں ہوتا ہے نفس آمد میں نفس خارج کا ہون اور نفس خارج کا نفس آمد میں ہَون، نفس کشی وغیرہ، جس کا خالص مطلب ہے۔ جوگ کی ریاضت، عبادت، معبود تک پہنچانے والا خاص طریقِ کار ہی عبادت ہے، اِس عبادت والے عمل کو ہی چار درجوں میں بانٹا گیا۔ جیسی صلاحیت والا انسان ہو اسے اسی درجہ سے عمل کی شروعات کرنی چاہئے، یہی سب کا فرض منصبی ہے اگر وہ پہنچے ہوئے لوگوں کی نقل کریگا، تو خوفزدہ ہوگا۔ پورے طور سے برباد تو نہیں ہوگا کیوں کہ اِس راہ میں تخم کا خاتمہ تو نہیں ہوتا ہاں وہ قدرت کے دباؤ سے دہشت زدہ، حقیر ضرور ہو جائیگا۔ طفل ابتدائی درجہ کا طالب علم، فضلیت کہ درجہ میں بیٹھنے لگے، تو گریجویٹ کیا بنے گا؟ وہ شروع کے حروف سے بھی محروم رہ جائے گا۔ ارجن سوال کھڑا کرتا ہے کہ انسان فرض منصبی کا برتاؤ کیوں نہیں کر پاتا؟ (ارجن بولا)

अर्जुन उवाच

अथ केन प्रयुक्तोऽयं पापं चरति पूरुषः ।
अनिच्छन्नपि वार्ष्णेय बलादिव नियोजितः ।।३६।।

اے شری کرشن! پھر یہ انسان زبردستی گھسیٹ کر لگائے جانے والے کی طرح خواہش مند نہ ہوتا ہوا بھی کس کی ترغیب سے گناہ کا برتاؤ کرتا ہے؟ آپ کی سوچ کے مطابق کیوں نہیں چل پاتا؟ اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔ شری بھگوان بولے

श्रीभगवानुवाच

काम एष क्रोध एष रजोगुणसमुद्भवः ।
महाशनो महापाप्मा विद्ध्येनमिह वैरिणम् ।।३७।।

ارجن ملکات ردیہ سے پیدا ہونے والی یہ خواہش اور یہ غصہ آگ کی طرح عیش وعشرت کا لطف اٹھانے سے کبھی آسودہ نہ ہونے والے بڑے گناہ گار ہیں۔خواہش۔غصہ، بغض وحسد کے ہی تکملہ ہیں، ابھی میں نے جس کا ذکر کیا تھا، اس کے متعلق تو اُن کو ہی دشمن جان۔اب اِن کے اثرات کا بیان کرتے ہیں کہ۔

धूमेनाव्रियते वह्निर्यथादर्शो मलेन च ।
यथोल्बेनावृतो गर्भस्तथा तेनेदमावृतम् ।।३८।।

جیسے دھوئیں سے آگ اور گرد سے آئینہ ڈھک جاتا ہے جیسے غرس سے حمل ڈھنکا ہوا ہے، ٹھیک ویسے ہی خواہش، غصہ وغیرہ عیوب سے یہ علم ڈھنکا ہوا ہے۔بھیگی لکڑی جلانے پر دھواں ہی دھواں ہوتا ہے۔آگ رہ کر بھی لپٹ کی شکل اختیار نہیں کرپاتی۔گرد سے ڈھکے آئینہ پر جس طرح عکس صاف نہیں ہوتا، غرس کی وجہ سے جس طرح حمل ڈھنکا رہتا ہے، ویسے ہی ان عیوب کے رہتے معبود کا روبرو علم نہیں ہو پاتا۔

आवृतं ज्ञानमेतेन ज्ञानिनो नित्यवैरिणा ।
कामरुपेण कौन्तेय दुष्पूरेणानलेन च ।।३९।।

کون تے! آگ کی طرح عیش وعشرت سے آسودہ نہ ہونے والی، عالموں کی ہمیشہ دشمن اس خواہش سے علم ڈھکا ہوا ہے۔ابھی تو شری کرشن نے خواہش او رغصہ دو دشمن بتائے۔پیش کردہ شلوک میں وہ صرف ایک دشمن خواہش کا نام لیتے ہیں۔حقیقتاً خواہش میں غصہ کا خیال مضمر ہے۔کام پورا ہونے پر غصہ ختم ہوجاتا ہے، لیکن خواہش ختم نہیں ہوتی۔خواہش پوری ہونے میں خلل پڑتے ہی غصہ پھر ابھر آتا ہے۔خواہش کے اثناء میں غصہ بھی مضمر ہے اس دشمن کا مقام کہاں ہے؟ اس کی تلاش کہاں کریں؟ مقام جان لینے پر اسے جڑ سے ختم کرلینے میں آسانی رہے گی۔اس پر شری کرشن فرماتے ہیں۔

इन्द्रियाणि मनो बुद्धिरस्याधिष्ठानमुच्यते ।
एतैर्विमोहयत्येष ज्ञानमावृत्य देहिनम् ।।४०।।

حواس، من اور عقل اِس کے رہنے والے مقامات کہے جاتے ہیں، یہ خواہش اس من اور حواس کے ذریعہ ہی علم کوڈھنگ کر کے ذی روح کو فریفتگی میں ڈالتی ہے۔

तस्मात्त्वमिन्द्रियाण्यादौ नियम्य भरतर्षभ ।

पाप्मानं प्रजहि ह्येनं ज्ञानविज्ञाननाशनम् ।।४१।।

لہٰذا ارجن! تو پہلے حواس کو قابو میں کر، کیوں کہ دشمن تو اس کے مابین چھپا ہے۔ وہ تیرے جسم کے اندر ہے۔ باہر تلاش کرنے سے وہ کہیں نہیں ملے گا۔ یہ دل کی دنیا کی باطنی جنگ ہے۔ حواس کو قابو میں کر کے، علم اور خصوصی علم کا خاتمہ کرنے والی اس گناہ گار خواہش کو ہی ختم کر۔ خواہش سیدھے پکڑ میں نہیں آئے گی۔ لہٰذا عیوب کے مقام کا ہی گھیراؤ کر لے۔ حواس کو ہی قابو میں کر لے۔

لیکن حواس اور من کو قابو میں کرنا تو بڑا مشکل ہے۔ کیا یہ کام ہم کر پائیں گے؟ اس پر شری کرشن آپ کی قوت کا اظہار کرتے ہوئے ہمت افزائی کرتے ہیں۔

इन्द्रियाणि पाराण्याहुरिन्द्रियेभ्य: परं मन: ।

मनसस्तु परा बुद्धिर्यो बुद्धे: परतस्तु स: ।।४२।।

ارجن۔ اس جسم سے تو حواس کو ماورا یعنی لطیف اور طاقتور سمجھ۔ حواس سے ماورا من ہے۔ یہ ان سے بھی طاقتور ہے۔ من سے ماورا عقل ہے اور جو عقل سے بھی ماورا ہے، وہ تیری روح ہے۔ وہی ہے تو، لہٰذا حواس، من اور عقل پر قابو پانے میں تو قادر ہے۔

एवं बुद्धे: परं बुद्‍ध्वा संस्तभ्यात्मानमात्मना ।

जहि शत्रुं महाबाहो कामरुपं दुरासदम् ।।४३।।

اس طرح عقل سے ماورا یعنی لطیف اور طاقتور اپنی روح کو سمجھ کر، اپنی قوت کا اندازہ لگا کر، عقل کے ذریعے اپنے من کو قابو میں کر کے ارجن۔ اس خواہش کی شکل والے اسیر الفتح دشمن کو مار اپنی طاقت کو سمجھ کر اس اسیر الفتح دشمن کو مار۔ خواہش ایک اسیر الفتح دشمن ہے۔ حواس کے ذریعہ یہ روح کو فریب میں ڈالتی ہے، تو اپنی طاقت سمجھ کر، روح کو مضبوط جان کر تمثیل خواہش دشمن کو مار۔ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ دشمن داخلی ہے اور 'جنگ' بھی دل کی دنیا کی ہے۔

مغز سخن

اکثر گیتا سے دلچسپی رکھنے والے شرح نویسوں نے اس باب کو'عملی جوگ، نام دیا ہے، لیکن یہ مناسب نہیں ہے۔ دوسرے باب میں جوگ کے مالک نے عمل کا نام لیا ہے۔ انہوں نے عمل کی اہمیت قائم کر اس میں عملی تجسس کو بیدار کیا اور اِس باب میں انہوں نے عمل کی تشریح کی کہ یگ کا طریقِ کار ہی عمل ہے۔ ثابت ہے کہ یُگ کوئی طے شدہ سمت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی کیا جاتا ہے، وہ اِسی دنیا کی بندش ہے۔ شری کرشن جسے کہیں گے، وہ عمل دنیا کی قید سے آزاد کرانے والا عمل ہے۔

شری کرشن نے یگ کی تخلیق بتائی۔ یگ دیتا کیا ہے؟ اس کی خصوصیات کی عکاسی کی۔ یگ کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے فرمایا، اس یگ کا طریقِ کار ہی عمل ہے۔ جو نہیں کرتے وہ گناہگار، آرام طلب، بے کار جیتے ہیں گزشتہ دور میں ہونے والے ولّی حضرات نے بھی اِسے کر کے ہی اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کو حاصل کیا۔ وہ خود مطمئن ہیں، ان کے لئے عمل کی ضرورت نہیں ہے، پھر بھی پیچھے والوں کی رہنمائی کیلئے وہ بھی عمل میں اچھی طرح لگے رہتے تھے ان عظیم انسانوں سے شری کرشن نے اپنا موازنہ کیا کہ میرا بھی اب عمل کرنے سے کوئی واسطہ نہیں ہے، لیکن میں بھی اپنے بعد والوں کی بھلائی کے لئے ہی عمل میں لگا رہتا ہوں۔ شری کرشن نے صاف طور پر اپنا تعارف کرایا کہ وہ ایک جوگی تھے۔

انہوں نے عمل میں لگے ہوئے ریاضت کشوں کو متزلزل نہ ہونے کو کہا، کیوں کہ عمل کر کے ہی اس ریاضت کش کو مقام حاصل کرنا ہے۔ اگر نہیں کریں گے تو برباد ہو جائیں گے۔ اِس عمل کیلئے مراقب

ہوکر جنگ کرنی ہے۔آنکھیں بند ہیں، حواس کے زیر اثر طبیعت پر قابو ہو گیا تو جنگ کیسی؟ اس وقت خواہش، غصہ، حسد، عداوت، خلل ڈالتے ہیں۔ان غیر نسلی خصائل کا کنارہ پانا ہی جنگ ہے۔دنیوی دولت، میدان عمل، غیر نسلی خصائل کو دھیرے دھیرے چھانٹتے ہوئے مراقب ہوتے جانا ہی جنگ ہے۔ درحقیقت تصور میں ہی جنگ ہے۔یہی اس باب کا لب لباب ہے، جس میں نہ عمل بتایا، نہ یگ اگر یگ سمجھ میں آجائے تو عمل سمجھ میں آئے۔ابھی تو عمل سمجھایا ہی نہیں گیا۔

اس باب میں صرف روشن ضمیر عظیم انسان کی تربیتی پہلو پر زور دیا گیا۔ یہ تو مرشد حضرات کے لئے ہدایت ہے۔وہ بھی نہ کریں تو انہیں کوئی نقصان نہیں اور نہ ایسا کرنے میں ان کا اپنا کوئی فائدہ ہی ہے، لیکن جن ریاضت کشوں کو اعلیٰ نجات مطلوب ہے، ان کے لئے خاص کچھ کہا نہیں، تو یہ عملی جوگ، کیسے ہے؟ عمل کی شکل بھی صاف نہیں ہے جسے کیا جائے۔کیوں کہ ”یگ کا طریقِ کار ہی عمل ہے“ ابھی تک انہوں نے اتنا ہی بتایا۔ یگ تو بتایا ہی نہیں۔عمل کی شکل صاف کہاں ہوئی؟ ہاں، جنگ کی حقیقی عکاسی گیتا میں یہیں پائی جاتی ہے،

پوری گیتا پر نظر دوڑائیں، تو باب دو میں کہا کہ جسم فانی ہے، لہٰذا جنگ کر۔ گیتا میں جنگ کیلئے یہی ٹھوس وجہ بتائی گئی آگے علمی جوگ کے متعلق چھتری کے لئے جنگ ہی بھلائی کا واحد ذریعہ بتایا گیا اور کہا کہ یہ عقل تیرے لئے علم کے جوگ کے بارے میں کہی گئی کون سی عقل؟ یہی کہ فتح اور شکست دونوں لحاظ سے فائدہ ہی ہے۔ ایسا سمجھ کر جنگ کر پھر باب چار میں کہا کہ جوگ میں قائم رہ کر دل میں موجود اپنے شک وشبہہ کو علم کی تمثیلی تلوار سے کاٹ۔ وہ تلوار جوگ میں ہے۔باب پانچ سے دس تک جنگ کا ذکر تک نہیں ہے گیارہویں باب میں صرف اتنا کہا کہ یہ دشمن میرے ذریعہ پہلے سے ہی مارے گئے ہیں، تو محض وسیلہ بن کر کھڑا ابھر ہوجا نیک نامی کو حاصل کر۔ یہ تیرے بغیر بھی مارے ہوئے ہیں۔ محرک خود کرالے گا تو ان مُردوں کو ہی مار۔

باب پندرہ میں دنیا کو مضبوط جڑ والا پیپل کے درخت جیسا کہا گیا، جسے بلا لگاؤ والے اسلحہ کے ذریعہ کاٹ کر اُس اعلیٰ مقام کی تلاش کرنے کی ہدایت ملی آگے کے ابواب میں جنگ کا تذکرہ

نہیں ہے۔ ہاں، باب سولہ میں شیطانوں کی عکاسی ضرور ہے۔ جو جہنمی ہیں۔ باب ۳ میں ہی جنگ کا تفصیلی بیان ہے۔ شلوک تیس سے شلوک ۳۴ تک جنگ کی شکل، اس کا ضروری ہونا، جنگ نہ کرنے والوں کی بربادی، جنگ میں مارے جانے والے دشمنوں کے نام، انہیں مارنے کیلئے اپنی طاقت کو دعوت اور یقینی طور پر انہیں کاٹ کر پھینکنے پر زور دیا۔ اس باب میں دشمن اور دشمن کی اندرونی شکل صاف ہے، جن کے خاتمہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ لہٰذا۔

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد و علم تصوف اور علم ریاضت کے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمے میں، ترغیب اختتام عدو، نام کا تیسرا باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرمہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ’’ یتھارتھ گیتا‘‘ میں (ترغیب اختتام عدو) (शत्रु विनाश-प्रेणा) نام کا تیسرا باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمے نمہ

﴿چوتھا باب﴾

باب تین میں جوگ کے مالک شری کرشن نے یقین دلایا تھا کہ کوتاہ نظری سے الگ ہٹ کر جو بھی انسان عقیدت کے ساتھ میرے اصول کے مطابق چلے گا۔ وہ اعمال کی بندش سے اچھی طرح آزاد ہو جائے گا۔ عمل کی قید سے آزادی دلانے کی صلاحیت جوگ (علمی جوگ خواہ عملی جوگ، دونوں) میں ہے۔ جوگ میں ہی جنگ کی تحریک مضمر ہے۔ پیش کردہ باب میں وہ بتاتے ہیں کہ اس جوگ کا تخلیق کار کون ہے؟ اس کی بسلسلہ ترقی کیسے ہوتی ہے؟ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवानहमव्ययम् ।
विवस्वान्मनवे प्राह मनुरिक्ष्वाकवेऽब्रवीत् ॥१॥

ارجن! میں نے اس جوگ کو بدلاؤ کے شروعاتی دور میں विवस्वान् (سورج) کے متعلق کہا، سورج نے مورث اول منو سے اور مورث اول مَنُو نے इक्ष्वाकु سے کہا۔ کس نے کہا میں نے کہا شری کرشن کون تھے؟ ایک جوگی۔ عنصر میں قائم عظیم انسان ہی اِس لافانی جوگ کو بدلاؤ کے شروعاتی دور میں یعنی یادِ الٰہی کے شروعاتی دور میں विवस्वान् یعنی جو مجبور ہیں، ایسے لوگوں سے کہتا ہے۔ سانس میں متحرک کر دیتا ہے۔ یہاں سورج ایک علامت ہے، کیوں کہ سانس (सुरा) میں ہی وہ بشکل نور ہے اور وہیں اس کے پانے کا طریقہ ہے۔ حقیقی نور عطا کرنے والا (سورج) وہی ہے۔

یہ جوگ لافانی ہے۔ شری کرشن نے کہا تھا، اس میں شروعات کا خاتمہ نہیں ہوتا ہے۔ اس جوگ کی شروعات بھر کر دیں، تو یہ کامل بنا کر دم لیتا ہے۔ جسم کا بدلاؤ (कल्प) دواؤں کے

ذریعہ ہوتا ہے لیکن روح کا بدلاؤ یادِ الٰہی سے ہوتا ہے۔ یادالٰہی کی شروعات ہی روحانی بدلاؤ کی ابتداء ہے۔ یہ ریاضتِ یاد بھی کسی عظیم انسان کی ہی دَین ہے۔ لگاؤ کی تاریکی میں بے ہوش ابتدائی انسان جس میں یادِ الٰہی کا تاثر (संस्कार) نہیں ہے۔ جوگ کے بارے میں جس نے کبھی سوچا تک نہیں، ایسا انسان کسی عظیم انسان کو دیکھتا ہے تو محض اس کے دیدار سے اسکی پاک زبان سے، معمولی خدمت اور قربت سے جوگ کے تاثرات اس میں متحرک ہوجاتے ہیں۔ گوسوامی تلسی داس جی بھی اس کو کہتے ہیں۔ 'जे चितये प्रभु जिन्ह प्रभु हेरे, ते सब भये परम पद जोगू' ।(रामचरितमानस)

شری کرشن کہتے ہیں کہ اس جوگ کے متعلق میں نے شروع میں سورج سے کہا 'चेक्षो: सूर्यो अजायत' عظیم انسان کی محض نظر پڑ جانے سے جوگ کے تاثرات (سوریٰ) سانسوں میں متحرک ہوجاتے ہیں۔ روشن ضمیر قادر مطلق کا مقام سب کے دل میں ہے۔ سانسوں پر قابو پانے کے بعد ہی اس کے حصول کا طریقہ ہے۔ سانس میں تاثرات کی تخلیق ہوئی سورج کے متعلق کہنا ہے۔ وقت آنے پر یہ تاثر من میں حرکت میں ہوگا۔ یہی سورج کا مورث اول مَنُو سے کہنا ہے۔ من میں حرکت انداز ہونے پر عظیم انسان کے اُس جملے کے متعلق خواہش جاگ جائے گی۔ اگر من میں کوئی بات ہے تو اسے پانے کی خواہش ضرور ہوگی، یہی مورث اول کا (इक्ष्वाकु) سے کہنا ہے کہ چاہت ہوگی کہ وہ معینہ عمل کریں جو لافانی ہے، جو عمل کی بندش سے نجات دلاتا ہے۔ ایسا ہے تو کیا جائے۔ اور عبادت رفتار پکڑ لیتی ہے۔ رفتار پکڑ کر یہ جوگ کہاں پہنچاتا ہے؟ اِس پر فرماتے ہیں۔

एवं परम्पराप्राप्तमिमं राजर्षयो विदु: ।
स कालेनेह महता योगो नष्ट: परंतप ।।२।।

اس طرح کسی عظیم انسان کے ذریعے تاثرات سے خالی انسانوں کی سانس میں، سانس سے من میں، من سے خواہش میں اور خواہش تیز ہوکر عملی جامہ میں ڈھل کر یہ جوگ سلسلے

وار ترقی کرتے کرتے شاہی عارف کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے، اُس حالت میں پہنچ کر ظاہر ہوتا ہے، اِس سطح کے ریاضت کش میں مال وزر کے ذخیروں اور کامیابیوں کی حرکت ہوتی ہے۔ وہ جوگ اس اہم دور میں اسی عالم (جسم) میں عموماً برباد ہوجاتا ہے اس حدِ لکیر کو کیسے پار کیا جائے ؟ کیا اِس خاص مقام پر پہنچ کر سبھی ختم ہوجاتے ہیں شری کرشن فرماتے ہیں۔ نہیں، جو میری پناہ میں ہے، میرا منظور نظر ہے، لاشریک دوست ہے، وہ ختم نہیں ہوتا۔

स एवायं मया तेऽद्य योगः प्रोक्तः पुरातनः ।
भक्तोऽसि मे सखा चेति रहस्यं ह्येतदुत्तमम् ।।३।।

وہی یہ قدیمی جوگ اب میں نے تیرے واسطے بیان کیا ہے، کیوں کہ تو میرا بندہ اور دوست ہے اور یہ جوگ بہترین و پُر اسرار ہے۔ ارجن چھتری درجہ کا ریاضت کش تھا۔ شاہی عارف کی حالت والا تھا، جہاں مال وزر کی خوشحالی اور کامیابیوں کے تھپیڑوں میں ریاضت کش برباد ہوجاتا ہے۔ اس دور میں بھی جو افادی حالت میں ہی ہے، لیکن عام طور پر ریاضت کش یہاں پہنچ کر لڑکھڑا جاتے ہیں، ایسے لافانی راز بستہ جوگ کے بارے میں شری کرشن نے ارجن سے کہا، کیوں کہ برباد ہونے کی حالت میں ارجن تھا ہی۔ کیوں کہا؟ اس لئے کہ تو میرا بندہ ہے، لاشریک خیال سے میری پناہ میں ہے۔ منظور نظر ہے، دوست ہے۔

باب کی ابتداء میں بندہ پرور نے فرمایا کہ اس لافانی جوگ کو کلپ کی شروعات میں میں نے ہی سورج سے کہا تھا۔ سورج سے مورث اول منو، کو یہی گیتا حاصل ہوئی۔ منو نے اِسے اپنی (स्मृति) یادداشت میں محفوظ کیا۔ منو سے یہی یادداشت اچھوا کو (इक्ष्वाकु) کو حاصل ہوئی۔ جسے شاہی عارفوں (राजर्षियों) نے جانا، لیکن اس اہم دور سے وہ جوگ پوشیدہ ہو گیا تھا۔ اِسی قدیمی علمِ یادداشت (स्मृति) کو بندہ پرور نے ارجن سے کہا۔ لب لباب یہ ہے کہ منو کو جو علم حاصل ہوا تھا، وہی یہ گیتا ہے، منو کو یہی وراثت میں حاصل ہوا تھا۔ اِسکے علاوہ کس یادداشت

(स्मृति) کو وہ قبول کرتے۔علمِ گیتا (गीता ज्ञान) سننے کے بعد اٹھارہویں باب کے اخیر میں ارجن نے کہا کہ مجھے یادداشت (स्मृति) حاصل ہوئی ہے، جیسے منو کو حاصل ہوئی تھی۔ ،یہ شری مد بھگود گیتا ہی خالص یادداشت منو(मनु स्मृति) ہے۔

جس معبود کی ہمیں چاہت ہے، وہ مرشد روحِ مطلق، روح سے یکساں ہو کر ہدایت دینے لگے، تبھی حقیقی یادالٰہی کی شروعات ہوتی ہے۔یہاں محرک کی حالت میں معبود اور مرشد ایک دوسرے کے مترادف ہیں، جس سطح پر ہم کھڑے ہیں، اُسی سطح پر جب خود معبود دل میں اتر آئیں، روک تھام کرنے لگیں۔ڈگمگانے پر سنبھالیں، تبھی من قابو میں ہو پاتا ہے "मन बस होइ तबहिं,जब प्रेरक प्रभु बरजे।" جب تک معبود رتھ بان ہو کر، روح سے یکساں ہو کر محرک کی شکل میں کھڑے نہیں ہو جاتے، تب تک صحیح معنیٰ میں داخل ہی نہیں ہوتا وہ ریاضت کش امیدوار ضرور ہے لیکن اس کے پاس یادِالٰہی کہاں؟

قابل احترام گرودیو بھگوان کہا کرتے تھے۔ہو! ہم کئی مرتبہ برباد ہوتے ہوتے بچ گئے معبود نے ہی بچالیا۔معبود نے اِس طرح سمجھایا، یہ کہا۔ہم نے پوچھا۔مہاراج جی۔کیا پروردگار بھی بولتے ہیں، بات چیت کرتے ہیں؟ جواب دیا۔"ہاں ہو۔بھگوان ایسے بات چیت کرتے ہیں، جیسے ہم تم بات چیت کریں، گھنٹوں باتیں ہوں اور سلسلہ نہ ٹوٹے۔" ہمیں اداسی ہوئی اور تعجب ہوا کہ پروردگار کیسے بولتے ہوں گے، یہ تو بڑی نئی بات ہے۔کچھ دیر بعد مہاراج جی بولے۔"کیوں گھبراتا ہے؟ تم سے بھی باتیں کریں گے۔" لفظ بہ لفظ سچ تھا ان کا کہنا اور یہی دوستانہ خیال کا تصور ہے دوست کی طرح وہ مسائل کا حل کرتے رہیں، تبھی اِس برباد ہونے والی حالت سے ریاضت کش بچ پاتا ہے۔

ابھی تک جوگ کے مالک شری کرشن نے کسی عظیم انسان کے ذریعہ جوگ کی ابتدا، اِس میں آنے والی دقتیں، اُس سے بچنے کا راستہ بتایا۔اس پر ارجن نے سوال کیا۔ارجن بولا

अर्जुन उवाच

अपरं भवतो जन्म परं जन्म विवस्वतः ।
कथमेतद्विजानीयां त्वमादौ प्रोक्तवानिति ।।४।।

بھگوان! آپ کی پیدائش تو۔اب ہوئی ہے،اور میرے اندر سانسوں کی تحریک پارینہ مدت ہے تو میں کیسے مان لوں کہ اِس جوگ کو یادِالٰہی کے شروعاتی دور میں آپ نے ہی کہا تھا؟ اس پر جوگ کے مالک شری کرشن بولے

श्रीभगवानुवाच

बहूनि मे व्यतीतानि जन्मानि तव चार्जुन ।
तान्यहं वेद सर्वाणि नं त्वं वेत्थ परंतप ।।५।।

ارجن! میرے اور تیرے تمام جنم ہو چکے ہیں۔اے اعلیٰ ریاضت کش۔ان سب کو تو نہیں جانتا،لیکن میں جانتا ہوں۔ریاضت کش نہیں جانتا۔ولی اللہ عظیم انسان جانتا ہے غیر مرئی کے مرتبہ والا جانتا ہے۔کیا آپ سب کی طرح پیدا ہوتے ہیں؟شری کرشن کہتے ہیں۔نہیں،حقیقی شکل کا حصول جسمانی حصول سے جدا ہے۔میری پیدائش ان آنکھوں سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ میں نہ پیدا ہونے والا غیر مرئی،دائمی ہوتے ہوئے بھی جسم کی بنیاد والا ہوں۔

"अवधू!जीवत में कर आसा मुए मुक्ति गुरु कहे स्वार्थी, झूठा दे विश्वासा।।"

جسم کے رہتے ہی اس عنصر اعلیٰ میں داخلہ حاصل کیا جاتا ہے۔ذرا سی بھی کمی ہے،تو جنم لینا پڑتا ہے۔ابھی تک ارجن شری کرشن کو اپنی ہی طرح جسم والا ہی سمجھتا ہے۔وہ برمحل سوال رکھتا ہے۔کیا آپ کا جنم ویسا ہی ہے جیسا سب کا ہے؟کیا آپ بھی اجسام کی طرح پیدا ہوتے ہیں؟ شری کرشن کہتے ہیں۔

अजोऽपि सन्नव्ययात्मा भूतानामीश्वरोऽपि सन् ।
प्रकृतिं स्वामधिष्ठाय संभवाम्यात्ममायया ।।६।।

میں لافانی ،بار بار پیدا ہونے سے آزاد اور سارے جانداروں کی آواز میں متحرک ہونے پر بھی خصلت کو قابو میں کر کے خود کی کارسازی سے ظاہر ہوتا ہوں۔ایک فطرت تو جہالت ہے، جو قدرت میں ہی یقین دلاتی ہے ، بدذات شکلوں (योनियों) کی وجہ بنتی ہے دوسری فطرت ہے۔خود کی فطرت، جو روح میں داخلہ دلاتی ہے،خود کی شکل کی پیدائش کی وجہ بنتی ہے۔ اسی کو جوگ کی فطرت بھی کہتے ہیں۔جس سے ہم الگ ہیں،اُس برحق اعلیٰ شکل سے یہ جوڑتی ہے،ملاقات کراتی ہے۔اس روحانی طریقِ کار کے ذریعہ میں اپنی تینوں صفات والی قدرت کو قابو میں کر کے ہی ظاہر ہوتا ہوں۔عام طور سے لوگ کہتے ہیں کہ معبود کا اوتار ہوگا،تو دیدار کریں گے۔شری کرشن کہتے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا دیکھ لے۔حقیقی شکل کی پیدائش جسم کی شکل میں نہیں ہوتی شری کرشن کہتے ہیں۔جوگ کی ریاضت کے ذریعے،خود کی فطرت کے وسیلے سے اپنی تینوں صفات والی خصلت کو اپنے قابو میں کر کے میں بتسلسل ظاہر ہوتا ہوں۔لیکن کن حالات میں؟

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम् ।।७।।

اے ارجن! جب جب حقیقی دین پروردگار کے لئے ملال سے بھر جاتا ہے، جب بے دینی کے اضافہ سے عقیدت مند انسان اپنے آپ کو بچتا ہوا نہیں دیکھ پاتا،تب میں روح کی تخلیق کرنے لگتا ہوں ، ایسی ہی بے قراری موزش اول منّو کو ہوئی تھی ۔ ‘हृदय बहुत दुख लाग,
जनम गयउ हरी भगति बिनु।राम चरित मानस’’

جب آپ کا دل عشق حقیقی سے لبریز ہو جائے ،اُس دائمی حقیقی دین کے لئے ‘गद्‌गद्‌ गिरा नयन बह नीरा’ کی حالت آجائے ، جب لاکھ کوششوں کے باوجود بھی عاشق بے دینی سے بچ نہیں پاتا۔ایسی حالت میں، میں اپنی حقیقی شکل کی تخلیق کرتا ہوں۔یعنی پروردگار کے اوتار (خدا رسیدہ انسان) صرف اس کے طلب گار کے لئے ہے

'सो केवल भगतन हित लागी। (रामचरितमानस)१।१२।५

یہ اوتار (خدارسیدہ انسان) کسی خوش قسمت ریاضت کش کے باطن میں ہوتا ہے
آپ ظاہر ہوکر کرتے کیا ہیں؟

परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम् ।
धर्मसंस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे ।।८।।

ارجن! 'साधूनां परित्राणाय' مطلوب کلّی واحد معبود ہے، جسے حاصل کر لینے پر کچھ بھی حاصل کرنا باقی نہیں رہتا۔ اُس مطلوبہ میں داخلہ دلانے والے عرفان، ترک دنیا، سرکوبی، نفس کشی وغیرہ روحانی دولت کو بلا خلل متحرک کرنے کے لئے اور 'दुष्कृताम्' جس سے برے کام سرزد ہوتے ہیں، ان خواہش، غصہ، حسد وعداوت وغیرہ غیر نسلی خصائل کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے اور دین کو اچھی طرح قائم کرنے کے لئے میں ہر دَور میں ظاہر ہوتا ہوں۔

دور کا مطلب سَت جگ، تیریتا، (त्रेता) دُوَاپَر میں نہیں، دور کے فرائض کا اتار چڑھاؤ انسانوں کے خصائل پر منحصر ہے۔ دَور فرائض ہمیشہ رہے ہیں۔ رام چرت مانس میں اشارہ ہے۔

'नित जुग धर्म होहिं सब केरे। हृदय राम माया के प्रेरे।।(राम चरित मानस ७।१०३।१)

دور فرائض سبھی کے دل میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں جہالت سے نہیں بلکہ علم سے، (رام مایا) یعنی رام کی توفیق سے دل میں ہوتے ہیں، جسے پیش کردہ شلوک میں خود کی فطرت کہا گیا ہے، وہی ہے رام مایا (کارسازی) دل میں رام کا مقام حاصل کرانے والا رام سے ترغیب یافتہ ہے وہ علم۔ کیسے سمجھا جائے کہ اب کون سا دور کام کر رہا ہے۔ تو 'सुद्ध सत्व समता विज्ञाना।कृत प्रभाव प्रसन्न मन जाना।।'(मानस ७।१०३।२) جب دل میں پاک ملکات فاضلہ ہی متحرک ہو ملکات ردیہ اور ملکات مذموم دونوں خاموش ہو جائیں، غیر مساوات ختم ہو گئی ہوں، جس کی کسی سے عداوت نہ ہو، علم اعلیٰ ہو یعنی معبود سے ہدایت لینے اور اس پر قائم رہنے کی

صلاحیت ہو، من میں پوری طرح خوشی ہو۔ جب ایسی صلاحیت آجائے تب دور حقیقی (ست جگ) میں داخلہ مل گیا۔ اسی طرح دوسرے دو دوروں کا بیان کیا اور آخر میں۔

'तामस बहुत रजोगुण थोरा। कलि प्रभाव विरोध चहुँ ओरा।।

ملکات مذمومی لبریز ہوں، تھوڑے ملکات ردیہ بھی اس میں ہوں، چاروں طرف دشمنی اور مخالفت ہو تو ایسا انسان دور گناہ کا (कलियुगीन) ہے۔ جب ملکات مذموم کام کرتا ہے تو انسان میں تساہلی نیند، مدہوشی کی زیادتی ہوتی ہے وہ اپنا فرض جانتے ہوئے بھی اس میں نہیں لگ سکتا، ممنوع کاموں کو جانتے ہوئے بھی ان سے بچ نہیں سکتا۔ اسی طرح دور فرائض کا اتار چڑھاؤ انسانوں کی باطنی لیاقت پر منحصر ہے۔ کسی نے ان صلاحیتوں کو چار دور (یگ) کہا ہے، تو کوئی انہیں ہی چار نسلوں کا نام دیتا ہے، تو کوئی انہیں ہی بہترین، بہتر، اوسط اور بدترین چار درجات کے ریاضت کش کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ ہر دور میں معبود ساتھ دیتے ہیں۔ ہاں، اونچے درجے میں مطابقت پوری طور سے ظاہر ہوتی ہے، نیچے کے درجات (جگہوں) میں مدد کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

مختصر میں شری کرشن کہتے ہیں کہ معبود کا دیدار عطا کرانے والے عرفان، ترکِ دنیا ،وغیرہ کو بلا کسی خلل کے متحرک کرنے کے لئے اور برائیوں کے وجوہات خواہش ،غصہ، حسد، عداوت وغیرہ کا پوری طور سے خاتمہ کرنے کیلئے اعلیٰ دین معبود میں ساکن رکھنے کے لئے میں ہر دور میں یعنی ہر حالت میں، ہر درجات میں ظاہر ہوتا ہوں۔ بشرطیکہ انسان میں بے قراری ہو۔ جب تک معبود تائید نہ کرے، تب تک آپ سمجھ ہی نہیں سکیں گے کہ عیوب کا خاتمہ ہو خواہ ابھی کتنا باقی ہے؟ ابتداء سے انتہا تک معبود ہر سطح پر اپنی ہر صلاحیت کے ساتھ رہتے ہیں۔ ان کا ظہور عاشق کے دل میں ہوتا ہے۔ معبود ظاہر ہوتے ہیں۔ تب تو سبھی دیدار کرتے ہوں گے؟ شری کرشن کہتے ہیں، نہیں،

जन्म कर्म च मे दिव्यमेवं यो वेत्तितत्त्वतः ।
त्यक्त्वा देहं पुनर्जन्म नैति मामेति सोऽर्जुन ।।९।।

ارجن! میری وہ پیدائش یعنی کہ بے قراری کے ساتھ اعلیٰ شکل کی تخلیق اور میرا عمل یعنی برے کاموں کے وجود کا خاتمہ، مطلوبہ مقصد کو حاصل کرانے والی صلاحیتوں کی بے عیب حرکت، فرض کا استقلال یہ عمل اور پیدائش روشن زدہ یعنی ماورائی ہے، دنیوی نہیں ہے ان عام آنکھوں سے قابل نظارہ نہیں ہے۔ دل و دماغ سے اسے ناپا نہیں جا سکتا جب اتنا دقیق ہے تو اسے دیکھتا کون ہے؟ محض اہل بصیرت ہی میرے اِس جنم اور عمل کو دیکھتا ہے اور میرا دیدار کر کے اسے بار بار جنم لینے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ مجھ میں تحلیل ہو جاتا ہے۔

جب اہل بصیرت ہی معبود کے جنم اور کام کو دیکھ پاتا ہے، تو لوگ لاکھوں کی تعداد میں ہجوم میں کیوں کھڑے ہیں کہ کہیں اوتار ہوگا، تو دیدار کریں گے؟ کیا آپ اہل بصیرت ہیں؟ عابد کی شکل میں آج بھی مختلف طریقوں سے خاص طور پر عابدوں کے لباس کے پردے میں بہت سے لوگوں اشتہار کرتے پھرتے ہیں کہ وہ اوتار ہیں یا ان کے دلال اشتہار کر دیتے ہیں۔ لوگ بھیڑ کی طرح خدا رسیدہ انسان کو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں، لیکن شری کرشن کہتے ہیں کہ صرف اہل بصیرت ہی دیکھ پاتا ہے، اب اہل بصیرت کسے کہتے ہیں؟

باب دو میں حق اور باطل کا فیصلہ کرتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا تھا کہ، ارجن باطل کا وجود نہیں ہے اور حق کی تینوں دوروں میں کبھی کمی نہیں۔ تو کیا آپ ایسا کہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا۔ نہ ہی اہل بصیرت حضرات نے اسے دیکھا۔ نہ کسی اہل زبان نے دیکھا، نہ کسی امیر نے دیکھا۔ یہاں پھر زور دیتے ہیں کہ میرا ظہور تو ہوتا ہے لیکن اسے اہل بصیرت ہی دیکھ پاتا ہے۔ اہل بصرت ایک سوال ہے۔ ایسا کچھ نہیں کہ پانچ عناصر ہیں۔ پچیس عناصر ہیں۔ ان کی شماری سیکھ لی اور ہو گئے اہل بصیرت۔ شری کرشن نے آگے بتایا کہ روح ہی اعلیٰ عنصر ہے۔ روح اعلیٰ سے مزین ہو کر روح مطلق ہو جاتی ہے۔ خود شناس ہی اِس ظہور کو سمجھ پاتا ہے۔ ثابت ہے کہ اوتار کسی بے قرار عاشق کے دل میں ہوتا ہے کہ۔ شروع میں وہ اسے سمجھ نہیں پاتا کہ ہمیں اشارہ دینے والا کون ہے؟ کون رہنمائی کرتا ہے؟ لیکن عنصر اعلیٰ معبود کے دیدار کے ساتھ

ہی وہ دیکھ پاتا ہے، سمجھ پاتا ہے اور پھر جسم کو ترک کرنے کے بعد دوبارہ جنم لینے سے مبرّا ہو جاتا ہے۔

شری کرشن نے کہا کہ میری پیدائش ماورائی ہے، اسے دیکھنے والا مجھے حاصل ہوتا ہے، تو لوگوں نے ان کا بت بنالیا، عبادت کرنے لگے، آسمان میں کہیں ان کے رہنے کی جگہ کا تصور کرلیا۔ ایسا کچھ نہیں ہے، ان عظیم انسانوں کا مطلب صرف اتنا تھا کہ اگر آپ معینہ عمل کریں تو پائیں گے کہ آپ بھی پرنور یعنی ماورائی ہیں، آپ جو ہو سکتے ہیں، وہ میں ہو گیا ہوں، میں آپ کا امکان ہوں، آپ کا ہی مستقبل ہوں، اپنے اندر آپ جس دن ایسی تکمیل پالیں گے۔ تو آپ بھی وہی ہوں گے، جو شری کرشن ہیں، جو شری کرشن کا مقام ہے، وہی مقام آپ کا بھی ہو سکتا ہے، اوتار کہیں باہر نہیں ہوتا، ہاں، اگر انسیت سے لبریز دل ہو تو آپ کے اندر بھی اوتار کا احساس ممکن ہے۔ وہ آپ کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ اس راہ حقیقی پر چل کر میرے مقام کو حاصل کر چکے ہیں۔

वीतरागभयक्रोधा मन्मया मामुपाश्रिताः ।
बहवो ज्ञानतपसा पूता मदभावमागताः ॥१०॥

انسیت اور بیراگ دونوں سے لاتعلق بے غرض اور اسی طرح خوف بے خوف، خفگی اور بے خفگی دونوں سے ماورالاشریک احساس کے ساتھ یعنی بلاغرور کے میری پناہ میں آئے ہوئے بہت سے لوگ علم اور ریاضت کی برکت سے پاک ہو کر میرے مقام کو حاصل کر چکے ہیں، اب ایسا ہونے لگا ہو، ایسی بات نہیں ہے۔ یہ اصول ہمیشہ سے رہا ہے بہت سے انسان اسی طرح سے میرے مقام کو حاصل کر چکے ہیں، کس طرح؟ جن جن لوگوں کا دل بے دینی کا اضافہ دیکھ کر معبود کے لئے بے قراری سے بھر گیا، اُس حالت میں میں اپنے مقام کی تخلیق کرتا ہوں، وہ میرے مقام کو حاصل کرتے ہیں، جسے جوگ کے مالک شری کرشن نے رمز شناسی کہا تھا، اسے ہی اب علم کہتے ہیں، عنصر اعلیٰ ہے معبود، اُسے بدیہی دیدار کے ساتھ جاننا علم ہے۔ اِس طرح کا علم رکھنے

والے عالم میرے مقام کو حاصل کرتے ہیں۔ یہاں یہ سوال پورا ہوگیا۔ اب وہ صلاحیت کی بنیاد پر یادِالٰہی میں مصروف ہونے والے لوگوں کا درجہ بانٹتے ہیں۔

ये यथा मां प्रपद्यन्ते तांस्तथैव भजाम्यहम् ।
मम वर्त्मानुवर्तन्ते मनुष्याः पार्थ सर्वशः ॥११॥

پارتھ! جو مجھے جتنی لگن کے ساتھ جیسے یاد کرتے ہیں، میں بھی ویسے ہی یاد کرتا ہوں، اسی کے مطابق اتنی ہی تعداد میں مدد مہیا کرتا ہوں۔ ریاضت کش کی عقیدت ہی میری عنایت کی شکل میں اسے حاصل ہوتی ہے۔ اِس راز کو سمجھ کر باہوش لوگ پورے خلوص کے ساتھ میرے اصولوں کی اتباع کرتے ہیں، جن اصولوں پر میں خود عمل پیرا ہوں، جو مجھے محبوب ہیں، ویسا ہی برتاؤ کرتے ہیں، جو میں کرانا چاہتا ہوں، وہی کرتے ہیں۔

پروردگار کیسے یاد کرتے ہیں؟ وہ رتھ بان بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں، ساتھ چلنے لگتے ہیں، یہی ان کا یاد کرنا ہے، جن سے برائیاں پیدا ہوتی ہیں، ان کا خاتمہ کرنے کے لئے وہ کھڑے ہوجاتے ہیں، حقیقت میں داخلہ دلانے والی نیک خصائل کی حفاظت کرنے کیلئے وہ کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب تک معبود دل سے پوری طرح رتھ بان نہ ہوں اور ہر قدم پر ہوشیار نہ کریں۔ تب تک چاہے جیسا بھی یادِالٰہی کا لطف اٹھانے والا کیوں نہ ہو، لاکھ تصور کرے، لاکھ کوشش کرے، وہ اِس قدرت کے فساد سے آزاد نہیں ہوسکتا۔ وہ کیسے سمجھے گا کہ ہم کتنا فاصلہ طے کر چکے؟ کتنا باقی ہے؟ بھگوان ہی روح سے جڑ کر کھڑے ہوجاتے ہیں اور اُس کی رہنمائی کرتے ہیں کہ تم اِس جگہ پر ہو، اِس طرح کرو، اِس طرح چلو۔ اِس طرح دنیا کی کھائیوں کو پاٹتے ہوئے، دھیرے دھیرے آگے بڑھاتے ہوئے مقام تک پہنچادیں گے۔ عبادت و ریاضت کش کو کرنی ہی پڑتی ہے، لیکن اُس کے ذریعہ اِس راہ میں جو فاصلہ طے ہوتا ہے۔ وہ معبود کی عنایت ہے۔ ایسا جان کر سارے انسان پورے خلوص کے ساتھ میری اتباع کرتے ہیں، کس طرح سے وہ برتاؤ کرتے ہیں؟

काङ्क्षन्तः कर्मणां सिद्धिं यजन्त इह देवताः ।

क्षिप्रं हि मानुषे लोके सिद्धिर्भवति कर्मजा ।।१२।।

وہ انسان اِس جسم میں اعمال کی کامیابی چاہتے ہوئے ملائک کی عبادت کرتے ہیں۔ کون سا عمل؟ شری کرشن نے کہا۔'ارجن! تو معینہ عمل کر، معینہ عمل کیا ہے؟ یگ کا طریق کار ہی معینہ عمل ہے۔ یگ کیا ہے؟ ریاضت کا خاص طریقہ، جس میں تنفس کی آمیزش، حواس کے خارجی روانی کو نفس کشی کی آگ میں ہَون کیا جاتا ہے، جس کا ثمرہ ہے معبود۔ عمل کا خالص مطلب ہے عبادت، جس کی حقیقی شکل اِسی باب میں آگے ملے گی۔ اِس عبادت کا نتیجہ کیا ہے 'संसिद्धिम्' اعلیٰ کامیابی معبود 'यान्ति ब्रह्म सनातनम्' دائمی رب میں داخلہ ہے، بے غرض اعلیٰ عمل کی حالت۔ شری کرشن کہتے ہیں۔ میرے مطابق برتاؤ کرنے والے لوگ اِس دنیا میں عمل کے نتیجہ اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کیلئے ملائک کی عبادت کرتے ہیں یعنی روحانی دولت کو مضبوط بناتے ہیں۔

تیسرے باب میں انہوں نے بتایا تھا کہ اِس یگ کے ذریعہ تو ملائک کا اضافہ کر، روحانی دولت کو مضبوط بنا۔ جیسے جیسے دل کی دنیا میں روحانی دولت کا اضافہ ہوگا ویسے ویسے تیری ترقی ہوگی۔ اِس طرح ایک دوسرے کی ترقی کرتے ہوئے اعلیٰ شرف کو حاصل کر۔ آخر تک ترقی کرتے جانے کا یہ باطنی عمل ہے۔ اسی پر زور دیتے ہوئے شری کرشن کہتے ہیں کہ میرے موافق برتاؤ کرنے والے لوگ اِس انسانی جسم میں عمل کی کامیابی چاہتے ہوئے روحانی دولت کو طاقتور بناتے ہیں، جس سے وہ بے غرض عمل والی کامیابی جلد مل جاتی ہے۔ وہ ناکامیاب نہیں ہوتی، کامیاب ہی ہوتی ہے، جلد کا کیا مطلب؟ کیا عمل میں لگتے ہی فوراً اُسی وقت یہ اعلیٰ کامیابی حاصل ہو جاتی ہے؟ شری کرشن کہتے ہیں۔ نہیں، اِس زینہ پر بتدریج چڑھنے کا طریقہ ہے۔ کوئی چھلانگ مار کر احساس سے مبرّا مراقبہ جیسا معجزہ نہیں ہوتا اِس پر دیکھیں۔

चातुर्वर्ण्यं मया सृष्टं गुणकर्मविभागशः ।
तस्य कर्तारमपि मां विद्ध्यकर्तारमव्ययम् ।।१३।।

ارجن! 'चातुर्वर्ण्यं' چار نسلوں کی تخلیق میں نے کی، تو کیا انسانوں کو چار حصوں میں

بانٹ دیا؟ شری کرشن کہتے ہیں۔ نہیں، 'गुण कर्म विभागश' صفات کے مدنظر عمل کو چار حصوں میں بانٹا۔ صفات ایک پیمانہ ہے، کسوٹی ہے۔ ملکات مذموم ہوگا تو تساہلی، نیند، مدستی، عمل میں نہ لگنے کی خصلت، جانتے ہوئے بھی ممنوعات سے نہ بچ پانے کی مجبوری رہے گی، ایسی حالت میں ریاضت شروع کیسے کریں؟ دو گھنٹے آپ عبادت میں بیٹھتے ہیں، اِس عمل کیلئے کوشش کرنا چاہتے ہیں، لیکن دس منٹ بھی اپنے موافق نہیں پاتے۔ جسم ضرور بیٹھا ہے، لیکن جس من کو بیٹھنا چاہئے۔ وہ ہوا سے باتیں کر رہا ہے، دلیل ناقص کا جال بن رہا ہے۔ پنک پر پنک چھائی ہے، تو آپ بیٹھے کیوں ہیں؟ وقت کیوں برباد کرتے ہیں؟ اُس وقت صرف 'परिचर्यत्मिकं कर्म शुद्रस्यापि स्वभावजम्' جو عظیم انسان غیر مرئی کی حالت والے ہیں لافانی عنصر میں قائم ہیں، اُن کی اور اُس راہ پر چلنے والے خود سے بہتر لوگوں کی خدمت میں لگ جا۔ اِس سے ناقص تاثرات (संस्कार) ختم ہوتے جائیں گے، ریاضت میں داخلہ دلانے والے تاثرات مضبوط ہوتے جائیں گے۔

دھیرے دھیرے ملکات مذموم کم ہونے پر ملکات ردیہ کی اہمیت اور ملکات فاضلہ کی معمولی تحریک کے ساتھ ریاضت کش کی صلاحیت वैश्य درجہ کی ہوتی ہے۔ اُس وقت وہی ریاضت کش ضبط نفس، روحانی دولت کا حصول قدرتی طور پر کرنے لگے گا۔ عمل کرتے کرتے اُسی ریاضت کش میں ملکات فاضلہ کی افراط ہو جائے گی، ملکات ردیہ کم رہ جائیں گے، ملکات مذموم خاموش رہیں گے۔ اُس وقت وہی ریاضت کش چھتری درجہ میں داخلہ پا لے گا۔ بہادری، عمل میں لگے رہنے کی صلاحیت، پیچھے نہ ہٹنے کی خصلت، سارے احساسات پر مالکانہ احساس، قدرت کے تینوں صفات کو کاٹنے کی صلاحیت اُس کی فطرت میں ڈھل جائے گی۔ وہی عمل اور لطیف ہونے پر محض ملکات فاضلہ متحرک رہ جانے پر من پر قابو، نفس کشی، یکسوئی، سیدھا پن، تصور، مراقبہ، خدائی ہدایت، دین داری وغیرہ پروردگار سے نسبت دلانے والی فطری صلاحیت کے ساتھ وہی ریاضت کش برہمن درجہ کا کہا جاتا ہے۔ یہ برہمن درجہ کے عمل کی سطحی حد ہے۔ جب وہی ریاضت کش معبود کے ساتھ نسبت پا لیتا ہے، اُس آخری حد میں وہ خود میں نہ برہمن رہتا

ہے، نہ چھتری، نہ وَیش، (वैश्य) نہ شُدر (शुद्र) لیکن دوسروں کی رہنمائی کے لئے وہی برہمن ہے، عمل ایک ہی ہے۔ معینہ عمل، عبادت۔ حالات کے فرق سے اسی عمل کو اونچے اونچے چار درجات میں بانٹا۔ کس نے بانٹا؟ کسی جوگ کے مالک نے بانٹا، غیر مرئی مقام والے عظیم انسان نے بانٹا۔ اُس کے کرنے والے مجھ لافانی کو نہ کرنے والا ہی جان! کیوں؟

न मां कर्माणि लिम्पन्ति न मे कर्मफले स्पृहा ।
इति मां योऽभिजानाति कर्मभिर्न स बध्यते ।।१४।।

کیوں کہ اعمال کے ثمرہ میں میری خواہش نہیں ہے۔ عمل کا ثمرہ کیا ہے؟ شری کرشن نے پہلے بتایا تھا کہ یگ جس سے پورا ہوتا ہے، اُس حرکت کا نام عمل ہے اور دورِ تکمیل میں یگ جس کی تخلیق کرتا ہے، اُس علمی نوشاب کو حاصل کرنے والا دائمی، ابدی، خدا میں داخلہ پالیتا ہے۔ عمل کا ثمرہ ہے۔ روح مطلق اُس روح مطلق کی خواہش بھی اب مجھے نہیں ہے، کیوں کہ وہ مجھ سے جدا نہیں۔ میں غیر مرئی شکل ہوں، اُسی کے مقام والا ہوں، اب آگے کوئی اقتدار نہیں ہے، جس کیلئے اِس عمل سے دلچسپی رکھوں، لہٰذا اعمال میرے ساتھ ملوث نہیں ہوتے اور اِسی سطح سے جو بھی مجھے جانتا ہے یعنی جو اعمال کے ثمرہ 'روح مطلق' کو حاصل کر لیتا ہے، اسے بھی اعمال نہیں باندھتے۔ جیسے شری کرشن، ویسے اس سطح سے جاننے والا عظیم انسان،

एवं ज्ञात्वा कृतं कर्म पूर्वैरपि मुमुक्षुभिः ।
कुरु कर्मैव तस्मात्त्वं पूर्वैः पूर्वतरं कृतम् ।।१५।।

ارجن! پہلے گزارنے والے نجات کے طلبگار انسانوں کے ذریعہ بھی یہی سمجھ کر عمل کیا گیا۔ کیا سمجھ کر؟ یہی کہ جب اعمال کا ثمرہ روح مطلق الگ نہ رہ جائے، اعمال کے ثمرے روح مطلق کی آرزو نہ رہ جانے پر اُس انسان کو اعمال نہیں باندھتے شری کرشن اسی مقام والے ہیں، لہٰذا وہ عمل میں ملوث نہیں ہوتے اور اُسی سطح سے ہم جان لیں گے، تو ہمیں بھی عمل نہیں باندھے گا۔ یعنی ہمارے لئے بھی عمل کی بندش نہیں ہوگی۔ جیسا شری کرشن، ٹھیک سطح سے جو بھی

جان لے گا ویسا ہی وہ انسان بھی عمل کی بندش سے آزاد ہو جائیگا اب شری کرشن ''معبود'' مردِ حق۔ غیر مرئی، مالک جوگ خواہ اعلیٰ جوگ کے مالک جو بھی رہے ہوں، وہ مقام سب کے لئے ہے۔یہی سمجھ کر پہلے کے نجات کی خواہش رکھنے والے انسانوں نے عمل کے راستے پر قدم رکھا، لہٰذا ارجن، تو بھی آباؤ اجداد کے ذریعہ ہمیشہ سے کئے ہوئے اسی عمل کو کر، یہی واحد نجات کا راستہ ہے۔

ابھی تک جوگ کے مالک شری کرشن نے عمل کرنے پر زور دیا، لیکن یہ صاف نہیں کیا کہ عمل کیا ہے، باب دو میں انہوں نے محض عمل کا نام لیا کہ اب اسی کو بے غرض عمل کے بارے میں سن۔ اُس کی صفات کا بیان کیا کہ یہ جنم اور موت کے بہت بڑے خوف سے حفاظت کرتا ہے۔عمل کرتے وقت احتیاط کا بیان کیا، لیکن یہ نہیں بتایا کہ عمل کیا ہے؟

باب تین میں انہوں نے کہا کہ، راہ علم اچھا لگے یا بے غرض عملی جوگ، عمل تو کرنا ہی پڑے گا اعمال کو ترک کر دینے سے نہ کوئی عالم ہوتا ہے اور عمل کو نہ شروع کرنے سے بے عمل بضد ہو کر جو نہیں کرتے، وہ تکبر کرنے والے ہیں۔لہٰذا من سے حواس کو قابو میں کر کے عمل کر کون سا عمل کریں؟ تو جواب دیا، معینہ عمل کر، اب یہ معینہ عمل ہے کیا؟ تو بولے۔ یگ کا طریق کار ہی معینہ عمل ہے۔ایک نیا سوال کھڑا کیا کہ یگ کیا ہے، جسے کریں تو عمل ہو جائے؟ وہاں بھی یگ کی تخلیق بتائی، اس کی صفات کا بیان کیا۔لیکن یگ نہیں بتایا، جس سے عمل کو سمجھا جا سکے، ابھی تک یہ صاف نہیں ہوا کہ عمل کیا ہے؟ اب کہتے ہیں کہ، ارجن (कर्म) عمل کیا ہے؟ لاعمل अकर्म کیا ہے؟ اِس بارے میں بڑے بڑے عالم بھی گمراہ ہیں، اُسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

किं कर्म किमकर्मेति कवयाऽप्यत्र मोहिताः ।
तत्ते कर्म प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात् ॥१६॥

عمل کیا ہے اور لاعمل کیا ہے؟ اِس کے متعلق دانش مند انسان بھی فریفتہ ہیں۔لہٰذا میں اُس عمل کے بارے میں تجھے اچھی طرح بتاؤں گا، جسے جان کر تو 'अशुभात् मोक्ष्यसे' نامبارک یعنی دنیوی بندش سے اچھی طرح آزاد ہو جائے گا۔عمل کوئی ایسی چیز ہے جو دنیوی بندش سے

آزادی دلاتی ہے اِسی عمل کو جاننے کے لئے شری کرشن پھر زور دیتے ہیں۔

कर्मणो ह्यपि बोद्धव्यं बोद्धव्यं च विकर्मण: ।

अकर्मणश्च बोद्धव्यं गहना कर्मणो गति: ।।१७।।

عمل کی حقیقی شکل بھی جاننا چاہئے لاعمل کی अकर्म بے رونق شکل بھی سمجھنا چاہئے اور خصوصی عمل یعنی برعکس تصور سے خالی خصوصی عمل ہے جو کامل انسانوں کے ذریعہ سرزد ہوتا ہے، اسے بھی جاننا چاہئے، کیوں کہ رفتار دشوار گزار ہوتی ہے، چند لوگوں نے विकर्म خصوصی عمل کا مطلب ممنوع عمل 'من لگا کر کیا گیا عمل، وغیرہ لگایا ہے۔ درحقیقت یہاں (उपसर्ग) वि साबिक: خاصیت کا اظہار کرنے کیلئے ہے۔ حصول کے بعد عظیم انسانوں کے عمل برعکس تصور ہوتے ہیں خودکفیل، خود مطمئن، خود آسودہ عظیم انسانوں کو نہ تو عمل کرنے سے کوئی فائدہ اور نہ چھوڑنے سے کوئی نقصان ہی ہے، پھر بھی وہ اپنے فرماں برداروں کی بھلائی کے لئے عمل کرتے ہیں۔ ایسا عمل برعکس تصور سے خالی ہے، ظاہر ہے اور یہی عمل خصوصی کہلاتا ہے

بطور مثال گیتا میں جہاں کہیں بھی کسی لفظ سے پہلے (وی) (उपसर्ग) سابقہ لگا ہے، اُس کی خاصیت کو ظاہر کرنے والا ہے، خرابیوں کا نہیں 'योगयुक्तो विशुद्धात्मा विजितात्मा जितेन्द्रिय:' جو جوگ سے مزین ہے، وہ خاص طرح سے مقدس روح والا، خاص طور سے قابو یافتہ باطن والا وغیرہ خاصیت کا اظہار کرنے والے ہیں۔ اِسی طرح گیتا میں جگہ جگہ پر تمام الفاظ کے پہلے وی سابقہ کا استعمال ہوا ہے، جو تکمیل خاص کی علامت ہے۔ اِسی طرح خصوصی عمل بھی مخصوص عمل کی نشانی ہے، جو حصول کے بعد عظیم انسانوں کے ذریعہ سرزد ہوتا ہے، جو مبارک یا نامبارک تاثر نہیں ڈالتا۔ ابھی آپ نے خصوصی عمل دیکھا۔ رہا۔ कर्म عمل اور لاعمل، جسے اگلے شلوک میں سمجھنے کی کوشش کریں۔ اگر یہاں عمل اور لاعمل کا فرق نہیں سمجھ سکیں تو کبھی نہیں سمجھ سکیں گے۔

कर्मण्यकर्म य: पश्येदकर्मणि च कर्म य: ।

स बुद्धिमान्मनुष्येषु स युक्तः कृत्स्नकर्मकृत् ॥१८॥

جو انسان عمل میں لاعمل دیکھیں، عمل کا مطلب ہے عبادت یعنی عبادت کریں اور یہ بھی سمجھے کہ کرنے والا میں نہیں ہوں، بلکہ صفات کی حالت ہی ہمیں غور وفکر میں لگاتی ہے، میں معبود کی تنظیم میں ہوں، ایسا سمجھے اور جب اِس طرح لاعمل (عمل کا عدم احساس) دیکھنے کی صلاحیت آجائے اور مسلسل عمل ہوتا رہے، تبھی سمجھنا چاہئے کہ عمل صحیح طرح سے ہو رہا ہے وہی انسان انسانوں میں عقل مند ہے، انسانوں میں جوگی ہے، جوگ سے مزین عقل والا ہے اور سارے اعمال کا کارکن ہے۔ اُس کے ذریعہ عمل کرنے میں ذرا سی بھی خامی نہیں رہ جاتی۔

لب لباب یہ کہ عبادت ہی عمل ہے۔ اُس عمل کو کریں اور کرتے ہوئے لاعمل دیکھیں کہ میں تو محض مشین ہوں، کرانے والے تو معبود ہیں اور میں صفات سے پیدا ہونے والی حالت کے مطابق ہی کوشش کر پاتا ہوں، جب لاعمل کی یہ صلاحیت آجائے اور مسلسل عمل ہوتا رہے، تبھی اعلیٰ افادہ کی حالت دلانے والا عمل ہو پاتا ہے۔ قابل احترام 'مہاراج جی' کہا کرتے تھے کہ، جب تک معبود رتھ بان نہ ہو جائیں، روک تھام نہ کرنے لگیں، تب تک صحیح طور سے ریاضت کی شروعات ہی نہیں ہوتی۔ اِس کے پہلے جو کچھ بھی کیا جاتا ہے، عمل میں داخلہ پانے کی کوشش سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے ہل کا سارا وزن بیلوں کے کندھوں پر ہی رہتا ہے، پھر بھی کھیت کی جتائی ہل والے کی دین ہے، ٹھیک اِسی طرح ریاضت کا سارا وزن ریاضت کش کے اوپر ہی رہتا ہے، لیکن حقیقی ریاضت کش تو معبود ہے، جو اس کے پیچھے لگا ہوا ہے، جو اُس کی رہنمائی کرتا ہے۔ جب تک معبود فیصلہ نہ دے، تب تک آپ سمجھ ہی نہیں سکیں گے کہ ہم سے ہوا کیا؟

ہم دنیا میں بھٹک رہے ہیں یا معبود میں؟ اِس طرح معبود کی رہنمائی میں جو ریاضت کش اِس روحانی راہ پر آگے بڑھتا ہے، خود کو نہ کرنے والا سمجھ کر مسلسل عمل کرتا ہے، وہی عقل مند ہے، اُس کی جانکاری حقیقی ہے وہی جوگی ہے۔ تجسس فطری ہے کہ عمل کرتے ہی رہیں گے یا کبھی اعمال سے چھٹکارا بھی ملے گا؟ اِس پر جوگ کے مالک کہتے ہیں۔

یہ شری کرشن کے مطابق جو کچھ کیا جاتا ہے عمل نہیں ہے۔ عمل ایک معین کیا ہوا طریقہ ہے 'नियतं कुरु कर्म त्वं' ارجن! تو معینہ عمل کو کر۔ معینہ عمل ہے کیا؟ تب بتایا 'यज्ञार्थात्कर्मणोऽन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धन:' یگ کو عملی جامہ پہنانا ہی عمل ہے، تو اِس کے علاوہ جو کچھ بھی کیا جاتا ہے کیا وہ عمل نہیں ہے؟ شری کرشن کہتے ہیں 'अन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धन:' اِس یگ کو عملی شکل دینے کے سوا جو کچھ بھی کیا جاتا ہے، وہ اِسی دنیا کی بندش ہے، نہ کہ عمل 'तदर्थ' ارجن! اُس یگ کی تکمیل کے لئے اچھی طرح کاربند ہو۔ جہاں تک یگ کی شکل کی بات ہے، تو وہ خالص طور پر عبادت کا ایک خاص طریقہ ہے، جو اُس معبود تک پہنچا کر اُس میں مناسبت دلا دیتا ہے۔

اِس یگ میں ضبط نفس، من پر قابو، روحانی دولت کا حصول وغیرہ بتاتے ہوئے آخر میں کہا۔ بہت سے جوگی جان اور ریاح کی حرکت پر قابو کر کے حبس دم کے حامل ہو جاتے ہیں، جہاں نہ اندر سے کوئی ارادہ سر اٹھاتا ہے۔ اور نہ باہری ماحول سے پیدا ہونے والے ارادوں کا من کے اندر داخلہ ہو پاتا ہے۔ ایسی حالت میں طبیعت کی ہر طرح سے گھیرابندی اور گھیرابندی شدہ طبیعت کیبھی تحلیلی دَور میں وہ انسان 'यान्ति ब्रह्मसनातनम्' دائمی، ابدی معبود میں داخلہ پا جاتا ہے یہی سب یگ ہے، جسے عملی جامہ پہنانے کا نام عمل ہے۔ لہٰذا عمل کا خالص معنی ہے، عبادت، عمل کا معنی ہے، یادِالٰہی، عمل کا معنی ہے جوگ کی ریاضت، کو اچھی طرح پورا کرنا، جس کا تفصیلی بیان اِسی باب میں آگے آرہا ہے۔ یہاں عمل اور لاعمل کو محض ایک دوسرے سے الگ کیا گیا، جس سے عمل کرتے وقت اسے صحیح شکل دی جا سکے اور اس پر چلا جا سکے۔

यस्य सर्वे समारम्भा: कामसङ्कल्पवर्जिता: ।
ज्ञानाग्निदग्धकर्माणं तमाहु: पण्डितं बुधा: ।।१९।।

ارجن! 'यस्य सर्वे समारम्भा'! جس انسان کے ذریعے مکمل طور سے شروع کیا گیا عمل (جسے گزشتہ شلوک میں کہا کہ لاعمل دیکھنے کی صلاحیت آجانے پر عمل میں لگا ہوا انسان

سارے اعمال کا کرنے والا ہے، جس کے کرنے میں ذراسی بھی خامی نہیں ہے۔) 'काम संकल्प
वाजिता' سلسلے وار ترقی ہوتے ہوتے اتنا لطیف ہوگیا کہ حواس اور من کے عزم وتصور سے اوپر
اُٹھ گیا (خواہش اور ارادوں پر قابو پالینا من کی فتح یابی کی حالت ہے۔ لہٰذا عمل کوئی ایسی چیز ہے،
جو اِس من کو خواہش اور عزم وتصور سے اوپر اٹھا دیتا ہے) اُس وقت 'ज्ञानाग्निदग्ध कर्माणं'
آخری ارادے کی بھی بندش کے ساتھ جسے ہم نہیں جانتے، جسے جاننے کے لئے ہم خواہش مند
تھے، اُس معبود کا روبہ رُو علم ہوجاتا ہے، عملی راہ پر چل کر معبود کی روبہ رُو جانکاری کا نام ہی علم
ہے۔ اُس علم کے ساتھ ہی 'दग्ध कर्माणं' اعمال ہمیشہ کے لئے نذر آتش ہوجاتے ہیں جسے
حاصل کرنا تھا حاصل کرلیا، آگے کوئی اقتدار نہیں جس کی تحقیق کریں۔ لہٰذا عمل کر کے تلاش بھی
کریں تو کیسے؟ اُس جانکاری کے ساتھ عمل کی ضرورت ختم ہوجاتی ہے ایسے تمام مقام والوں کو ہی
رمز شناس عظیم انسانوں نے پنڈت، (عالم) کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ ان کی جانکاری مکمل ہے۔ ایسے
مقام پر پہنچا ہوا عظیم انسان کرتا کیا ہے؟ رہتا کیسے ہے؟ اُس کی بود و باش پر روشنی ڈالتے ہیں کہ

त्यक्त्वा कर्मफलासङ्गं नित्यतृप्तो निराश्रयः ।

कर्मण्यभिप्रवृत्तोऽपि नैव किंचित्करोति सः ॥२०॥

ارجن! وہ انسان دنیوی پناہ سے آزاد ہوکر، دائم الوجود، روح مطلق میں ہی آسودہ رہ
کر، اعمال کے ثمرہ روح مطلق کی رغبت کو بھی ترک کر (کیوں کہ روح مطلق بھی اب الگ نہیں
ہے) عمل میں اچھی طرح مصروف رہ کر بھی کچھ نہیں کرتا۔

निराशीर्यतचित्तात्मा त्यक्तसर्वपरिग्रहः ।

शारीरं केवलं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम् ॥२१॥

جس نے باطن اور جسم پر قابو پالیا ہے، عیش وعشرت کی تمام چیزیں جس نے ترک
کردی ہیں، ایسے بے لوث انسان کا جسم صرف عمل کرتا دکھائی بھر پڑتا ہے، درحقیقت وہ کرتا دھرتا

کچھ نہیں، لٰہذا گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا، وہ کامل ہے، لٰہذا آواگون سے مبّرا ہوتا ہے۔

यदृच्छालाभसंतुष्टो द्वन्द्वातीतो विमत्सरः ।

समः सिद्धावसिद्धौ च कृत्वापि न निबध्यते ।।२२।।

خود بخود جو کچھ بھی حاصل ہو جائے، اُسی میں مطمئن رہنے والا، آرام وتکلیف، حسد اور عداوت اور خوشی وغم وغیرہ کے فساد سے ماورا 'विमत्सरः' حسد سے خالی اور کامیابی اور ناکامیابی میں مساوی خیال والا انسان اعمال کو کرتے ہوئے بھی اُس سے وابستہ نہیں ہوتا، کامیابی یعنی جسے حاصل کرنا تھا، وہ اب جدا نہیں ہے اور وہ کبھی جدا بھی نہیں ہوگا، لٰہذا ناکامیابی کا بھی خوف نہیں ہے، اِس طرح کامیابی اور ناکامیابی میں مساوی خیال والا انسان عمل کر کے بھی اُس سے وابستہ نہیں ہوتا۔ کون سا عمل وہ کرتا ہے؟ وہی معینہ عمل۔ یگ کا طریقِ کار۔ اسی کو دوبارہ کہتے ہیں۔

गतसङ्गस्य मुक्तस्य ज्ञानावस्थितचेतसः ।

यज्ञायाचरतः कर्म समग्रं प्रविलीयते ।।२३।।

ارجن! یگ کا برتاؤ عمل ہے اور بدیہی دیدار کا نام ہی علم ہے۔ اِس یگ کا برتاؤ کر کے بدیہی دیدار کے ساتھ علم میں قائم، صحبت اثر اور لگاؤ سے ماورا آزاد انسان کے تمام اعمال اچھی طرح تحلیل ہو جاتے ہیں۔ وہ اعمال کوئی ثمرہ نہیں دے پاتے، کیوں کہ اعمال کا ثمرہ روح مطلق ان سے جدا نہیں رہ گیا، اب ثمرہ میں کون سا ثمرہ لگے گا؟ لٰہذا ان آزاد انسانوں کو اپنے لئے عمل کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے۔ پھر بھی عوام الناس کے لئے وہ عمل کرتے ہی ہیں، اور عمل کرتے ہوئے بھی وہ ان اعمال میں ملوث نہیں ہوتے۔ جب عمل کرتے ہیں تو ملوث کیوں نہیں ہوتے؟ اِس پر کہتے ہیں۔

ब्रह्मार्पणं ब्रह्म हविर्ब्रह्माग्नौ ब्रह्मणा हुतम् ।

ब्रह्मैव तेन गन्तव्यं ब्रह्मकर्मसमाधिना ।।२४।।

ایسے آزاد انسان کی خود سپردگی معبود، نذر آتش کے سامان (हवि) (حوی) معبود ہے،

آتش بھی بھگوان ہی ہے۔ یعنی معبود کی تمثیل آتش میں بھگوان کی شکل والے کارکن کے ذریعہ جو ہون نذرِ آتش کیا جاتا ہے، وہ بھی بھگوان ہے۔ 'ब्रह्मकर्म समाधिना' جس کے عمل معبود سے منسلک ہو کر مراقب ہو چکے ہیں، اُس میں تحلیل ہو چکے ہیں، ایسے عظیم انسان کے لئے جو قابل حصول ہے، وہ بھی معبود ہی ہے وہ کرتا دھرتا کچھ نہیں، صرف عوام الناس کے لئے عمل میں مشغول رہتا ہے۔ یہ تو حاصل کرنے والے عظیم انسان کی نشانیاں ہیں، لیکن عمل میں داخل ہونے والے ابتدائی دور کے ریاضت کش کون سا یگ کرتے ہیں۔

گزشتہ باب میں شری کرشن نے کہا تھا۔ ارجن۔ عمل کر کون سا عمل؟ انہوں نے بتایا، معینہ عمل۔ معین کئے ہوئے عمل کو کر۔ معینہ عمل کون سا ہے؟ تو 'यज्ञार्थात कर्मणोऽन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धन:' ارجن۔ یگ کا طریق کار ہی عمل ہے اِس یگ کے علاوہ جہاں کہیں بھی جو کچھ کیا جاتا ہے، وہ اِسی دنیا کی بندش ہے، نہ کہ عمل۔ عمل تو دنیوی بندش سے نجات دلاتا ہے لہٰذا اُس یگ کی تکمیل کیلئے 'तदर्थ कर्म कौन्तेय मुक्तसंग: समाचर' صحبت کے اثر سے الگ رہ کر اچھی طرح یگ کا برتاؤ کر۔ یہاں جوگ کے مالک نے ایک نیا سوال کھڑا کیا کہ وہ یگ ہے کیا جسے کریں اور عمل ہم سے صحیح طور سے ہو سکے؟ انہوں نے عمل کی صفات پر زور دیا، بتایا کہ یگ آیا کہاں سے؟ یگ دیتا کیا ہے؟ اُس کی صفات کی عکاسی کی، لیکن ابھی تک یہ نہیں بتایا تھا کہ یگ ہے کیا؟ اب یہاں اُسی یگ کو صاف کرتے ہیں۔

दैव मेवापरे यज्ञं योगिन: पर्युपासते ।
ब्रह्माग्नावपरे यज्ञं यज्ञेनैवोपजुह्वति ।।२५।।

گزشتہ شلوک میں جوگ کے مالک شری کرشن نے روح مطلق میں قائم عظیم انسان کے یگ کا تفصیل کے ساتھ بیان کیا، لیکن دوسرے جوگی جو ابھی اس عنصر میں قائم نہیں ہوئے ہیں، عمل میں داخلہ لینے والے ہیں، وہ شروعات کہاں سے کریں؟ اس پر کہتے ہیں کہ دوسرے جوگی حضرات یعنی روحانی دولت کو اپنے دل میں مضبوطی دیتے ہیں۔ جس کے لئے برہما کی

ہدایت تھی کہ اِس یگ کے ذریعہ تم لوگ اپنے اندر روحانیت کی ترقی کروہ جیسے جیسے دل کی دنیا میں روحانی دولت حاصل ہوگی ، وہی تمہاری ترقی ہوگی اور بتدریج باہم ترقی کر کے اعلیٰ شرف کو حاصل کرو، روحانی دولت کودل کی دنیا میں مضبوط بنانا ابتدائی درجہ کے جوگیوں کا یگ ہے۔

اُس روحانی دولت کا باب سولہ کے شروع کے تین شلوکوں میں بیان ہے، جوموجودتو سب میں ہے، صرف اہم فرض سمجھ کرانہیں جگائیں، اُن میں لگیں، انہیں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جوگ کے مالک نے کہا کہ ارجن توغم مت کر، کیوں کہ تو روحانی دولت کا حامل ہے،تو مجھ میں مقام کرے گا، میرے ہی دائمی مقام کوحاصل کرے گا۔کیوں کہ یہ روحانی دولت انتہائی فلاح کیلئے ہی ہےاور اِس کے برخلاف دنیوی دولت نیچ اور بدذات شکلوں (योनियों) کیوجہ ہے۔ اِسی دنیوی دولت کا ہون (نذرآتش) ہونے لگتا ہے۔لہٰذا یہ یگ ہےاوریہیں سے یگ کی ابتداء ہے۔

دوسرے جوگی 'दैवम यज्ञम्' اعلیٰ معبودشکل روح مطلق آتش میں یگ کے ذریعہ ہی یگ کا عزم کرتے ہیں۔شری کرشن نے آگے بتایا کہ اِس جسم میں، مخصوص یگ، میں ہوں، یگوں کا نگراں یعنی یگ جس میں تحلیل ہوتے ہیں، وہ انسان میں ہوں، شری کرشن ایک جوگی تھے۔مرشد کامل تھے۔اِس طرح دوسرے جوگی حضرات برہم کی تمثیل آتش میں یگ یعنی یگ کی تمثیل مرشدکو مقصد بنا کر یگ کا عزم کرتے ہیں،لب لباب مرشد کی شکل کا تصور کرتے ہیں

श्रोतादीनीन्द्रियाण्यन्ये संयमाग्निषु जुह्वति ।
शब्दादीन्विषयानन्य इन्द्रियाग्निषु जुह्वति ।।२६।।

دوسرے جوگی حضرات (کان، آنکھ، جلد، زبان، ناک) سارے حواس کا ضبط نفس کی آگ میں ہَون کرتے ہیں یعنی حواس کو ان کے موضوعات سے سمیٹ کران پرقابو کرلیتے ہیں۔یہاں آگ نہیں جلتی۔جیسے سپردآتش ہونے پر ہر چیز جل کر زیرخاک ہوجاتی ہے۔ٹھیک اسی طرح ضبط نفس بھی ایک آگ ہے، جوحواس کے سارے خارجی اثرات کوجلاڈالتی۔دوسرے جوگی حضرات (शब्दादिक) (لفظ۔لمس۔شکل۔لذت۔مہک) موضوعات کوحواس کی تمثیلی آگ

میں ہون کر دیتے ہیں یعنی ان کی ماہیت بدل کر قابل ریاضت بنا لیتے ہیں۔ عامل کو دنیا میں رہ کر ہی تو یادالٰہی کرنی ہے، دنیوی لوگوں کے نیک وبد الفاظ اس سے ٹکراتے ہی رہتے ہیں۔ موضوعات کو جگانے والے ایسے الفاظ کو سنتے ہی ریاضت کش ان کی ماہیت کو جوگ، بیراگ میں مددگار، بیراگ کو بیدار کرنے والے جذبات میں بدل کر حواس کی تمثیلی آگ میں جلا دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک دفعہ ارجن اپنے غور وفکر میں مشغول تھا، دفعتاً اُس کے کانوں کے پردہ میں موسیقی کی آواز جھن جھنا اٹھی جب اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو، 'उर्वशी' (ایک حور) کھڑی تھی، جو ایک طوائف تھی، سبھی اس کے حسن کے عاشق ہو کر جھوم رہے تھے۔ لیکن ارجن نے اسے عقیدت کی نظر سے والدہ کی طرح دیکھا۔ اس آواز اور شکل سے پیدا ہونے والے عیوب ختم ہو گئے۔ حواس کے اندر ہی تحلیل ہو گئے۔

یہاں حواس ہی آگ ہے۔ آگ میں سپرد کی ہوئی چیز جس طرح زیر خاک، ہو جاتی ہے، اُسی طرح ماہیت بدل کر معبود کے موافق ڈھال لینے پر موضوعات کے محرک شکل، لذّت۔ مہک، لمس، اور لفظ بھی جل جاتے ہیں، ریاضت کش پر برا اثر نہیں ڈال پاتے ریاضت کش ان لفظ وغیرہ میں دلچسپی نہیں رکھ پاتا، انہیں قبول نہیں کرتا۔

ان شلوکوں میں، اپرے، 'अपरे' دیگر الفاظ ایک ہی ریاضت کش کے اونچے نیچے حالات ہیں ایک ہی یگ کرنے والے کی اونچی نیچی سطح ہے، نہ کہ دیگر کہنے سے کوئی جدا جدا یگ

सर्वाणीन्द्रियकर्माणि प्राणकर्माणि चापरे ।
आत्मसंयमयोगाग्नौ जुह्वति ज्ञानदीपिते ॥२७॥

ابھی تک جوگ کے مالک نے جس یگ کا ذکر کیا، اس میں سلسلہ وار روحانی دولت کو حاصل کیا جاتا ہے، حواس کی ساری کوششوں کی احتیاط کی جاتی ہے، (یعنی حواس کی سرکشی پر قابو پایا جاتا ہے) زبردستی ہوس پیدا کرنے والے حواس باطنی کے ٹکرانے پر بھی ان کی ماہیت بدل کر ان سے بچا جاتا ہے۔ اس کی اگلی منزل آنے پر دوسرے جوگی حضرات تمام حواس کی حرکتوں اور

سانس کے کاروبار کو روبہ رو دیدار کے ساتھ علم سے روشن اعلیٰ روح مطلق کی ہم مرتبہ جوگ کی آگ میں جلاتے ہیں۔ جب ضبط نفس کی پکڑ روح کے ساتھ اسی کے موافق ہو جاتی ہے، سانس اور حواس کا کاروبار بھی ساکن ہو جاتا ہے، اس وقت موضوعات کو نمو پذیر کرنے والی اور معبود سے مناسبت دلانے والی دونوں ہی دھاریں روح میں محو ہو جاتی ہیں۔ روح مطلق میں مقام مل جاتا ہے۔ یگ کا ثمرہ نکل آتا ہے یہ ہے یگ کی انتہا۔ جس روح مطلق کو حاصل کرنا تھا، اسی میں مقام مل گیا تو باقی کیا بچا؟ پھر جوگ کے مالک شری کرشن یگ کو اچھی طرح سمجھاتے ہیں۔

द्रव्ययज्ञास्तपोयज्ञा योगयज्ञास्तथापरे ।

स्वाध्यायज्ञानयज्ञाश्च यतयः संशितव्रताः ॥२८॥

تمام لوگ مادّی چیزوں سے یگ کرتے ہیں یعنی روحانی راہ میں عظیم انسانوں کی خدمت میں عقیدت کے ساتھ جو کچھ بن پڑتا ہے نذر کرتے ہیں، وہ خودسپردگی کے ساتھ عظیم انسانوں کی خدمت میں دھن دولت لگاتے ہیں۔ شری کرشن آگے کہتے ہیں کہ جو کوئی عقیدت کے ساتھ پھول پتے، پھل، پانی وغیرہ جو کچھ بھی مجھے نذر کرتا ہے، اُسے میں قبول کرتا ہوں اور اس کی اعلیٰ رفاہ کی تخلیق کرنے والا ہوتا ہوں، یہ بھی یگ ہے، ہر روح کی خدمت کرنا، گمراہ کو روحانی راہ پر لانا مادّی چیزوں کا یگ ہے۔ کیوں کہ قدرتی تاثرات کو جلانے میں قادر ہے۔

اِسی طرح تمام انسان (तपोयज्ञा)......فرض منصبی کی تعمیل میں نفس کشی کرتے ہیں یعنی فطرت سے پیدا صلاحیت کے مطابق یگ کے ادنیٰ اور اعلیٰ حالات کے بیچ ریاضت کرتے ہیں۔ اسی راہ کی کج فہمی میں ریاضت کش شدر۔ پہلا درجہ خدمت کے ذریعہ، वेश्य وَیشی۔ روحانی دولت اکٹھا کر کے، چھتری۔ خواہش، غصہ وغیرہ کے خاتمہ کے ذریعہ اور برہمن معبود میں داخلہ پانے کی صلاحیت کی سطح سے حواس کو تپاتا ہے۔ سب کو ایک جیسی مشقت کرنی پڑتی ہے۔ درحقیقت یگ ایک ہی ہے۔ حالات کے مطابق اونچے اونچے درجات سے گزرنا پڑتا ہے۔

قابل احترام، مہاراج جی کہتے تھے کہ ''من کے ساتھ حواس اور جسم کو مقصود کے مطابق

مشقت ہی ریاضت کہی جاتی ہے۔ یہ مقصد سے دور بھاگیں گے، انہیں سمیٹ کر ادھر ہی لگاؤ''۔

تمام انسان جوگ کے یگ کا برتاؤ کرتے ہیں، دنیا میں بھٹکتی ہوئی روح کا دنیا سے ماورا روح مطلق سے ملاقات کا نام 'جوگ' ہے جوگ کی اصطلاح باب ۶/۲۳ میں دیدنی ہے۔

عام طور پر دو چیزوں کا ملن جوگ (میزان) کہلاتا ہے۔ کاغذ سے قلم مل گیا، تھالی اور میز مل گئے تو کیا جوگ ہو گیا؟ نہیں، یہ تو پانچ عناصر (آگ، پانی، ہوا، مٹی، آسمان) سے بنی چیزیں ہیں، ایک ہی ہیں، دو کہاں؟ دو تو قدرت اور رب (پرش) ہیں قدرت میں قائم روح اپنی ہی دائمی شکل روح مطلق میں داخلہ پا جاتی ہے، تو کوئی قدرت رب (پرش) میں تحلیل ہو جاتی ہے، یہی جوگ ہے لہٰذا کئی انسان اِس میزان میں مددگار سرکوبی، نفس کشی وغیرہ اصولوں کا اچھی طرح برتاؤ کرتے ہیں۔ جوگ کا یگ کرنے والے اور عدم تشدد وغیرہ مشکل طلب ارادوں سے مزین کوشاں انسان 'स्वाध्याय ज्ञानयज्ञाश्च' خود کا مطالعہ، حقیقی شکل کا مطالعہ کرنے والے علم کا یگ کرنے والے ہیں۔ یہاں جوگ کے حصوں यम آٹھ قدرت (وسیلہ، طریقہ، آسن، حبس دم کے نفس کشی، عقیدہ، دھیان، تصور، مراقبہ) کو عدم تشدد وغیرہ شدید ارادوں سے بتایا گیا ہے تمام لوگ مطالعہ کرتے ہیں۔ کتاب پڑھنا تو مطالعہ کی محض ابتدائی سطح ہے، خالص مطالعہ ہے۔ خود کا مطالعہ جس سے حقیقی شکل کا حصول ہوتا ہے۔ جس کا ثمرہ ہے علم یعنی بدیہی دیدار۔ یگ کا اگلا قدم بتاتے ہیں۔

अपाने जुह्वति प्राणं प्राणेऽपानं तथापरे ।
प्राणापानगती रुद्ध्वा प्राणायामपरायणाः ।।२९।।

تمام جوگی حضرات جان کا ریاح میں ہون کرتے ہیں اور اُسی طرح ریاح کا جان میں ہون کرتے ہیں۔ اس سے لطیف حالت ہو جانے پر دوسرے جوگی حضرات جان اور ریاح دونوں کی حرکت کو روک کر حبس دم کے حامل ہو جاتے ہیں۔

جیسے شری کرشن جان اور ریاح کہتے ہیں، اُسی کو مہاتما بدھ، انا پان، تنفس کہتے ہیں اِسی

کوانہوں نے نفس آمد اور نفس خارج بھی کہا ہے۔ جان وہ سانس ہے جسے آپ اندر کھینچتے ہیں اور ریاح وہ سانس ہے جس سے آپ باہر چھوڑتے ہیں، جوگیوں کا تجربہ ہے کہ آپ سانس کے ساتھ باہری ماحول کے ارادے بھی قبول کرتے ہیں اور نفس خارج میں اسی طرح باطنی نیک و بد خیالات کی لہر پھینکتے رہتے ہیں۔ باہری کسی عزم کو قبول نہ کرنا، جان کو ہون ہے اور اندر ارادوں کو سرزد نہ ہونے دینا ریاح کا ہون ہے نہ اندر سے کسی عزم کا اظہار ہو اور نہ ہی باہری دنیا میں چلنے والی سوچ اندر اضطراب پیدا کر پائے اس طرح جان اور ریاح دونوں کی حرکت مساوی ہو جانے پر سانسوں کا ٹھہراؤ یعنی گھیراؤ ہو جاتا ہے، یہی حبس دم ہے یہ من پر قابو پانے کی حالت ہے۔

سانسوں کا ٹھہرنا اور من کا ٹھہرنا ایک ہی بات ہے۔ ہر ایک عظیم انسان نے اس موضوع کو لیا ہے۔ ویدوں میں اس کا بیان ہے۔ 'चत्वारि वाक् परिमिता पदानि'(ऋग्वेद १/१६४/४५, अथर्ववेद ६/१०/२७) اسی کو قابل احترام 'مہاراج جی' کہا کرتے تھے۔ ''ہو۔ ایک ہی نام کا چار درجات میں ورد کیا جاتا ہے۔ بیکھری، مدھیمہ، پسینتی اور پرا''۔ بیکھری اسے کہتے ہیں جو ظاہر ہو جائے۔ نام کا اِس طرح ورد ہو کہ آپ سنیں اور باہر کوئی بیٹھا ہو، تو اسے بھی سنائی پڑے مدھیمہ یعنی دھیمی آواز میں ورد، جسے صرف آپ سنیں بغل میں بیٹھا ہوا شخص بھی اس آواز کو نہ سن سکے اسکا تفلظ حلق سے ہوتا ہے دھیرے دھیرے نام کی دھن بن جاتی ہے، ڈور لگ جاتی ہے۔ ریاضت اور لطیف ہو جانے پر پسینتی یعنی نام دیکھنے کی حالت آجاتی ہے۔ پھر نام کا ورد نہیں کیا جاتا۔ یہی نام سانس میں ڈھل جاتا ہے۔ من کو ناظر بنا کر کھڑا کر دیں، دیکھتے بھر رہیں کہ سانس کہتی کیا ہے؟ سانس آتی ہے کب؟ باہر نکلتی ہے کب؟ کہتی ہے کیا؟ عظیم انسانوں کا کہنا ہے کہ یہ سانس نام کے سوا اور کچھ کہتی ہی نہیں۔ ریاضت کش نام کا ورد نہیں کرتا، صرف اس سے اٹھنے والی دھن کو سنتا ہے۔ سانس کو دیکھتا بھر ہے۔ لہٰذا اسے، پسینتی، کہتے ہیں۔

پسینتی میں من کو ناظر کی شکل میں کھڑا کرنا پڑتا ہے لیکن وسیلہ اور زیادہ بلند ہو جانے پر

سننا بھی نہیں پڑتا۔ ایک بار صورت (لو) لگا بھر دے، خود بخود سنائی دے گا۔ 'जपैन जपावै, نہ خود ورد کرو نہ من کو سننے کیلئے مجبور کرو اور ورد چلتا رہے اِسی کا نام ہے अपने से आवै'
(اجپا) ایسا نہیں ہے کہ ورد کی شروعات ہی نہ کریں اور آ گئی اجپا، اگر کسی نے ورد نہیں شروع کیا، تو اجپا نام کی کوئی چیز بھی اس کے پاس نہیں ہوگی اجپا کا معنی ہے، ہم ورد نہ کریں، لیکن ورد ہمارا ساتھ نہ چھوڑے۔ ایک بار صورت (یاد) کا کانٹا لگا بھر دے، تو ورد جاری ہو جائے اور لگا تار چلتا رہے، اِس قدرتی ورد کا نام ہے اجپا اور یہی ہے ماوَرائی ورد یہ دنیا سے ماوَرا عنصر روح مطلق میں داخلہ دلاتی ہے۔ اس کے آگے ورد (वाणी) میں کوئی بدلاؤ نہیں ہے۔ اعلیٰ معبود کا دیدار کرا کر اسی میں محو ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اسے ماوَرا، (پرا) کہتے ہیں۔

پیش کردہ شلوک میں جوگ کے مالک شری کرشن نے صرف سانس پر نظر رکھنے کی ہدایت دی، جب کہ آگے خود 'اوم' کے ورد پر زور دیتے ہیں۔

گوتم بدھ بھی، انا پان ستی، میں تنفس کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ بالآخر وہ عظیم انسان کہنا کیا چاہتے ہیں؟ دراصل شروع میں بیکھری اس سے مدھیمہ اور اس سے بلند ہونے پر ورد کی پیسنتی والی حالت میں سانس پکڑ میں آتی ہے۔ اس وقت ورد تو سانس میں ڈھلا ملے گا، پھر ورد کریں کیا؟ پھر تو سانس کو دیکھنا بھر ہے۔ لہٰذا محض جان۔ ریاح کہا، نام کا ورد کرو ایسا نہیں کہا، وجہ یہ ہے کہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اگر کہتے ہیں تو گمراہ ہو کر نیچے کے درجات میں چکر کاٹنے لگے گا۔ مہاتما بدھ، مرشد کامل مہاراج اور ہر عظیم انسان، جو اس راستے سے گزرے ہیں، سبھی ایک ہی بات کہتے ہیں بیکھری اور مدھیمہ نام کا ورد کرنے کے محض داخلہ ہونے کے دروازے ہیں۔ پسینتی سے ہی نام میں داخلہ ملتا ہے۔ پرا میں نام کا ورد مسلسل رواں ہو جاتا ہے جس میں ورد ساتھ نہیں چھوڑتا۔

من سانس کے ساتھ جڑا ہے۔ جب سانس پر نظر ہے سانس میں نام ڈھل چکا ہے اندر سے نہ تو کسی عزم کا عروج ہے اور نہ خارجی ماحول کے ارادے اندر داخل ہو پاتے ہیں، یہی من پر

فتح حاصل کرنے والی حالت ہے اسی کے ساتھ یگ کا ثمرہ نکل آتا ہے۔

अपरे नियताहारा: प्राणान्प्राणेषु जुह्वति ।
सर्वेऽप्येते यज्ञविदो यज्ञक्षपितकल्मषा: ।।३०।।

دوسرے لوگ جو منظّم خوراک لینے والے ہیں، جان کا جان میں ہی ہون کرتے ہیں۔ قابل احترام، مہاراج جی، کہا کرتے تھے کہ۔''جوگی کی خوراک راسخ'' آسن مضبوط اور نیند مستحکم ہونی چاہئے'' کھان پان اور تفریح پر قابو رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایسے تمام جوگی جان کا جان میں ہی ہون کر دیتے ہیں، یعنی نفس آمد پر ہی پورا خیال مرکوز رکھتے ہیں، نفس خارج پر غور نہیں کرتے۔ نفس آمد ہوئی تو سنا 'اوم' پھر نفس آمد ہوئی تو 'اوم' سنتے رہیں۔ اِس طرح یگوں کے ذریعہ متبرک (جن کے گناہ ختم ہو گئے ہیں) یہ سبھی انسان یگ کا علم رکھنے والے ہیں۔ اِن ہدایت شدہ طریقوں میں سے اگر کہیں سے بھی عمل کرتے ہیں تو وہ سبھی یگ کا علم رکھنے والے ہیں۔ اب یگ کا ثمرہ بتاتے ہیں۔

यज्ञशिष्टामृतभुजो यान्ति ब्रह्म सनातनम् ।
नायं लोकोऽस्त्ययज्ञस्य कुतोऽन्य: कुरुसत्तम ।।३१।।

اشرف الاشرف ارجن ! یگ جس کی تخلیق کرتا ہے، جسے باقی چھوڑتا وہ ہے آبِ حیات۔ اس کی روبرو جانکاری علم ہے۔ اس علم جاوداں کا لطف لینے یعنی اسے حاصل کرنے والے جوگی حضرات 'यान्ति ब्रह्म सनातनम्' دائمی، ابدی پروردگار کو حاصل کرتے ہیں۔ یگ کوئی ایسی چیز ہے، جو پوری ہوتے ہی ابدی پروردگار میں داخلہ دلا دیتی ہے۔ یگ نہ کریں تو اعتراض کیا ہے؟ شری کرشن کہتے ہیں کہ یگ سے عاری انسان کو دوبارہ یہ انسانی دنیا یعنی انسانی جسم بھی حاصل نہیں ہوتا، پھر دیگر عوالم کیسے آرام دہ ہوں گے؟ اس کے لئے تو غیر انسان شکلیں (یونیاں) محفوظ ہیں، اِس سے زیادہ کچھ نہیں، لہٰذا یگ کرنا تمام انسانوں کے لئے بے حد ضروری ہے۔

एवं बहुविधा यज्ञा वितता ब्रह्मणो मुखे ।
कर्मजान्विद्धि तान्सर्वानेवं ज्ञात्वा विमोक्ष्यसे ।।३२।।

اس طرح مذکورہ بالا تمام طرح کے یگ وید کی زبان میں کہے گئے ہیں، معبود کی زبان سے جن کی تفصیلات کا بیان کیا گیا ہے۔ حصول کے بعد عظیم انسانوں کے جسم کو پروردگار قبول کرلیتا ہے۔ معبود سے جڑی ہوئی حالت والے اُن عابدوں کی عقل محض ایک مشین ہوتی ہے۔ ان کے وسیلے سے وہ معبود ہی بولتا ہے۔ ان کی زبان میں اِن یگوں کی تفصیل کی گئی ہے۔

ان سب یگوں کو تو 'कर्मजान विद्धि' عمل سے پیدا ہوا سمجھ یہی پہلے بھی کہہ آئے ہیں 'यज्ञः कर्म समुद्भवः' انہیں اِس طرح عملی راہ پر چل کر علم حاصل کر لینے پر (ابھی بتایا تھا، یگ کر کے جو گناہ سے آزاد ہو چکا ہو، ہی یگ کا حقیقی علم رکھنے والا ہے) ارجن! تو 'विमोक्ष्यसे' دنیوی قید سے پوری طرح آزاد ہو جائے گا۔ یہاں جوگ کے مالک نے عمل کی پوری شکل کو صاف صاف بتا دیا۔ وہ حرکت عمل ہے جس سے مذکورہ بالا یگ مکمل ہوتے ہیں

اب اگر روحانی دولت کا حصول، مرشد کا تصور، ضبطِ نفس، نفس آمد کا نفس خارج میں ہوں، نفس خارج کا نفس آمد میں ہون، جان و ریاح کی حرکت پر قابو کھیتی کرنے سے ہوتا ہو، تجارت، نوکری یا سیاست کرنے سے ہوتا ہو تو آپ کیجئے۔ یگ تو ایسا طریقِ کار ہے جو پورا ہوتے ہی اُسی وقت پروردگار میں داخلہ دلا دیتا ہے۔ باہری کسی بھی کام سے آپ فوراً معبود میں داخلہ پا جاتے ہو تو کیجئے درحقیقت یہ سب کے سب یگ غور وفکر کے باطنی اعمال ہیں، عبادت کی عکاسی ہے۔ جن کے ذریعہ قابل عبادت معبود ظاہر ہوتا ہے یگ اس قابل پرستش معبود تک کی دوری طے کرنے کا معینہ خصوصی طریق کار ہے۔ یہ یگ تنفس، حبس دم وغیرہ جس طریقے سے مکمل ہوتے ہیں اس طریقِ کار کا نام عمل ہے 'عمل' کا خاص معنی ہے، عبادت، 'غور وفکر'۔

عام طور سے لوگوں کا کہنا ہے کہ دنیا میں جو کچھ کیا جائے۔ ہو گیا عمل۔ خواہشات سے مبرّا ہو کر کچھ بھی کرتے جاؤ، ہو گیا بے غرض عملی جوگ۔ کوئی کہتا ہے کہ زیادہ منافع کے لئے بیرونی

کپڑا بیچتے ہیں، تو آپ باغرض ہیں۔ ملک کی خدمت کیلئے اگر آپ اپنے ملک کا کپڑا بیچیں، تو ہو گیا بے غرض عملی جوگ۔ پوری لگن سے نوکری کریں، نفع نقصان کی فکر سے آزاد ہوکر تجارت کریں، تو ہوگیا بے غرض عملی جوگ۔ فتح وشکست کی فکر سے آزاد ہوکر جنگ کریں، انتخاب میں حصہ لیں، ہو گئے بے غرض ریاضت کش؟ وفات ہوگی تو نجات مل جائے گی، درحقیقت ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ جوگ کے مالک شری کرشن نے صاف الفاظ میں بتایا کہ اس بے غرض عمل میں معینہ طریقہ ایک ہی ہے 'व्यवसायात्मिका बुद्धिरेकेह कुरुनन्दन' ارجن! تو معینہ عمل کو کر۔ یگ کا طریقِ کار ہی عمل ہے۔ یگ کیا ہے؟ تنفس کا ہون، ضبطِ نفس، یگ کی تمثیل عظیم انسان کا تصور، حبس دم انفاس پر قابو۔ یہی من کی فتح یابی کی حالت ہے۔ من کی وسعت ہی دنیا ہے۔ شری کرشن کے ہی الفاظ میں 'इहैव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः' ان انسانوں کے ذریعہ متحرک وساکن دنیا پر یہیں فتح حاصل کر لی گئی، جس کا من مساوات میں قائم ہے۔ نیک من کے مساوات اور دنیا پر فتح حاصل کر لینے سے کیا نسبت ہے؟ اگر دنیا پر فتح ہی حاصل کر لی تو قیام کہاں پر کیا؟ تب کہتے ہیں، وہ معبود بے عیب اور مساوات کا حامل ہے۔ اِدھر من بھی بے عیب اور مساوات کی حالت والا ہو گیا، لہٰذا وہ معبود کے اندر مقام بنانے والا ہو جاتا ہے۔

لب لباب یہ ہے کہ من کی وسعت ہی دنیا ہے۔ متحرک وساکن دنیا ہی ہون کی چیزوں کی شکل میں ہے۔ من پر پوری طرح بندش ہوتے ہی دنیا کی بندش ہو جاتی ہے۔ من پر قابو ہونے کے ساتھ ہی یگ کا ثمرہ نکل آتا ہے۔ یگ جس کی تخلیق کرتا ہے، اس علم جاوداں کو حاصل کرنے والا انسان ابدی معبود میں داخل ہو جاتا ہے۔ ان سارے یگوں کے بارے میں معبود میں قائم عظیم انسانوں کے ذریعہ بتایا گیا ہے ایسا نہیں کہ الگ الگ فرقوں کے ریاضت کش الگ الگ طرح کے یگ کرتے ہیں۔ بلکہ یہ سبھی یگ ایک ہی ریاضت کش کے ادنیٰ واعلیٰ حالات ہیں، یہ یگ جس سے ہونے لگے، اس طریقہ کا نام عمل ہے پوری گیتا میں ایک بھی شلوک ایسا نہیں ہے جو دنیوی طور طریقوں (کاروبار) کی طرفداری کرتا ہو۔

اکثر یگ کا نام آنے پر لوگ باہر ایک یگ کا چبوترہ (یگ۔ویدی) بنا کر، تل، جو لے کر، سواہا، بولتے ہوئے نذرِ آتش (ہون) شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ایک فریب ہے۔ سامان کا یگ (درب یگ) دوسرا ہے، جسے شری کرشن نے تمام مرتبہ کہا لیکن جانوروں کی قربانی، چیزوں کو نذرِ آتش کرنا وغیرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

श्रेयान्द्रव्यमयाद्यज्ञाज्ज्ञानयज्ञः परंतप ।
सर्वं कर्माखिलं पार्थ ज्ञाने परिसमाप्यते ।।३३।।

ارجن! دنیوی مال و متاع سے پورا ہونے والے یگ کے مقابلے علم کا یگ (جس کا ثمرہ علم۔ روبرو دیدار ہے، یگ جس کی تخلیق کرتا ہے، اُس لافانی عنصر کی سمجھ کا نام علم ہے، ایسا یگ) افضل ہے، اعلیٰ افادی ہے۔ اے پارتھ، تمام اعمال علم میں ختم ہو جاتے ہیں 'परिसमाप्यते' اچھی طرح تحلیل ہو جاتے ہیں۔ علم یگ کا آخری انجام ہے۔ اس کے بعد عمل کرنے سے نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ چھوڑ دینے سے اُن عظیم انسانوں کو کوئی نقصان ہی ہوتا ہے۔

اس طرح مادّی مال و متاع سے ہونے والے یگ بھی یگ ہیں، لیکن اس یگ کے مقابلہ میں، جس کا ثمرہ روبہ رو دیدار ہے، اس علم کے یگ کے بہ نسبت بے حد کم ہے۔ آپ کروڑوں کا ہون کریں، سیکڑوں یگ کے چبوترے بنالیں، صحیح راہ پر مال و متاع لگائیں، عابد عارف عظیم انسانوں کے خدمت میں خرچ کریں، لیکن اِس علم کے مقابلہ بے حد کم ہیں۔ درحقیقت یگ تنفس کا ہے، ضبطِ نفس کا ہے، من پر قابو پانے کا ہے جیسا شری کرشن ابھی بتا آئے ہیں اس یگ کو حاصل کہاں سے کیا جائے؟ اس کا طریقہ کہاں سے سیکھیں؟ مندروں، مسجدوں، گرجا گھروں میں ملے گا یا کتابوں میں؟ مقدس مقامات کے سفر زیارت میں ملے گا یا پاک ندیوں، تالابوں میں غسل کرنے سے ملے گا؟ شری کرشن کہتے ہیں نہیں اُس کا تو ایک ہی مخزن ہے، عنصر میں قائم عظیم انسان جیسے۔

तद्विद्धि प्रणिपातेन परिप्रश्नेन सेवया ।

उपदेक्ष्यन्ति ते ज्ञानं ज्ञानिनस्तत्त्वदर्शिन: ।।३४।।

لہٰذا ارجن! تو رمزشناس عظیم انسان کی قربت میں جا کر اچھی طرح با ادب جھک کر (جبیں سائی اور آداب کر کے، غرور سے عاری ہو، پناہ میں جا کر) اچھی طرح خدمت کر کے، چھل کپٹ سے دور، سوال کر کے اُس علم کو سمجھ وہ عنصر کو جاننے والے عالم حضرات تجھے اُس علم کی نصیحت دیں گے، راہ عمل پر چلا دیں گے۔ خود سپردگی کے احساس کے ساتھ خدمت کرنے کے بعد ہی اِس علم کو سیکھنے کی صلاحیت آتی ہے رمزشناس عظیم انسان عنصر اعلیٰ روح مطلق کا بدیہی دیدار کرنے والے ہیں وہ یگ کے خاص طریقے کا علم رکھنے والے ہیں اور وہی آپ کو بھی تعمیل دیں گے۔ اگر یگ کچھ اور ہوتا، تو عالم رمزشناس کی کیا ضرورت تھی۔

خود شری کرشن کے سامنے ہی تو ارجن کھڑا تھا۔ وہ اسے رمزشناس کے پاس کیوں بھیجتے ہیں؟ درحقیقت شری کرشن ایک جوگی تھے۔ ان کا خیال ہے کہ آج تو طلبگار ارجن میرے سامنے موجود ہے، مستقبل میں طلبگاروں کو کہیں شک نہ ہو جائے کہ شری کرشن تو چلے گئے۔ اب کس کی پناہ میں جائیں؟ لہٰذا انہوں نے صاف کیا کہ رمزآشنا کے پاس جا وہ عالم حضرات تجھے نصیحت دیں گے۔ اور۔

यज्ज्ञात्वा न पुनर्मोहमेवं यास्यसि पाण्डव ।
येन भूतान्यशेषेण द्रक्ष्यस्यात्मन्यथो मयि ।।३५।।

اُس علم کو ان کے ذریعہ سمجھ کر تو اِس طرح پھر کبھی فریفتگی میں نہیں پڑے گا۔ ان سے دی گئی جانکاری کے ذریعہ، اُس پر چلتے ہوئے تو اپنی روح کے مابین سبھی جانداروں کو دیکھے گا یعنی سبھی جانداروں میں اِسی روح کو دیکھنے کی تجھ میں صلاحیت آجائے گی۔ جب ہر جگہ ایک ہی روح کا مظاہرہ کرنے کی صلاحیت آجائے گی، اس کے بعد تو مجھ میں داخل ہوگا لہٰذا اس روح مطلق کو حاصل کرنے کا ذریعہ رمزشناس عظیم انسان کے وسیلے سے ہے۔ علم کے متعلق، دین اور دائمی حقیقت کے بارے میں شری کرشن کے مطابق کسی رمزشناس سے ہی پوچھنے کا طریقہ ہے۔

अपि चेदसि पापेभ्यः सर्वेभ्यः पापकृत्तमः ।
सर्वं ज्ञानप्लवेनैव वृजिनं संतरिष्यसि ।।३६।।

اگر تو سارے گناہ گاروں سے بھی زیادہ گناہ کرنے والا ہے، تب بھی علم کی کشتی کے ذریعہ سبھی گناہوں کے سمندر کو بلاشک اچھی طرح پار کر کنارہ پالے گا۔ اِس کا مطلب آپ یہ نہ لگالیں کہ زیادہ گناہ کر کے کبھی بھی نجات حاصل کرلیں گے۔ شری کرشن کا مطلب صرف یہی ہے کہ کہیں آپ اس شک میں نہ رہیں کہ ہم تو بڑے گناہ گار ہیں، ہمیں نجات نہیں ملے گی، ایسی کوئی گنجائش نہ نکالیں، لہٰذا شری کرشن ہمت افزائی اور یقین دلاتے ہیں کہ سارے گناہ گاروں کے گناہوں کے انبوہ سے بھی زیادہ گناہ کرنے والا ہے، پھر بھی رمز آشناؤں سے حاصل علم کی کشتی کے ذریعہ تو بے شک سارے گناہوں سے اچھی طرح کنارہ پا جائے گا۔ کس طرح؟

यथैधांसि समिद्धोऽग्निर्भस्मसात्कुरुतेऽर्जुन ।
ज्ञानाग्निः सर्वकर्माणि भस्मसात्कुरुते तथा ।।३७।।

ارجن! جس طرح آگ کے شعلے ایندھن کو خاک کر دیتے ہیں، ٹھیک اُسی طرح علم کی آگ سارے اعمال کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ یہ علم کا ابتدائی مقام نہیں ہے۔ جہاں سے یگ میں داخلہ ملتا ہے بلکہ یہ علم یعنی بدیہی دیدار کے آخری انجام کی عکاسی ہے، جس میں پہلے غیر نسلی اعمال جل کر خاک ہوتے ہیں اور پھر حصول کے ساتھ غور وفکر کے اعمال بھی اسی میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ جسے حاصل کرنا تھا، حاصل کرلیا، اب آگے غور وفکر کر کے کس کی تلاش کریں؟ ایسا بدیہی دیدار کرنے والا عالم سارے مبارک، نامبارک اعمال کا اختتام کرلے گا وہ بدیہی دیدار ہوگا کہاں؟ باہر ہوگا یا باطن میں؟ اِس پر کہتے ہیں۔

न हि ज्ञानेन सदृशं पवित्रमिह विद्यते ।
तत्स्वयं योगसंसिद्धः कालेनात्मनि विन्दति ।।३८।।

اِس دنیا میں علم کے مقابلے پاک کرنیوالا بے شک کچھ بھی نہیں ہے۔ اُس علم (بدیہی

دیدار) کوتو خود (دوسرانہیں) جوگ کی تکمیلی حالت میں (شروع میں نہیں) اپنی روح کے اندر، دل کی دنیا میں ہی محسوس کرے گا، باہر نہیں، اِس علم کے لئے کون سی صلاحیت درکار ہے؟ جوگ کے مالک کے ہی الفاظ میں۔

श्रद्धावाँल्लभते ज्ञानं तत्परः संयतेन्द्रियः ।
ज्ञानं लब्ध्वा परां शान्तिमचिरेणाधिगच्छति ।।३९।।

عقیدت مند، مستعد اور نفس کش انسان ہی علم حاصل کر پاتا ہے۔ باعقیدت تجسس نہیں ہے، تو رمز شناس کی پناہ میں جانے پر بھی علم نہیں حاصل ہوتا۔ صرف عقیدت ہی کافی نہیں ہے۔ عقیدت مند کمزور کوشش والا بھی ہوسکتا ہے لہٰذا عظیم انسان کے ذریعہ ہدایت کردہ راستے پر مستعد ہوکر آگے بڑھنے کی لگن ضروری ہے اِس کے ساتھ ہی سارے حواس کی احتیاط لازمی ہے۔ جو خواہشات سے الگ نہیں ہے، اُس کے لئے بدیہی دیدار (علم کا حصول) مشکل طلب ہے صرف عقیدت مند، عمل میں لگا ہوا، نفس کش انسان ہی علم حاصل کرتا ہے علم کو حاصل کروہ اُسی وقت حقیقی سکون کو حاصل کر لیتا ہے جس کے بعد کچھ بھی پانا باقی نہیں رہتا۔ یہی سکون کی آخری منزل ہے، پھر وہ کبھی بے سکون نہیں ہوتا اور جہاں عقیدت نہیں ہے

अज्ञश्चाश्रद्दधानश्च संशयात्मा विनश्यति ।
नायं लोकोऽस्ति न परो न सुखं संशयात्मनः ।।४०।।

جاہل جوگ کے خصوصی طور طریقے سے ناواقف ہے اور بلا عقیدت وہ شک وشبہہ والا انسان اِس روحانی راستے سے بھٹک جاتا ہے، ان میں بھی شک وشبہ میں پڑے ہوئے انسان کے لئے نہ تو سکھ ہے، نہ دوبارہ انسانی جسم ہے اور نہ روحِ مطلق ہی۔ لہٰذا رمز شناس عظیم انسان کے پاس جاکر اِس راستے کے شک وشبہہ کا ازالہ کر لینا چاہئے ورنہ حقیقت سے روبرو کبھی نہیں ہو پائیں گے۔ پھر کون پاتا ہے؟

योगसंन्यस्तकर्माणं ज्ञानसंछिन्नसंशयम् ।
आत्मवन्तं न कर्माणि निबध्नन्ति धनंजय ।।४१।।

جس کے اعمال جوگ کے ذریعہ معبود میں تحلیل ہو چکے ہیں جس کے تمام شک وشبہ معبود کے روبروعلم کے ذریعے ختم ہو گئے ہیں، معبود سے جڑے ہوئے ایسے انسان کو عمل اپنی بندش میں نہیں لے پاتے۔ جوگ کے ذریعہ ہی اعمال کا خاتمہ ہوگا۔ علم سے ہی شک مٹے گا لہٰذا شری کرشن کہتے ہیں۔

तस्मादज्ञानसंभूतं हृत्स्थं ज्ञानासिनात्मनः ।
छित्त्वैनं संशयं योगमातिष्ठोत्तिष्ठ भारत ।।४२।।

بھرت کے خاندان والے ارجن تو جوگ میں اپنا مقام اور جہالت سے پیدا ہوئے دل میں موجود اپنے اِس شک کو علم کو تلوار سے کاٹ۔ جنگ کے لئے کھڑا ہو۔ جب بدیہی دیدار میں خلل ڈالنے والا شک کا تمثیلی دشمن دل کے اندر ہے، تو باہر کوئی کسی سے کیوں لڑے گا؟ درحقیقت جب آپ غور وفکر کے راستے پر آگے بڑھتے ہیں، تب شک سے پیدا خارجی خصائل کا خلل کی شکل میں ہونا فطری ہے، یہ دشمن کی شکل میں خوفناک حملہ کرتے ہیں۔ احتیاط کے ساتھ یگ کے خصوصی طریقہ کا عمل کرتے ہوئے اِن عیوب سے چھٹکارا پانا ہی جنگ ہے، جس کا ثمرہ اعلیٰ سکون ہے یہی آخری فتح ہے، جس کے پیچھے شکست نہیں ہے۔

مغز سخن

اِس باب کے شروع میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ، اس جوگ کو شروع میں میں نے سورج کے لئے کہا سورج نے مورث اول منُو سے اور مورث اول منو سے اِچھواک سے کہا اور شاہی عارف حضرات نے جانا میں نے، خواہ غیر مرئی مقام والے نے کہا۔ عظیم انسان بھی غیر مرئی شکل والا ہی ہے۔ جسم تو اُس کے رہنے کا محض مکان ہے۔ ایسے عظیم انسان کی زبان میں معبود ہی اجرا ہوتا ہے ایسے کسی عظیم انسان سے جوگ سورج کے ذریعہ متحرک ہوتا ہے۔ اُس

اعلیٰ نور کی شکل کا نشر یہ سانس کے اندر ہوتا ہے، لہٰذا سورج سے کہا سانس میں متحرک ہو کر وہ تاثرات کی شکل میں آ گئے۔ سانس میں اندوختہ رہنے پر، وقت آنے پر وہی من میں عزم بن کر آتا ہے اُس کی عظمت سمجھنے پر من میں اُس جملے کے بہ نسبت خواہش بیدار ہو جاتی ہے اور جوگ عملی شکل لے لیتا ہے بتدریج ترقی کرتے کرتے یہ جوگ مال وزر اور کامیابیوں والے شاہی عارفانہ درجہ تک پہنچنے پر ختم ہونے کی حالت میں جا پہنچا ہے، لیکن جو محبوب بندہ ہے، لاشریک دوست ہے، اسے عظیم انسان ہی سنبھال لیتے ہیں۔

ارجن کے سوال کرنے پر کہ، آپ کی پیدائش تو اب ہوئی ہے؟ جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ غیر مرئی، ولا فانی پیدائش سے مبرا اور سبھی جانداروں میں جلوہ گر ہونے پر بھی اپنی کارسازی، جوگ کے عمل کے ذریعے اپنی تینوں صفات والی قدرت کو قابو میں کر کے میں ظاہر ہوتا ہوں، ظاہر ہو کر کرتے کیا ہیں؟ قابل عمل چیزوں کی حفاظت کرنے اور جن سے خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، ان کا خاتمہ کرنے کے لئے، اعلیٰ دین روحِ مطلق کو مستحکم کرنے کیلئے میں ازاول تا آخر پیدا ہوتا ہوں۔ میری وہ پیدائش اور عمل پرنور ہے۔ اسے صرف رمز آشنا ہی جان پاتے ہیں۔ معبود کا نزول تو کلی یگ کی حالت سے ہی ہو جاتا ہے، اگر سچی لگن ہو۔ لیکن شروعاتی ریاضت کش سمجھ ہی نہیں پاتا کہ، یہ معبود بول رہے ہیں یا یونہی اشارے مل رہے ہیں آسمان سے کون بولتا ہے؟ مہاراج جی، بتاتے تھے کہ جب معبود مہربان ہوتے ہیں روح سے رتھ بان ہو جاتے ہیں تو کھمبے سے، درخت سے، پتے سے خلاء سے، ہر جگہ سے بولتے اور سنبھالتے ہیں۔ ترقی ہوتے ہوتے جب عنصر اعلیٰ روح مطلق ظاہر ہو جائے، تبھی نسبت حاصل کر لینے کے ساتھ ہی وہ صاف طور سے سمجھ پاتا ہے۔ لہٰذا ارجن! میری اس شکل کو رمز شناسوں نے دیکھا اور مجھے جان کر وہ اُسی وقت مجھ میں ہی داخل ہو جاتے ہیں، آواگون سے مبرا ہو جاتے ہیں۔

اس طرح انہوں نے معبود کے اوتار کا طریقہ بتایا، وہ کسی عاشق کے دل میں ہوتا ہے، باہر ہر گز نہیں، شری کرشن نے بتایا کہ مجھے اعمال نہیں باندھتے یعنی میرے ساتھ عمل کی بندش نہیں

ہے اور اِس سطح سے جو جانتا ہے، اُس کے لئے بھی عمل کی بندش نہیں ہے یہی سمجھ کر نجات کے طلبگار انسانوں نے عمل کی شروعات کی تھی انسان اور علم حاصل کر لینے پر طالب نجات ارجن ۔ یہ حصول یابی حتمی ہے، اگر یگ کیا جائے ۔ یگ کی شکل بتائی یگ کا ثمرہ اعلیٰ عنصر، اعلیٰ سکون بتایا اس علم کو حاصل کہاں سے کیا جائے؟ اِس پر کسی رمز شناس کی قربت میں جانے اور انہیں طریقوں سے پیش آنے کو کہا، جس سے وہ عظیم انسان مہربان ہو جائیں۔

جوگ کے مالک نے صاف کیا کہ وہ علم تو خود عمل کر کے پائے گا دوسرے کے عمل سے تجھے نہیں ملے گا۔ وہ بھی جوگ کی کامیابی کے دور میں حاصل ہوگا، شروع میں نہیں۔ وہ علم (بدیہی دیدار) دل کی دنیا میں ہوگا، باہر نہیں۔ عقیدت مند، مستعد، نفس کش اور شک وشبہہ سے عاری انسان ہی اسے حاصل کرتا ہے۔

لہٰذا دل میں موجود اپنے شک کو بیراگ کی تلوار سے کاٹ ۔ یہ دل کی دنیا کی جنگ ہے۔ خارجی جنگ سے گیتا میں بیان کی گئی جنگ کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

اِس باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے خاص طور سے یگ کی شکل کو صاف کیا اور بتایا کہ یگ جس سے پورا ہوتا ہے، اسے کرنے (طریقِ کار) کا نام عمل ہے۔ عمل کو اچھی طرح اِسی باب میں صاف کیا، لہٰذا۔

اس طرح شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم تصوف وعلم ریاضت کے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں عملی جوگ کی تشریح نام کا چوتھا باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابلِ احترام پرم ہنس پر مانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند جی کے ذریعہ لکھی شری مد بھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں عملی جوگ کی تشریح (यज्ञकर्म स्पष्टीकरण) نام کا چوتھا باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿پانچواں باب﴾

باب تین میں ارجن نے سوال کھڑا کیا تھا کہ بندہ نواز جب علمی جوگ آپ کے نظریہ کے مطابق افضل ہے، تو آپ مجھے خوفناک اعمال میں کیوں لگاتے ہیں؟ ارجن کو بے غرض عملی جوگ کے مقابلے میں علمی جوگ کچھ آسان محسوس ہوا لگتا ہے، کیوں کہ علمی جوگ میں شکست ملنے پر دیوتا کا مرتبہ اور فتح میں، حضور اعلیٰ کا مقام، دونوں ہی حالات میں فائدہ ہی فائدہ محسوس ہوا، لیکن اب تک ارجن نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ دونوں ہی راستوں میں عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔ (جوگ کے مالک اسے شک وشبہ سے عاری رمز آشنا عظیم انسان کی پناہ لینے کے لئے بھی ترغیب دیتے ہیں، کیوں کہ سمجھنے کے لئے وہی ایک جگہ ہے) لہٰذا دونوں راستوں میں سے ایک چننے سے پہلے اس نے عرض کیا کہ

ارجن بولا

अर्जुन उवाच

संन्यासं कर्मणां कृष्ण पुनर्योगं च शंससि ।

यच्छ्रेय एतयोरेकं तन्मे ब्रूहि सुनिशिचतम् ।।१।।

اے کرشن! آپ کبھی ترک دنیا کے ذریعہ کئے جانے والے عمل کی اور کبھی بے غرض والے نظریہ سے کئے جانے والے عمل کی تعریف کرتے ہیں، ان دونوں میں سے ایک جسے آپ بالکل درست سمجھتے ہیں، جو اعلیٰ افادی ہو، اسے مجھے بتائیے۔ کہیں پہنچنے کے لئے آپ کو دو راستے بتائیں جائیں، تو آپ آسان راستہ ضرور پوچھیں گے۔ اگر نہیں پوچھتے، تو آپ کا ارادہ جانے کا نہیں ہے۔ اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا۔

شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

संन्यासः कर्मयोगश्च निःश्रेयसकरावुभौ ।

तयोस्तु कर्मसंन्यासात्कर्मयोगो विशिष्यते ।।२।।

ارجن! ترک دنیا کے وسیلہ سے کئے جانے والے اعمال یعنی علم کے راستے سے کئے جانے والے اعمال اور۔: कर्मयोग بے غرض خیال سے کئے جانے والے اعمال یہ دونوں ہی اعلیٰ شرف کو دلانے والے ہیں۔ لیکن اِن دونوں راستوں سے ترکِ دنیا علمی نظریہ سے کئے جانے والے اعمال کے بہ نسبت بے غرض عملی جوگ افضل ہے۔ سوال فطری ہے کہ افضل کیوں ہے؟

ज्ञेयः स नित्यसंन्यासी यो न द्वेष्टि न काङ्क्षति ।

निर्द्वन्द्वो हि महाबाहो सुखं बन्धात्प्रमुच्यते ।।३।।

بازوئے عظیم ارجن! جو نہ کسی سے نفرت کرتا ہے، نہ کسی چیز کی خواہش رکھتا ہے، وہ ہمیشہ زاہد ہی سمجھنے لائق ہے۔ چاہے وہ علم کے راستے سے یا بے غرض عمل کے راستے سے ہی کیوں نہ ہو۔ حسد وعداوت وغیرہ وبالوں سے مبرا وہ انسان آرام کے ساتھ دنیوی بندش سے آزاد ہو جاتا ہے۔

सांख्ययोगौ पृथगबालाः प्रवदन्ति न पण्डिताः ।

एकमप्यास्थितः सम्यगुभयोर्विन्दते फलम् ।।४।।

بے غرض عملی جوگ اور علمی جوگ اِن دونوں کو وہ ہی لوگ الگ الگ بتاتے ہیں، جن کی سمجھ اس راہ میں ابھی بہت سطحی ہے، نہ کہ عالم وفاضل لوگ، کیوں کہ دونوں میں سے کسی ایک میں بھی اچھی طرح قائم ہوا انسان دونوں کے بطور ثمرہ روحِ مطلق کو حاصل کرتا ہے۔ دونوں کا ثمرہ ایک ہے، لہٰذا دونوں یکساں ہیں۔

यत्सांख्यैः प्राप्यते स्थानं तद्योगैरपि गम्यते ।

एकं सांख्यं च योगं च यः पश्यति स पश्यति ।।५।।

جہاں فلسفہ کی نظر سے عمل کرنے والا پہنچتا ہے، وہیں بے غرض عمل کے وسیلہ سے عمل

کرنے والا بھی پہنچتا ہے۔ لہٰذا جو دونوں کو ثمرہ کی نظر سے ایک دیکھتا ہے، وہی حقیقی علم والا ہے۔
جب دونوں ایک ہی جگہ پر پہنچتے ہیں تو بے غرض عملی جوگ خاص کیوں؟ شری کرشن بتاتے ہیں۔

संन्यासस्तु महाबाहो दु:खमाप्तुमयोगत: ।
योगयुक्तो मुनिर्ब्रह्म नचिरेणाधिगच्छति ।।६।।

ارجن! بے غرض جوگ کا برتاؤ کیے بغیر 'सन्यास:' یعنی سب کچھ وقف کر دینا تکلیف دہ ہے، جب جوگ کا برتاؤ شروع ہی نہیں کیا تو غیر ممکن سا ہے۔ لہٰذا جلوہ گر معبود کے تصور میں مشغول رہنے والا صوفی، جس کے من کے ساتھ حواس خاموش ہیں، بے غرض عملی جوگ کا عمل کرکے پروردگار روح مطلق کو جلد ہی حاصل کر لیتا ہے۔

ظاہر ہے کہ علمی جوگ میں بے غرض عملی جوگ کا ہی برتاؤ کرنا پڑے گا، کیوں کہ طریقہ دونوں میں ایک ہی ہے۔ وہی یگ کا طریقہ ہے، جس کا حقیقی معنی ہے۔ عبادت، دونوں راستوں میں فرق محض کارکن کے نظریہ کا ہے۔ ایک اپنی قوت کو سمجھ کر نفع و نقصان دیکھتے ہوئے اسی عمل میں لگا ہوتا ہے اور دوسرا بے غرض عملی جوگی معبود پر منحصر ہو کر اسی عمل میں لگا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک خود بخود تعلیم حاصل کرتا ہے، دوسرا کسی مدرسے میں داخلہ لے کر۔ دونوں کا نصاب تعلیم ایک ہی ہے، امتحان ایک ہی ہے، ممتحن، ناظر دونوں میں ایک ہی ہیں، ٹھیک اسی طرح دونوں کے مرشد رمز آشنا ہیں اور خطاب ایک ہی ہے۔ صرف دونوں کے تعلیم لینے کا نظریہ الگ ہے۔ ہاں، ادارہ میں پڑھنے والے طالب علم کو سہولتیں زیادہ رہتی ہیں۔

اس سے پہلے شری کرشن نے کہا کہ خواہش اور غصہ اسیر الفتح دشمن ہیں۔ ارجن! انہیں تو مار۔ ارجن کو لگا کہ یہ تو بہت مشکل ہے، لیکن شری کرشن نے کہا نہیں، جسم سے ماورا حواس، حواس سے ماورا من ہے، من سے ماورا عقل ہے، عقل سے ماورا تیری حقیقی شکل ہے۔ تو وہیں سے آمادہ ہو، اس طرح اپنا وجود سمجھ کر، اپنی قوت کو سامنے رکھ کر، خود مختار ہو کر عمل میں لگ جانا علمی جوگ ہے۔ شری کرشن نے کہا تھا، من کو مرکوز کرتے ہوئے اعمال کو میرے حوالے کر کے

امید وشفقت اور غم سے عاری ہوکر جنگ کر۔ سپردگی کے ساتھ معبود پر منحصر ہوکر اُسی میں لگنا بے غرض عملی جوگ ہے۔ دونوں کا طریقہ ایک ہے اور ثمرہ بھی ایک ہے۔

اسی پر زور دیکر جوگ کے مالک شری کرشن یہاں فرماتے ہیں کہ، جوگ کا برتاؤ کیئے بغیر ترک دنیا یعنی مبارک نامبارک اعمال کے آخری مقام کو حاصل کرنا غیر ممکن ہے۔

شری کرشن کے مطابق ایسا کوئی جوگ نہیں ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے۔ بیٹھے کہیں کہ ''میں روح مطلق ہوں، طاہر ہوں، عقل مند ہوں، میرے لئے نہ تو عمل ہے، نہ اُس کی بندش۔ میں نیک و بد کچھ کرتا دکھائی دیتا بھی ہوں، تو حواس اپنی خصلت کے مطابق کام کرر ہے ہیں''۔ ایسی ریاء کاری شری کرشن کے الفاظ میں بالکل نہیں ہے۔ خود بخود جوگ کے مالک بھی اپنے لاشریک دوست ارجن کو بلا عمل کے یہ مقام نہیں دے سکے، اگر وہ ایسا کر سکتے تو گیتا کی ضرورت ہی کیا تھی؟ عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔ عمل کر کے ہی ترک دنیا کی حالت کو حاصل کیا جاسکتا ہے اور جوگ سے مزین انسان جلد ہی روح مطلق میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ جوگ سے مزین انسان کے نشانات کیا ہیں؟ اس پر فرماتے ہیں۔

योगयुक्तो विशुद्धात्मा विजितात्मा जितेन्द्रियः ।
सर्वभमतात्मभूतात्मा कुर्वन्नपि न लिप्यते ।।७।।

'विजितात्मा' خاص طور سے فتح کرلیا گیا ہے جسم جس کا 'जितेन्द्रियः' فتح کرلئے گئے ہیں حواس جس کے اور 'विशुद्धात्मा' خصوصی طور سے جس کا باطن پاک ہے، ایسا انسان 'सर्व भूतात्मभूतात्मा' تمام مادّی جانداروں کی روح کے اصل مخزن روح مطلق سے یکساں ہوا جوگ سے مزین ہے۔ وہ عمل کرتا ہوا بھی اُس میں ملوث نہیں ہوتا۔ تو کرتا کیوں ہے؟ اپنے تابعین کیلئے بے انتہا افادی تخم کو اکٹھا کرنے کیلئے۔ ملوث کیوں نہیں ہوتا کیوں کہ تمام جانداروں کا جو بنیادی مخرج ہے، جس کا نام عنصر اعلیٰ ہے، اس عنصر میں وہ قائم ہوگیا۔ آگے کوئی چیز نہیں ہے، جس کی تحقیق کریں۔ پیچھے والی چیزیں چھوٹی پڑ گئیں، تو بھلا رغبت کس میں پیدا کریں؟ لہٰذا وہ اعمال

سے گھرا ہوانہیں ہوتا۔ یہ جوگ سے مزین انسان کے آخری انجام کی عکاسی ہے پھر جوگ کے حامل انسان کی بود و باش کا خلاصہ کرتے ہیں کہ وہ عمل کرتے ہوئے بھی اس میں ملوث کیوں نہیں ہوتا؟

नैव किंचित्करोमीति युक्तो मन्येत तत्त्ववित ।
पश्यन्शृण्वन्स्पृशन्जिघ्रन्नश्नन्गच्छन्स्वपन्श्वसन् ।।८।।
प्रलपन्विसृजन्गृह्णन्नुन्मिषन्निमिषन्नपि ।
इन्द्रियाणीन्द्रियार्थेषु वर्तन्त इति धारयन् ।।९।।

عنصر اعلیٰ روحِ مطلق کو بدیہی دیدار کے ساتھ جاننے والے جوگ سے مزین انسان کی یہ من کی حالت یعنی احساس ہے کہ میں ذرہ کے برابر بھی کچھ نہیں کرتا ہوں۔ یہ اُس کا تخیل نہیں، بلکہ یہ حالت اُس نے بذریعۂ عمل حاصل کی ہے، جیسے 'युक्तो मन्येत' اب حصول کے بعد وہ سب کچھ، دیکھتا ہوا، سنتا ہوا، چھوتا، سونگھتا، کھانا کھاتا، چلتا پھرتا، سوتا جاگتا، سانس لیتا، چھوڑتا، بولتا، قبول کرتا، آنکھوں کو کھولتا اور انہیں میچتا ہوا بھی، حواس اپنی خصلت کے مطابق متحرک ہیں، ایسی سوچ والا ہوتا ہے، روحِ مطلق سے بڑھ کر کچھ ہے ہی نہیں اور جب وہ اُس میں قائم ہی ہے۔ تو اس سے بہتر کس آرام کی خواہش سے وہ کسی کو لمس وغیرہ کرے گا؟ اگر کوئی افضل چیز آگے ہوتی، تو رغبت ضرور رہتی، لیکن حصول کے بعد اب آگے اور جائے گا کہاں؟ اور پیچھے ترک کیا کرے گا؟ لہٰذا جوگ سے مزین انسان ملوث نہیں ہوتا۔ اِسی کو ایک نظیر کے ذریعہ پیش کرتے ہیں۔

ब्रह्मण्याधाय कर्मणि सङ्गं त्यक्त्वा करोति यः ।
लिप्यते न स पापेन पद्मपत्रमिवाम्भसा ।।१०।।

کمل کیچڑ میں ہوتا ہے، اُس کا پتّا پانی کے اوپر تیرتا ہے۔ لہریں رات دن اس کے اوپر سے گزرتی ہیں، لیکن آپ پتے کو دیکھیں سوکھا ملے گا۔ پانی کی ایک بوند بھی اُس کے اوپر نہیں ٹھہر پاتی۔ کیچڑ اور پانی میں رہتے ہوئے بھی وہ اُن سے ملوث نہیں ہوتا۔ ٹھیک اسی طرح، جو انسان

اپنے سارے اعمال کو روح مطلق میں تحلیل کر کے (بدیہی دیدار کے ساتھ ہی اعمال تحلیل ہو جاتے ہیں، اس سے پہلے نہیں) رغبت کو ترک کر کے (اب آگے کوئی چیز نہیں، لہٰذا رغبت نہیں رہتی، لہٰذا رغبت کو ترک کر) عمل کرتا ہے، وہ بھی اسی طرح ملوث نہیں ہوتا۔ پھر وہ کرتا کیوں ہے؟ آپ لوگوں کے لئے، معاشرہ کے فلاحی وسیلہ کیلئے، تابعین کی رہنمائی کیلئے۔ اسی پر زور دیتے ہیں۔

कायेन मनसा बुद्धया केवलैरिन्द्रियैरपि ।
योगिनः कर्म कुर्वन्ति सङ्गं त्यक्त्वात्मशुद्धये ।।११।।

جوگی حضرات صرف حواس، من، عقل اور جسم کے ذریعہ بھی لگاؤ کا ایثار کر کے روحانی طہارت کے لئے عمل کرتے ہیں۔ جب عمل معبود میں تحلیل ہو چکے ہیں تو کیا اب بھی روح ناپاک ہی ہے؟ نہیں، وہ 'सर्वभूतात्मभूतात्मा' تمام ارواح کی روح ہو چکے ہیں یعنی تمام جانداروں میں وہ اپنی ہی روح کا جلوہ دیکھتے ہیں۔ ان تمام ارواح کی طہارت کے لئے، آپ سب کی رہنمائی کے لئے وہ عملی زندگی گزارتے ہیں۔ جسم، من، عقل اور صرف حواس سے وہ عمل کرتا ہے، بذات خود وہ کچھ بھی نہیں کرتا، خود کفیل ہے۔ باہر سے متحرک دکھائی دیتا ہے، لیکن اندر اس میں بے انتہا سکون ہے۔ رسی جل چکی، صرف اینٹھن (شکل) باقی ہے، جس سے بندھ نہیں سکتا۔

युक्तः कर्मफलं त्यक्त्वा शान्तिमाप्नोति नैष्ठिकीम् ।
अयुक्तः कामकारेण फले सक्तो निबध्यते ।।१२।।

یعنی (جوگ سے مزین) (योगयुक्त) جوگ کے ثمرہ کو حاصل کر چکا انسان جو سارے جانداروں کے روح کے مخرج روح مطلق میں قائم ہے، ایسا جوگی عمل کے ثمرہ کو ترک کر (اعمال کا ثمرہ معبود اُس سے الگ نہیں ہے) لہٰذا اب عمل کے ثمرہ کو ترک کر 'नैष्ठिकीम शान्तिय आप्नोति' سکون کے آخری انجام کو حاصل ہوتا ہے، جس کے آگے کسی طرح کا سکون باقی نہیں ہے، جس کے بعد وہ کبھی سکون سے خالی نہیں ہوتا، لیکن غیر مناسب

انسان، جو جوگ کے ثمرہ سے جڑا ہوا نہیں ہے، ابھی راستے میں ہے۔ ایسا انسان ثمرہ میں راغب ہوا (ثمرہ ہے روح مطلق، اس میں اس کا راغب ہونا ضروری ہے، لہٰذا ثمرہ میں راغب ہونے پر بھی)'काम कारेण निबध्यते' خواہش کر کے بندھ جاتا ہے، یعنی شروع سے لیکر آخر تک خواہشات بیدار ہوتی ہیں، لہٰذا ریاضت کش کو منزل مقصود کو حاصل کرنے تک خبردار رہنا چاہئے۔ قابلِ احترام، مہاراج جی، کہا کرتے تھے کہ "ہو۔ ذرا سا ہم الگ، معبود الگ ہیں تو لوٹ دنیا (مایا)माया کامیاب ہو سکتی ہے"، کل ہی حصول ہونا ہو لیکن آج تو وہ جاہل ہی ہے۔ لہٰذا آخری منزل تک ریاضت کش کو غافل نہیں ہونا چاہئے؟ اِس پر آگے نظر ڈالیں۔

सर्वकर्माणि मनसा संन्यस्यास्ते सुखं वशी ।

नवद्वारे पुरे देही नैव कुर्वन्न कारयन् ।।१३।।

جو پوری طرح اپنے قابو میں ہے۔ جو جسم، من، عقل اور دنیا سے الگ خود کفیل ہے، ایسا خود اختیار انسان بلا شک کچھ نہ کرتا ہے۔، نہ کراتا ہے، اپنے تابعین سے کرانا بھی اس کے باطنی سکون کا لمس نہیں کر پاتا۔ ایسا خود کفیل انسان لفظ وغیرہ موضوعات کو حاصل کرانے والے نو دروازوں (دو۔کان، دو آنکھیں، ناک کے دو سوراخ، ایک منہ، ایک عضوِ تناسل، مقعد) والے جسمانی مکان میں سارے اعمال کو من سے ترک کر اپنے روحانی لطف میں ہی ڈوبا رہتا ہے حقیقتاً وہ نہ کچھ کرتا ہے اور نہ کراتا ہے۔

اِسی بات کو پھر شری کرشن دوسرے الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ معبود نہ کرتا ہے، نہ کراتا ہے۔ مرشد، معبود، رب، خود کفیل عظیم انسان مزین وغیرہ ایک دوسرے کے مترادف ہیں، الگ سے کوئی پروردگار کچھ کرنے نہیں آتا۔ وہ جب کرتا ہے، تو انہیں مقام پر پہنچے ہوئے عظیم انسان کے وسیلہ سے کراتا ہے، عظیم انسان کے لئے جسم صرف مکان ہے۔ لہٰذا روحِ مطلق کا کرنا اور عظیم انسان کا کرنا ایک ہی بات ہے، کیوں کہ وہ ان کے ذریعہ ہے۔ درحقیقت وہ انسان کرتے ہوئے بھی کچھ نہیں کرتا، اسی پر اگلا شلوک دیکھیں۔

न कर्तृत्वं न कर्माणि लोकस्य सृजति प्रभुः ।
न कर्मफलसंयोगं स्वभावस्तु प्रवर्तते ।।१४।।

وہ معبود نہ تو مادّی جانداروں کے اِس احساس کو کہ وہ ہی کرنے والے ہیں، نہ اعمال کو اور نہ اعمال کے ثمرات کو اتفاق ہی مانتا ہے، بلکہ خصلت میں موجود قدرت کے دباؤ کے مطابق ہی سبھی برتاؤ کرتے ہیں جیسے جس کی خصلت ملکات فاضلہ، ملکات ردیہ خواہ ملکات مذموم والی ہے، اُسی سطح سے وہ برتاؤ کرتا ہے۔ قدرت تو لمبی چوڑی ہے، لیکن آپ کے اوپر اتنا ہی اثر ڈال پاتی ہے جتنی آپ کی فطرت بدنما یا ترقی یافتہ ہے۔ عام طور سے لوگ کہتے ہیں کہ کرنے کرانے والے تو معبود ہیں، ہم تو محض مشین ہیں ہم سے وہ نیک کرائیں خواہ بد۔ لیکن جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ نہ وہ معبود خود کرتا ہے، نہ کراتا ہے اور نہ وہ ترکیب ہی بیٹھاتا ہے۔ لوگ اپنی خصلت میں موجود فطرت کے مطابق برتاؤ کرتے ہیں۔ خود بخود کام کرتے ہیں۔ وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر کرتے ہیں، معبود نہیں کرتے تب لوگ کہتے کیوں ہے کہ معبود کرتے ہیں؟ اس پر جوگ کے مالک بتاتے ہیں۔

नादत्ते कस्यचित्पापं न चैव सुकृतं विभुः ।
अज्ञानेनावृतं ज्ञानं तेन मुह्यन्ति जन्तवः ।।१५।।

جسے ابھی معبود کہا، اُسی کو یہاں اکبر (विभु) کہا گیا ہے، کیوں کہ وہ تمام شوکتوں سے مزین ہے۔ عظمت اور شوکت سے مزین وہ روحِ مطلق نہ کسی کے عمل بد سے اور نہ کسی کے عمل نیک سے ہی متاثر ہوتا ہے، پھر بھی لوگ کہتے کیوں ہیں؟ اِس واسطے کہ علم پر جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ انہیں ابھی بدیہی دیدار کے ساتھ علم تو ہوا نہیں، وہ ابھی ذی روح ہیں۔ لگاؤ کے زیر اثر وہ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ علم سے کیا ہوتا ہے؟ اِسے بیان کرتے ہیں۔

ज्ञानेन तु तदज्ञानं येषां नाशितमात्मनः ।
तेषामादित्यवज्ज्ञानं प्रकाशयति तत्परम् ।।१६।।

جس کے باطن کی وہ جہالت (جس نے علم کو ڈھک رکھا تھا) بدیہی دیدار کے ذریعہ ختم ہوگئی ہے اور اِس طرح جس نے علم حاصل کرلیا ہے، اُس کا وہ علم سورج کے مانند اُس عنصر اعلیٰ روحِ مطلق کو روشن کرتا ہے، تو کیا روحِ مطلق کسی تاریکی کا نام ہے؟ نہیں، وہ تو 'स्वयं प्रकाश रुप दिन राति' خودنور مجسم ہے، ہے تو، لیکن ہمارے استعمال کے لئے تو نہیں ہے، دکھائی تو نہیں دیتا؟ جب علم کے ذریعے جہالت کا پردہ ہٹ جاتا ہے، تو اُس کا وہ علم سورج کے مانند معبود کو اپنے میں رواں کرلیتا ہے۔ پھر اس انسان کے لئے کہیں تاریکی نہیں رہ جاتی، اُس علم کی شکل کیا ہے؟

तद्बुद्धयस्तदात्मानस्तन्निष्ठास्तत्परायणाः ।
गच्छन्त्यपुनरावृत्तिं ज्ञाननिर्धूतकल्मषाः ॥१७॥

جب اُس عنصر اعلیٰ روح مطلق کے مطابق عقل ہو، عنصر کے مطابق من کا بہاؤ ہو، عنصر اعلیٰ معبود میں دوئی سے ماوراء اس کی بود و باش ہو اور اُسی کا حامل ہو، اِسی کا نام علم ہے۔ علم کوئی بکواس یا بحث نہیں ہے۔ اِس علم کے ذریعے گناہ سے خالی انسان بار بار جنم لینے اور مرنے کے وبال سے دور ہوکر اعلیٰ نجات کو حاصل کرلیتا ہے۔ اعلیٰ نجات کو حاصل کرنے والا، مکمل علم سے مزین انسان ہی عالم (پنڈت) کہلاتے ہیں۔

विद्याविनयसंपन्ने ब्राह्मणे गवि हस्तिनि ।
शुनि चैव श्वापाके च पण्डिताः समदर्शिनः ॥१८॥

علم کے ذریعہ جن کا گناہ مٹ چکا ہے، جو ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں، جو آواگون سے مبرا ہیں، پرم گتی परमगति مقام کو حاصل کر چکے ہیں۔ ایسے عالم منکسر المزاج برہمن اور چانڈال (ایک غلیظ ذات) میں، گائے، کتے اور ہاتھی میں مساوی نظر والے ہوتے ہیں۔ ان کی نظر میں علم وخاکساری سے مزین برہمن نہ تو کوئی صفات والا ہوتا ہے اور نہ چانڈال میں کوئی حقارت ہوتی ہے۔ نہ گائے دین ہے، نہ کتا بے دینی اور نہ ہاتھی عظمت ہی رکھتا ہے ایسے عالم حضرات یک بین اور ہمسر ہوتے ہیں، ان کی نظر جسم (جلد) پر نہیں رہتی، بلکہ روح پر پڑتی ہے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ، عالم منکسر المزاج معبود کے قریب ہے اور باقی کچھ پیچھے ہیں۔ کوئی ایک منزل آگے ہے تو کوئی پچھلے پڑاؤ پر جسم تو لباس ہے، ان کی نظر لباس کو ترجیح نہیں دیتی بلکہ ان کے من میں موجود روح پر پڑتی ہے۔ لہٰذا وہ کوئی فرق نہیں رکھتے۔

شری کرشن نے گائے کی خدمت کی تھی، انہیں گائے کی اہمیت کا بیان کرنا چاہئے تھا، لیکن انہوں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا، شری کرشن نے گائے کو دین میں کوئی مقام نہیں دیا، انہوں نے محض اتنا مانا کہ دوسرے ذی روحوں کی طرح اس میں بھی روح ہے۔ گائے کی مالی اہمیت جو بھی ہو، اُس کی دینی خوبی بعد کے لوگوں کی دَین ہے۔ شری کرشن نے اس کے پہلے بتایا کہ۔ جاہلوں کی عقل لامحدود شاخوں والی ہوتی ہے، لہٰذا وہ لامحدود عمل کے طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔ دکھاوٹی آراستہ زبان میں وہ اسے ظاہر کرتے۔ ان کے باتوں کی چھاپ جن کے طبیعت پر پڑتی ہے، ان کی بھی عقل گم ہو جاتی ہے۔ وہ کچھ حاصل نہیں کر پاتے برباد ہو جاتے ہیں، جب کہ بے غرض عملی جوگ میں ارجن! معینہ عمل ایک ہی ہے یگ کا طریقِ کار، عبادت، گائے، کتے، ہاتھی، پیپل، ندی کی دینی اہمیت اِن لامحدود شاخوں والوں کی دَین ہے۔ اگر اِن کی کوئی دینی اہمیت ہوتی تو شری کرشن ضرور ذکر کرتے ہاں، مندر، مسجد وغیرہ عبادت کے مقام شروعاتی دَور میں ضرور ہیں، وہاں اجتماعی طور پر ترغیب دینے والے وعظ و پند ہیں تو اُن کی اہمیت ضرور ہے، وہ دینی وعظ و پند کے مرکز ہیں

پیش کردہ شلوک میں دو عالم حضرات (پنڈتوں) کا ذکر ہے۔ ایک عالم تو وہ ہے جو مکمل عالم ہے اور دوسرا وہ ہے جو علم اور خاکساری سے لبریز ہے۔ وہ دو کیسے؟ درحقیقت ہر درجہ کی دو حدیں ہوتی ہیں ایک تو اعلیٰ حد۔ آخری انجام اور دوسری ابتدائی یا ادنیٰ درجہ کی حد مثال کے طور پر بندگی کی ادنیٰ حد وہ ہے، جہاں سے بندگی شروع کی جاتی ہے، عرفان، بیراگ اور لگن کے ساتھ عبادت کرتے ہیں اور اعلیٰ حد وہ ہے۔ جہاں بندگی اپنا ثمرہ دینے کی حالت میں ہو جاتی ہے۔ ٹھیک اِسی طرح برہمن درجہ ہے۔ جب معبود میں داخلہ دلانے والی صلاحیتیں

آتی ہیں، اُس وقت علم ہوتا ہے، خاکساری ہوتی ہے۔ اور من پر قابو نفس کشی، ابتداء کرنے والے تجربات کا اجراء مسلسل فکر، تصور اور مراقبہ وغیرہ معبود میں داخلہ دلانے والی ساری صلاحیتیں اُس کے اندر فطری طور پر کام کرتی رہتی ہیں۔ یہ برہمن درجہ کی ادنیٰ حد ہے۔ اعلیٰ حد تب آتی ہے، جب بتسلسل ترقی کرتے کرتے وہ معبود کا دیدار کر کے اس میں تحلیل ہو جاتا ہے جسے جاننا تھا، جان لیا وہ مکمل عالم ہے۔ آواگون سے مبرا ایسا عظیم انسان اُس علم اور منکسر المزاج برہمن، (چانڈال) کتے، ہاتھی اور گائے سب پر مساوی نظر والا ہوتا ہے، کیوں کہ اُس کی نظر قلب میں موجود خود کی شکل پر پڑتی ہے۔ ایسے عظیم انسان کو اعلیٰ نجات میں کیا ملا ہے اور کیسے؟ اِس پر روشنی ڈالتے ہوئے جوگ کے مالک بتاتے ہیں۔

इहैव तैर्जितः सर्गो येषां साम्ये स्थितं मनः ।
निर्दोषं हि समं ब्रह्म तस्माद् ब्रह्मणि ते स्थिताः ।।१९।।

ان انسانوں کے ذریعہ زندہ حالت میں ہی تمام دنیا پر فتح حاصل کر لی گئی، جن کا من مساوات میں قائم ہے۔ من کے مساوات کے دنیا پر فتح حاصل کرنے سے کیا تعلق؟ دنیا مٹ گئی تو وہ انسان رہا کہاں؟ شری کرشن کہتے ہیں 'निर्दोषं हि समं ब्रह्म' وہ معبود بے عیب اور مساوات والا ہے، اِدھر اُن کا من بھی بے عیب اور مساوی حالت والا ہو گیا۔ 'तस्माद ब्रह्मणि ते स्थिताः' لہٰذا وہ معبود میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ اِسی کا نام بار بار جنم نہ لینے والی اعلیٰ نجات ہے۔ یہ کب ملتی ہے؟ جب یہ دنیا کی شکل والا دشمن قابو میں آجائے۔ دنیا کب فتح کرنے میں ہے؟ جب من پر قابو ہو جائے، مساوات میں داخلہ حاصل ہو جائے (کیوں کہ من کا پھیلاؤ ہی دنیا ہے) جب وہ معبود میں تحلیل ہو جاتا ہے، اُس وقت معبود کو جاننے والے کی پہچان کیا ہے؟ اُس کی بود و باش پر روشنی ڈالتے ہیں۔

न प्रहृष्येत्प्रियं प्राप्य नोद्विजेत्प्राप्य चाप्रियम् ।
स्थिरबुद्धिरसंमूढो ब्रह्मविद् ब्रह्मणि स्थितः ।।२०।।

اس کا کوئی پسندیدہ، ناپسندیدہ ہوتا نہیں لہٰذا جسے لوگ پسندیدہ سمجھتے ہیں، اُسے حاصل

کر کے وہ خوش نہیں ہوتا اور جسے لوگ ناپسندیدہ سمجھتے ہیں (جیسے دیندار لوگ پہچان بتاتے ہیں) اُسے حاصل کر وہ بے قرار نہیں ہوتا۔ ایسا قائم العقل، شک وشبہہ سے خالی 'ब्रह्मविद' معبود سے مزین، معبود کو جاننے والا 'ब्रह्मणि स्थित:' اعلیٰ برہم میں ہمیشہ قائم ہے

बाह्यस्पर्शेष्वसक्तात्मा विन्दत्यात्मनि यत्सुखम् ।

स ब्रह्मयोगयुक्तात्मा सुखमक्षयमश्नुते ।।२१।।

باہری دنیا کے موضوعات میں دلچسپی نہ رکھنے والا انسان باطن میں موجود جو سکون ہے، اُس سکون کو حاصل کرتا ہے۔ وہ انسان 'ब्रह्मयोगयुक्तात्मा' اعلیٰ معبود روحِ مطلق کے ساتھ مناسبت قائم کرنے والی روح والا ہے، لہٰذا وہ لافانی مسرت کا احساس کرتا ہے، جس مسرت کی کبھی فنا نہیں ہوتی۔ اِس مسرت کا استعمال کون کرسکتا ہے؟ جو باہر کے موضوعات کے تعیّشات سے دلچسپی نہیں رکھتا۔ تو کیا تعیّشات خلل پیدا کرنے والے ہیں؟ بندہ پرور شری کرشن فرماتے ہیں۔

ये हि संस्पर्शजा भोगा दु:खयोनय एव ते ।

आद्यन्तवन्त: कौन्तेय न तेषु रमते बुध: ।।२२।।

صرف کھال ہی نہیں، سبھی حواس لمس کرتے ہیں۔ دیکھنا۔ آنکھ کا لمس ہے، سننا۔ کان کا لمس ہے۔ اِسی طرح حواس اور ان کے موضوعات کے تعلق سے پیدا ہونے والے سارے تعیّشات اگرچہ لطف اٹھانے میں اچھے لگتے ہیں، لیکن بلا شک وشبہہ وہ سب 'दु:खयोनय:' تکلیف دہ شکلوں (یونیوں) کے ہی وجوہات ہیں۔ یہ تعیّشات ہی ان شکلوں (یونیوں) کے وجوہات ہیں۔ اتنا ہی نہیں وہ تعیّشات پیدا ہونے اور مٹنے والے ہیں، فانی ہیں، لہٰذا کونتے۔ صاحب عرفان انسان ان میں نہیں پھنستے۔ حواس کے ان اثرات میں رہتا کیا ہے؟ خواہش اور غصہ، حسد وعداوت۔ اِس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

शक्नोतीहैव य: सोढुं प्राक्शरीरविमोक्षणात् ।

कामक्रोधोद्भवं वेगं स युक्त: स सुखी नर: ।।२३।।

لٰہذا جو انسان جسم کے فنا ہونے سے پہلے ہی خواہش اور غصہ سے پیدا ہونے والی رفتار کو برداشت کرنے میں (مٹا دینے میں) قادر ہے وہ انسان ،نر، (ملوث نہ رہنے والا) ہے۔ وہی اِس دنیا میں جوگ سے مزین اور وہی پُرسکون ہے۔ جس کی پیچھے تکلیف نہیں ہے، اس سکون میں یعنی روح مطلق میں قائم رہنے والا ہے۔ زندگی رہتے ہی اِس کے حصول کا طریقہ ہے، موت ہونے پر نہیں۔ سنت کبیر نے اِسی کا خلاصہ کیا 'अवधू- जीवत में कर आसा'، تو کیا موت کے بعد نجات نہیں ہوتی وہ کہتے ہیں 'मुए मुक्ति गुरु कहे स्वार्थी, झूठा दे विश्वासा'، یہی جوگ کے مالک شری کرشن کا قول ہے کہ جسم رہتے، موت سے پہلے ہی جو خواہش، غصہ کی رفتار کو ختم کر دینے میں قادر ہو گیا، وہی انسان اِس دنیا میں جوگی ہے وہی پر سکون ہے۔ خواہش، غصہ، باہری لمس، ہی دشمن ہیں۔ ان پر فتح حاصل کریں اسی انسان کی پہچان پھر بتا رہے ہیں۔

योऽन्तःसुखोऽन्तरारामस्तथान्तर्ज्योतिरेव यः ।
स योगी ब्रह्मनिर्वाणं ब्रह्मभूतोऽधिगच्छति ॥२४॥

جو انسان باطنی طور پر پرسکون ہے 'अन्तराराम:'، جو باطنی طور سے مطمئن ہے اور جن کا باطن منور (بدیہی دیدار والا) ہے، وہی جوگی 'ब्रह्मभूत' معبود کے ساتھ ایک ہو کر 'ब्रह्मनिर्वाणम्' غیر مرئی معبود، دائمی رب میں تحلیل ہو جاتا ہے، یعنی پہلے عیوب (خواہش، غصہ) کا خاتمہ پھر دیدار، اِس کے بعد داخلہ، آگے دیکھیں۔

लभन्ते ब्रह्मनिर्वाणमृषयः क्षीणकल्मषाः ।
छिन्नद्वैधा यतात्मानः सर्वभूतहिते रताः ॥२५॥

روحِ مطلق کا بدیہی دیدار کر کے جن کا گناہ ختم ہو گیا ہے، جن کے کشمکش والے حالات ختم ہو گئے ہیں، تمام جانداروں کے رفاہ میں جو لگے ہوئے ہیں (حصول والے ہی ایسا کر سکتے ہیں) جو خود گڈھے میں پڑا ہے، دوسروں کو کیا باہر نکالے گا؟ لٰہذا رحم دل عظیم انسان کی قدرت صفات ہو جاتی ہے) اور 'यतात्मान:'، ضبط نفس کے حامل رب کو جاننے والے انسان پر سکون اعلیٰ

معبود کو حاصل کرتے ہیں۔ اسی عظیم انسان کی حالت پر پھر روشنی ڈالتے ہیں۔

कामक्रोधवियुक्तानां यतीनां यतचेतसाम् ।
अभितो ब्रह्मनिर्वाणं वर्तते विदितात्मनाम् ।।२६।।

خواہش اور غصہ سے عاری، طبیعت پر قابو رکھنے والے روحِ مطلق کا بدیہی دیدار کرنے والے اہلِ علم انسانوں کے لئے ہر جانب سے پرسکون اعلیٰ معبود ہی حاصل ہے۔ بار بار جوگ کے مالک شری کرشن اس انسان کی بود و باش پر زور دے رہے ہیں، جس سے ترغیب ملے۔ سوال تقریباً پورا ہوا، اب یہ پھر پرزور طریقے سے کہتے ہیں کہ اِس مقام کو حاصل کرنے کا ضروری حصہ، تنفس کا غور و فکر ہے، یگ کے طریقِ کار میں جان کا ریاح میں ہون، ریاح کا جان میں ہون، جان۔ ریاح دونوں کی رفتار کی بندش انہوں نے بتایا تھا۔ اسی کو سمجھا رہے ہیں

स्पर्शान्कृत्वा बहिर्बाह्यांश्चक्षुश्चैवान्तरे भ्रुवोः ।
प्राणापानौ समौ कृत्वा नासाभ्यन्तरचारिणौ ।।२७।।
यतेन्द्रियमनोबुद्धिर्मुनिर्मोक्षपरायणः ।
विगतेच्छाभयक्रोधो यः सदा मुक्त एव सः ।।२८।।

ارجن! باہر کے موضوعات، مناظر کا غور و فکر نہ کرتے ہوئے، انہیں ترک کر، آنکھوں کی نظر کو ابرو کے بیچ میں ساکن کرنے 'भ्रुवोः अन्तरे' کا ایسا مطلب نہیں کہ آنکھوں کے بیچ یا ابرو کے بیچ کہیں دیکھنے کے خیال سے نظر جمائیں ابرو کے بیچ کا خالص معنی صرف اتنا ہے کہ سیدھے بیٹھنے پر نظر ابرو کے ٹھیک بیچ سے سیدھے سامنے پڑے داہنے بائیں، اِدھر اُدھر چک پک نہ دیکھیں ناک کی نوک پر سیدھے نظر رکھتے ہوئے (کہیں ناک میں ہی نہ دیکھنے لگیں) ناک کے اندر حرکت کرنے والے جان اور ریاح دونوں کو ایک برابر کر کے یعنی نظر تو وہاں قائم کریں اور صورت کو سانس میں لگا دیں کہ کب سانس اندر گئی؟ کتنی دیر تک اندر رکی؟ تقریباً آدھا سکنڈ رکتی ہے کوشش کر کے نہ روکیں۔ کب سانس باہر نکلی؟ کتنی دیر تک باہر رہی؟ کہنے کی

ضرورت نہیں کہ سانس میں اٹھنے والی نام کی آواز سنائی پڑتی رہے گی۔ اِس طرح تنفس پر صورت ساکن ہوجائے گی، تو دھیرے دھیرے سانس مستحکم، ساکن ہوکر ٹھہر جائے گی۔ مساوی ہو جائے گی۔ نہ اندر کوئی ارادہ پیدا ہوگا اور نہ خارجی ارادے ٹکراؤ کر پائیں گے۔ باہر کے تعیّشات کی فکر تو باہر ہی ترک کردی گئی تھی، اندر بھی ارادے بیدار نہیں ہوں گے۔ صورت ایک دم ساکن ہوجاتی ہے، تیل کی دھار کی طرح، تیل کی دھارا پانی کی طرح ٹپ ٹپ نہیں گرتی، جب تک گرے گی، دھار کی ہی طرح گرے گی۔ اِسی طرح جان اور ریاح کے رفتار بالکل مساوی ساکن کر کے حواس ،من اور عقل پر جس نے قابو پالیا ہے، خواہش، خوف اور غصہ سے عاری، غور وفکر کی آخری حد تک پہنچا ہوا، نجات کا حامل صوفی ہمیشہ آزاد ہی ہے یعنی نجات والا ہی ہے۔ نجات پا کر وہ کہاں جاتا ہے؟ کیا حاصل کرتا ہے؟ اِس پر کہتے ہیں۔

भोक्तारं यज्ञतपसां सर्वलोकमहेश्वरम् ।
सुहृदं सर्वभूतानां ज्ञात्वा मां शान्तिमृच्छति ॥२९॥

وہ نجات یافتہ انسان مجھے یگ اور ریاضت کا صارف تمام عوالم کا رب الارباب، سارے جانداروں کا بےغرض خیر خواہ (ہمدرد)۔ ایسا مجسم جان کر پوری طرح سے سکون حاصل کر لیتا ہے۔ شری کرشن کہتے ہیں کہ اُس انسان کے تنفس کے یگ اور ریاضت کا صارف میں ہوں، یگ اور ریاضت آخر میں جس میں تحلیل ہو جاتے ہیں، وہ میں ہوں، وہ مجھے حاصل ہوتا ہے یگ کے آخر میں جس کا نام سکون ہے وہ میری ہی حقیقی شکل ہے وہ نجات یافتہ انسان مجھے جانتا ہے اور جانتے ہی میرے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اسی کا نام سکون ہے۔ جیسے میں رب الارباب ہوں، ویسے ہی وہ بھی ہے۔

مغز سخن

اِس باب کے شروع میں ارجن نے سوال کیا تھا کہ، کبھی تو آپ بے غرض عملی جوگ کی تعریف کرتے ہیں اور کبھی آپ ترک دنیا کے راستے سے عمل کرنے کی تعریف کرتے ہیں، لہٰذا دونوں میں سے ایک کو، جسے آپ نے طے کر رکھا ہو، اعلیٰ افادی ہو، اسے بتایئے۔ شری کرشن نے بتایا۔ ارجن! اعلیٰ افادہ تو دونوں میں ہے۔ دونوں میں وہی معینہ یگ کا عمل ہی کیا جاتا ہے، پھر بھی بے غرض عملی جوگ خصوصی ہے اسے کئے بغیر ترک دنیا (مبارک نامبارک اعمال کا خاتمہ) نہیں ہوتا۔ ترک دنیا راستہ نہیں، منزل کا نام ہے۔ جوگ سے مزین ہی تارک الدنیا ہے۔ جوگ کے حامل انسان کی پہچان بتائی کہ وہی رب ہے وہ نہ کرتا ہے، نہ کچھ کراتا ہے، بلکہ خصلت میں قدرت کے دباؤ کے مطابق لوگ مشغول ہیں جو مجسم مجھے جان لیتا ہے، وہی عالم ہے وہی پنڈت ہے یگ کے ثمرہ میں لوگ مجھے جانتے ہیں۔ تنفس کا ورد اور یگ وریاضت جس میں تحلیل ہوتے ہیں، وہ میں ہی ہوں، یگ کے ثمرہ کی شکل میں مجھے جان کر وہ جس سکون کو حاصل کرتے ہیں، وہ بھی میں ہی ہوں یعنی شری کرشن جیسے عظیم انسان جیسی شکل اس حاصل کرنے والے کو بھی ملتی ہے ۔ وہ بھی رب الارباب بشکل روح ہو جاتا ہے، اُس روح مطلق کے ساتھ یکساں ہو جاتا ہے۔ (یکساں ہونے میں جنم چاہے جتنے لگیں) اس باب میں عیاں کر دیا کہ یگ اور ریاضتوں کا صارف عظیم انسانوں کے بھی اندر رہنے والی طاقت رب الارباب ہے (महेश्वर)، لہٰذا۔

اس طرح شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد اور علم تصوف و علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں صارف یگ رب الارباب، نام کا پانچواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام شری پرمہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مد بھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں صارف یگ رب الارباب ، (यज्ञभोक्ता महापुरूषस्थ महेश्वर) نام کا پانچواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿چھٹا باب﴾

دنیا میں دین کے نام پر رسم ورواج، عبادت کے طور طریقے، فرقوں کی افراط ہونے پر بدرواجوں کا خاتمہ کر کے ایک معبود کو قائم کرنے اور اُس کے حصول کے طریقِ کار کو ہموار کرنے کیلیے کسی عظیم انسان کا اوتار ہوتا ہے۔ اعمال کو چھوڑ کر بیٹھ جانے اور عالم کہلانے کی قدامت شری کرشن کے دور میں بے حد طاری تھی۔ لہٰذا اِس باب کے شروع میں ہی جوگ کے مالک شری کرشن نے اِس سوال کو چوتھی بار خود کھڑا کیا کہ علمی جوگ اور بے غرض عملی جوگ دونوں کے مطابق عمل کرنا ہی ہوگا۔

باب دو میں انہوں نے کہا تھا۔ ارجن! چھتری کے لئے جنگ سے بڑھ کر افادی کوئی راستہ نہیں ہے۔ اِس جنگ میں ہار وگے، تو بھی دیوتا کا مرتبہ ہے اور فتح یاب ہونے پر حضور اعلیٰ کا مقام ہی ہے۔ ایسا سمجھ کر جنگ کر۔ ارجن۔ یہ عقل تیرے لئے علمی جوگ کے متعلق بتائی گئی۔ کون سی عقل؟ یہی کہ جنگ کر۔ علمی جوگ ایسا نہیں ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں۔ علمی جوگ میں صرف اپنے نفع ونقصان کا خود فیصلہ کر کے، اپنی طاقت سمجھ کر عمل میں لگنا ہے، جب کہ محرک عظیم انسان ہی ہے۔ علمی جوگ میں جنگ کرنا لازمی ہے۔

باب تین میں ارجن نے سوال کیا کہ بندہ پرور بے غرض عملی جوگ کے مقابلہ علمی جوگ آپ کو افضل اور قابل تعظیم ہے، تو مجھے خوفناک اعمال میں کیوں لگاتے ہیں؟ ارجن کو بے غرض عملی جوگ مشکل طلب محسوس ہوا، اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ دونوں عقیدتوں کا بیان میرے ذریعہ کیا گیا ہے، لیکن کسی بھی راستے کے مطابق عمل کو ترک کر چلنے کا اصول نہیں ہے۔ نہ تو ایسا ہی ہے کہ عمل کو شروع نہ کرنے سے کوئی بے غرض والی اعلیٰ کامیابی کو حاصل کر لے اور نہ شروع کیئے ہوئے عمل کو ترک کر دینے سے کوئی اُس اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرتا ہے۔ دونوں راستوں میں معینہ عمل یگ کے طریقِ کار پر عمل پیرا ہونا ہی پڑے گا۔

اب ارجن نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ علمی جوگ اچھا لگے یا بے غرض عملی جوگ، دونوں نظریات میں عمل کرنا ہی ہے، پھر بھی پانچویں باب میں اُس نے سوال کیا کہ۔ ثمرہ کے نظریہ سے کون افضل ہے؟ کون آسان ہے؟ شری کرشن نے کہا۔ ارجن! دونوں ہی اعلیٰ شرف کو عطا کرنے والے ہیں، ایک ہی مقام پر دونوں پہنچاتے ہیں، پھر بھی علمی جوگ کے بہ نسبت بے غرض عملی جوگ افضل ہے، کیوں کہ بے غرض عمل کا برتاؤ کیے بغیر کوئی کامل نہیں ہوسکتا۔ دونوں میں عمل ایک ہی ہے۔ لہٰذا صاف ظاہر ہے کہ، وہ معینہ عمل کئے بغیر کوئی کامل نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی جوگی ہی ہوسکتا ہے۔ صرف اِس راہ پر چلنے والے راہ گیروں کے دو نظریات ہیں، جنہیں پیچھے بتایا گیا ہے۔

شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

अनाश्रितः कर्मफलं कार्यं कर्म करोति यः ।
स संन्यासी च योगी च न निरग्निर्न चाक्रियः ॥१॥

شری کرشن بولے۔ ارجن! عمل کے ثمرہ کی پناہ سے عاری ہوکر یعنی عمل کرتے وقت کسی طرح کی خواہش نہ رکھتے ہوئے جو 'कार्यम् कर्म' کرنے لائق خاص طریقِ کار کو عمل میں لاتا ہے، وہی کامل ہے وہی جوگی ہے۔ صرف آگ کو ترک کرنے والا اور صرف عمل کو ترک کرنے والا نہ کامل ہے، نہ جوگی۔ اعمال بہت سے ہیں۔ اُن میں سے 'कार्यम् कर्म' کرنے کے قابل عمل (نیت کرم) معینہ عمل (नियतकर्म) معین کیا ہوا کوئی طریقِ خاص ہے۔ وہ ہے یگ کا طریقِ کار جس کا خالص مطلب ہے۔ عبادت، جو قابل عبادت معبود میں داخلہ دلا دینے والا طریقِ خاص ہے۔ اُس کو عملی شکل دینا عمل ہے۔ جو اس عمل کو کرتا ہے، وہی کامل ہے۔ وہی جوگی ہوتا ہے، صرف آگ کو ترک کرنے والا کہ ہم آگ نہیں چھوتے، یا عمل ترک کرنے والا کہ، میرے لئے اعمال ہے ہی نہیں، میں تو خود شناس ہوں، صرف ایسا کہے اور عمل کی شروعات ہی نہ کرے، عمل کرنے کے لائق طریقِ خاص پر عمل پیرا نہ ہو، تو وہ نہ کامل ہے، نہ جوگی، اِس پر اور دیکھیں۔

यं संन्यासमिति प्राहुर्योगं तं विद्धि पाण्डव ।
न ह्यसंन्यस्तसंकल्पो योगी भवति कश्चन ।।२।।

ارجن! جسے ترک دنیا، ایسا کہتے ہیں، اُسی کو تو جوگ جان، کیوں کہ ارادوں کا ایثار کئے بغیر کوئی بھی انسان جوگی نہیں ہوتا یعنی خواہشات کا ایثار دونوں ہی راستوں پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہے۔ تب تو بہت آسان ہے کہ، کہہ دیں کہ ہم ارادہ نہیں کرتے اور ہو گئے جوگی اور راہب، شری کرشن کہتے ہیں کہ ایسا بالکل نہیں ہے۔

आरुरुक्षोर्मुनेर्योगं कर्म कारणमुच्यते ।
योगारुढस्य तस्यैव शमः कारणमुच्यते ।।३।।

جوگ پر کمر بستہ ہونے کی خواہش والے مفکر انسان کے لئے جوگ کے حصول میں عمل کرنا ہی ایک وجہ ہے اور جوگ کا عزم کرتے کرتے جب وہ ثمرہ دینے کی حالت میں آجائے، اُس جوگ کی کمر بستگی میں 'शमः कारणम् उच्यते'، تمام ارادوں کی کمی ایک وجہ ہے اِس سے پہلے ارادے پیچھا نہیں چھوڑتے اور۔

यदा हि नेन्द्रियार्थेषु न कर्मस्वनुषज्जते ।
सर्वसंकल्पसंन्यासी योगारुढस्तदोच्यते ।।४।।

جس دور میں انسان نہ تو حواس کے تعیّشات میں راغب ہوتا ہے اور نہ اعمال میں ہی راغب ہے (جوگ کی تکملہ حالت میں پہنچ جانے پر آگے عمل کر کے تلاش کس کی کریں؟ لہٰذا معینہ عمل۔ عبادت کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ اسی واسطے وہ اعمال میں بھی راغب نہیں ہے) اُس دور میں تمام ارادوں کی کمی ہے۔ وہی ترک دنیا ہے، وہی جوگ کی کمر بستگی ہے۔ راستے میں ترک دنیا نام کی کوئی چیز نہیں۔ اِس جوگ کی کمر بستگی سے فائدہ کیا ہے؟ 'सर्व संकल्प संन्यासी'

उद्धरेदात्मनाऽत्मानं नात्मानमवसादयेत् ।
आत्मैव ह्यसत्मनो बन्धुरात्मैव रिपुरात्मनः ।।५।।

ارجن! انسان کو چاہئے کہ اپنے ذریعہ اپنی نجات حاصل کرے۔ اپنی روح کو جہنم رسید نہ کرے، کیوں کہ یہ ذی روح خود ہی اپنی دوست اور دشمن بھی ہے۔ کب یہ دشمن ہوتی ہے اور کب دوست؟ اس پر کہتے ہیں۔

बन्धरात्मात्मनस्तस्य येनात्मैवात्मना जितः ।
अनात्मनस्तु शत्रुत्वे वर्तेतात्मैव शत्रुवत् ॥६॥

جس ذی روح کے ذریعہ من اور حواس کے ساتھ جسم پر فتح حاصل کر لی گئی ہے، اس کے لئے اسی کی ذی روح دوست ہے اور جس کے ذریعہ من اور حواس کے ساتھ جسم پر فتح حاصل نہیں کی گئی ہے، اُس کے لئے وہ خود دشمنی کا سلوک کرتی ہے۔

اِن دو شلوکوں میں سے شری کرشن ایک ہی بات کہتے ہیں کہ۔ اپنے ذریعے اپنی روح کی نجات کریں، اُسے جہنم میں نہ دھکیلیں۔ کیوں کہ روح ہی دوست ہے۔ کائنات میں نہ دوسرا کوئی دشمن ہے۔ نہ دوست، کس طرح؟ جس کے ذریعے من کے ساتھ حواس پر قابو پایا گیا ہے، اُس کے لئے اسی کی روح دوست بن کر دوستی کا سلوک کرتی ہے، اعلیٰ افادی ہوتی ہے اور جس کے ذریعے من کے ساتھ حواس پر قابو نہیں پایا گیا ہے، اُس کے لئے اُسی کی روح دشمن بن کر دشمنی کا سلوک کرتی ہے۔ لامحدود شکلوں (یونیوں) اور تکلیفوں کی جانب لے جاتی ہے عموماً لوگ کہتے ہیں۔ میں تو روح ہوں، گیتا میں لکھا ہے "نہ اسے اسلحہ کاٹ سکتا ہے، نہ آگ جلا سکتی ہے، نہ ہوا سکھا سکتی ہے۔ یہ ابدی ہے لافانی ہے، نہ بدلنے والی ہے، دائمی ہے اور وہ روح مجھ میں ہے ہی۔" وہ گیتا کی ان سطور پر خیال نہیں کرتے کہ، روح جہنم میں بھی جاتی ہے۔ روح کو نجات بھی ملتی ہے، جس کے لئے 'कार्यम् कर्म' کرنے لائق خاص طریقہ سے عمل کر کے ہی حصول بتایا گیا ہے۔ اب مناسبت والی روح کی پہچان دیکھیں۔

जितात्मनः प्रशान्तस्य परमात्मा समाहितः ।
शीतोष्णसुखदुःखेषु तथा मानापमानयोः ॥७॥

سردی گرمی، آرام وتکلیف اور عزت وذلت میں جس کے باطن کے خصائل اچھی طرح خاموش ہیں، ایسے آزاد روح والے انسان میں روح مطلق ہمیشہ موجود ہے، کبھی جدا نہیں ہوتا۔ जितात्मा یعنی جس نے من کے ساتھ حواس کو قابو میں کرلیا ہے، خصلت سکون کلّی میں رواں ہوگئی ہے (یہی روح کی نجات کی حالت ہے) آگے کہتے ہیں کہ

ज्ञानविज्ञानतृप्तात्मा कूटस्थो विजितेन्द्रियः ।
युक्त इत्युच्यते योगी समलोष्टाश्मकान्चनः ।।८।।

جس کا باطن علم اور خصوصی علم سے آسودہ ہے، جس کی حالت مستحکم، قائم اور بے عیب ہے، جس نے حواس پر خاص طور سے قابو پالیا ہے، جس کی نظر میں مٹی، پتھر، سونا ایک جیسا ہے۔ ایسا جوگی۔ مزین (युक्त) کہا جاتا ہے۔ مزین کا مطلب ہے جوگ سے مزین۔ یہ جوگ کا آخری انجام ہے، جسے جوگ کے مالک پانچویں باب میں شلوک سات سے بارہ تک بیان کرآئے ہیں۔ عنصر اعلیٰ معبود کا بدیہی دیدار اور اس کے ساتھ ہونے والی جانکاری کا نام 'علم' ہے۔

ذرا سا بھی مطلوب سے دوری ہے، جاننے کی خواہش بنی ہے، تب تک وہ جاہل ہے وہ محرک کیسے ہر جگہ موجود ہے؟ کیسے ترغیب دیتا ہے؟ کیسے تمام ارواح کی ایک ساتھ رہنمائی کرتا ہے؟ کیسے وہ ماضی، مستقبل اور حال کا علم رکھنے والا ہے؟ اُس محرک معبود کے طریقِ کار کا علم ہی خصوصی علم، ہے۔ جس دن سے معبود کا دل میں ظہور ہوجاتا ہے، اُسی دن سے وہ ہدایت دینے لگتا ہے، لیکن شروع میں ریاضت کش سمجھ نہیں پاتا، دورِ انتہا میں ہی جوگی ان کے باطنی طریقِ کار کو پوری طرح سمجھ پاتا ہے۔ یہی سمجھ خصوصی علم ہے۔ جوگ میں آمادہ یا جوگ کے حامل انسان کا باطن، علم اور خصوصی علم سے مطمئن رہتا ہے، اِسی طرح جوگ سے مزین انسان کی حالت کی وضاحت کرتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن پھر کہتے ہیں۔

सुहृन्मित्रार्युदासीनमध्यस्थद्वेष्यबन्धुषु ।
साधुष्वपि च पापेषु समबुद्धिर्विशिष्यते ।।९।।

حصول کے بعد عظیم انسان یک بیں اور ہمسر ہوتا ہے۔ جیسے گزشتہ شلوک میں انہوں نے بتایا کہ جو مکمل عالم یا پنڈت ہے، وہ علم اور انکساری رکھنے والا عظیم انسان برہمن میں، چانڈال میں، گائے۔ کتا۔ ہاتھی میں مساوی نظر والا ہوتا ہے۔ اسی کا تکملہ یہ شلوک ہے۔ وہ دل سے مدد کرنے والے مہربان، دوستوں، دشمنوں، غیر جانب داروں، کینہ وروں، قرابت داروں، دین داروں اور گنہ گاروں میں بھی مساوی نظر والا جوگ کا حامل انسان بے حد افضل ہے۔ وہ ان کے کاموں پر نظر نہیں ڈالتا، بلکہ ان کے اندر روح کی حرکت پر ہی نظر پڑتی ہے اِن سب میں صرف اتنا فرق دیکھتا ہے کہ کوئی کچھ نیچے کے زینے پر کھڑا ہے کہ، تو کوئی پاکیزگی کے قریب، لیکن وہ صلاحیت سب میں ہے۔ یہاں جوگ کے حامل کی پہچان پھر دہرائی گئی۔

کوئی جوگ کا حامل کیسے بنتا ہے؟ وہ کیسے یگ کرتا ہے؟ یگ کی جگہ کیسی ہو؟ آسنی کیسی ہو، اسوقت کیسے بیٹھا جائے؟ کارکن کے ذریعہ اپنائے جانے والے اصول، کھان پان اور تفریح، سونے جاگنے کا احتیاط اور عمل پر کیسی کوشش ہو؟ وغیرہ نکتوں پر جوگ کے مالک شری کرشن نے اگلے پانچ شلوکوں میں روشنی ڈالی ہے، جس سے آپ بھی اسی یگ کو انجام دے سکیں۔

باب تین میں انہوں نے یگ کا نام لیا اور بتایا کہ یگ کا طریقِ کار ہی وہ معینہ عمل ہے۔ باب چار میں انہوں نے یگ کی شکل کا تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ جس میں جان کا ریاح میں ہون، ریاح کا جان میں ہون، جان اور ریاح کی حرکت کو روک کر من پر قابو وغیرہ کیا جاتا ہے، سب ملا کر یگ کا خالص مطلب ہے، عبادت اور اس قابل عبادت معبود تک کی دوری طے کرانے والا طریقِ کار، جس پر پانچویں باب میں بھی کہا۔ لیکن اُس کے لئے آسنی (گدی) زمین عمل کرنے کا طریقہ وغیرہ کا بیان باقی تھا۔ اُسی پر جوگ کے مالک شری کرشن یہاں روشنی ڈالتے ہیں۔

योगी युन्जीत सततमात्मानं रहसि स्थितः ।
एकाकी यतचित्तात्मा निराशीरिग्रहः ॥१०॥

طبیعت پر قابو کرنے میں لگا ہوا جوگی من، حواس اور جسم کو قابو میں رکھ کر حواس اور خواہشات سے مبرا ہو کر، تنہائی میں اکیلے ہی طبیعت کو (روح کا علم کرانے والی) جوگ کے عمل میں لگائے اُس کے لئے جگہ کیسی ہو؟ آسن کیسی ہو؟

शुचौ देशे प्रतिष्ठाप्य स्थिरमासनमात्मनः ।
नात्युच्छ्रितं नातिनीचं चैलाजिनकुशोत्तरम् ॥११॥

پاک زمین پر کوس کی چٹائی، ہرن، شیر، باگھ وغیرہ کی کھال، کپڑا یا ان سے بہتر (ریشمی، اونی، تخت کچھ بھی) بچھا کر اپنے آسن کو نہ زیادہ اونچا، نہ نیچا، غیر متحرک بناویں، پاک زمین کا مطلب اسے جھاڑنے بہارنے، صفائی کرنے سے ہے۔ زمین پر کچھ بچھا لینا چاہیئے۔ چاہے ہرن کی کھال ہو یا چٹائی خواہ کوئی بھی صاف کپڑا، تخت وغیرہ جو بھی مل جائے، کوئی ایک چیز لینا چاہیئے آسن ہلنے ڈُلنے والا نہ ہو، نہ زمین سے بہت اونچا ہو اور نہ بہت نیچا ہو۔ قابل احترام، مہاراج جی، تقریباً پانچ انچ اونچے آسن پر بیٹھتے تھے۔ ایک بار عقیدت مندوں نے تقریباً ایک فٹ اونچا سنگ مرمر کا ایک تخت منگا دیا۔ مہاراج جی تو ایک دن بیٹھے پھر بولے۔ "نہیں ہو بہت اونچا ہو گیا، اونچے نہیں بیٹھنا چاہیئے، سادھو کو غرور ہو جایا کرتا ہے۔ نیچے بھی نہیں بیٹھنا چاہیئے، حقارت پیدا ہوتی ہے خود سے نفرت ہونے لگتی ہے۔" بس اس کو اٹھوایا جنگل میں ایک باغ تھا، وہاں رکھوا دیا وہاں نہ کبھی مہاراج جاتے تھے اور نہ اب بھی کوئی جاتا ہے۔ یہ تھی اس عظیم انسان کی عملی تربیت اسی طرح ریاضت کش کے لئے بہت اونچا آسن نہیں ہونا چاہیئے، نہیں تو یادِ الٰہی کی تکمیل بعد میں ہوگی، غرور پہلے چڑھ بیٹھے گا۔ اِس کے بعد

तत्रैकाग्रं मनः कृत्वा यतचित्तेन्द्रियक्रियः ।
उपविश्यासने युञ्ज्याद्योगमात्मविशुद्धये ॥१२॥

اُس آسن پر بیٹھ کر (بیٹھ کر ہی تصور کرنے کا اصول ہے) من کو یکسوئی کر کے، طبیعت اور حواس کے متحرکات کو قابو میں رکھتے ہوئے باطن کی طہارت کے لئے جوگ کی مشق کریں۔

اب بیٹھنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔

समं कायशिरोग्रीवं धारयन्नचलं स्थिरः ।
संप्रेक्ष्य नासिकाग्रं स्वं दिशश्चानवलोकयन् ॥ १३ ॥

جسم، گردن اور سر کو سیدھا، مستحکم، ساکن کر کے (جیسے کوئی پٹری کھڑی کر دی گئی ہو) اِس طرح سیدھا، مستحکم ہو کر بیٹھ جائیں اور اپنی ناک کے دوسرے حصے کو دیکھ کر (ناک کی نوک دیکھتے رہنے کی ہدایت نہیں ہے۔ بلکہ سیدھے بیٹھنے پر ناک کے سامنے جہاں پڑتی ہے۔ وہاں نظر رہے داہنے بائیں دیکھتے رہنے کی شوخی نہ رہے۔ دوسری سمتوں کو نہ دیکھتا ہوا، ساکن ہو کر بیٹھے اور۔

प्रशान्तात्मा विगतभीर्ब्रह्मचारिव्रते स्थितः ।
मनः संयम्य मच्चित्तो युक्त आसीत मत्परः ॥ १४ ॥

عزم رہبانیت میں قائم ہو کر (عام طور سے لوگ کہتے ہیں کہ عضو تناسل کی احتیاط رہبانیت ہے لیکن عظیم انسانوں کا تجربہ ہے کہ من سے موضوعات کی یاد کر کے، آنکھوں سے ویسے منظر دیکھ کر، کھال سے لمس کر کانوں سے شہوت افزا کے الفاظ سن کر عضو تناسل کی احتیاط ممکن نہیں ہے۔ برہم چاری کا صحیح معنی ہے کہ 'ब्रह्मआचरति स ब्रह्मचारी' ذات مطلق کا عمل ہے معینہ عمل، یگ کا طریقِ کار، جسے کرنے والے 'यान्ति ब्रह्म सनातनम्' ابدی معبود میں داخلہ حاصل کر لیتے ہیں اسے کرتے وقت 'स्पर्शान्कृत्वा बहिर्बाह्यान' خارجی لمس، من او رحواس کے لمس باہر ہی ترک کر طبیعت کو معبود کے غور و فکر میں، تنفس، میں تصور میں لگانا، ہے من معبود میں لگایا، باہری چیزوں کو یاد کون کرے؟ اگر باہری چیزیں یاد میں آتی ہیں، تو ابھی من لگا کہاں؟ عیوب جسم میں نہیں، من کی موج میں رہتے ہیں، من معبود کے عمل میں لگا ہے، تو عضو تناسل پر بندش ہی نہیں، تمام حواس پر بندش تک قدرۃً ہو جاتی ہے لہٰذا معبود کے عمل میں قائم رہ کر) بے خوف اور اچھی طرح پرسکون باطن والا، من کو قابو میں رکھتے ہوئے، مجھ میں لگی ہوئی طبیعت سے مزین،

میرا حاصل ہوکر قائم ہو، ایسا کرنے کا ثمرہ کیا ہوگا؟

युन्जन्नेवं सदात्मानं योगी नियतमानसः ।
शान्तिं निर्वाणपरमां मत्संस्थमधिगच्छति ॥१५॥

اِس طرح خود بخود مسلسل اُسی غور وفکر میں مشغول رکھتا ہوا، معتدل جوگی میرے اندر موجود آخری انجام والے اعلیٰ سکون کو حاصل کرتا ہے۔لہٰذا خود کو مسلسل عمل میں لگائیں یہاں یہ سوال تقریباً مکمل ہی ہے اگلے دو شلوکوں میں وہ بتاتے ہیں اعلیٰ مسرت دینے والے سکون کے لئے جسمانی احتیاط، مناسب خوراک، تفریح بھی ضروری ہے۔

नात्यश्नतस्तु योगोऽस्ति न चैकान्तमनश्नतः ।
न चाति स्वप्नशीलस्य जाग्रतो नैव चार्जुन ॥ १६॥

ارجن! یہ جوگ نہ تو زیادہ کھانے والے کا کامیاب ہوتا ہے اور نہ بالکل نہ کھانے والے کا کامیاب ہوتا ہے نہ بے انتہا سونے والے کا اور نہ بے انتہا جاگنے والے کا ہی کامیاب ہوتا ہے، تب کس کا کامیاب ہوتا ہے۔

युक्ताहारविहारस्य युक्तचेष्टस्य कर्मसु ।
युक्तस्वप्नावबोधस्य योगो भवति दुःखहा ॥ १७ ॥

تکلیفوں کا خاتمہ کرنے والا یہ جوگ مناسب کھان، پان، تفریح، اعمال میں مناسب کوشش اور معتدل سونے اور جاگنے والے کا ہی پورا ہوتا ہے۔زیادہ خوراک لینے سے تساہلی نیند اور مدہوشی گھیرے گی، تب ریاضت نہیں ہوگی۔ کھانا چھوڑ دینے سے حواس کمزور ہو جائیں گے، مستحکم ساکن بیٹھنے کی طاقت نہیں رہے گی۔

قابل احترام، مہاراج جی، کہتے تھے کہ خوراک سے ڈیڑھ دو روٹی کم کھانا چاہئے۔ تفریح یعنی وسیلہ کے مطابق گھومنا پھرنا، سیر سپاٹا، کچھ محنت بھی کرتے رہنا چاہئے، کوئی کام ڈھونڈھ لینا چاہئے ورنہ خون کا بہاؤ کمزور پڑ جائے گا، بیماریاں گھیر لیں گی۔عمر، سونے جاگنے،

کھانے پینے اور ریاض سے گھٹتی بڑھتی ہے، مہاراج جی، کہا کرتے تھے۔ ''جوگی کو چار گھنٹے سونا چاہئے اور مسلسل غور و فکر میں لگے رہنا چاہئے۔ بضد ہو کر نہ سونے والے جلد پاگل ہو جاتے ہیں۔'' اعمال میں مناسب کوشش بھی ہو یعنی معینہ عمل عبادت کے مطابق مسلسل کوشاں ہو، خارجی موضوعات کی یاد نہ کر ہمیشہ اسی معبود میں لگے رہنے والے کا ہی جوگ کامیاب ہوتا ہے، ساتھ ہی۔

यदा विनियतं चित्तमात्मन्येवावतिष्ठते ।
निःस्पृहः सर्वकामेभ्यो युक्त इत्युच्यते तदा ॥ १८ ॥

اِس طرح جوگ کی مشق سے خاص طور پر قابو میں کی ہوئی طبیعت جس وقت روح مطلق میں اچھی طرح تحلیل ہو جاتی ہے، اُس دور میں تمام خواہشات سے مبّرا ہوا انسان جوگ سے مزین کہا جاتا ہے، اب خاص طور سے قابو میں کی ہوئی طبیعت کے نشانات کیا ہیں؟

यथा दीपो निवातस्थो नेंगते सोपमा स्मृता ।
योगिनो यतचित्तस्य युन्जतो योगमात्मनः ॥ १९ ॥

جس طرح ہوا سے خالی جگہ میں رکھا ہوا چراغ متزلزل نہیں ہوتا، لو سیدھے اوپر جاتی ہے، اُس میں لرزش نہیں ہوتی، یہی مثال روحِ مطلق کے تصور میں ڈوبے ہوئے جوگی کے ذریعے قابو میں کی گئی اس طبیعت کی دی گئی ہے! چراغ تو محض مثال ہے آج کل چراغ کا رواج کم ہو گیا ہے! اگر بتی ہی جلانے پر دھواں سیدھے اوپر جاتا ہے، اگر ہوا تیز نہ ہو! یہ جوگی کے ذریعے قابو میں کی ہوئی طبیعت کی محض ایک مثال ہے! ابھی طبیعت بھلے ہی قابو میں کر لی گئی ہے؛ بندش ہو گئی ہے لیکن ابھی طبیعت باقی ہے! جب بندش شدہ طبیعت کی بھی تحلیل ہو جاتی ہے، تب کون سی شوکت ملتی ہے؟ دیکھیں۔

यत्रोपरमते चित्तं निरुद्धं योगसेवया ।
यत्र चैवात्मनात्मानं पश्यन्नात्मनि तुष्यति ॥ २० ॥

جس حالت میں جوگ کی مشق سے (بلا مشق کے کبھی بندش نہیں ہوگی ،لہٰذا جوگ کی مشق سے) بندش شدہ طبیعت بھی خاموش ہوجاتی ہے، تحلیل ہوجاتی ہے، ختم ہوجاتی ہے، اُس حالت میں، आत्मना اپنی روح کے ذریعہ आत्मनम् روحِ مطلق کو دیکھتا ہوا، आत्मनि एव اپنی روح میں ہی مطمئن ہوتا ہے! دیکھتا تو روحِ مطلق کو ہے لیکن مطمئن اپنے ہی روح سے ہوتا ہے، کیوں کہ حصول کے دور میں تو روحِ مطلق کا بدیہی دیدار ہوتا ہے۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ وہ اپنی ہی روح کو ان دائمی ،خدائی شوکتوں سے آلودہ پاتا ہے! معبود جاوید، ابدی، دائمی، غیر مرئی ،اورلا فانی ہے، تو اِدھر روح بھی جاوید، ابدی، دائمی ،غیر مرئی اور لا فانی ہے تو، لیکن بعید القیاس بھی ہے، جب تک طبیعت اور طبیعت کی لہر ہے، تب تک وہ آپ کے استعمال کیلئے نہیں ہے۔ طبیعت پر قابو اور قابو شدہ طبیعت کے تحلیلی دور میں روحِ مطلق کا بدیہی دیدار ہوتا ہے اور دیدار کے ٹھیک دوسرے پل انہیں خدائی صفات سے مزین اپنی ہی روح کو پاتا ہے لہٰذا وہ اپنی ہی روح میں مطمئن ہوتا ہے، یہی اس کی حقیقی شکل ہے، یہی آخری انجام ہے۔ اِسی کا تکملہ اگلا شلوک دیکھیں۔

सुखमात्यन्तिकं यत्तद्बुद्धिग्राह्यमतीन्द्रियम् ।
वेत्ति यत्र न चैवायं स्थितश्चलति तत्त्वतः ।। २१ ।।

اور حواس سے ماورا، صرف متبرک لطیف عقل کے ذریعہ قبول کرنے کے لائق جولا محدود مسرت ہے، اس کو جس حالت میں محسوس کرتا ہے اور جس حالت میں پہنچا ہوا جوگی معبود کی حقیقی شکل کو عنصر سے جان کر متزلزل نہیں ہوتا، اُسی میں ہمیشہ قیام کرتا ہے، اور

यं लब्ध्वा चापरं लाभं मन्यते नाधिकं ततः ।
यस्मिन्स्थितो न दुःखेन गुरुणापि विचाल्यते ।। २२ ।।

اعلیٰ معبود کے حصول کی تمثیل فائدہ کو، انتہائی سکون کو حاصل کر اُس سے زیادہ دوسرا کچھ بھی فائدہ نہیں مانتا اور معبود کو حاصل کرنے والی جس حالت میں پہنچا ہوا جوگی بھاری تکلیف سے

بھی متزلزل نہیں ہوتا، تکلیف کا اُسے احساس نہیں ہوتا، کیوں کہ قوت احساس والی طبیعت تو ختم ہوگئی۔اس طرح۔

तं विद्याद् दु:खसंयोगवियोगं योगसंज्ञितम् ।
स निश्चयेन योक्तव्यो योगोऽनिर्विण्णचेतसा ।। २३ ।।

جو دنیا کے ملنے اور بچھڑنے کے احساس سے خالی ہے، اُسی کا نام جوگ ہے۔ جو اعلیٰ داخلی سکون ہے، اُس کے ملن کا نام جوگ ہے جسے عنصر اعلیٰ روح مطلق کہتے ہیں اس کے ملن کا نام جوگ ہے۔ اس جوگ کو بنا جلدی کئے طبیعت سے یقینی طور پر انجام دینا فرض ہے صبر کے ساتھ لگا رہنے والا ہی جوگ میں کامیاب ہوتا ہے۔

संकल्पप्रभवान्कामांस्त्यक्त्वा सर्वानशेषतः ।
मनसैवेन्द्रियग्रामं विनियम्य समन्ततः ।। २४ ।।

لہٰذا انسان کو چاہئے کہ عزم سے پیدا ہونے والی تمام خواہشات کو شہوت اور رغبت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے ترک کر، من کے ذریعہ حواس کو اچھی طرح سے قابو میں کر کے۔

शनैः शनैरुपरमेद्बुद्ध्या धृतिगृहीतया ।
आत्मसंस्थं मनः कृत्वा न किंचिदपि चिन्तयेत् ।। २५ ।।

سلسلہ وار مشق کرتا ہوا اعلیٰ سکون کو حاصل کرلے۔ طبیعت پر قابو اور دھیرے دھیرے تحلیل ہو جائے اُس کے بعد وہ صبر سے مزین عقل کے ذریعے من کو روحِ مطلق میں قائم کر کے دوسرا کچھ بھی نہ سوچے مسلسل طور پر لگ کر حاصل کرنے کا اصول ہے، لیکن شروع میں من لگتا نہیں۔ اسی پر جوگ کے مالک کہتے ہیں۔

यतो यतो निश्चरति मनश्चंचलमस्थिरम् ।
ततस्ततो नियम्यैतदात्मन्येव वशं नयेत् ।। २६ ।।

یہ ساکن نہ رہنے والا شوخ من جن جن وجوہات سے دنیوی مادیات میں گھومتا پھرتا

ہے،اُن اُن سے روک کر بار بار باطن میں ہی پابند کریں، عام طور سے لوگ کہتے ہیں کہ، من جہاں بھی جاتا ہے جانے دو، دنیا میں ہی تو بھٹکے گا اور دنیا بھی اُس معبود کے ہی تحت ہے، دنیا میں گھومنا پھرنا معبود کے باہر نہیں ہے، لیکن شری کرشن کے مطابق یہ غلط ہے۔ گیتا میں اِس تسلیم شدگی کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ شری کرشن کا کہنا ہے کہ من جہاں جہاں جائے، جن وسیلوں سے جائے، انہیں وسیلوں سے روک کر روح مطلق میں ہی لگاویں، من کی بندش ممکن ہے۔ اِس بندش کا ثمرہ کیا ہوگا؟۔

प्रशान्तमनसं ह्येनं योगिनं सुखमुत्तमम् ।
उपैति शान्तरजसं ब्रह्मभूतमकल्मषम् ॥ २७ ॥

مکمل طور پر جس کا من خاموش ہے، جو بے گناہ ہے جس کا ملکات ردیہ خاموش ہو گیا ہے، ایسے معبود میں متحدہ جوگی کو بہترین مسرت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے افضل کچھ بھی نہیں ہے اسی پر پھر زور دیتے ہیں۔

युञ्जन्नेवं सदात्मानं योगी विगतकल्मषः ।
सुखेन ब्रह्मसंस्पर्शमत्यन्तं सुखमश्नुते ॥ २८ ॥

گناہ سے خالی جوگی اِس طرح روح کو مسلسل اُس روح مطلق میں لگاتا ہوا آرام کے ساتھ اعلیٰ معبود روحِ مطلق کے حصول کی لامحدود مسرت کا احساس کرتا ہے۔ وہ 'ब्रह्मसंस्पर्श' یعنی معبود کے لمس اور اس میں داخلہ کے ساتھ لامحدود مسرت کا احساس کرتا ہے۔ لہٰذا یادِ الٰہی ضروری ہے۔ اسی پر آگے کہتے ہیں۔

सर्वभूतस्थमात्मानं सर्वभूतानि चात्मनि ।
ईक्षते योगयुक्तात्मा सर्वत्र समदर्शनः ॥ २९ ॥

جوگ کے ثمرہ کا حامل روح والا، سب میں مساوات سے دیکھنے والا جوگی روح کو تمام جانداروں میں جاری وساری دیکھتا ہے اور سبھی جانداروں کو روح کے دائرے میں ہی رواں

دیکھتا ہے اِس طرح دیکھنے سے فائدہ کیا ہے؟

यो मां पश्यति सर्वत्र सर्वं च मयि पश्यति ।
तस्याहं न प्रणश्यामि स च मे न प्रणश्यति ॥ ३० ॥

جوانسان تمام مادیات میں مجھ روح مطلق کو دیکھتا ہے، جاری وساری دیکھتا ہے اور تمام مادیات کو مجھ روح مطلق کے ہی دائرہ اختیار میں دیکھتا ہے، اُس کے لئے میں مخفی نہیں ہوتا ہوں اور وہ میرے لئے مخفی نہیں ہوتا۔ یہ محرک کی روبرو ملاقات ہے، دوستانہ خیال ہے نزدیکی نجات ہے۔

सर्वभूतस्थितं यो मां भजत्येकत्वमास्थितः ।
सर्वथा वर्तमानोऽपि स योगी मयि वर्तते ॥ ३१ ॥

جوانسان شرک سے مبرا مذکورہ بالا وحدانیت کے تصور سے مجھ روح مطلق کو یاد کرتا ہے، وہ جوگی ہر طرح کے اعمال کا برتاؤ کرتا ہوا میرے ساتھ ہی جڑا ہے، کیوں کہ مجھے چھوڑ کر اس کے لئے کوئی بچا بھی تو نہیں اس کا تو سب ختم ہو گیا، لہٰذا اب وہ اٹھتا بیٹھتا، جو کچھ بھی کرتا ہے، میرے ارادہ کے مطابق کرتا ہے۔

आत्मौपम्येन सर्वत्र समं पश्यति योऽर्जुन ।
सुखं वा यदि वा दुःखं स योगी परमो मतः ॥ ३२ ॥

اے ارجن! جو جوگی اپنی ہی طرح سارے مادیات میں مساوی دیکھتا ہے، اپنے جیسا دیکھتا ہے، آرام اور تکلیف میں بھی مساوی دیکھتا ہے۔ وہ جوگی (جس کا فرق کا خیال ختم ہو گیا ہے) اعلیٰ افضل مانا گیا ہے، سوال پورا ہوا، اس پر ارجن نے کہا۔

ارجن بولا

अर्जुन उवाच

योऽयं योगस्त्वया प्रोक्तः साम्येन मधुसूदन ।
एतस्याहं न पश्यामि चञ्चलत्वात्स्थितिं स्थिराम् ॥३३॥

اے مدھوسودن! یہ جوگ جس کے بارے میں آپ پہلے سمجھا چکے ہیں، جس سے

مساوات کی نظر ملتی ہے، من کے شوخ ہونے کی وجہ سے کافی وقت تک اِس میں ٹکنے کی حالت میں میں خود کو نہیں دیکھتا۔

चन्चलं हि मनः कृष्णा प्रमाथि बलवद् दृढम् ।
तस्याहं निग्रहं मन्ये वायोरिव सुदुष्करम् ॥ ३४ ॥

اے شری کرشن! یہ من بڑا شوخ ہے تفتیش کرنے والا ہے۔ (یعنی دوسرے کو متھ ڈالنے والا ہے) ضدی اور طاقتور ہے، لہٰذا اِسے قابو میں کرنا، میں فضا کو قابو میں کرنے کی طرح بے حد مشکل طلب مانتا ہوں، طوفانی فضا کو اور اِس من کو قابو میں کرنا برابر ہے۔ اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں۔

شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

असंशय महाबाहो मनो दुर्निग्रहं चलम ।
अभ्यासेन तु कौन्तेय वैराग्येण च गृह्यते ॥ ३५ ॥

عظیم کام کرنے کے لئے کوشاں یعنی بازوئے عظیم ارجن! بے شک من شوخ ہے، بڑی مشکل سے قابو میں ہونے والا ہے لیکن کون تے! یہ ریاضت اور بیراگ کے ذریعہ قابو میں ہوتا ہے۔ جہاں طبیعت کو لگانا ہے، وہیں ساکن کرنے کے لئے بار بار کوشش کا نام، ریاضت ہے اور اچھی طرح دیکھی سنی تعیّشات کی چیزوں میں (دنیا یا جنت وغیرہ کے تعیّشات میں) رغبت یعنی لگاؤ کا ترک کردینا بیراگ ہے۔ شری کرشن کہتے ہیں کہ من کو قابو میں کرنا مشکل ہے، لیکن ریاضت اور بیراگ کے ذریعہ یہ قابو میں آجاتا ہے۔

असंयतात्मना योगो दुष्प्राप इति मे मति ।
वश्यात्मना तु यतता शक्योऽवाप्तुमुपायतः ॥ ३६ ॥

ارجن! من کو قابو میں نہ کرنے والے انسان کے لئے جوگ حاصل کرنا مشکل ہے، لیکن اپنے قابو میں کئے گئے من والے کوشاں انسان کے لئے جوگ آسان ہے۔ ایسا میرا خود

کا خیال ہے جتنا مشکل تو مان بیٹھا ہے، اتنا مشکل نہیں ہے، لہٰذا اِسے مشکل مان کر چھوڑ مت دے کوشش کے ساتھ لگ کر جوگ کو حاصل کر۔ کیوں کہ من کو قابو میں کرنے پر ہی جوگ ممکن ہے۔ اِس پر ارجن نے سوال کیا۔ ارجن بولا

अर्जुन उचाव

अयतिः श्रंसियोपेतो योगाच्चलितमानसः ।

अप्राप्य योग संसिद्धिं कां गतिं कृच्छति ।। ३७ ।।

جوگ کرتے کرتے اگر کسی کا من متزلزل ہو جائے، اگرچہ ابھی جوگ میں اُس کی عقیدت موجود ہے ہی، تو ایسا انسان معبود کو حاصل نہ کر کس انجام کو پہنچتا ہے؟

कच्चिकन्नोभयविभ्रष्टश्छिन्नाभ्रमिव नश्यति ।

अप्रतिष्ठो महाबाहो विमूढो ब्रह्मणः पथि ।।३८।।

بازوئے عظیم شری کرشن! معبود کو حاصل کرنے کے راستے سے بھٹکا ہوا وہ فریفتہ انسان بکھرے ہوئے بادل کی طرح دونوں طرف سے برباد و تباہ تو نہیں ہوتا؟ چھوٹی سی بدلی آسمان میں گھر آئے تو وہ نہ برس پاتی ہے، نہ لوٹ کر بادلوں سے ہی مل پاتی ہے، بلکہ ہوا کے جھونکوں سے دیکھتے دیکھتے عموماً ختم ہو جاتی ہے۔ اُسی طرح کمزور کوشش والا انسان، کچھ وقت تک ریاضت کر کے پیچھے ہٹ جانے والا ختم تو نہیں ہو جاتا؟ وہ نہ آپ میں مقام بنا سکا اور نہ لذتِ دنیا ہی اٹھا پایا۔ اُس کا کون سا انجام ہوتا ہے۔

एमन्मे संशयं कृष्ण छेत्तुमर्हस्यशेषतः ।

त्वदन्यः संशयस्यास्य छेत्ता न ह्यपपद्यते ।। ३६।।

اے شری کرشن! میرے اِس شک کو مکمل طور سے ختم کرنے کے لئے آپ ہی قادر ہیں۔ آپ کے علاوہ دوسرا کوئی اِس شک کو ختم کرنے والا ملنا ممکن نہیں ہے۔ اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا

شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

पार्थ नैवेह नामुत्र विनाशस्तस्य विद्यते ।
नहिकल्लयाणकृत्कश्चिद्दुर्गतिं तात गच्छति ।। ४०।।

خاکی جسم کو ہی رتھ بنا کر مقصود کی طرف آگے بڑھنے والے ارجن! اُس انسان کا نہ تو اس دنیا میں اور نہ عالم بالا میں ہی خاتمہ ہوتا ہے، کیوں کہ اے دوست۔ اُس اعلیٰ افادی معینہ عمل کو کرنے والا بدحال نہیں ہوتا۔ اُس کا ہوتا کیا ہے۔

प्राप्य पुणयकृतां लोकानुषित्वा शाश्वतीः समाः ।
शुचीनां श्रीमतां गेहे योगभ्रष्टोऽभिजायते ।। ४१ ।।

من شوخ ہونے کی وجہ سے جوگ سے بدعنوان وہ انسان شریف النفس لوگوں کے عوالم میں خواہشات کا لطف اٹھا کر (جن خواہشات کی بناء پر وہ جوگ سے بدعنوان ہوا تھا، معبود اسے تھوڑے میں سب دکھا سنا دیتے ہیں۔اس کا تلذذ اٹھا کر) وہ 'शुचीनां श्रीमतां' پاک برتاؤ والے اعلیٰ مرتبت انسانوں کے گھر میں پیدا ہوتا ہے (جو پاک برتاؤ والے ہیں وہی اعلیٰ مرتبت ہیں)

अथवा योगिनामेव कुले भवति धीमताम् ।
एतद्धि दुर्लभतरं लोके जन्म यदीदृशम् ।। ४२ ।।

خواہ وہاں جنم نہ ملنے پر ثابت العقل جوگیوں کے خاندان میں اُسے جگہ مل جاتی ہے اعلیٰ مرتبت والوں کے گھر میں متبرک تاثر بچپن سے ہی ملنے لگتے ہیں، لیکن وہاں پیدا نہ ہو پانے پر وہ جوگیوں کے خاندان میں (گھر میں نہیں) شاگردگی میں داخلہ پا جاتا ہے، کبیر، تلسی، ریداس، والمیکی وغیرہ کو متبرک برتاؤ اور اعلیٰ مرتبت گھرانے میں نہیں، جوگیوں کے گھرانے میں داخلہ ملا، مرشد کے گھرانے میں تاثرات کا بدلاؤ بھی ایک جنم ہے اور ایسا جنم دنیا میں بلاشبہ اور بے انتہا کمیاب ہے جوگیوں کے یہاں جنم لینے کا مطلب ان کے جسم سے فرزند کی شکل میں جنم لینا

نہیں ہے۔ گھر چھوڑنے سے پہلے پیدا ہونے والی اولاد انسیت کی وجہ سے عظیم انسان کو بھی بھلے ہی اپنا والد مانتی رہے، لیکن عظیم انسان کے لئے گھر والوں کے نام پر کوئی نہیں ہوتا، جو شاگرد، ان کے اصولوں کی بجا آوری کرتے ہیں، ان کی اہمیت اولاد سے کئی گنا زیادہ مانتے ہیں۔ وہ ہی ان کے حقیقی اولاد ہیں۔

جو جوگ کے تاثرات سے مزین نہیں ہیں، انہیں عظیم انسان قبول نہیں کرتے، قابل احترام، مہاراج جی، اگر ہر کسی کو سادھو بناتے، تو ہزاروں بیزار لوگ ان کے شاگرد ہوتے۔ لیکن انہوں نے کسی کو سفر خرچ دے کر، کسی کے گھر خبر بھیج کر، خط بھیج کر سمجھا بجھا کر سب کو ان کے گھر واپس بھیج دیا، بہت سے لوگ بضد ہوئے تو انہیں بدشگون ہونے لگے۔ اندر سے منع ہی ہو کہ اس میں سادھو بننے کا ایک بھی نشان نہیں ہے۔ اِسے رکھنے میں خیر نہیں ہے، یہ کامیاب نہیں ہوگا، ناامید ہو کر دو ایک نے پہاڑ سے کود کر اپنی جان بھی دے دی، لیکن مہاراج جی نے انہیں اپنے پاس نہیں رکھا، بعد میں پتہ چلنے پر بولے۔ میں جانتا تھا کہ بڑا بے قرار ہے، لیکن اگر سوچتے کے بیچ میں مر جائے گا۔ تو رکھ لیتے، ایک گناہ گار بھی رہتا اور کیا ہوتا؟ شفقت ان میں بھی بہت زیادہ تھی، پھر بھی نہیں رکھا، چھ۔ سات کو، جن کے لئے حکم ہوا تھا کہ ''آج، ایک جوگ سے بدعنوان شخص آرہا ہے، جنم جنم سے بھٹکا ہوا چلا آرہا ہے، اِس نام اور اِس شکل کا کوئی آنے والا ہے، اُسے رکھو، علم تصوف کی نصیحت دو، اُسے آگے بڑھاؤ، صرف انہیں لوگوں کو رکھا، آج بھی ان میں سے ایک عظیم انسان دھار کنڈی میں بیٹھے ہیں، ایک انسوئیا میں ہیں، دو۔ تین دوسری جگہ بھی ہیں، انہیں مرشد کے گھرانے میں داخلہ ملا، ایسے عظیم انسانوں کو حاصل کر پانا بے حد کم یاب ہے۔

तत्र तं बुद्धिसंयोगं लभते पौर्वदेहिकम् ।
यतते च ततो भूयः संसिद्धौ कुरुनन्दन ॥ ४३ ॥

وہاں وہ انسان اِس جنم سے پہلے والے جسم میں جو کچھ ریاضت کی تھی اُس عقل کے اتحاد کو یعنی پہلے جنم کے ریاضت کے تاثرات کو بروقت ہی حاصل کر لیتا ہے اور اے کرونندن!

(کروخاندان والے) اُس کے اثر سے وہ پھر معبود کے حصول کی شکل والی اعلیٰ کامیابی کے لئے کوشش کرنے لگتا ہے۔

पूर्वाभ्यासेन तेनैव हियते ह्यवशोऽपि सः ।
जिज्ञासुरपि योगस्य शब्दब्रह्मातिवर्तते ।। ४४।।

اعلیٰ مرتبت حضرات کے گھر دنیوی موضوعات کے زیر اثر رہنے پر بھی وہ پہلے جنم کی ریاضت سے راہِ معبود کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے اور جوگ میں کمزور کوشش والا وہ متجسس بھی زبان کے موضوع کو پار کر کے نجات والے مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔اُس کے حصول کا یہی طریقہ ہے۔کوئی ایک جنم میں حاصل کرتا بھی نہیں۔

प्रयत्नाद्यतमानस्तु योगी संशुद्धकिल्बिषः
अनेकजन्मसिद्धस्ततो याति परां गतिम् ।। ४५।।

مختلف جنموں سے اپنی کوشش میں لگا جوگی اعلیٰ کامیابی کو حاصل کر لیتا ہے کوشش کے ساتھ ریاضت کرنے والا جوگی تمام گناہوں سے اچھی طرح پاک ہو کر اعلیٰ نجات کو حاصل کر لیتا ہے، حصول کا یہی سلسلہ ہے، پہلے کمزور کوشش سے وہ جوگ کی شروعات کرتا ہے، من کے شوخ ہونے پر جنم لیتا ہے مرشد کے گھرانے میں داخلہ پاتا ہے اور ہر ایک جنم میں ریاضت کرتے ہوئے اُس مقام پر پہنچ جاتا ہے، جس کا نام اعلیٰ نجات، اعلیٰ مقام ہے۔شری کرشن نے کہا تھا کہ اِس جوگ میں تخم کا خاتمہ کبھی نہیں ہوتا۔آپ دو قدم چل بھر دیں، اُس وسیلے کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا، ہر حالت میں زندگی بسر کرتے ہوئے انسان ایسا کر سکتا ہے۔وجہ یہ ہے کہ تھوڑی ریاضت تو حالات سے گھرا رہنے والا انسان ہی کر پاتا ہے، کیوں کہ اُس کے پاس وقت کی کمی ہے، آپ کالے ہوں، گورے ہوں یا کسی جگہ کے ہوں گیتا سب کے لئے ہے، آپ کے لئے بھی ہے۔ بشرطیکہ آپ انسان ہوں، شدید کوشش والا چاہے جو ہو، لیکن کمزور کوشش والا، گھر بار والا (گرہست) ہی ہوتا ہے 'گیتا' گرہست، بیزار، تعلیم یافتہ، لاعلم، محض عام انسان کے لئے ہے

آلسی سادھو، نام والے عجوبے انسان کے لئے ہی نہیں۔ آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن فیصلہ دیتے ہیں۔

तपस्विभ्यो ऽधिको योगी ज्ञानिभयो ऽपि मतो ऽधिकः ।
कर्मिभ्यचाधिको योगी तस्माद्योगी भवार्जुन ।। ४६ ।।

ریاضت کشوں سے جوگی افضل ہے، عالموں سے بھی افضل مانا گیا ہے، عمل کرنے والوں سے بھی جوگی افضل ہے، لٰہذا ارجن! تو جوگی بن!

ریاضت کش :- ریاضت کش من کے ساتھ حواس کو اُس جوگ میں ڈھالنے کیلئے مشقت کرتا ہے، ابھی جوگ اس میں ڈھلا نہیں۔

عمل :- عملی اس معینہ عمل کا علم حاصل کر اس میں لگا رہتا ہے نہ تو وہ اپنی قوت سمجھ کر ہی لگا ہے اور نہ خود سپردگی کے ساتھ ہی لگا ہے۔ صرف عمل کرتا بھر ہے۔

عالم :- علم کی راہ والا انسان اُسی معینہ عمل، یگ کے خصوصی طریقِ کار کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اپنی قوت ارادی کو سامنے رکھ کر اُس میں لگا رہتا ہے۔ اُس سے ہونے والے نفع ونقصان کی ذمہ داری اُسی کی ہے۔ اُس پر نظر رکھ کر چلتا ہے۔

جوگی :- بے غرض عملی جوگی معبود پر منحصر ہو کر پوری عقیدت اور خود سپردگی کے ساتھ معینہ عمل، جوگ کی ریاضت، میں لگا ہوتا ہے، جس کی خیریت کی ذمہ داری معبود اور جوگ کے مالک شری کرشن خود لیتے ہیں۔ زوال کے حالات ہوتے ہوئے بھی اُس کے لئے زوال کا خوف نہیں ہے، کیوں کہ جس عنصر اعلیٰ کو چاہتا ہے، وہی اُسے سنبھالنے کی ذمہ داری بھی لے لیتا ہے۔

ریاضت کش ابھی جوگ کو اپنے اندر ڈھالنے میں کوشاں ہے، عامل صرف عمل جان کر کرتا بھر ہے، یہ گر بھی سکتے ہیں، کیوں کہ اِن دونوں میں سپردگی ہے اور نہ اپنے نفع ونقصان

کو دیکھنے کی صلاحیت، لیکن عالم جوگ کے حالات کو جانتا ہے، اپنی طاقت سمجھتا ہے، اس کی ذمہ داری اُسی پر ہے اور بے غرض عملی جوگی تو معبود کے اوپر اپنے کو پھینک چکا ہے یعنی اس کی پناہ میں جا پہنچا ہے، لہٰذا معبود سنبھالے گا۔ فلاح کامل کے راستے پر یہ دونوں ٹھیک چلتے ہیں، مگر جس کی ذمہ داری وہ معبود سنبھالتا ہے، وہ اِن سب میں افضل ہے، کیوں کہ وہ معبود نے اسے قبول کرلیا ہے۔ اس کا نفع ونقصان وہ معبود دیکھتا ہے۔ اس واسطے جوگی افضل ہے۔ لہٰذا ارجن تو جوگی بن، خودسپردگی کے ساتھ جوگ کا برتاؤ کر۔

جوگی افضل ہے، لیکن ان سے بھی وہ جوگی اعلیٰ افضل ہے، جو باطن سے لگا ہوتا ہے، اِسی پر کہتے ہیں۔

योगिनामपि सर्वेषा मद्गतेनान्तरात्मना ।

श्रद्धावान् भजते यो मां स मे युक्ततमो मतः ।।४७।।

تمام بے غرض عملی جوگی حضرات میں بھی جو عقیدت میں منہمک ہوکر پورے ضمیر سے، داخلی غور وفکر سے مجھے مسلسل یاد کرتا ہے، وہ جوگی مجھے اعلیٰ افضل قابل تعظیم ہے۔ یادالٰہی بناوٹی یا نمائش کی چیز نہیں ہے، اِس میں معاشرہ بھلے ہی موافق ہو، مگر معبود برخلاف ہوجاتے ہیں، یادِالٰہی بے انتہا بصیغۂ راز ہے اور وہ باطن سے ہوتا ہے۔ اُس کا مدوجزر باطن پر منحصر ہے۔

مغزسخن

اِس باب کے شروع میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ، ثمرہ کی امید سے مبرا ہوکر 'कार्यम् कर्म' یعنی کرنے کے لائق خصوصی طریقِ کار پر کاربند ہوتا ہے، وہی کامل ہے اور اُسی عمل کو کرنے والا ہی جوگی ہے۔ صرف اعمال یا آگ کو ترک کرنے والا جوگی یا کامل نہیں ہوتا،

ارادروں کا ایثار کئے بغیر کوئی بھی انسان کامل یا جوگی نہیں ہوتا۔ ہم ارادہ نہیں کرتے۔ محض ایسا کہہ دینے سے ارادے دامن نہیں چھوڑتے جوگ میں آمادہ ہونے کی خواہش والے انسان کو چاہئے کہ 'कार्यम् कर्म' کرنے لائق خاص طریقِ کار کرے۔ عمل کرتے کرتے جوگ میں ساکن ہوجانے پر ہی سارے ارادروں کا خاتمہ ہوجاتا ہے، اس سے پہلے نہیں، سارے ارادوں کا خاتمہ ہی ترک دنیا ہے۔

جوگ کے مالک نے پھر بتایا کہ روح جہنم میں جاتی ہے اور اُس کو نجات بھی ملتی ہے۔ جس انسان کے ذریعے من کے ساتھ حواس قابو میں کر لئے گئے ہیں، اُس کی روح اس کے لئے دوست بن کر دوستی کا سلوک کرتی ہے۔ اور یہ حالت نہایت افادی ہوتی ہے۔ جس کے ذریعے اِن پر قابو نہیں کیا گیا، اُس کے لئے اُسی کی روح دشمن بن کر دشمنی کا سلوک کرتی ہے مصیبتوں کی وجہ بنتی ہے لہٰذا انسان کو چاہئے کہ اپنی روح کو جہنم رسید نہ کرے، اپنے ذریعے اپنی روح کو نجات دلائے۔

انہوں نے حصول والے جوگی کی بودوباش بتائی، یگ کرنے کی جگہ، بیٹھنے کا آسن اور بیٹھنے کے طریقے پر انہوں نے بتایا کہ، جگہ یکسوئی والی اور صاف ستھری ہو، کپڑا، ہرن وغیرہ کی کھال یا کوس کی چٹائی میں سے کوئی ایک آسن ہو، عمل کے مطابق کوشش، اُسی کے مناسب خوراک و تفریح سونے جاگنے کی احتیاط پر انہوں نے زور دیا، جوگی کے قابو یافتہ طبیعت کی مثال انہوں نے ساکن فضا والی جگہ میں چراغ کی اُس لو سے دی جس میں لرزش نہیں ہوتی اور اِس طرح اُس قابو میں کی گئی طبیعت کی بھی جب تحلیل ہوجاتی ہے، اُس وقت وہ جوگ کی اعلیٰ حالت بے شمار مسرت کو حاصل کراتی ہے۔ دنیا کے ملنے اور بچھڑنے سے مبرا بے شمار سکون کا نام نجات ہے جوگ کا مطلب ہے، اس سے (معبود) سے ملن۔ جو جوگی اُس مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ وہ سارے جانداروں میں مساوی نظر والا ہوجاتا ہے، جیسی اپنی روح، ویسی ہی سب کی روح کو دیکھتا ہے وہ آخری اعلیٰ انجام کے سکون کو حاصل کرتا ہے لہٰذا جوگ ضروری ہے، من جہاں جہاں

جائے، وہاں وہاں سے گھسیٹ کر بار بار اس کو قابو میں کرنا چاہئے شری کرشن نے قبول کیا کہ من بڑی مشکل سے قابو میں ہونے والا ہے، لیکن قابو میں ہو جاتا ہے یہ ریاضت اور بیراگ کے ذریعہ قابو میں ہو جاتا ہے۔ کمزور کوشش والا انسان بھی مختلف جنموں کی ریاضت کے بعد اس مقام پر پہنچ جاتا ہے، جس کا نام اعلیٰ نجات یا اعلیٰ مقام ہے۔ ریاضت کشوں عالموں اور صرف عمل کرنے والوں سے جوگی افضل ہے، لہٰذا ارجن! تو جوگی بن۔ خود سپردگی کے ساتھ باطن سے جوگ پر کاربند ہو۔

پیش کردہ باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے خاص طور سے جوگ کے حصول کے لئے ریاضت پر زور دیا ہے، لہٰذا

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنشد وعلم تصوف اور علمِ ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں جوگِ ریاضت، (ابھیاس یوگ) نام کا چھٹا باب مکمل ہوتا ہے۔

اسطرح قابل احترام پرہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی، شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں، جوگِ ریاضت، (अभ्यास योग) نام کا چھٹا باب مکمل ہوا۔

(ہری اوم تت ست)

اوم شری پرماتمنے نمہ ۔

ساتواں باب

گزشتہ ابواب میں عموماً گیتا کے خاص خاص سبھی سوالات پورے ہو گئے ہیں۔ بے غرض عملی جوگ، علمی جوگ عمل، یگ کی شکل، اوراس کا طریقہ، جوگ کی حقیقی شکل اوراُس کا ثمرہ وہ اوتار، دوغلہ، ابدی، خودشناس عظیم انسان کے لئے بھی عوامی فلاح کیلئے عمل کرنے پرزور، جنگ وغیرہ پر تفصیل سے ذکر کیا گیا اگلے ابواب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے انھیں سے جڑے ہوئے تمام تکملہ سوالات کو اٹھایا ہے کہ، جن کا حل اور آغاز عبادت میں مددگار ثابت ہوگا۔

چھٹے باب کے آخری شلوک میں جوگ کے مالک نے یہ کہہ کر خود سوال کھڑا کر دیا کہ، جو جوگی 'मद्गतेनान्तरात्मना' مجھ میں اچھی طرح قائم باطن والا ہے اسے میں بے حد افضل جوگی مانتا ہوں روح مطلق میں اچھی طرح قیام کیا ہے؟ بہت سے جوگی حضرات روح مطلق کو حاصل تو کر لیتے ہیں، پھر بھی کہیں کوئی کمی انہیں کھٹکتی ہے۔ ذرا بھی کسر نہ رہ جائے ایسی حالت کب آئے گی؟ مکمل طور پر روح مطلق کا علم کب ہوگا؟ کب ہوتا ہے؟ اس پر جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں۔

شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

मय्यासक्तमनाः पार्थ योगं युन्जन्मदाश्रयः ।
असंशयं समग्रं मां यथा ज्ञास्यसि तच्छृणु ।। 1।।

پارتھ! تو مجھ میں راغب ہوئے من والا، باہری نہیں بلکہ (मदाश्रयः) یعنی میرا حامل ہو کر، جوگ میں لگا ہوا (چھوڑ کر نہیں) مجھکو جس طرح بلاشک وشبہہ جانے گا، اُس کو سن، جسے جاننے کے بعد ذرا سا بھی شک نہ رہ جائے، شوکتوں کی اُس مکمل جانکاری پر پھر زور دیتے ہیں۔

ज्ञानं तेऽहं सविज्ञानमिदं वक्ष्याम्यशेषतः ।
यज्ज्ञात्वा नेह भूयोऽन्यज्ज्ञातव्यमवशिष्यते ।।2।।

میں تجھے اِس خاص علم کے ساتھ علم کے بارے میں مکمل طور سے بتاؤں گا، تکملہ دور میں یگ جس کی تخلیق کرتا ہے، اس لافانی عنصر کے حصول کے ساتھ ملنے والی جانکاری کا نام علم ہے عنصر اعلیٰ روح مطلق کی روبرو جانکاری کا نام خصوصی علم ہے، عظیم انسان کو ایک ساتھ ہر جگہ کام کرنے کی جو صلاحیت حاصل ہوتی ہے وہ مخصوص علم، (विज्ञान) ہے۔ کس طرح وہ معبود ایک ساتھ سب کے دل میں کام کرتا ہے؟ کس طرح وہ اٹھاتا اور بیٹھاتا اور دنیوی فساد سے نکال کر منزل مقصود تک کا فاصلہ طے کرا لیتا ہے؟ اُس کے اس طور طریقہ کا نام مخصوص علم ہے۔ اس خصوصی علم کے ساتھ علم کو تفصیل سے بتاؤں گا، جسے جان کر (سن کر نہیں) دنیا میں اور کچھ بھی جاننے کے قابل نہیں رہ جائے گا۔ جاننے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔

मनुष्याणां सहस्रेषु कश्चिद्यतति सिद्धये ।
यततामपि सिद्धानां कश्चिन्मां वेत्ति तत्त्वतः ।। ३ ।।

ہزاروں انسانوں میں کوئی بڑلا ہی انسان میرے حصول کے لئے کوشش کرتا ہے اور اُن کوشش کرنے والوں جوگیوں میں بھی کوئی بڑلا ہی انسان مجھے عنصر (بدیہی دیدار) کے ساتھ جانتا ہے۔ اب مکمل عنصر ہے کہاں؟ ایک جگہ مادی شکل میں ہے یا ہر جگہ جلوہ گر ہے؟ اس پر جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں۔

भूमिरापोऽनलो वायुः खं मनो बुद्धिरेव च ।
अहंकार इतीयं मे भिन्ना प्रकृतिरष्टधा ।। ४ ।।

ارجن! زمین، پانی، آگ، ہوا اور آسمان و من، عقل و غرور ایسے یہ آٹھ قسموں والی میری قدرت ہے۔ یہ 'अष्टव्य' (مول پرکت یعنی) آٹھ عناصر والی بنیادی قدرت ہے۔

अपरेयमितस्त्वन्यां प्रकृतिं विद्धि मे पराम् ।
जीवभूतां महाबाहो ययेदं धार्यते जगत् ।। ५ ।।

(इयमं) یعنی یہ آٹھ قسموں والی میری غیر ماورا قدرت ہے، یعنی جامد قدرت ہے، بازوئے عظیم ارجن! اس سے دوسرے کو ذی شکل (ماورا) یعنی باجس قدرت سمجھ، جس کے

احاطے میں پوری کائنات ہے، وہ ہے ذی روح ۔ ذی روح بھی قدرت سے وابستہ رہنے کی وجہ سے وہ بھی قدرت ہی ہے۔

एतद्योनीनि भूतानि सर्वाणीत्युपधारय ।
अहं कृत्स्नस्य जगतः प्रभवः प्रलयस्तथा ॥ ६ ॥

ارجن ایسا سمجھ کہ تمام جانداران عظیم قدرتوں سے ماوریٰ اور غیر ماوریٰ قدرتوں سے ہی پیدا ہونے والے ہیں یہی دونوں واحد شکلیں (یونیاں) ہیں ۔ میں تمام دنیا کی تخلیق اور قیامت (प्रलय) کی شکل ہوں یعنی اصل بنیاد ہوں، دنیا کی تخلیق مجھ سے ہے اور (قیامت) تحلیل بھی مجھ میں ہے۔ جب تک قدرت موجود ہے، تب تک میں ہی اُس کی تخلیق ہوں، اور جب کوئی عظیم انسان قدرت کا پار پالیتا ہے، تب میں ہی (महाप्रलय) عظیم قیامت بھی ہوں، جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

''کائنات کی تخلیق اور قیامت کے سوال کو انسانی معاشرہ نے تجسس کے ساتھ دیکھا ہے دنیا کی مختلف شریعتوں میں اسے کسی نہ کسی طرح سمجھنے کی کوشش چلی آرہی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ قیامت میں دنیا ڈوب جاتی ہے۔ تو کسی کے مطابق سورج اتنا نیچے آجاتا ہے کہ زمین جل جاتی ہے، کوئی اِسی کو قیامت کہتا ہے کہ اِسی دن سب کو ان کے اعمال کا فیصلہ سنایا جاتا ہے، تو کوئی روز بروز کی قیامت، کسی وجہ سے قیامت کا حساب و کتاب لگانے میں مشغول ہے، لیکن جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق قدرت ابدی ہے۔ بدلاؤ ہوتے رہتے ہیں، لیکن یہ ختم کبھی نہیں ہوئی۔

ہندوستانی مذہبی کتابوں کے مطابق مورث اول منُو نے قیامت کو دیکھا تھا اس کے ساتھ گیارہ عابدوں نے مچھلی کی سنگھ میں کشتی باندھ کر ہمالیہ کی ایک اونچی چوٹی پر پناہ لی تھی! کارساز شری کرشن کی نصیحتوں اور زندگی سے تعلق رکھنے والی ان کے دور کی شریعت بھاگود میں مرکنڈو مُنی کے فرزند مارکنڈ جی کے ذریعہ قیامت प्रलय کا چشم دید بیان پیش کیا گیا ہے۔ وہ ہمالیہ

کے شمال کی جانب 'भद्रा' 'पुष्प' پشپ بھدراندی کے کنارے رہتے تھے۔

بھاگود کے بارہویں فصل کے آٹھویں اورنویں باب کے مطابق شونگ وغیرہ عابدوں نے (سُوت جی) سے پوچھا کہ مارکنڈے جی عظیم قیامت प्रलय کے دن برگد کے پتے پر بندہ پرور بال مکند کے دیدار کا شرف حاصل کیا تھا،لیکن وہ توہمارے ہی خاندان کے تھے۔ہم سے کچھ ہی وقت پہلے ہوئے تھے۔ان کے جنم کے بعد نہ کوئی قیامت ہوئی اوراور نہ دنیا ہی ڈوبی۔سب کچھ جیسا کا تیسا ہے، ،تب انہوں نے کیسے قیامت प्रलय دیکھی؟ سوت جی، نے بتایا کہ مارکنڈے جی کی التجا سے خوش ہوکر نرنارائن (ایک اوتار) نے انہیں اپنا دیدار کرایا، مارکنڈے جی نے کہا کہ میں آپ کی وہ کارسازی دیکھنا چاہتا ہوں جس کے زیراثر یہ روح بے شمار شکلوں (یونیوں) میں چکرلگاتی ہے۔بھگوان نرنارائن نے اُن کی یہ گزارش منظور کی اور ایک روز جب مُنی اپنے خانقاہ میں معبود کے غوروفکر میں ڈوب رہے تھے،تب انہیں دکھائی پڑا کہ چاروں طرف سے سمندر اُمڈکر ان کے اوپر آرہا ہے۔اُس میں (نہنگ) چھلانگیں لگا رہے تھے۔ان کی گرفت مین عابد مارکنڈے بھی آرہے تھے۔وہ اِدھر اُدھر بچنے کے لئے بھاگ رہے تھے،آسمان،سورج، زمین، چاند، جنت، تمام ستارے سبھی اس سمندر میں ڈوب گئے۔اتنے میں مارکنڈے جی کو برگد کا درخت اور اُس کے پتے پر ایک طفل دکھائی پڑا، سانس کے ساتھ شری مارکنڈے جی بھی اُس طفل کے پیٹ میں چلے گئے اوراپنی خانقاہ، حلقۂ سورج کے ساتھ کائنات کوزندہ پایااور پھر سانس کے ساتھ اُس طفل کے پیٹ سے وہ باہر نکل آئے۔آنکھ کھلنے پر عابد مارکنڈے نے اپنے کو اُسی خانقاہ میں اپنے ہی آسن پر موجود پایا۔

ظاہر ہے کہ کروڑوں سال کی یادرب کے بعد عابد مارکنڈے جی نے خدائی منظر کو اپنے من میں دیکھا، تجربہ میں دیکھا باہر سب کچھ جیسے کا تیسا برقرار تھا، لہٰذا تحلیل قیامت प्रलय جوگی کے باطن میں معبود سے ملنے والا احساس ہے۔یادالٰہی کے تکملہ دور میں جوگی کے دل میں دنیا کا اثر ختم ہوکر غیر مرئی معبود ہی باقی بچتا ہے یہی قیامت ہے باہر قیامت نہیں ہوتی ہے۔عظیم قیامت جسم

رہتے ہی وحدانیت کی غیر مرئی حالت ہے۔ یہ عملی ہے، صرف عقل سے فیصلہ لینے والے شک کو ہی پیدا کرتے ہیں، چاہے ہم ہوں یا آپ اِسی پر آگے دیکھیں''

मत्तः परतरं नान्यत्किन्चिदस्ति धनंजय ।
मयि सर्वमिदं प्रोतं सूत्रे मणिगणा इव ॥ ७ ॥

دھننجے! میرے سوا مطلق بھی کوئی دوسری چیز نہیں ہے، یہ تمام دنیا جواہر کی مالا کی طرح میرے میں گتھی ہوئی ہے۔ ہے تو، لیکن جانیں گے کب؟ جب (اس باب کے اول شلوک کے مطابق) لاشریک رغبت (عقیدت) سے میرا حامل ہو کر جوگ میں اُسی طرح سے لگ جائیں۔ اِس کے بغیر نہیں، جوگ میں لگنا ضروری ہے۔

रसोऽहमप्सु कौन्तेय प्रभास्मि शशिसूर्ययोः ।
प्रणवः सर्ववेदेषु शब्दः खे पौरुषं नृषु ॥ ८ ॥

کون تے! پانی میں میں لذت ہوں چاند اور سورج میں روشنی ہوں، سارے ویدوں میں اوم کار ہوں، (او+اہم+کار) خود کا آکار۔ خود کی شکل ہوں، آسمان میں آواز اور انسانوں میں اُس کی مردانگی ہوں، اور میں۔

पुण्यो गन्धः पृथिव्यां च तेजश्चास्मि विभावसौ ।
जीवनं सर्वभूतेषु तपश्चास्मि तपस्विषु ॥ ९ ॥

زمین میں پاک مہک اور آگ میں جلال ہوں، سارے جانداروں میں ان کی زندگی ہوں، اور ریاضت کشوں میں ان کی ریاضت ہوں۔

बीजं मां सर्वभूतानां विद्धि पार्थ सनातनम् ।
बुद्धिर्बुद्धिमतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम् ॥१०॥

پارتھ! تو سارے جانداروں کی ابدی وجہ یعنی تخم مجھے ہی جان۔ میں عقلمندوں کی عقل جلالی حضرات کا جلال ہوں، اِسی تسلسل میں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں۔

बलं बलवतां चाहं कामरागविवर्जितम् ।
धर्माविरुद्धो भूतेषु कामोऽस्मि भरतर्षभ ॥ ११ ॥

ہے بھرت! خاندان میں افضل ارجن ۔ میں طاقتوروں کی خواہش اور رغبت سے خالی طاقت ہوں، دنیا میں سب طاقتور ہی تو بنتے ہیں، کوئی محنت ومشقت کرتا ہے۔(ڈنڈ بیٹھک لگا تا ہے) کوئی ایٹمی طاقت اکٹھا کرتا ہے لیکن نہیں شری کرشن کہتےہیں کہ خواہش اور رغبت سے ماوریٰ جو حقیقی طاقت ہے وہ میں ہوں، وہی حقیقی طاقت ہے سارے جانداروں میں دین کے مطابق خواہش میں ہوں ۔ اعلیٰ معبود روحِ مطلق ہی واحد دین ہے جو سب کو سنبھالے ہوئے ہے، جو دائمی روح ہے وہی ہے جو اُس سے مطابقت رکھنے والی خواہش ہے، میں ہوں، آگے بھی شری کرشن نے کہا کہ ارجن ۔ میرے حصول کی خواہش کر۔ سب خواہشات کی تو ممانعت ہے، لیکن اُس روح مطلق کو حاصل کرنے کی خواہش ضروری ہے، ورنہ آپ وسیلہ والے عمل میں نہیں لگ پائیں گے۔ ایسی خواہش بھی میرا کرم ہے۔

ये चैव सात्त्विका भावा राजसास्तामसाश्च ये ।
मत्त एवेति तान्विद्धि न त्वहं तेषु ते मयि ।। १२ ।।

اور بھی جو ملکات فاضلہ سے پیدا ہونے والے احساسات ہیں، جو ملکات ردیہ جو ملکات مذموم سے پیدا ہونے والے احساسات ہیں، ان سب کو تو مجھ سے ہی پیدا ہونے والے ہیں ایسا سمجھ لیکن حقیقت میں ان میں مَیں اور وہ مجھ میں نہیں ہیں۔ کیوں کہ نہ میں ان میں گم ہوں اور نہ وہ ہی میرے اندر داخل ہو پاتے ہیں ۔ کیوں کہ مجھے عمل سے لگاؤ نہیں ہے میں لاملوث ہوں، مجھے اُن میں کچھ حاصل نہیں کرنا ہے۔ لہٰذا مجھ میں داخل نہیں ہو پاتے ایسا ہونے پر بھی۔

جس طرح روح کی موجودگی سے ہی جسم کو بھوک اور پیاس لگتی ہے، روح کو اناج یا پانی سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اُسی طرح قدرت روحِ مطلق کی موجودگی میں ہی اپنا کام کر پاتی ہے، روح مطلق اس کی صفات اور کاموں سے لاتعلق رہتا ہے۔

त्रिभिर्गुणमयैर्भावैरेभिः सर्वमिदं जगत् ।
मोहितं नाभिजानाति मामेभ्यः परमव्ययम् ।। १३ ।।

ملکات فاضلہ، ملکات ردیہ اور ملکات مذموم اِن تینوں صفات کے زیر اثر یہ ساری دنیا اس اسے فریفتہ ہورہی ہے۔ اس واسطے لوگ ان تینوں صفات سے ماوریٰ مجھ لافانی کو عنصر سے اچھی طرح نہیں جانتے میں اِن تینوں صفات سے ماوریٰ ہوں۔ یعنی جب تک ذراسی بھی صفات کی پرت موجود ہے، تب تک کوئی مجھے نہیں جانتا، اُسے ابھی چلنا ہے، وہ راہی ہے اور۔

दैवी ह्येषा गुणमयी मम माया दुरत्यया ।
मामेव ये प्रपद्यन्ते मायामेतां तरन्ति ।। १४ ।।

تینوں صفات سے مزین میری یہ حیرت انگیز کارسازی بے حد دشوار ہے، لیکن جو انسان مجھے ہی مسلسل یاد کرتے ہیں، وہ لوثِ دنیا پر فتح حاصل کر لیتے ہیں یہ کارسازی ہے تو روحانی، لیکن اگربتی جلا کر اِس کی عبادت نہ کرنے لگیں، اِس سے نجات پانا ہے۔

न मां दुष्कृतिनो मूढाः प्रपद्यन्ते नराधमाः ।
माययापहृतज्ञाना आसुरं भावमाश्रिताः ।। १५ ।।

جو مجھے لگاتار یاد کرتے ہیں، وہ جانتے ہیں۔ پھر بھی لوگ میری یاد سے غافل رہتے ہیں فطرت کے ذریعہ جن کے علم کا اغوا کر لیا گیا ہے، جو دنیوی خصلت کے حامل ہیں، انسانوں میں بدذات، خواہش، غصہ وغیرہ برے کاموں کو کرنے والے جاہل لوگ مجھے نہیں یاد کرتے۔ تو یاد کرتا کون ہے؟

चतुर्विधा भजन्ते मां जनाः सुकृतिनोऽर्जुन ।
आर्तो जिज्ञासुरर्थार्थी ज्ञानी च भरतर्षभ ।। १६ ।।

اے بھرت خاندان میں افضل ارجن! سُکر یتنیہ सुक्रतिन افضل یعنی معینہ عمل (جس کے ثمرہ میں شرف کا حصول ہو، اسکو) کرنے والے، अर्थार्थी یعنی خواہش مند، آرتہ، یعنی دکھ درد سے چھٹنے کی خواہش والے، जिज्ञासु یعنی ظاہری طور سے جاننے کا تجسس والے اور، گیانی، یعنی جو داخل ہونے کی حالت میں ہیں، یہ چاروں طرح کے عقیدت مند مجھے یاد کرتے ہیں۔

ارتھ (سرمایہ) وہ چیز ہے، جس سے ہمارے جسم خواہ متعلقات پوری ہوتی ہو۔ لہٰذا سرمایہ، خواہشات یہ سب کچھ پہلے معبود کے ذریعے پوری ہوتی ہیں شری کرشن کہتے ہین کہ میں ہی پورا کرتا ہوں، لیکن اتنا ہی حقیقی سرمایہ نہیں ہے۔ روحانی دولت، ہی ہمیشہ قائم رہنے والی دولت ہے۔ یہی سرمایہ अर्थ ہے دنیوی سرمایہ کو پورا کرتے کرتے معبود حقیقی سرمایہ کو روحانی دولت کی طرف بڑھا دیتے ہیں، کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اتنے سے ہی میرا معتقد بامسرت نہیں ہوگا، لہٰذا وہ روحانی دولت بھی اسے عطا کرنے لگتے ہیں۔ 'लोक लाहु परलोक निबाहू' اس دنیا میں منافع اور عالم بالا میں گزارہ یہ دونوں معبود کی چیزیں ہیں۔ اپنے بندہ کو خالی نہیں رہنے دیتے۔

آرتیہ! غمگسار۔ جو غمزدہ ہو، متجس پورے طور سے جاننے کی تجسس رکھنے والے متجس لوگ مجھے یاد کرتے ہیں۔ ریاضت کی پختہ حالت میں دیدار (بدیہی دیدار) کے مقام پر پہنچے ہوئے عالم حضرات بھی مجھے یاد کرتے ہیں، اِس طرح کے چار طرح کے معتقد ہیں جو مجھے یاد کرتے ہیں جن میں عالم افضل ہے یعنی عالم بھی بندہ ہی ہے۔

तेषां ज्ञानी नित्ययुक्त एकभक्तिर्विशिष्यते ।
प्रियोहि ज्ञानिनोऽत्यर्थमहं स च मम प्रियः ।। १७ ।।

ارجن! ان میں بھی جو ہمیشہ کیلئے مجھ میں تحلیل ہے، پرخلوص بندگی والا عالم خصوصی ہے، کیوں کہ بدیہی دیدار کے ساتھ علم رکھنے والے عالم کو میں بے حد محبوب ہوں اور وہ عالم بھی مجھے بے حد عزیز ہے۔ وہ عالم میرا ہی ہم مرتبت ہے۔

उदाराः सर्व एवैते ज्ञानी त्वात्मैव मे मतम् ।
आस्थितः स हि युक्तात्मा मामेवानुत्तमां गतिम् ।। १८ ।।

اگر چہ یہ چاروں طرح کے بندے روادار ہی ہیں (کون سی رواداری کردی؟ کیا آپ کی بندگی سے معبود کو کچھ حاصل ہو جاتا ہے؟ کیا معبود میں کوئی کمی ہے، جسے آپ نے پوری کردی؟ نہیں، درحقیقت وہی روادار ہے جو اپنی روح کو جہنم میں نہ پہنچائے، جو اُس کی نجات

کیلئے آگے، بڑھ رہا ہے، اس طرح یہ سب روادار ہیں) لیکن عالم تو مجسم میری شبیہ ہی ہے، ایسا میرا ماننا ہے، کیوں کہ وہ مستقل مزاج عالم بندہ بہترین انجام کی شکل میں میرے اندر مقام پا چکا ہے، یعنی وہ میں ہوں، وہ مجھ میں ہے مجھ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اِسی پر پھر زور دیتے ہیں کہ۔

बहूनां जन्मनामन्ते ज्ञानवान्मां प्रपद्यते ।
वासुदेवः सर्वमिति स महात्मा सुदुर्लभः ॥ १९ ॥

ریاض کرتے کرتے مختلف، پیدائشوں کے آخر میں، حصول والے پیدائش میں دیدار نصیب عالم سب کچھ معبود ہی ہے۔ اِس طرح مجھ کو یاد کرتا ہے، وہ عابد بے حد کمیاب ہے وہ کسی معبود کا مجسمہ نہیں گڑھواتا بلکہ داخلی طور پر اپنے اندر اُس اعلیٰ معبود کی رہائش پاتا ہے اُسی عالم مرد کامل کو شری کرشن رمز شناس، بھی کہتے ہیں، انہیں عظیم انسانوں سے خارجی معاشرہ میں بھلائی ممکن ہے۔ اِس طرح کے روبرو رمز شناس عظیم انسان شری کرشن کے الفاظ میں بے حد کمیاب ہیں۔

جب شرف اور دنیوی تعیّشات (نجات اور عیش) دونوں ہی معبود سے حاصل ہوتے ہیں، تب سبھی کو واحد معبود کو ہی یاد کرنا چاہیئے پھر بھی لوگ انہیں یاد نہیں کرتے۔ کیوں؟ شری کرشن کے ہی الفاظ میں۔

कामैस्तैस्तैर्हृतज्ञानाः प्रपद्यन्तेऽन्यदेवताः ।
तं तं नियममास्थाय प्रकृत्या नियताः स्वया ॥ २० ॥

وہ رمز شناس مرد کامل یا روح مطلق ہی سب کچھ ہے۔ لوگ ایسا سمجھ نہیں پاتے، کیوں کہ عیش وعشرت کی خواہشات کے ذریعہ لوگوں کی عقل اغوا کر لی گئی ہے۔ لہٰذا وہ اپنی خصلت یعنی مختلف پیدائشوں سے حاصل کیئے گئے۔ تاثرات کے زیر اثر ترغیب پا کر مجھ روح مطلق سے الگ دوسرے دیوتاؤں اور انہیں حاصل کرنے کیلئے مروجہ رواجوں کی پناہ لیتے ہیں۔ یہاں

دوسرے دیوتاؤں کا ذکر پہلی باہر آیا ہے۔

यो यो यां यां तनुं भक्तः श्रद्धयार्चितुमिच्छति ।
तस्य तस्याचलां श्रद्धां तामेव विदधाम्यहम् ।। २१ ।।

خواہش والا عقیدت مند جس جس دیوتا کی مجسمہ کی عقیدت کے ساتھ عبادت کرنا چاہتا ہے، میں اُسی دیوتا میں اُس کی عقیدت کو مستقل کرتا ہوں۔ میں مستقل کرتا ہوں کیوں کہ دیوتا نام کی کوئی چیز ہوتی تب تو وہ دیوتا ہی اِس عقیدت کو مستقل کرتا؟

स तया श्रद्धया युक्तस्तस्याराधनमीहते ।
लभते च ततः कामान्मयैव विहितान्हि तान् ।। २२ ।।

وہ انسان اُس عقیدت کا حامل ہوکر اس دیوتا کی مجسمہ کی عبادت میں مستعد ہوتا ہے کہ اور اُس دیوتا کے وسیلے سے میرے ہی ذریعے بنائے گئے ان خواستہ عیش وعشرت کو بلا شبہ حاصل کرتا ہے۔ عیش وعشرت کون عطا کرتا ہے؟ میں ہی عطا کرتا ہوں اس کی عقیدت کا ثمرہ ہے۔ عیش، نہ کہ کسی دیوتا کی دین۔ لیکن وہ ثمرہ تو حاصل کر ہی لیتا ہے، پھر اس میں برائی کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

अन्तवत्तु फलं तेषां तद्भवत्यल्पमेधसाम् ।
देवान्देवयजो यान्ति मद्भक्ता यान्ति मामपि ।। २३ ।।

لیکن ان کم عقل والوں کو ملنے والا وہ ثمرہ فانی ہے۔ آج ثمرہ ہے تو، لطف اٹھاتے اٹھاتے ختم ہوجائے گا لہٰذا فانی ہے۔ دیوتاؤں کی عبادت کرنے والے دیوتاؤں کو حاصل کرتے ہیں اور دیوتا بھی فانی ہے۔ دیوتاؤں سے لگاؤ دنیا کی ساری چیزیں تغیر پذیر اور ختم ہونے والی ہیں، میرا معتقد مجھے حاصل کرتا ہے، جو غیر مرئی جو عقیدت کی انتہا ہے اُس اعلیٰ سکون کو حاصل کرتا ہے۔

باب تین میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ اِس یگ کے ذریعہ تم لوگ دیوتاؤں یعنی روحانی دولت کا اضافہ کرو، جیسے جیسے روحانی دولت میں اضافہ ہوگا، ویسے ویسے

تمہاری ترقی ہوگی، سلسلے وار ترقی کرتے کرتے اعلیٰ شرف کو حاصل کرلو، یہاں دیوتا اس روحانی دولت کا انبوہ ہے، جس سے اعلیٰ معبود روح مطلق کی مرتبت کو حاصل کیا جاتا ہے۔ روحانی دولت نجات کے لئے ہے، جس کے ۲۶ نشانات کا بیان گیتا کے سولہویں باب میں کیا گیا ہے۔

دیوتا من کے درمیان اعلیٰ معبود روح مطلق کے خاصہ کو حاصل کرنے والی نیک صفات کا نام ہے۔ تھی تو یہ اندر کی چیز، لیکن وقت کے ساتھ لوگوں نے اندر کی چیز کو باہر دیکھنا شروع کر دیا، مجسموں کو گڑھ لیں، عبادت کے تمام طور طریقے (کرم کانڈ) بنا ڈالے اور حقیقت سے دور کھڑے ہو گئے، شری کرشن نے اِس گمراہی کا حل مذکورہ بالا چار شلوکوں میں کیا، گیتا میں پہلی بار، دوسرے دیوتاؤں، کا نام لیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دیوتاؤں کا کوئی وجود نہیں ہوتا، لوگوں کی عقیدت جہاں سر جھکاتی ہے، وہاں میں ہی کھڑا ہو کر اُن کی عقیدت کی تائید کرتا ہوں اور میں ہی وہاں ثمرہ بھی دیتا ہوں، وہ ثمرہ بھی فانی ہے۔ ثمرات ختم ہو جاتے ہیں، دیوتا ختم ہو جاتے ہیں اور دیوتاؤں کا پرستار بھی ختم ہو جاتا ہے، جن کا عرفان ختم ہو گیا ہے، وہ جاہل ہی دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں، شری کرشن یہاں تک کہتے ہیں کہ دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرنے کا اصول ہی غیر مناسب ہے (آگے دیکھیں باب نو ۱۹/۲۳)

अव्यक्तं व्यक्तिमापन्नं मन्यन्ते मामबुद्धयः ।
परं भावमजानन्तो ममाव्ययमनुत्तमम् ।। २४ ।।

اگر چہ جب دیوتاؤں کی شکل میں دیوتا نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں، جو ثمرہ ملتا ہے وہ بھی فانی ہے پھر بھی سب لوگ مجھے یاد نہیں کرتے، کیوں کہ کم عقل انسان (جیسا گزشتہ شلوک میں آیا کہ خواہشات کے ذریعہ جن کی عقل کا اغوا ہو گیا ہے، وہ)

میرے بہترین، لافانی اور اعلیٰ اثر کو اچھی طرح نہیں جانتے، لہٰذا وہ مجھ غیر مرئی انسان کو مجسّمہ انسان والے احساس کو حاصل ہوا مانتے ہیں، یعنی شری کرشن بھی انسانی جسم کو قبول کرنے والے جوگی تھے، جوگ کے مالک تھے جو خود جوگی ہو اور دوسروں کو بھی جوگ عطا کرنے کی جس

میں صلاحیت ہو، اسے جوگ کا مالک (योगेश्वर) کہتے ہیں، ریاضت کے صحیح دَور میں پڑ کر رفتہ رفتہ ترقی ہوتے ہوتے عظیم انسان بھی اُسی اعلیٰ احساس میں مقام پالیتے ہیں، جسمانی انسان ہوتے ہوئے بھی وہ اسی غیر مرئی حقیقی شکل میں قائم ہوجاتے ہیں، پھر بھی خواہشات سے مجبور کم عقل والے انہیں عام آدمی ہی مانتے ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ ہماری ہی طرح تو یہ بھی پیدا ہوئے ہیں بندنواز کیسے ہوسکتے ہیں؟ ان بے چاروں کا قصور بھی کیا ہے۔ نظر ڈالتے ہیں تو ظاہری طور سے جسم ہی دکھائی پڑتا ہے، وہ عظیم انسان کے حقیقی شکل کو دیکھ کیوں نہیں پاتے، اس بارے میں جوگ کے مالک شری کرشن سے ہی سنیں

नाहं प्रकाशः सर्वस्य योगमायासमावृतः ।
मूढोऽयं नाभिजानाति लोको मामजमव्ययम् ।। २५ ।।

عام انسان کے لئے فطرت ایک پردہ ہے، جس کے ذریعے روح مطلق پورے طور سے مخفی ہے جوگ کی ریاضت سمجھ کر وہ اِس میں لگا ہوا ہوتا ہے، اِس کے بعد جوگ کی فطرت (योगमाया) یعنی جوگ کا عمل بھی ایک پردہ ہی ہے۔ جوگ کا آغاز کرتے کرتے اس کی انتہا جوگ کے راستے پر چلنے کی صلاحیت آجانے پر وہ مخفی ہوا روح مطلق ظاہر ہوتا ہے۔ جوگ کے مالک کہتے ہیں کہ میں اپنی جوگ کی فطرت سے ڈھکا ہوا ہوں، صرف جوگ کی پختہ حالت والے ہی مجھے حقیقی شکل میں دیکھ سکتے ہیں میں سب کے لئے ظاہر نہیں ہوں، لہٰذا یہ کم عقل انسان مجھ جنم سے عاری (جسے اب پیدا نہیں ہونا ہے) لافانی (جس کو موت نہیں آتی ہے) غیر مرئی شکل (جسے پھر ظاہر نہیں ہونا ہے) کو نہیں جانتا، ارجن بھی شری کرشن کو اپنی ہی طرح انسان مانتا تھا، آگے انہوں نے نذر عطا کی تو ارجن عاجزی سے کہنے لگا، التجا کرنے لگا، درحقیقت غیر مرئی کے مقام پر فائز عظیم انسان کو پہچاننے میں ہم لوگ عموماً نابینا ہی ہیں، آگے فرماتے ہیں۔

वेदाहं समतीतानि वर्तमानानि चार्जुन ।
भविष्याणि च भूतानि मां तु वेद न कश्चन ।। २६ ।।

ارجن! میں ماضی حال اور مستقبل میں ہونے والے تمام جانداروں کو جانتا ہوں، لیکن مجھے کوئی نہیں جانتا۔ کیوں نہیں جان پاتا؟

इच्छाद्वेषसमुत्थेन द्वन्द्वमोहेन भारत ।
सर्वभूतानि सम्मोहं सर्गे यान्ति परंतप ॥ २७ ॥

بھرت کے خاندان والے ارجن! طلب اور کینہ یعنی حسد وعداوت وغیرہ وبال کی فریفتگی سے دنیا کے تمام جاندار بے انتہا فریفتہ ہو رہے ہیں، لہٰذا مجھے نہیں جان پاتے، تو کیا کوئی جانے گا ہی نہیں؟ جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں۔

येषां त्वन्तगतं पापं जनानां पुण्यकर्मणाम् ।
ते द्वन्द्वमोहनिर्मुक्ता भजन्ते मां दृढव्रताः ॥ २८ ॥

مگر افادی عمل (جو بار بار جنم لینے کا خاتمہ کرنے والا ہے، جس کا نام کرنے لائق عمل، معینہ عمل، یگ کا طریق کارکہہ کر بار بار سمجھایا ہے اُس عمل کو) کرنے والے جن بندوں کا گناہ ختم ہو گیا ہے، وہ حسد، عداوت وغیرہ وبال کی فریفتگی سے اچھی طرح آزاد ہو کر، عزم مستحکم رہ کر مجھے یاد کرتے ہیں، کس لئے یاد کرتے ہیں؟

जरामरणमोक्षाय मामाश्रित्य यतन्ति ये ।
ते ब्रह्म तद्विदुः कृत्स्नमध्यात्मं कर्म चाखिलम् ॥ २९ ॥

جو میری پناہ میں آ کر ضعیفی اور موت سے نجات پانے کیلئے کوشش کرتے ہیں، وہ انسان اُس معبود کو، میری روحانیت کو اور مکمل عمل کو جانتے ہیں اور اسی تسلسل میں۔

साधिभूताधिदैवं मां साधियज्ञं च ये विदुः ।
प्रयाणकालेऽपि च मां ते विदुर्युक्तचेतसः ॥ ३० ॥

جو انسان مخصوص جاندار (अधिभूत) مخصوص دیوتا (अधिदेव) اور مخصوص یگ (अधियज्ञ) کے ساتھ مجھے جانتے ہیں، مجھ میں مضمر طبیعت والے وہ انسان آخری وقت میں بھی مجھ کو

ہی جانتے ہیں ، مجھ میں ہی قائم رہتے ہیں اور مجھے ہمیشہ ہی مجھے حاصل رہتے ہیں چھبیسویں اور ستائیسویں شلوک میں انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی نہیں جانتا، کیوں کہ وہ فریفتگی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ لیکن تو اُس فریفتگی سے چھٹنے کے لئے کوشاں ہے وہ (۱) مکمل معبود ہے (۲) مکمل روحانیت (۳) مکمل عمل (۴) مکمل مخصوص جاندار (۵) مکمل مخصوص دیوتا (۶) مکمل مخصوص یگ کے ساتھ مجھ کو جانتے ہیں یعنی اِن سب کا ثمرہ میں مرشد کامل ہوں، وہی مجھے جانتا ہے، ایسا نہیں کہ کوئی نہیں جانتا۔

اس ساتویں باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ لاشریک عقیدت سے میری سپردگی میں آ کر، میری پناہ میں ہوکر جو جوگ میں لگتا ہے، وہ پوری طرح سے مجھے جانتا ہے! مجھے جاننے کیلئے ہزاروں میں سے کوئی شاذ ہی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنے والوں میں شاذ ہی کوئی جانتا ہے! وہ مجھے مادی شکل میں ایک ہی جگہ پر نہیں بلکہ ہر جگہ جاری وساری دیکھتا ہے! آٹھ قسموں والی میری جامد قدرت ہے اور اس کے مابین ذی روح کی شکل میری ذی حِس قدرت ہے! انھیں دونوں کے توسط سے پوری دنیا کھڑی ہے! جلال وقوت میرے ہی ذریعے ہیں حسد اور خواہش سے خالی طاقت اور دین کے مطابق خواہش بھی میں ہی ہوں! جیسا کہ ساری خواہشات کیلئے تو ممانعت ہے، لیکن مجھے حاصل کرنے کیلئے خواہش کر! ایسی خواہش کا پیدا ہونا میرا ہی رحم وکرم ہے! صرف روح مطلق کو حاصل کرنے کی خواہش ہی، دینی خواہش ہے!

شری کرشن نے بتایا کہ میں تینوں صفات سے مبّرا ہوں! میں اعلیٰ معبود کا لمس کر کے اُسکے اعلیٰ احساس میں قائم ہوں، لیکن عیش میں ڈوبے جاہل انسان سیدھے مجھکو نہ یاد کر دوسرے دیوتاؤں

کی عبادت کرتے ہیں، جب کہ وہاں دیوتا نام کا کوئی ہے ہی نہیں! پتھر، پانی، درخت، جس کی بھی وہ عبادت کرنا چاہتے ہیں، اُسی میں ان کی عقیدت کو میں ہی تصدیق کرتا ہوں! اُسکے پردہ میں کھڑا ہوکر میں ہی ثمرہ دیتا ہوں، کیوں کہ نہ وہاں کوئی دیوتا ہے، نہ کسی دیوتا کے پاس کوئی عیش ہی ہے! لوگ مجھے عام آدمی سمجھ کرنہیں یاد کرتے، کیوں کہ میں جوگ کے طریق کار کے ذریعہ پردے میں ہوں! آغاز کرتے کرتے جوگ کی فطرت کا پردہ ہٹا لینے والے ہی مجھ جسم والے کو بھی غیر مرئی شکل سے جانتے ہیں! دوسری حالت میں نہیں۔

میرے معتقد چار طرح کے ہیں۔ دولت کے خواہش مند، بے قرار، متجسس اور عالم! غور وفکر کرتے کرتے مختلف پیدائشوں کے دور سے گزرتے ہوئے آخری جنم میں حصول والا عالم میرا ہی ہم مرتبت ہے، یعنی مختلف پیدائشوں سے غور وفکر کر اس شکل ربانی کو حاصل کیا جاتا ہے! حسد وعداوت کی فریفتگی سے گھرے ہوئے انسان مجھے کبھی بھی نہیں جان سکتے، لیکن حسد، عداوت کے فریب سے الگ ہوکر جو معینہ عمل (جسے مختصر میں عبادت کہہ سکتے ہیں) کا غور وفکر کرتے ہوئے ضعیفی اور موت سے چھوٹنے کے لئے کوشش میں لگے ہیں، وہ انسان مکمل طور سے مجھے جان لیتے ہیں، وہ مکمل معبود کو، مکمل روحانیت کو، مکمل مخصوص دیوتا کو، مکمل عمل کو اور مکمل یگ کے ساتھ مجھے جانتے ہیں وہ مجھ میں داخل ہوتے ہیں اور آخری وقت میں مجھ کو ہی جانتے یعنی پھر کبھی بھولتے نہیں ہیں۔

اس باب میں روح مطلق کے مکمل علم کا تجزیہ ہے، لہٰذا اسطرح سے شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں، علم مکمل (समग्र जानकारी) نام کا ساتواں باب مکمل ہوتا ہے۔ اسطرح قابل احترام پرمہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعہ لکھی شری مد بھگود گیتا کی تشریح "یتھارتھ گیتا" میں، علم مکمل (समग्र जानकारी) نام کا ساتواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿آٹھواں باب﴾

ساتویں باب کے آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ، افادی عمل (معینہ عمل، عبادت کو کرنے والے جوگی تمام گناہوں سے نجات پا کر اُس صاحب جلوہ معبود کو جانتے ہیں یعنی عمل کوئی ایسی چیز ہے۔ جو جلوہ گر معبود کی جانکاری دلاتا ہے، اُس عمل کو کرنے والے جلوہ گر معبود کو مکمل روحانیت کو، مکمل مخصوص دیوتا کو مخصوص جاندار اور مخصوص یگ کے ساتھ مجھکو جانتے ہیں، لہٰذا عمل کوئی ایسی چیز ہے، جو اِن سب کا علم کراتی ہے وہ آخری وقت میں بھی مجھ کو ہی جانتے ہیں، اُن کا علم کبھی فراموش نہیں ہوتا ہے۔

اس پر ارجن نے اس باب کے شروع میں ہی انہیں الفاظ کو دہراتے ہوئے سوال کھڑا کیا۔

ارجن بولا

अर्जुन उवाच

किं तद्ब्रह्म किमध्यात्मं किं कर्म पुरुषोत्तम ।
अधिभूतं च किं प्रोक्तमधिदैवं किमुच्यते ।।१।।

اے انسانوں میں افضل۔ وہ معبود کیا ہے؟ روحانیت کیا ہے؟ عمل کیا ہے؟ مخصوص جاندار اور مخصوص دیوتا کسے کہا جاتا ہے؟

अधियज्ञः कथं कोऽत्र देहेऽस्मिन्मधुसूदन ।
प्रयाणकाले च कथं ज्ञेयोऽसि नियतात्मभिः ।। २ ।।

اے مدھوسودن۔ یہاں مخصوص یگ کون ہے اور وہ اس جسم میں کیسے ہے؟ ثابت ہے کہ مخصوص یگ یعنی یگ کا آغاز کرنے والا کوئی ایسا انسان ہے، جو انسانی جسم کی بنیاد والا ہے فنا فی اللہ مزاج رکھنے والے انسانوں کے ذریعہ آخری وقت میں آپ کس طرح جاننے میں آتے ہیں؟ اِن

ساتوں سوالات کا سلسلہ وار فیصلہ دینے کے لئے جوگ کے مالک شری کرشن بولے۔

अक्षरं ब्रह्म परमं स्वभावोऽध्यात्मुच्यते ।
भूतभावोद्भवकरो विसर्गः कर्मसंज्ञितः ।। ३।।

'अक्षरं ब्रह्म परमं' جولافانی ہے، جس کی فنا نہیں ہوتی وہی اعلیٰ معبود ہے 'स्वभावः خود میں مستقل مزاجی ہی روحانیت یعنی روح کا ہی اختیار ہے۔ अध्यात्मम् उच्यते اس سے پہلے سبھی فطرت (مایا) کے اختیار میں رہتے ہیں لیکن جب (स्वभाव) یعنی روح میں مستقل قیام (خود میں استقرار) مل جاتا ہے تو روح کا ہی اختیار اس میں رواں ہوجاتا ہے۔ یہی روحانیت ہے، روحانیت کی انتہا ہے 'भूत भावोद्भवेकर:' جانداروں کے وہ تصور جو کچھ نہ کچھ پیدا کرتے ہیں، یعنی جانداروں کے وہ ارادے، جو نیک یا بد تاثرات کی تخلیق کرتے ہیں، ان کا ترک یعنی اختتام، ان کا ختم ہوجانا ہی عمل کی انتہا ہے۔ یہی مکمل عمل ہے، جس کے لئے جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا تھا کہ۔ وہ مکمل عمل کو جانتا ہے، وہاں عمل مکمل ہے آگے ضرورت نہیں ہے (معینہ عمل) اس حالت میں جب کہ جانداروں کے وہ تصور جو کچھ نہ کچھ تخلیق کرتے ہیں، نیک یا بد تاثرات کو اکٹھا کرتے ہیں، بناتے ہیں وہ جب پوری طرح سے خاموش ہوجائیں، تو یہی عمل کا مکمل ہونا ہے، اِس کے آگے عمل کرنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ لہٰذا عمل کوئی ایسی چیز ہے جو جانداروں کے سارے ارادوں کو جن سے کچھ نہ کچھ تاثرات پیدا ہوتے ہیں ان کا خاتمہ کردیتا ہے عمل کا مطلب ہے (عبادت) غور وفکر جو یگ میں ہے۔

अधिभूतं क्षरो भावः पुरुषश्चाधिदैवतम् ।
अधियज्ञोऽहमेवात्र देहे देहभृतां वर ।। ४ ।।

جب تک غیر فانی کا احساس حاصل نہیں ہوتا تب تک ختم ہونے والے سارے فانی احساسات مخصوص یعنی جانداروں کے مقام ہیں وہی جانداروں کی تخلیق کی وجوہات ہیں۔ اور دنیا سے ماورا جو اعلیٰ انسان ہے، وہی مخصوص دیوتا یعنی تمام دیوتاؤں (روحانی دولت) کا نگراں

ہے، روحانی دولت اسی اعلیٰ معبود میں تحلیل ہوجاتی ہے۔جسم والوں میں افضل ارجن !اس انسانی جسم میں میں ہی مخصوص یگ یعنی یگوں کا نگراں ہوں لہٰذا اسی جسم میں غیر مرئی شکل میں قائم عظیم انسان ہی مخصوص یگ ہے ۔شری کرشن ایک جوگی تھے۔جو تمام یگوں کے صارف ہیں، آخر میں یگ انہیں میں تحلیل ہوجاتے ہیں۔وہی اعلیٰ حقیقی شکل مل جاتی ہے اسطرح ارجن کے چھ سوالات کا حل نکل آیا۔اب آخری سوال ہے کہ آخری وقت میں کیسے آپ کا علم ہوتا ہے جو کبھی فراموش نہیں ہوتے؟

अन्तकाले च मामेव स्मेव स्मरन्मुक्त्वा कलेवरम् ।
यः प्रयाति स मद्भावं याति नास्त्यत्र संशयः ।। ५ ।।

جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ جو انسان آخری وقت میں یعنی من کی بندش اور تحلیلی دور میں میری ہی یاد کرتے ہوئے جسم سے قطع تعلق ہوجاتا ہے۔ 'मद्भावं' مجسم میری شکل کو حاصل کرلیتا ہے، اس میں کوئی شبہہ نہیں ہے۔

جسم کی موت اصل موت نہیں ہے۔مرنے کے بعد بھی اجسام کا سلسلہ پیچھے لگا رہتا ہے۔اندوختہ تاثرات کی سطح کے مٹ جانے کے ساتھ ہی من پر قابو ہوجاتا ہے۔اور وہ من بھی جب جذب ہوجاتا ہے۔تو وہیں پر انتقال ہے۔جس کے بعد جسم قبول نہیں کرنا پڑتا۔یہ عملی ہے صرف کہنے سے بات چیت سے سمجھ میں نہیں آتا۔جب تک لباسوں کی طرح جسم کا بدلاؤ ہورہا ہے، تب تک اجسام کا خاتمہ کہاں ہوا؟ من کی بندش اور بندش شدہ من کے بھی تحلیلی دور میں جیتے جی جسم کے تعلقات سے الگاؤ ہوجاتا ہے اگر مرنے کے بعد ہی یہ حالت ملتی، تو شری کرشن بھی مکمل نہیں ہوتے۔انہوں نے کہا کہ مختلف جنم کی ریاضت سے حاصل ہونے والا عالم مجسم میری شکل ہے۔میں وہ ہوں اور وہ مجھ میں ہے۔مجھ میں اور اس میں ذرا سا بھی فرق نہیں ہے۔یہ جیتے جی کا اصول ہے۔جب پھر کبھی جسم نہ ملے یعنی جنم نہ لینا پڑے تو وہی اجسام کا خاتمہ ہے۔

یہ تو حقیقی جسم کے خاتمہ کا بیان ہوا، جس کے بعد جنم نہیں لینا پڑتا ہے۔دوسرا جسم

کا خاتمہ موت ہے، جو دنیا میں مروجہ ہے لیکن اس جسم کے خاتمہ کے بعد پھر جنم لینا پڑتا ہے۔

यं यं वाति स्मरन्भावं त्यजत्यन्ते कलेवरम् ।
तं तमेवैति कौन्तेय सदा तद्भावभवितः ॥६॥

کون تے! موت کے وقت انسان ذہن میں جس تصور کو لئے ہوئے جسم کو ترک کرتا ہے، اُسی کے مطابق وہ جسم حاصل کرتا ہے۔ تب تو بڑا سستا سودا ہے۔ ساری زندگی موج کریں، مرنے لگے تو معبود کو یاد کرلیں گے، لیکن شری کرشن کہتے ہیں کہ ایسا ہوتا نہیں، 'तद्भाव भावित:' مرتے وقت انسان کے ذہن میں وہی تصور آپاتا ہے، جیسا تاعمر کیا ہے، وہی خیال یک بہ یک آجاتا ہے جن کے ساتھ زندگی بھر ملوث رہا ہے، اِن کے علاوہ کچھ نہیں ہو پاتا۔ لہٰذا۔

तस्मात्सर्वेषु कालेषु मामनुस्मर युध्य च ।
मय्यर्पितमनोबुद्धिर्मामेवैष्यस्यसंशयम् ॥७॥

ارجن! تو ہر وقت میری یاد کر اور جنگ کر۔ مجھ میں سپرد ذہن اور عقل سے مزین ہو کر تو بلاشبہ مجھے ہی حاصل کرے گا۔ مسلسل غور و فکر اور جنگ ایک ساتھ کیسے ممکن ہے؟ ممکن ہے کہ مسلسل غور و فکر اور جنگ کی یہی شکل ہو کہ، جے کنہیا لال کی، جے بھگوان کی،۔ کہتے رہیں اور تیر چلاتے رہیں، لیکن یاد کی حقیقی شکل اگلے شلوک میں تفصیل کے ساتھ جوگ کے مالک بیان کرتے ہیں۔

अभ्यासयोगयुक्तेन चेतसा नान्यगामिना ।
परमं पुरुषं दिव्यं याति पार्थानुचिन्तयन् ॥८॥

اے پارتھ! اُس یاد کے لئے جوگ کی ریاضت سے مزین ہوا (میری فکر اور جوگ کی ریاضت مترادف ہیں) میرے سوا کسی دوسری طرف نہ بھٹکنے والی طبیعت سے مسلسل فکر کرنے والا اہل نور سے منور شکل والا ماورائی انسان یعنی روح مطلق کو حاصل ہوتا ہے۔ فرض کیجئے کہ یہ پنسل معبود ہے، تو اس کے علاوہ دوسری کسی چیز کی یاد نہیں آنی چاہئے۔ اس کے آس پاس آپ کو کتاب

دکھائی پڑتی ہے یا کوئی اور چیز بھی، تو آپ کی یاد نامکمل ہوگئی یاد جب اتنی لطیف ہے کہ مطلوبہ کے علاوہ دوسری چیز کی یاد بھی نہ ہو، من میں موجیں بھی نہ آئیں تو یاد اور جنگ دونوں ایک ساتھ کیسے ممکن ہوں گے؟ درحقیقت جب آپ طبیعت کو ہر طرف سے سمیٹ کر اپنے ایک معبود کی یاد میں لگے ہوں گے، تو اُس وقت لوثِ دنیا والے خصائل خواہش، غصہ، حسد وعداوت خلل کی شکل میں سامنے ظاہر ہی ہیں، آپ یاد کریں گے لیکن وہ آپ کے اندر ہلچل پیدا کریں گے آپ کا من یاد سے متزلزل کرنا چاہیں گی، ان باہری خصائل پر قابو پانا ہی جنگ ہے، مسلسل غور وفکر کے ساتھ ہی جنگ ممکن ہے۔ گیتا کا ایک بھی شلوک باہری مارکاٹ کی حمایت نہیں کرتا۔ غور وفکر کس کا کریں؟ اِس پر فرماتے ہیں۔

कविं पुराणशासितारमणोरणीयांसमनुस्मरेद्यः ।

सर्वस्य धातारमचिन्त्यरुपमादित्यवर्ण तमसः परस्तात् ।। ९ ।।

اس جنگ کے ساتھ وہ انسان علیم، ابدی، سب کا ناظم لطیف سے بھی بے انتہا لطیف، سب کی پرورش کرنے والا لیکن بعید القیاس (جب تک طبیعت اور طبیعت میں اٹھنے والی لہر ہے، تب تک وہ دکھائی نہیں دیتا، طبیعت کی بندش اور تحلیلی دور میں ہی جو ظاہر ہوتا ہے) ہمیشہ بشکل نور اور لاعلمی سے دور اُس قادر مطلق کو یاد کرتا ہے پہلے بتایا۔ میری فکر کرتا ہے۔ یہاں کہتے ہیں روح مطلق کی لہٰذا اس روح مطلق کی فکر (تصور) کا وسیلہ مبصر عظیم انسان ہے۔ اِسی تسلسل میں۔

प्रयाणकाले मनसाचलेन

भक्त्या युक्तो योगबलेन चैव ।

भ्रुवोर्मध्ये प्राणमावेश सम्यक्

सतं परं पुरुषमुपैति दिव्यम् ।। १०।।

جو مسلسل اُس روح مطلق کو یاد کرتا ہے، وہ عقیدت مند انسان 'प्रयाण काले' من کو مدغم کرنے والے دَور میں، جوگ کی طاقت سے یعنی اسی معینہ عمل کے برتاؤ کے ذریعے، دونوں

بھوؤں کے درمیان میں جان کو اچھی طرح قائم کرکے (جان وریاح کی رفتار کو اچھی طرح برابر کرکے، نہ اندر سے ہلچل پیدا ہو نہ باہری ارادوں کا اثر ہو، ملکات فاضلہ، ملکات ردیہ، ملکات مذموم پوری طرح خاموش ہوں، صورت معبود میں ہی قائم ہو، اُس دور میں) وہ مستحکم من یعنی مستقل مزاج انسان اُس پرنور روح مطلق کو حاصل کرتا ہے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنے لائق ہے کہ اُسی ایک روحِ مطلق کے حصول کا طریقہ، جوگ، ہے اُس کے لئے معینہ طریقہ کا برتاؤ ہی جوگ کا عمل ہے، جس کا تفصیل سے بیان جوگ کے مالک نے چوتھے اور چھٹے باب میں کیا ہے، ابھی انہوں نے کہا۔ مسلسل میری ہی یاد کر کیسے یاد کریں؟ تو اِسی جوگ کے عقیدہ میں ساکن رہتے ہوئے کرنا ہے ایسا کرنے والا پرنور، روح مطلق کو ہی حاصل کرتا ہے، جس کا کبھی سہو نہیں ہوتا، یہاں اِس سوال کا حل نکل آیا کہ دورانتقال میں آپ کا علم کس طرح ہوتا ہے؟ مقام مقصود کی عکاسی دیکھیں، جس کا بیان گیتا میں جگہ بہ جگہ آیا ہے۔

यदक्षरं वेदविदो वदन्ति
विशन्ति यद्यतयो वीतरागाः ।
यदिच्छन्तो ब्रह्मचर्यं चरन्ति
तत्ते पदं संग्रहेण: प्रवक्ष्ये ॥ ११ ॥

वेदविद् یعنی نامعلوم عناصر کو ظاہری طور سے جاننے والے لوگ جس مقام اعلیٰ کو अक्षरम् لافانی کہتے ہیں، تارک الدنیا مردحق جس میں داخل ہونے کیلئے کوشاں رہتے ہیں، جسے اعلیٰ مقام کو چاہنے والے رہبانیت ब्रह्मचर्य کا اتباع کرتے ہیں (برہم چری کا مطلب محض عضوتناسل پر قابو پانا نہیں، بلکہ۔ خارجی تاثرات کو من سے ترک کرکے معبود کی مسلسل فکر اور یاد ہی برہم چری ہے، جو معبود کا دیدار کرانے کے بعد اُسی میں مقام دلاکر خاموش ہوجاتا ہے، اِس برتاؤ سے ضبط نفس ہی نہیں بلکہ تمام حواس پر اپنے آپ قابو ہوجاتا ہے، اِس طرح جو برہم چری کا برتاؤ کرتے ہیں) جو دل میں قابل ذخیرہ ہے، قبول کرنے لائق ہے، اس مقام کے بارے میں مَیں تجھے

بتاؤں گا، وہ مقام ہے کیا؟ کیسے حاصل کیا جاتا ہے؟ اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔

सर्वद्वाराणि संयम्य मनो हृदि निरुध्य च ।
मूर्ध्न्याधायात्मनः प्राणमास्थितो योगधारणाम् ।। १२ ।।

سارے حواس کے دروازوں کو بند کر یعنی خواہشات سے الگ رہ کر، من کو دل میں قائم کر کے (تصور دل میں کیا جاتا ہے، باہر نہیں، عبادت باہر نہیں ہوتی) جان یعنی باطن کے کاروبار کو دماغ میں قید کر، جوگ کے عقیدہ میں قائم ہو کر (جوگ کو قبول کیئے رہنا ہے، دوسرا طریقہ نہیں ہے) اِس طرح قائم ہو کر۔

ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन् ।
यः प्रयाति त्यजन्देहं याति परमां गतिम् ।। १३ ।।

جو انسان 'اوم ایتی' اوم اتنا ہی، جو لا فانی معبود کا مظہر ہے اس کا وِرد اور میری یاد کرتا ہوا جسم کو ترک کرتا ہے، وہ انسان اعلیٰ نجات کو حاصل کرتا ہے۔

شری کرشن ایک جوگ کے مالک، اعلیٰ عنصر میں قائم عظیم انسان، مرشد تھے جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ 'اوم' لا فانی معبود کا مظہر ہے تو اُس کا وِرد کر اور یاد میری کر، مقصود حاصل کرنے کے بعد ہر عظیم انسان کا نام وہی ہوتا ہے، جسے وہ حاصل ہے جس کے اندر وہ تحلیل ہے، لہٰذا نام 'اوم' کا بتایا اور شکل اپنی، جوگ کے مالک نے کرشن۔ کرشن وِرد کرنے کی ہدایت نہیں دی، وقت کے ساتھ عقیدت مندوں نے ان کے نام کا بھی وِرد کرنا شروع کر دیا اور اپنی عقیدت کے مطابق اُس کا ثمرہ بھی حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ انسان کے عقیدت جہاں ٹھہر جاتی ہے، وہیں میں ہی اُس کی عقیدت کو تصدیق کرتا ہوں اور میں ہی ثمرہ کا انتظام بھی کرتا ہوں،۔

بھگوان شیو نے 'رام' لفظ کا وِرد کرنے پر زور دیا 'रमन्ते योगिनोः यास्मिन् सराम' 'را' اور 'م' کے درمیان میں کبیرا رہا لُوکائے۔ 'را' اور 'रा'और :'म'के बीच में कबिरा रहा लुकाय'

'م' اِن دو حروف کے درمیان میں کبیر اپنے من کو روکنے میں قادر ہو گئے۔

شری کرشن، 'اوم' پر زور دیتے ہیں او اہم س اوم یعنی وہ اقتدار میرے اندر ہے، کہیں باہر نہ تلاش کرنے لگیں، یہ 'اوم' بھی اُس اقتدارِ اعلیٰ کا تعاون کرا کر ساکن ہو جاتا ہے درحقیقت اُس معبود کے بے شمار نام ہیں لیکن وِرد کے لئے وہی نام مناسب ہے، جو چھوٹا ہو، سانس میں ڈھل جائے اور ایک روحِ مطلق کا ہی احساس کراتا ہو، اُس سے الگ تمام دیوی دیوتاؤں کے نا سمجھی سے بھرے تخیل میں الجھ کر منزلِ مقصود سے نظر نہ ہٹالیں، قابلِ احترام، مہاراج جی، کہا کرتے تھے کہ، 'میری شکل دیکھیں اور عقیدت کے مطابق کوئی بھی دو ڈھائی حروف کا نام۔ 'اوم' رام، شیو، میں سے کوئی ایک کو لے لیں، اس کی فکر کریں اور اُسی کے معنی کے مطابق مطلوب کی شکل، کا تصور کریں،'' تصورِ مرشد کا ہی کیا جاتا ہے۔

آپ رام، کرشن، یا 'वीतराग विषयं वा चित्तम्' ۔تارک الدنیا مردِ حق حضرات خواہ यथभिमतंध्यादा (पांतजलि योग(१/३७/३६) (پاتنجلی یوگ) کسی کی بھی شکل کا تصور کریں، وہ تجربہ میں آپ کو ملیں گے اور آپ کے دور کے کسی مرشد کی طرف بڑھا دیں گے جس کی رہنمائی سے آپ دھیرے دھیرے دنیوی دائرے سے باہر نکلتے جائیں گے میں بھی شروع میں ایک دیوتا (کرشن کی عظیم الشان شکل) کی تصویر کا تصور کرتا تھا، لیکن قابلِ پرستش مہاراج جی کے تجرباتی دخل کے ساتھ وہ ختم ہو گیا،

ابتدائی ریاضت کش نام کا تو وِرد کرتے ہیں، لیکن عظیم انسان کی شکل کا تصور کرنے میں ہچکتے ہیں، وہ اپنے اندر پہلے ہی سے موجود مسلمات کو ضد کے بناء پر ترک نہیں کر پاتے، وہ کسی دوسرے دیوتا کا تصور کرتے ہیں، جس کی جوگ کے مالک شری کرشن نے ممانعت کی ہے، لہٰذا پوری خود سپردگی کے ساتھ کسی تجربہ کار عظیم انسان کی پناہ لیں، نیک ودیعت طاقت ور ہوتے ہی غلط دلیلوں کا خاتمہ اور حقیقی عمل میں داخلہ مل جائے گا۔ جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق اِس طرح 'اوم' کے وِرد اور بھگوان کی شکل والے مرشد کی مسلسل یاد کرنے سے من پر قابو اور من کی

تحلیل ہوجاتی ہی اور اُسی وقت جسم سے قطع تعلق ہوجاتا ہے۔صرف موت ہوجانے سے جسم پیچھا نہیں چھوڑتا۔

अनन्यचेताः सततं यो मां स्मरति नित्यशः ।
तस्याहं सुलभः पार्थ नित्ययुक्तस्य योगिनः ॥ १४॥

''میرے علاوہ اورکوئی طبیعت میں ہے ہی نہیں'' اُس دوسرے کسی کا تصور نہ کرتا ہوا یعنی لاشریک طبیعت سے مستقل ہوا، جو مسلسل میری یاد کرتا ہے اُس ہمیشہ میرے اندر قائم جوگی کے لئے میں حاصل ہوں، آپ کے حاصل ہونے سے کیا ملے گا؟

मामुपेत्य पुनर्जन्म दुःखालयमशाश्वतम् ।
नाप्नुवन्ति महात्मानः संसिद्धिं परमां गताः ॥ १५ ॥

مجھے حاصل کر کے وہ دکھوں کی کھان کی تمثیل لحاتی دوبارہ پیدائش کو حاصل نہیں کرتے، بلکہ ان کو اعلیٰ کامیابی مل جاتی ہے یعنی مجھے حاصل کرنا یا اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرنا ایک ہی بات ہے،صرف بھگوان ہی ایسے ہیں، جنہیں حاصل کرنے کے بعد اُس انسان کو دوبارہ جنم نہیں لینا پڑتا، پھر دوبارہ جنم لینے کی حد کہاں تک ہے؟

आब्रह्मभुवनाल्लोकाः पुनरावर्तिनोऽर्जुन ।
मामुपेत्य तु कौन्तेय पुनर्जन्म न विद्यते ॥ १६॥

ارجن! برہما سے لیکر حشرات الارض وغیرہ سبھی کے لئے دنیا میں آواگون کا سلسلہ لگا ہوا ہے، جنم لینے و مرنے اور بار بار اِسی تسلسل میں چلتے رہنے والے ہیں، لیکن کون تے، مجھے حاصل ہوکر اُس انسان کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا۔ مذہبی کتابوں میں عالم اور عالمِ بالا کا تصور خدائی راہ کی شوکتوں کا احساس کرانے کے داخلی تجربات خواہ محض تمثیلات ہیں، خلاء میں نہ تو کوئی ایسا گڈھا ہے، جہاں کیڑے کاٹتے ہوں اور نہ ایسا محل جسے جنت کہا جاتا ہے روحانی دولت سے مزین انسان دیوتا (فرشتہ) اور دنیوی دولت سے مزین انسان ہی شیطان ہے،شری کرشن کے حقیقی

رشتے دار کنس اور واڑاسر دیو، شیطان تھے، دیوتا، انسان اور دوسرے جانوروں، چڑیوں وغیرہ شکلیں (یونیاں) ہی مختلف عوالم ہیں۔ شری کرشن کے مطابق یہ ذی روح من کے ساتھ پانچوں حواس کو لیکر جنم جنم کے تاثرات کے مطابق نیا جسم قبول کر لیتی ہے۔

لافانی کہے جانے والے دیوتاؤں کی بھی موت ہوتی ہے۔ 'क्षीणे पुण्ये मर्त्यलोक विशान्ति' (ثواب ختم ہوجانے پر فانی دنیا میں چلے جاتے ہیں) اس سے بڑا نقصان کیا ہوگا؟ وہ دیوتا کا جسم ہی کس کام کا، جس میں محفوظ ثواب بھی ختم ہوجائے؟ دیوتاؤں کی دنیا جانوروں کی دنیا، حشرات الارض وغیرہ کی دنیا محض تعیّشات کی دنیا ہے۔ صرف انسان ہی اعمال کو تخلیق کرنے والا ہے، جس کے ذریعہ وہ اُس اعلیٰ مقام کو حاصل کرسکتا ہے جہاں سے آواگون کا سلسلہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حقیقی عمل کا برتاؤ کر کے انسان دیوتا بن جائے خالق کا مرتبہ حاصل کرے، لیکن وہ آواگون سے تب تک نہیں بچ سکتا، جب تک کہ من کی بندش اور تحلیل ہونے کے ساتھ روحِ مطلق کا بدیہی دیدار کر کے اُسی احساس اعلیٰ میں قائم نہ ہوجائے۔ مثال کے طور پر اپنیشد بھی اِسی حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں

'यदा सर्वे प्रमुच्यन्ते कामा येऽस्य हृदिदिस्थिता:
अथ मर्त्योऽमृतो भवत्यत्र ब्रह्म समश्नुते। कठो०(२/३/१४)

جب من میں موجود تمام خواہشات جڑ سے ختم ہوجاتی ہیں، تب موت سے واسطہ رکھنے والا انسان حیات جاودانی پاجاتا ہے، اور یہیں اِسی دنیا میں اِسی انسانی جسم میں اعلیٰ معبود کا مجسم رُوبہ رو احساس کر لیتا ہے۔

سوال اٹھتا ہے کہ کیا خالق بھی فانی ہے؟ تیسرے باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے تخلیقِ کار برہما کے حوالے سے کہا تھا کہ، حصول کے بعد عقل محض ایک مشین ہے اُس کے ذریعہ روحِ مطلق ہی ظاہر ہوتا ہے ایسے عظیم انسانوں کے ذریعہ ہی یگ کی تخلیق ہوئی ہے اور یہاں کہتے ہیں کہ، برہما کا مرتبہ حاصل کرنے والا بھی آواگون کی گرفت میں ہے۔ جوگ کے

مالک شری کرشن کہنا کیا چاہتے ہیں؟۔

درحقیقت جن عظیم انسانوں کے ذریعہ روحِ مطلق ہی ظاہر ہوتا ہے اُن عظیم انسانوں کی عقل بھی برہما نہیں ہے، لیکن لوگوں کو پند و نصیحت کرنے کی بناء پر، نیکی کا آغاز کرنے کی وجہ سے برہما کہے جاتے ہیں خود میں وہ برہما بھی نہیں ہیں، اُن کے پاس اپنی عقل ہی نہیں رہ جاتی لیکن اِس کے پہلے ریاضت کے دور میں عقل ہی برہما ہے۔اہم کار 'अहंकार सिव बुद्धि अज मन शशि चित्त महान'

عام انسان کی عقل برہما نہیں ہے۔عقل جب معبود میں داخل ہونے لگتی ہے، اسی وقت سے برہما کی تخلیق شروع ہو جاتی ہے، مفکرین نے جس کے چار زینے بتائے ہیں گزشتہ باب تین میں بیان کر آئے ہیں، یاددہانی کے لئے پھر دیکھ سکتے ہیں۔حق شناس اعلیٰ حق شناس، اعلیٰ تر حق شناس، اعلیٰ ترین حق شناس حق شناس وہ عقل ہے جو علم تصوف (ब्रह्मवित) سے مزین ہو اعلیٰ حق شناس، وہ ہے، جو علم تصوف میں افضل ہو، اعلیٰ ترین حق شناس۔وہ عقل ہے، جس سے وہ علم تصوف میں ماہر ہی نہیں بلکہ اس کا منتظم، ناظم بن جاتا ہے اعلیٰ ترین حق شناس عقل کی وہ آخری حد ہے، جہاں معبود رواں دواں ہے، یہاں تک عقل کا وجود ہے، کیوں کہ رواں ہونے والا معبود بھی کہیں الگ ہے اور قبول کرنے والی عقل الگ ہے، ابھی وہ فطرت کی سرحد میں ہے۔اب خود بشکل نور میں جب عقل (برہما) رہتی ہے، باہوش ہے، تو تمام دنیا (فکر کا بہاؤ) باہوش ہے اور جب جہالت میں رہتی ہے، تو بے حس ہے، اسی کو روشنی اور اندھیرا، رات اور دن کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے دیکھیں خالق یعنی حق شناسی کا وہ درجہ جس میں معبود کی روانی ہے، اُس کو حاصل کرنے والی بہترین عقل میں بھی علم (جو خود بشکل نور ہے، اُس میں ملاتا ہے) کا دن اور جہالت کی رات، روشنی اور اندھیرے کا سلسلہ لگا رہتا ہے، یہاں تک ریاضت کش میں لَوثِ دنیا (مایا) کامیاب ہوتی ہے روشنی کے دور میں بے حس جاندار باحس ہو جاتے ہیں، انہیں منزل دکھائی پڑنے لگتی ہے اور عقل کے مابین میں جہالت کی رات کی ابتدائی دور میں سبھی جاندار بے حس ہو جاتے ہیں۔

عقل طے نہیں کر پاتی۔ اصل مقصود کی طرف بڑھنا رک جاتا ہے یہی برہما کا دن اور یہی برہما کی رات ہے۔ دن کی روشنی میں عقل کے ہزاروں خصائل میں خدائی نور چھا جاتا ہے اور جہالت کی رات میں انہیں ہزاروں طبقوں میں بے حسی کی حالت کا اندھیرا چھا جاتا ہے۔

مبارک اور نامبارک، علم اور جہالت، اِن دونوں خصائل کے پوری طرح خاموش ہونے پر یعنی بے حس اور باحس رات میں غائب اور دن میں ظاہر دونوں طرح کے جانداروں (عزم کی روانی) کے مٹ جانے پر اس غیر مرئی عقل سے بھی ماورائی دائمی، غیر مرئی، احساس ملتا ہے، جو پھر کبھی ختم نہیں ہوتا، جانداروں کے بے حس اور باحس دونوں حالات کے مٹنے پر ہی وہ ابدی احساس حاصل ہوتا ہے۔

عقل کی مذکورہ بالا چار حالات کے بعد والا انسان ہی عظیم انسان ہے۔ اُس کے درمیان میں عقل نہیں ہے کہ روحِ مطلق کی مشین جیسی ہوگئی ہے لیکن لوگوں کو وہ وعظ و پند کرتا ہے، یقین کے ساتھ ترغیب دیتا ہے، لہٰذا اس میں عقل محسوس ہوتی ہے۔ لیکن وہ عقل کی سطح سے ماورئی ہے۔ وہ اعلیٰ غیر مرئی خیال میں موجود ہے۔ اس کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا ہے لیکن اِس غیر مرئی کی حالت سے جب تک اُس کے پاس اپنی عقل ہے، جب تک وہ برہما ہے، وہ دوبارہ جنم لینے کے دائرہ میں ہی ہے۔ انہیں حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔

सहस्त्रयुगपर्यन्तमहर्यद् ब्रह्मणो विदुः ।
रात्रि युगसहस्त्रान्तां तेऽहोरात्रविदो जनाः ॥ १७॥

جو ہزار چاروں زمانوں (ست جگ، تیرتیا، دواپر، کلیگ) والی برہما کی رات اور ہزار چاروں زمانے کے اُس کے دن کو ظاہری طور سے جانتے ہیں، وہ انسان وقت کے عنصر کو حقیقی جانتے ہیں۔

پیش کردہ شلوک میں دن اور رات، علم اور جہالت کی شبیہ ہیں۔ علم تصوف سے مزین عقل برہما کی ابتداء اور اعلیٰ ترین حق شناس عقل برہما کی انتہا ہے۔ علم سے مزین عقل ہی برہما کا

دن ہے۔ جب علم متحرک ہوتا ہے، اُس وقت جوگی حقیقی شکل کی طرف گامزن ہوتا ہے باطن کے ہزاروں خصائل میں خدائی نور کی تحریک ہوا ٹھتی ہے، اِسی طرح جہالت کی رات آنے پر باطن کے ہزاروں خصائل میں لوثِ دنیا کا طوفان کھڑا ہوتا ہے، روشنی اور تاریکی کی یہیں تک حد ہے، اِس کے بعد نہ تو جہالت رہ جاتی ہے اور نہ علم ہی، وہ عنصر اعلیٰ روحِ مطلق ظاہر ہو جاتا ہے جو اِسے عنصر سے اچھی طرح جانتے ہیں وہ جوگی حضرات دور کے عنصر کو جاننے والے ہیں کہ کب جہالت کی رات ہوتی ہے کب علم کا دن ہوتا ہے؟ دور کا اثر کہاں تک ہے، وقت کہاں تک پیچھا کرتا ہے؟ قدیمی زمانے کے مفکرین باطن کو طبیعت یا کبھی کبھی صرف عقل کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ وقت کے ساتھ باطن کی تقسیم من، عقل، طبیعت اور غرور کے چار خاص خصائل میں کی گئی، ویسے باطن کے خصائل لامتناہی ہیں۔ عقل کے اثنا میں ہی جہالت کی رات ہوتی ہے اور اُسی عقل میں علم کا دن بھی ہوتا ہے، یہی خالق کے رات اور دن ہیں، دنیوی رات میں سارے جاندار بےحس پڑے ہیں۔ دنیا میں بھٹکتی ہوئی ان کی عقل اُس نورانی شکل کو نہیں دیکھ پاتی، لیکن جوگ کا عمل کرنے والے جوگی اِس سے جگ جاتے ہیں، وہ حقیقی شکل کی طرف بڑھتے ہیں۔ جیسا کہ گوسوامی تلسی داس نے رام چرت مانس، میں لکھا ہے

'कबहुँ दिवंस महँ निबिड़तम, कबहुँक प्रगट पतंग।
बिनसइ उपजइ ज्ञान जिमि, पाइ कुसंग सुसंग।।

(रमाचरित मानस,(४/१५ख)

علم سے مزین عقل بری صحبت کے زیر اثر جہالت میں بدل جاتی ہے۔ پھر صالح صحبت سے علم کی روانی اُسی عقل میں ہو جاتی ہے یہ اتار چڑھاؤ آخر تک لگا رہتا ہے، تکمیل کے بعد نہ عقل ہے نہ خالق، نہ رات رہتی ہے نہ دن۔ یہی خالق کے دن رات کے تمثیلات ہیں نہ ہزاروں سال کی طویل رات ہوتی ہے، نہ ہزاروں چار دوروں کا دن ہی ہوتا ہے اور نہ کہیں کوئی چار منہ والا خالق ہی ہے۔ عقل کے مذکورہ بالا چار سلسلہ وار حالات ہی خالق کے چار منہ اور باطن

کے چار خصوصی خصائل ہی ان کے چار زمانے ہیں، رات اور دن انہیں خصائل میں ہوتے ہیں۔ جو انسان اس کے فرق کو عنصر سے جانتے ہیں، وہ جوگی حضرات دور کے راز کو جانتے ہیں کہ دور کہاں تک پیچھا کرتا ہے اور کون انسان دور سے بھی دور ہو جاتا ہے؟ رات اور دن جہالت اور علم میں ہونے والے کام کو جوگ کے مالک شری کرشن صاف کرتے ہیں۔

अव्यक्ताद्व्यक्तय: सर्वा: प्रभवन्त्यहरागमे ।
रात्र्यागमे प्रलीयन्ते तत्रैवाव्यक्तसंज्ञके ।।१८।।

برہما کے دین کے ابتدائی دور میں یعنی علم (روحانی دولت) کے شروعاتی دور میں تمام جاندار غیر مرئی عقل میں بیدار ہو جاتے ہیں اور رات کے ابتدائی دور میں اُسی غیر مرئی مخفی عقل میں بیداری کے لطیف عنصر بے حس ہو جاتے ہیں، وہ جاندار جہالت کی رات میں حقیقی شکل کو صاف طور سے دیکھ نہیں پاتے۔ لیکن اُن کا وجود رہتا ہے، بیدار ہونے اور بے حس ہونے کا وسیلہ یہ عقل ہے، جو سب میں غیر مرئی کی حالت میں رہتی ہے، عام نظر سے دکھائی نہیں پڑتی ہے۔

भूतग्राम: स एवायं भूत्वा भूत्वा प्रलीयते ।
रात्र्यागमेऽवश: पार्थ प्रभवत्यहरागमे ।। १९ ।।

اے پارتھ! سارے جاندار اِس طرح بیدار رہ کر دنیوی دباؤ کے تحت مجبور ہو کر، جہالت کی شکل والی رات کے آنے پر بے حس ہو جاتے ہیں وہ نہیں دیکھ پاتے کہ ہمارا مقصود کیا ہے؟ دن کے ابتدائی دور میں وہ پھر بیدار ہو جاتے ہیں، جب تک عقل ہے، تب تک اِس کے اثناء میں علم اور جہالت کا سلسلہ جاری رہتا ہے، تب تک وہ ریاضت کش ہی ہے، عظیم انسان نہیں۔

परस्तस्मात्तु भावोऽन्योऽव्यक्तोऽव्यक्तात्सनातन: ।
य: स सर्वेषु भूतेषु नश्यत्सु न विनश्यति ।। २० ।।

ایک تو برہما یعنی عقل غیر مرئی ہے، حواس سے دکھائی نہیں پڑتی اور اس سے بھی ماوری

ابدی غیر مرئی احساس ہے، جو جانداروں کے ختم ہونے پر بھی ختم نہیں ہوتا یعنی علم میں ہوش مند اور جہالت میں بے حِس دن میں پیدا ہونے اور رات میں مخفی احساس والے غیر مرئی برہما کے بھی مٹ جانے پر وہ ابدی غیر مرئی احساس ملتا ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ عقل میں پیدا ہونے والے مذکورہ دونوں اتار چڑھاؤ جب مٹ جاتے ہیں، تب ابدی غیر مرئی احساس حاصل ہوتا ہے، جو میرا اعلیٰ مقام ہے، جب ابدی غیر مرئی احساس حاصل ہوگیا، تو عقل بھی اُسی احساس میں ہم رنگ ہو جاتی ہے، اُسی احساس کو قبول کر لیتی ہے، لہٰذا وہ عقل خود تو مٹ جاتی ہے اور اُس کی جگہ پر ابدی غیر مرئی احساس ہی باقی بچتا ہے۔

अव्यक्तोऽक्षर इत्युक्तस्ममाहु: परमां गतिम् ।
यं प्राप्य न निवर्तन्ते तद्धाम परमं मम ।। २१ ।।

اس ابدی غیر مرئی احساس کو अक्षर (لافانی یعنی کبھی فنا نہ ہونے والا) کہا جاتا ہے اُسی کو اعلیٰ نجات کہتے ہیں وہی میرا اعلیٰ مقام ہے، جسے حاصل کرنے کے بعد انسان پیچھے نہیں لوٹتے ان کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا اِس ابدی غیر مرئی احساس کو حاصل کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔

पुरुषं स पर: पार्थ भक्त्या लभ्यस्त्वनन्यया ।
यस्यान्त: स्थानि भूतानि येन सर्वतिदं ततम् ।। २२ ।।

پارتھ! جس روح مطلق میں سارے مادیات موجود ہیں، جس سے ساری، دنیا جاری وساری ہے، ابدی غیر مرئی احساس والا وہ اعلیٰ انسان لاشریک عقیدت سے قابل حصول کے لائق ہے لاشریک عقیدت کا مطلب ہے کہ، روحِ مطلق کے علاوہ کسی دوسرے کی یاد نہ کرتے ہوئے ان سے وابستہ ہو جائے، پوری عقیدت کے ساتھ لگنے والے انسان بھی کب تک دوبارہ جنم لینے کی حد میں ہیں اور کب وہ اِس حدود کو پار کر جاتے ہیں؟ اِس پر جوگ کے مالک بیان کرتے ہیں کہ

यत्र काले त्वनावृत्तिमावृत्तिं चैव योगिन: ।
प्रयाता यान्ति तं कालं वक्ष्यामि भरतर्षभ ।। २३ ।।

اے ارجن! جس دور میں جسم سے قطع تعلق ہوکر جانے والے جوگی حضرات کا دوبارہ پیدائش نہیں ہوتی اور جس دور میں جسم سے قطع تعلق ہوکر دوبارہ جنم حاصل کرتے ہیں میں اب اُس وقت کا بیان کرتا ہوں۔

अग्निर्ज्योतिरहः शुक्लः षणमासा उत्तरायणम् ।
तत्र प्रयाता गच्छन्ति ब्रह्म ब्रह्मविदो जनाः ।। २४ ।।

جسم سے ترک تعلق کرتے وقت جن کے سامنے روشن زدہ آگ جل رہی ہو، دن کا اجالا پھیلا ہو سورج چمک رہا ہو، شبِ ماہ (शुक्ल पक्ष) کا چاند شباب پر ہو، جانب شمال کا بنا بادلوں والا حسین آسمان ہو، اُس وقت دنیا سے جدا ہوکر جانے والے حق شناس جوگی حضرات معبود کو حاصل کرتے ہیں۔

آگ معبود کے جلال کی علامت ہے دن علم کی روشنی ہے۔ شب ماہ کا اجلا حصہ پاکیزگی کی نشانی ہے۔ عرفان، ترک دنیا، سرکوبی، نفس کشی، جلال اور علم و دانائی یہ چھ شوکتیں ہی چھ مہینے ہیں، بلندی کی طرف آگے بڑھنے کی حالت ہی جانب شمال ہے۔ دنیا سے ہر طرح سے ماورئی ان حالات میں جانے والے حق شناس جوگی حضرات معبود کو حاصل کرتے ہیں، اُن کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا، لیکن لاشریک مزاج سے لگے ہوئے جوگی حضرات اگر اِس نور کو حاصل نہیں کر پائے، جن کی ریاضت ابھی مکمل نہیں ہے ان کا کیا حشر ہوتا ہے؟ اِس پر کہتے ہیں۔

धूमो रात्रिस्तथा कृष्णः षण्मासा दक्षिणायनम् ।
तत्र चान्द्रमसं ज्योतिर्योगी प्राप्य निवर्तते ।। २५ ।।

جس کی وفات کے وقت دھواں پھیل رہا ہو، جوگ کی آگ ہو (آگ یگ کے طریق کار میں پائی جانے والی آگ کی شکل ہے) لیکن دھوئیں سے ڈھکا ہوا ہو، جہالت کی رات ہو، اندھیرا ہو، شب تاریک کا چاند کمزور ہو رہا ہو، تاریکی کی زیادتی ہو، چھ عیوب (خواہش، غصہ، لالچ، فریفتگی، مدہوشی اور حسد) سے مزین جانب جنوب یعنی برخلاف ہو (جو روح مطلق کے اندر استقرار کی حد

سے ابھی باہر ہے) اُس جوگی کو پھر جنم لینا پڑتا ہے تو کیا جسم کے ساتھ اُس جوگی کی ریاضت ختم ہوجاتی ہے؟ اس پر جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں۔

शुक्ल कृष्णे गती ह्येते जगतः शाश्वते मते ।
एकया यात्यनावृत्तिमन्ययावर्तते पुनः ।। २६ ।।

مذکورہ سفید اور سیاہ دونوں کے طرح کے حالات دنیا میں دائمی ہیں یعنی وسیلہ کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا، ایک اجلی (سفید) حالات میں وفات پانے والا دوبارہ لوٹ کر واپس نہ آنے والی اعلیٰ نجات کو حاصل کرتا ہے اور دوسری حالت میں۔جس میں کمزور روشنی اور ابھی سیاہی ہے، ایسی حالت کو پہنچا ہوا پیچھے کو لوٹتا ہے، جنم لیتا ہے، جب تک مکمل روشنی نہیں ملتی، تب تک اسے یادالٰہی میں مشغول رہنا ہے۔سوال پورا ہوا اب اس کے لئے وسیلہ پر پھر زور دیتے ہیں۔

नैते सृती पार्थ जानन्योगी मुह्यति कश्चन ।
तस्मात्सर्वेषु कालेषु योगयुक्तो भवार्जुन ।। २७ ।।

پارتھ! اِس طرح ان راستوں کو جان کر کوئی بھی جوگی فریفتہ نہیں ہوتا، وہ جانتا ہے کہ مکمل روشنی حاصل کر لینے پر معبود کو حاصل کرے گا اور روشنی میں کمی رہ جانے پر بھی دوبارہ جنم میں وسیلہ کا خاتمہ نہیں ہوتا دونوں حالات دائمی ہیں۔لہٰذا ارجن! تو ہر دور میں جوگ سے مزین بن یعنی مسلسل ریاضت کر۔

वेदेषु यज्ञेषु तपःसु चैव
दानेषु यत्पुण्यफलं प्रदिष्टम् ।
अत्येति तत्सर्वमिदं विदित्वा
योगी परं स्थानमुपैति चाद्यम् ।। २८ ।।

اس کو بدیہی دیدار کے ساتھ جان کر (مان کر نہیں) جوگی وید، یگ، ریاضت اور صدقہ کے نیک نتائج کی حدوں کو بلاشبہ فلانگ جاتا ہے اور ابدی اعلیٰ مقام کو حاصل کر لیتا ہے غیر مرئی روحِ مطلق کے روبرو علم کا نام وید ہے، وہ غیر مرئی عنصر جب ظاہر ہی ہو گیا تو اب کون کسے

جانے؟ لہٰذا ظاہر ہونے کے بعد ویدوں سے بھی واسطہ ختم ہو جاتا ہے، کیوں کہ جاننے والا الگ نہیں ہے یگ یعنی عبادت کا معینہ طریقہ ضروری تھا، لیکن جب یہ عنصر ظاہر ہو گیا تو کس کے لئے یاد کریں؟ من کے ساتھ حواس کو مقصود کے مطابق تپانا 'ریاضت' ہے۔ مقصد حاصل ہونے پر کس کے لئے ریاضت کریں؟ من، زبان اور عمل کے ساتھ پورے خلوص، پورے احساس سے خود سپردگی کا نام 'صدقہ' ہے اِن سب کا نیک نتیجہ ہے روح مطلق کا حصول۔ نتیجہ بھی اب جدا نہیں ہے۔ لہٰذا اِن سب کی اب ضرورت نہیں رہ گئی، وہ جوگی یگ، ریاضت، صدقہ وغیرہ ملنے والے ثمرہ کی حدوں کو بھی پار کر جاتا ہے۔ وہ اعلیٰ مقام کو حاصل کرتا ہے۔

مغز سخن

اس باب میں پانچ خاص نکتوں پر غور کیا گیا، جن میں سب سے پہلے باب سات کے آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن کے ذریعہ اٹھائے گئے سوالوں کو صاف صاف سمجھنے کے تجسس سے اس بات کے شروع میں ارجن نے سات سوال کھڑے کئے کہ بندہ پرور جسے آپ نے بتایا، وہ معبود کیا ہے؟ وہ روحانیت کیا ہے؟ وہ مکمل عمل کیا ہے؟ مخصوص دیوتا، مخصوص جاندار اور مخصوص یگ کیا ہے؟ اور آخری وقت میں آپ کس طرح علم میں آتے ہیں کہ کبھی فراموش نہیں ہوتے؟ جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ جس کا خاتمہ نہیں ہوتا، وہی اعلیٰ معبود ہے۔ خود کی حصول یابی والا احساس ہی روحانیت ہے جس سے زندگی دنیوی فطرت کے اختیار سے آزاد ہو کر روح کے اختیار میں ہو جاتی ہے، وہی روحانیت ہے اور جانداروں کے احساس جو مبارک خواہ نامبارک تاثرات کو جنم دیتے ہیں، اُن احساسات کا رک جانا، विसर्ग مٹ جانا ہی مکمل عمل ہے،

اس کے آگے عمل کرنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی، عمل کوئی ایسی چیز ہے، جو تاثرات کے مخرج کو ہی ختم کر دیتا ہے۔

اسی طرح فنا کا احساس مخصوص جاندار ہے یعنی ختم ہونے والے ہی جانداروں کو جنم دینے میں وسیلے ہیں۔

وہ ہی جانداروں کے نگراں ہیں اعلیٰ انسان ہی مخصوص دیوتا ہے۔ اس میں روحانی دولت تحلیل ہوتی ہے۔ اس جسم میں مخصوص یگ میں ہی ہوں یعنی جس میں یگ ضم ہوتے ہیں۔ وہ میں ہوں، یگ کا نگراں ہوں وہ میری حقیقی شکل کو ہی حاصل کرتا ہے یعنی شری کرشن ایک جوگی تھے۔ مخصوص یگ کوئی ایسا انسان ہے، جو اِس جسم میں مقام کرتا ہے باہر نہیں۔ آخری سوال تھا کہ، آخری وقت میں آپ کس طرح علم میں آتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو میری مسلسل یاد کرتے ہیں، میرے سوا کسی دوسرے موضوعات کا خیال نہیں آنے دیتے اور ایسا کرتے ہوئے جسم سے واسطہ چھوڑ دیتے ہیں، وہ میری مجسم حقیقی شکل کو حاصل کرتے ہیں، انہیں آخر میں بھی وہی حاصل رہتا ہے جسم کی موت کے ساتھ یہ حصول یابی ہوتی ہو، ایسی بات نہیں ہے فنا ہونے پر ہی حاصل ہوتا تو شری کرشن مکمل نہ ہوتے، تمام پیدائشوں سے چل کر حاصل کرنے والا عالم اُن کا ہم مرتبہ نہ ہوتا من پر پوری طرح بندش اور بندش شدہ من کی تحلیل ہی انتقال ہے، جہاں دوبارہ اجسام کی پیدائش کا وسیلہ ختم ہو جاتا ہے اس وقت یہ اعلیٰ احساس میں داخلہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس کی دوبارہ پیدائش نہیں ہوتی،

اس حصول کے لئے انہوں نے معبود سے لو لگانے کا طریقہ بتایا کہ ارجن! مسلسل میری یاد کر اور جنگ کر۔ دونوں ایک ساتھ کیسے ہوں گے؟ ممکن ہے ایسا ہو کہ 'جے گوپال، ہے کرشن کہتے رہیں، ڈنڈا بھی چلاتے رہیں، یادالٰہی کی حقیقی شکل کو صاف کیا کہ جوگ کے عقیدہ میں قائم رہتے ہوئے، میرے سوا دوسری کسی بھی چیز کو یاد نہ کرتے ہوئے مسلسل یاد میں مشغول رہے، جب یاد اتنی دقیق ہے تو جنگ کون کرے گا؟ مان لیجئے یہ کتاب معبود ہے، تو اس کے ارد گرد

بیٹھے ہوئے لوگ یا دوسری دیکھی سنی ہوئی چیز ارادے میں بھی نہ آئے دکھائی نہ پڑے، اگر دکھائی پڑتی ہے تو یادِ الٰہی نہیں ہے، ایسی یاد میں جنگ کیسی؟ درحقیقت جب آپ اِس طرح مسلسل یادِ الٰہی میں ڈوبے ہوں گے، تو اُسی پل جنگ کی صحیح شکل سامنے کھڑی ہوتی ہے اُس وقت لوثِ دنیا والی خصلت خلل کی شکل میں سامنے ہی ہے۔ خواہش غصہ، حسد عداوت اسیر الفتح دشمن ہیں، یہ دشمن یاد میں مشغول نہیں رہنے دیں گے، اِن سے پار پانا ہی جنگ ہے۔ اِن دشمنوں کے ختم ہو جانے پر بھی انسان اعلیٰ نجات کو حاصل کرتا ہے؟ ۔ اس اعلیٰ نجات کو حاصل کرنے کے لئے ارجن! تو وِردِ تو، اوم، کا اور تصور میرا کر یعنی شری کرشن ایک مردِ کامل تھے۔ نام اور شکل عبادت کی کنجی ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن نے اس سوال کو بھی اٹھایا کہ آواگون کیا ہے؟ اُس کے دائرے میں کون کون آتے ہیں؛ انہوں نے بتایا کہ برہما سے لیکر ساری دنیا آواگون کی گرفت میں ہے اور اِن سب کے ختم ہونے پر بھی میرا اعلیٰ غیر مرئی احساس اور اُس میں قیام کی حالت ختم نہیں ہوتی۔

اِس جوگ میں داخل انسان کے دو حالات ہیں، جو مکمل نور کو حاصل کرنے والی چھ شوکتوں سے مزین مائل بلندی ہے، جس میں ذراسی بھی کمی نہیں ہے، وہ اعلیٰ نجات کو حاصل کرتا ہے اگر اُس جوگ کے کارکن میں ذراسی بھی کمی ہے، شب تاریک سی سیاہی کی تحریک ہے، ایسی حالت میں ہی جسم کا وقت ختم ہونے والے جوگی کو جنم لینا پڑتا ہے۔ وہ عام جاندار کی طرح آواگون کے چکر میں نہیں پھنستا، بلکہ جنم لے کر اُس سے آگے بھی باقی بچی ریاضت کو مکمل کرتا ہے۔

اس طرح دوسری پیدائش میں اُسی طور طریقے سے چل کر وہ بھی وہیں قیام کر جاتا ہے جس کا نام اعلیٰ مقام ہے۔ پہلے بھی شری کرشن کہہ آئے ہیں کہ، اس کا تھوڑا بھی وسیلہ آواگمن کے بہت بڑے خوف سے نجات دلا کر ہی چھوڑتا ہے، دونوں راستے دائمی ہیں، لافانی ہیں، اس

حقیقت کو سمجھ کر کوئی بھی انسان جوگ سے متزلزل نہیں ہوتا ، ارجن ! تو جوگی بن ، جوگی وید، ریاضت ، یگ اور صدقہ کے بھی نیک نتائج کی حد سے باہر ہو جاتا ہے اعلیٰ نجات کو حاصل کر لیتا ہے۔

اِس باب میں جگہ جگہ پر اعلیٰ نجات کی عکاسی کی گئی ہے، جسے غیر مرئی ، دائمی اور لافانی کہہ کر مخاطب کیا گیا، جس کی کبھی فنا خواہ تباہی نہیں ہوتی ۔لہٰذا۔

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد علم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں، علم لافانی اِلٰہ ، (अक्षर ब्रह्मयोग) نام کا آٹھواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرمہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعہ لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں 'علم لافانی اِلٰہ (अक्षर ब्रह्मयोग) نام کا آٹھواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

نواں باب

باب چھ تک جوگ کے مالک شری کرشن نے جوگ کی تسلسل سے تحقیق کی۔ جس کا خالص مطلب تھا۔ یگ کا طریقِ کار۔ یگ اُس اعلیٰ میں داخلہ دلا دینے والی عبادت کے طریقِ خاص کا بیان ہے، جس میں متحرک وساکن دنیا ہون کی چیزوں کی شکل میں ہے۔ من کی بندش اور بندش شدہ من کے بھی تحلیلی دور میں وہ لافانی عنصر ظاہر ہو جاتا ہے، تکملہ دور میں یگ جس کی تخلیق کرتا ہے، اُس کو قبول کرنے والا عالم ہے اور وہ ابدی معبود میں داخلہ پا جاتا ہے، اس مِلن کا نام ہی 'جوگ' ہے اُس یگ کو عملی شکل دینا 'عمل' کہلاتا ہے۔ ساتویں باب میں انہوں نے بتایا کہ عمل کو کرنے والے ہر سمت جلوہ گر معبود، مکمل عمل، مکمل روحانیت، مکمل مخصوص دیوتا، مکمل مخصوص جاندار اور مکمل مخصوص یگ کے ساتھ مجھکو جانتے ہیں، آٹھویں باب میں انہوں نے کہا کہ یہی اعلیٰ نجات، ہے یہی اعلیٰ مقام ہے۔

پیش کردہ باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے خود ذکر کیا کہ، جوگ کے حامل انسان کی شوکت کیسی ہے؟ سب میں جلوہ گر رہنے پر بھی وہ کیسے لاتعلق ہے؟ کارکن ہوتے ہوئے بھی کیسے کچھ نہ کرنے والا ہے؟ اُس انسان کی فطرت اور اثرات پر روشنی ڈالی جوگ کو برتاؤ میں ڈھالنے پر آنے والے دیوتا وغیرہ کے سبب سے ہونے والے خلل سے آگاہ کیا اور اُس مرد کامل کی پناہ میں جانے کیلئے زور دیا۔

شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

इदं तु ते गुह्यतमं प्रवक्ष्याम्यनसूयवे ।
ज्ञानं विज्ञानसहितं यज्ज्ञात्वा मोक्ष्यसेऽशुभात् ।।1।।

جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا۔ ارجن ۔ حسد وعداوت سے عاری تیرے لئے میں اس اعلیٰ بصیغۂ راز علم کو مخصوص علم کے ساتھ بیان کروں گا یعنی حصول کے بعد عظیم انسان کی بودوباش کے ساتھ بیان کروں گا کہ ۔ کس طرح وہ عظیم انسان ہر جگہ ایکساتھ عمل پیرا ہوتا ہے، کس طرح وہ لوگوں کو بیداری عطا کرتا ہے، رتھ بان بن کر روح کے ساتھ کیسے ہمیشہ رہتا ہے جسے بظاہر جان کر تو غم کی شکل والی دنیا سے نجات حاصل کرلے گا، وہ علم کیسا ہے؟ اس پر ارشاد فرماتے ہیں۔

राजविद्या राजगुह्यं पवित्रमिदमुत्तमम् ।
प्रत्यक्षावगमं धर्म्यं सुसुखं कर्तुमव्ययम् ।।२।।

خصوصی علم سے مزین یہ علم تمام علوم کا شہنشاہ ہے ۔ علم کے معنی زبان کا علم یا تعلیم نہیں ہے علم اُسے کہتے ہیں کہ جسے حاصل ہو، اُسے اٹھا کر صراط مستقیم پر چلاتے ہوئے نجات عطا کردے ۔ اگر راستے میں شوکتوں، کامیابیوں خواہ دنیا میں کہیں الجھ گیا تو ثابت ہے کہ جہالت کامیاب ہوگئی ۔ وہ علم نہیں ہے ۔ یہ شہنشاہ علوم ایسا ہے، جو یقینی طور پر فائدہ مند ہے یہ تمام بصیغۂ راز کا شہنشاہ ہے ۔ جہالت اور علم کا پردہ اٹھنے پر جوگ کا متحمل ہونے کے بعد ہی اِس سے ملن ہوتا ہے ۔ یہ انتہائی متبرک، بہترین اور ظاہر ثمرہ والا ہے، اِدھر کرو اُدھر لو، ۔ ایسا بظاہر ثمرہ والا ہے۔ یہ تو ہم پرستی نہیں ہے کہ اِس جنم میں ریاضت کرو، ثمرہ کبھی دوسرے جنم میں ملے گا ۔ یہ اعلیٰ دین روح مطلق سے ملحق ہے ۔ خصوصی علم کے ساتھ یہ علم کرنے میں سہل اور لافانی ہے۔

باب دو میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا تھا کہ ارجن ۔ اِس جوگ میں تخم کا خاتمہ نہیں ہوتا ۔ اس کی تھوڑی بھی ریاضت آواگون کے بہت بڑے خوف سے نجات دلادیتی ہے ۔ چھٹے باب میں ارجن نے سوال کیا تھا کہ، بندہ پرور ۔ کمزور کوشش والا ریاضت کش برباد وتباہ تو نہیں ہوجاتا؟ شری کرشن نے بتایا کہ ارجن ۔ پہلے تو عمل کو سمجھنا ضروری ہے اور سمجھنے کے بعد اگر تھوڑی سی بھی کامیابی مل گئی تو اُس کا کسی پیدائش میں خاتمہ نہیں ہوتا ۔ بلکہ تھوڑی ریاضت

کے زیر اثر ہر جنم میں وہی کرتا ہے، مختلف پیدائشوں کی ریاضت کے ثمرہ میں وہیں پہنچ جاتا ہے، جس کا نام اعلیٰ نجات یعنی روح مطلق ہے۔ اُسی کو جوگ کے مالک شری کرشن یہاں بھی کہتے ہیں کہ، یہ عمل کرنے میں بڑا آسان اور لافانی ہے، لیکن اس کے لئے عقیدت کا ہونا بے حد ضروری ہے۔

अश्रद्दधानाः पुरूषा धर्मस्यास्य परन्तप।
अप्राप्य मां निवर्तन्ते मृत्युसंसारवर्त्मनि ।।३।।

اعلیٰ ریاضت کش ارجن! اِس دین میں (جس کا تھوڑا بھی وسیلہ کرنے پر خاتمہ نہیں ہوتا) عقیدت سے عاری انسان (واحد معبود میں من کو مرکوز نہ کرنے والا انسان) مجھکو حاصل نہ کر یعنی میرے اندر جگہ نہ بنا کر دنیا میں بھٹکتا ہی رہتا ہے۔ لہٰذا عقیدت ضروری ہے۔ کیا آپ دنیا سے الگ ہیں؟ اِس بارے میں کہتے ہیں۔

मया ततमिदं सर्वं जगदव्यक्तमूर्तिना।
मत्स्थानि सर्वभूतानि न चाहं तेष्ववस्थितः ।।४।।

مجھ غیر مرئی حقیقی شکل سے یہ سارا جہان جلوہ گر ہے یعنی میں جس حقیقی شکل میں قائم ہوں، اس کا جلوہ سب جگہ طاری ہے، سارے جانداروں کا مقام میرے اندر ہے، لیکن میں ان کے اندر نہیں ہوں کیوں کہ میں غیر مرئی حقیقی شکل میں موجود ہوں، عظیم انسان جس غیر مرئی شکل میں موجود ہے، وہیں سے (جسم چھوڑ کر اُسی غیر مرئی سطح سے ہی) بات کرتے ہیں۔ اسی تسلسل میں آگے کہتے ہیں۔

न च मत्स्थानि भूतानि पश्य मे योगमैश्वरम्।
भूतभृन्न च भूतस्थो ममात्मा भूतभावनः ।।५।।

درحقیقت سارے جاندار بھی میرے اندر موجود نہیں ہیں، کیوں کہ موت ان کا خاصہ ہے، قدرت پر منحصر ہے، لیکن میری کارسازی کی شوکت کو دیکھ کہ، جانداروں کو جنم دینے والی اور

پرورش کرنے والی میری روح جانداروں میں موجودنہیں ہے۔ میں خود شناس ہوں، لہٰذا میں اُن جانداروں میں موجودنہیں ہوں۔ یہی جوگ کا اثر ہے، اس کو صاف کرنے کے لئے جوگ کے مالک شری کرشن نظیر دیتے ہیں۔

यथाकाशस्थितो नित्यं वायुः सर्वत्रगो महान् ।
तथा सर्वाणि भूतानि मत्स्थानीत्युपधारय ।।६।।

جیسے آسمان میں ہی پیدا ہونے والی عظیم ہوا آسمان میں ہمیشہ موجود ہے مگر اسے گندہ نہیں کر پاتی۔ ٹھیک ویسے ہی سارے جاندار مجھ میں موجود ہیں، ایسا سمجھ، ٹھیک اسی طرح میں آسمان کی طرح لاتعلق ہوں، وہ مجھے گندہ نہیں کر پاتے۔ سوال پورا ہوا۔ یہی جوگ کا اثر ہے اب جوگی کیا کرتا ہے؟ اِس پر فرماتے ہیں۔

सर्वभूतानि कौन्तेय प्रकृतिं यान्ति मामिकाम् ।
कल्पक्षये पुनस्तानि कल्पादौ विसृजाम्यहम् ।।७।।

ارجن कल्प بدلاؤ کے تحلیلی دور میں سب میری حالت یعنی میری فطرت کو حاصل کرتے ہیں اور بدلاؤ کی ابتداء میں مَیں ان کو بار بار विसृजामि خاص طور سے تکلیف کرتا ہوں۔ تھے تو وہ پہلے سے، لیکن بدنما تھے، انہیں کی تخلیق کرتا ہوں، سجاتا ہوں، جو بے حس ہیں، انھیں بیدار کرتا ہوں بدلاؤ کیلیے ترغیب دیتا ہوں بدلاؤ کا مطلب ہے۔ تعمیری انقلاب، دنیوی دولت سے باہر نکل کر جیسے جیسے انسان روحانی دولت میں داخلہ پاتا ہے، یہیں سے بدلاؤ کلپ کی شروعات ہے اور جب خدائی احساس کو حاصل کر لیتا ہے، وہی کلپ بدلاؤ کا خاتمہ ہے۔ اپنا عمل پورا کر کے بدلاؤ بھی تحلیل ہو جاتا ہے۔ یادالٰہی کی شروعات بدلاؤ کی ابتداء ہے اور یادالٰہی کی انتہا جہاں مقصد ظاہر ہو جاتا ہے، کلپ بدلاؤ کا خاتمہ ہے، جب یہ خدائی نور سے مزین روح شکلوں (یونیوں) کی وجہ والے حسد و عداوت وغیرہ سے نجات پا کر اپنی دائمی حقیقی شکل میں مستقل ہو جائے، اِسی کو شری کرشن کہتے ہیں کہ وہ میری فطرت کو حاصل کرتا ہے۔

جو عظیم انسان قدرت کو ختم کر کے حقیقی شکل میں داخلہ پا گیا، اُس کی قدرت کیسی؟ کیا اس میں قدرت باقی ہی ہے؟ نہیں، باب تین ۳۳ میں جو کے مالک کرشن کہہ چکے ہیں کہ سبھی جاندار اپنی قدرت کو حاصل کرتے ہیں۔ جیسا ان کے اوپر قدرت کی صفات کا دباؤ ہے، ویسا کرتے ہیں اور بدیہی دیدار کے ساتھ جانکاری رکھنے والا عالم بھی اپنی قدرت کے مطابق کوشش کرتا ہے وہ پیچھے والوں کے افادے کیلئے کرتا ہے پوری طرح باخبر مبصر عظیم انسان کی بود و باش ہی اس کی قدرت ہے۔ وہ اپنی اِسی فطرت کے مطابق برتاؤ کرتا ہے، کلپ بدلاؤ کے خاتمہ کے وقت لوگ عظیم انسان کی اِسی بود و باش کو حاصل ہوتے ہیں۔ عظیم انسان کے اِسی کارنامے پر پھر روشنی ڈالتے ہیں۔

प्रकृतिं स्वामवष्टभ्य विसृजामि पुनः पुनः ।
भूतग्राममिमं कृत्स्नमवशं प्रकृतेर्वशात् ॥८॥

اپنی خصلت یعنی عظیم انسان کی بود و باش کو منظور کر کے प्रकृतेर्वशात् اپنی اپنی خصلت میں موجود قدرت صفات کے دباؤ میں مجبور ہوئے اِن تمام جانداروں کو میں بار بار विसृजामि خاص طور سے تخلیق اور خاص طور سے آراستہ کرتا ہوں، انہیں اپنے حقیقی شکل کی جانب بڑھنے کی ترغیب دیتا ہوں تب تو آپ اِس عمل کی قید میں ہیں؟

न च मां तानि कर्माणि निबध्नन्ति धनंजय ।
उदासीनवदासीनमसक्तं तेषु कर्मसु ॥९॥

باب ۴/۹ میں جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا تھا کہ عظیم انسان کا طریق کار ماورائی ہے باب ۴/۹ میں بتایا میں غیر مرئی طور سے کرتا ہوں۔ یہاں بھی وہی کہتے ہیں کہ دھننجے۔ جن اعمال کو میں غیر مرئی طریقے سے کرتا ہوں، ان میں میری رغبت نہیں ہے غیر جانب دار کی طرح قائم رہنے والے مجھ روح مطلق کی حقیقی شکل کو وہ اعمال اپنی قید میں نہیں رکھتے، کیوں کہ عمل کے ثمرے میں جو مقصد حاصل ہوتا ہے، اس میں میں قائم ہوں، لہٰذا انہیں کرنے

کے لئے میں مجبور نہیں ہوں،

یہ تو فطرت کے ساتھ جڑی خصلت کے کاموں کا سوال تھا، عظیم انسان کی بودوباش تھی، ان کی تخلیق تھی، اب میری کارسازی سے جو تخلیق ہوتی ہے، وہ کیا ہے؟ وہ بھی ایک بدلاؤ ہے۔

मयाध्यक्षेण प्रकृतिः सूयते सचराचरम् ।
हेतुनानेन कौन्तेय जगद्विपरिवर्तते ।।१०।।

ارجن! میری صدارت میں یعنی میری موجودگی میں ہر جگہ جلوہ گر میری کارسازی سے یہ قدرت (تینوں صفات سے مزین قدرت آٹھ بنیادی خصائل اور حساس ذی حس دونوں) متحرک وساکن کے ساتھ دنیا کی تخلیق کرتے ہیں، جو کمتر درجہ کا بدلاؤ ہے اور اسی وجہ سے یہ دنیا آواگون کے چکر میں گھومتی رہتی ہے دنیا کا یہ کمتر کلپ (بدلاؤ)، جس میں وقت کا بدلاؤ ہے، میری کارسازی سے قدرت ہی کرتی ہے، میں نہیں کرتا لیکن ساتویں شلوک میں بیان کیا گیا کلپ (بدلاؤ) عبادت کی تحریک اور تا حد تکمیل رہنمائی کرنے والا انقلاب عظیم انسان خود کرتے ہیں ایک جگہ پر وہ خود کارکن ہیں، جہاں وہ خاص طور سے تخلیق کرتے ہیں۔ یہاں کارکن قدرت ہے، جو صرف میرے اشارے سے یہ وقتی تبدیلی کرتی ہے۔ جس میں اجسام کا بدلاؤ، وقت کا بدلاؤ، دور کا بدلاؤ وغیرہ آتے ہیں۔ ایسا جاری وساری اثر ہونے پر بھی کم عقل لوگ مجھے نہیں جانتے جیسے۔

अवजानन्ति मां मूढा मानुषीं तनुमाश्रितम् ।
परं भावमजानन्तो मम भूतमहेश्वरम् ।।११।।

تمام جانداروں کی عظیم معبود کی شکل والے میرے اعلیٰ احساس کو نہ جاننے والے لاعلم لوگ مجھے انسانی جسم کی بنیاد والا اور کمتر سمجھتے ہیں، تمام جانداروں کے درمیان ارباب کا بھی جو عظیم رب ہے، یعنی رب الارباب ہے اُس اعلیٰ احساس میں میں قائم ہوں، لیکن ہوں انسانی جسم والا، لاعلم لوگ اِسے نہیں جانتے، وہ مجھے انسان کہہ کر مخاطب کرتے ہیں ان کا قصور بھی کیا

ہے؟ جب وہ نگاہ ڈالتے ہیں تو عظیم انسان کا جسم ہی تو دکھائی پڑتا ہے، کیسے وہ سمجھیں کہ آپ عظیم خدائی احساس میں قائم ہیں؟ وہ کیوں نہیں دیکھ پاتے؟ اس پر کہتے ہیں۔

मोघाशा मोघकर्माणो मोघज्ञाना विचेतसः ।

राक्षसीमासुरीं चैव प्रकृतिं मोहिनीं श्रिताः ।।१२।।

وہ بیکار کی امید (جو کبھی پوری نہ ہو، ایسی امید) بے کار کا عمل (بندش والا عمل) بے کار کا علم (جو دراصل جہالت ہے) विचेतसः خاص طور سے بے حس ہوئے، (دیوؤں) راچھسوں) او رشیطانوں کی طرح فریفتہ ہونے والی خصلت کے متحمل ہوتے ہیں یعنی دنیوی خصائل والے ہوتے ہیں، لہٰذا انسان سمجھتے ہیں۔ شیطان اور دیومن کی ایک فطرت ہے، نہ کہ کوئی ذات یا شکل (یونی) دنیوی خصلت والے مجھے نہیں جان پاتے، لیکن عابد حضرات مجھے جانتے اور یاد کرتے ہیں

महात्मानस्तु मां पार्थ दैवीं प्रकृतिमाश्रिताः ।

भजन्त्यनन्यमनसो ज्ञात्वा भूतादिमव्ययम् ।।१३।।

اے پارتھ! لیکن روحانی خصلت یعنی روحانی دولت کے متحمل عابد حضرات مجھے سارے جانداروں کی بنیادی وجہ، غیر مرئی اور لافانی جان کر پورے خلوص کے ساتھ یعنی من کے اثنا میں کسی دوسرے کو جگہ نہ دے کر صرف مجھ میں عقیدت رکھ کر مسلسل میری یاد کرتے ہیں۔ کس طرح یاد کرتے ہیں؟ اس پر فرماتے ہیں،

सततं कीर्तयन्तो मां यतन्तश्च दृढव्रताः ।

नमस्यन्तश्च मां भक्त्या नित्ययुक्ता उपासते ।।१४।।

وہ لگاتار فکر کے عزم میں اٹل رہتے ہوئے میری خصوصیات کی فکر کرتے ہیں، حصول کے لئے کوشش کرتے ہیں اور میرا بار بار آداب کرتے ہوئے ہمیشہ مجھ سے مزین ہو کر لاشریک عقیدت سے میری عبادت کرتے ہیں، مسلسل لگے رہتے ہیں، کون سی عبادت کرتے ہیں، کیسا

ہے یہ کارنامہ؟ کوئی دوسری عبادت نہیں بلکہ وہی (یگ) جسے تفصیل کے ساتھ بیان کرآئے ہیں اُسی پرستش کو یہاں مختصر میں جوگ کے مالک شری کرشن دوبارہ بیان کررہے ہیں۔

ज्ञानयज्ञेन चाप्यन्ये यजन्तो मामुपासते ।
एकत्वेन पृथक्त्वेन बहुधा विश्वतोमुखम् ।।१५।।

ان میں سے کوئی تو مجھ ہر جگہ جلوہ گر عظیم الشان روح مطلق کی علمی یگ کے ذریعے عبادت کرتے ہیں یعنی اپنے نفع ونقصان اور قوت کو سمجھ کر اِسی معینہ عمل یگ میں لگتے ہیں۔ کچھ لوگ لاشریک عقیدت سے میری عبادت کرتے ہیں کہ مجھے اِسی میں ضم ہونا ہے اور دوسرے لوگ سب کچھ الگ رکھ کر، مجھے سپرد کرکے بے غرض خدمت کے خیال سے میری عبادت کرتے ہیں اور تمام طرح سے عبادت کرتے ہیں، کیوں کہ ایک ہی یگ کے یہ سبھی اونچے نیچے درجات ہیں۔ یگ کی شروعات خدمت سے ہی ہوتی ہے، لیکن اس کا آغاز کیسے ہوتا ہے؟ جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔ یگ میں کرتا ہوں۔ اگر عظیم انسان رتھ بان نہ ہوں تو یگ پورا نہیں ہوگا، انہیں کی نگرانی میں ریاضت کش سمجھ پاتا ہے کہ اب وہ کس سطح پر ہے۔ کہاں تک پہنچ سکا ہے؟ درحقیقت یگ کا کارکن کون ہے؟ اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔

अहं क्रतुरहं यज्ञः स्वधाहमहमौषधम् ।
मन्त्रोऽहमहमेवाज्यमहमग्निरहं हुतम् ।।१६।।

کارکن میں ہوں۔ درحقیقت کارکن کے پیچھے محرک کی شکل میں ہمیشہ منتظم معبود ہی ہے ریاضت کش کی کامیابی، میری دَین ہے۔ یگ میں ہوں۔ یگ عبادت کا طریقِ کار خاص ہے۔ تکملہ دور میں یگ جس کی تخلیق کرتا ہے، اُس آبِ حیات کو نوش فرمانے والا انسان ابدی معبود میں داخلہ پاجاتا ہے۔ آباؤ اجداد کو دی جانے والی خوراک (स्वधा) سمید ھا۔ ہون کی چیزیں میں ہوں یعنی ماضی کے بے شمار تاثرات کی تحلیل کرنا، انہیں آسودگی عطا کردینا میری نیاز ہے دنیوی آزاروں سے نجات دلانے والی دوا میں ہوں مجھے حاصل کرلوگ اس آزار سے چھٹکارا پاجاتے

ہیں، دعا (منتر) میں ہوں۔ من کو سانس کے بیچ میں روک لینا میری دین ہے۔ اس روک کے کام میں تیزی لانے والی چیز 'گھی' (آجیہ۔ ہون کی چیزیں) بھی میں ہوں۔ میرے ہی نور میں من کے سارے خصائل تحلیل ہوتے ہیں اور ہون یعنی سپردگی بھی میں ہی ہوں۔

یہاں جوگ کے مالک شری کرشن بار بار، 'میں ہوں' کہہ رہے ہیں۔ اس کا مطلب محض اتنا ہے کہ میں ہی محرک کی شکل میں روح سے وابستہ ہوکر کھڑا ہوجاتا ہوں اور لگاتار فیصلہ دیتے ہوئے جوگ کی ریاضت کو پوری کراتا ہوں، اسی کا نام خصوصی علم ہے۔ 'قابل احترام مہاراج جی' کہا کرتے تھے کہ۔ ''جب تک بھگوان رتھ بان ہوکر تنفس پر روک تھام نہ کرنے لگیں، تب تک یاد الٰہی (بھجن) کی شروعات ہی نہیں ہوتی'' کوئی لاکھ آنکھ بند کرے، یاد کرے، جسم کو تپا ڈالے لیکن جب تک جس روح مطلق کی ہمیں چاہت ہے۔ جس سطح پر ہم کھڑے ہیں اس سطح پر اتر کر روح سے وہ بیدار نہیں ہوجاتا، تب تک صحیح تعداد میں یاد کی شکل سمجھ میں نہیں آتی، لہٰذا مہاراج جی، کہتے تھے۔ ''میری شکل کو پکڑو میں سب کچھ عطا کروں گا'' شری کرشن فرماتے ہیں سب کچھ مجھ سے ہوتا ہے۔

पिताहमस्य जगतो माता धाता पितामहः ।
वेद्यं पवित्रमोंड़कार ऋक्साम यजुरव च ।।१७।।

ارجن! میں ہی تمام دنیا کا دھاتا، یعنی سنبھالنے والا ہوں، والد، یعنی پرورش کرنے والا، مادر، یعنی پیدا کرنے والی، पितामह یعنی بنیادی مخرج ہوں، جس میں سبھی داخلہ پاتے ہیں اور قابل فہم قدوس 'اوم کار' یعنی अहम आकारः इति ओमकारः وہ روحِ مطلق میری شکل میں ہے، سو اہم تومس، وہ میں ہوں، وہ تم ہو وغیرہ ایک دوسرے کے مترادف ہیں ایسی جاننے کے لائق حقیقی شکل میں ہی ہوں ऋक् یعنی مکمل التجا 'साम' یعنی مساوات دلانے والا طریق کار यजुः یعنی یگ کا خصوصی طریقہ بھی میں ہی ہوں، جوگ کے آغاز کے مذکورہ تینوں ضروری حصے مجھ سے صادر ہوتے ہیں۔

गतिर्भर्ता प्रभुः साक्षी निवासः शरणं सुहृत् ।
प्रभवः प्रलयः स्थानं निधानं बीजमव्ययम् ।।१८।।

اے ارجن! गति یعنی قابل حصول اعلیٰ نجات، भर्ता یعنی پرورش کرنے والا، سب کا مالک 'साक्षी' ساکشی، یعنی ناظر کی شکل میں موجود سب کو جاننے والا قابل پناہ سب کا مقام بے غرض محبوب دوست، تخلیق اور خاتمہ (قیامت) یعنی مبارک نامبارک تاثرات کی تحلیل اور لافانی وجہ میں ہی ہوں، یعنی آخر میں جن میں داخلہ ملتا ہے وہ ساری شوکتیں میں ہی ہوں

तपाम्यहमहं वर्षं निगृह्णाम्युत्सृजामि च ।
अमृतं चैव मृत्युश्चश्रसदसच्चाहमर्जुन ।।१९।।

میں سورج کی شکل میں تپتا ہوں۔ بارش کو راغب کرتا ہوں، موت سے ماوریٰ، لافانی عنصر اور موت، حق اور باطل سب کچھ میں ہی ہوں، یعنی جو اعلیٰ نور عطا کرتا ہے۔ وہ سورج میں ہی ہوں کبھی کبھی یاد کرنے والے مجھے باطل بھی مان بیٹھتے ہیں۔ وہ وفات کو حاصل کرتے ہیں اس طرح بیان کرتے ہیں۔

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापा-
यज्ञैरिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयन्ते ।
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोक-
मश्नन्ति दिव्यान्दिवि देवभोगान् ।।२०।।

علم عبادت کے تینوں حصے۔ رک، سام، اور یجو، یعنی التجا، مساوات کا طریقِ کار اور یگ کا برتاؤ کرنے والے سوم یعنی چاند کی کمزور روشنی کو پانے والے گناہ سے آزاد ہوکر مقدس ہوئے انسان اُسی یگ کے معینہ عمل (طریقِ کار) کے ذریعہ معبود کی شکل میں میری عبادت کر جنت کیلئے دعا کرتے ہیں۔ یہی غیر مناسب کہی جانے والی باطل خواہش ہے۔ اِس کے بدلے انہیں موت ملتی ہے۔ اُن کا دوبارہ جنم ہوتا ہے، جیسا گزشتہ شلوک میں جوگ کے مالک نے بتایا،

وہ عبادت میری ہی کرتے ہیں، اُسی معینہ طریقے سے عبادت کرتے ہیں، لیکن بدلے میں جنت کی التجا کرتے ہیں۔ وہ انسان اپنی نیکی کے نتیجے میں دیوتاؤں کے بادشاہ اندر کی سلطنت (اندرلوک) فردوس کو حاصل کر جنت میں دیوتاؤں کے بہترین تعیّشات کا لطف اٹھاتے یں، یعنی یہ تعیش بھی میں ہی عطا کرتا ہوں۔

ते तं भुक्त्वा स्वर्गलोकं विशालं विशलं
क्षीणें पुण्ये मर्त्यलोकं विशन्ति।
एवं त्रयीधामर्नुपपन्ना
गतागतं कामकामा लभन्ते ।।२१।।

وہ اُس عظیم جنت کے عیش و عشرت کا لطف اٹھا کر ثواب کے ختم ہونے پر عالمِ ناسوت (मृत्युलोक) یعنی آواگمن کو حاصل کرتے ہیں۔ اِس طرح تین فرائض۔ التجا۔ مساوات اور یگ تینوں طریقوں سے ایک ہی یگ کا آغاز کرنے والے، میری پناہ میں رہنے والے بھی خواہش مند انسان بار بار آواگمن کو یعنی دوباہ جنم لینے کے لئے مجبور ہوتے ہیں لیکن اُن کی بنیاد کا خاتمہ کبھی نہیں ہوتا، کیوں کہ اِس راہ میں تخم کی فنا نہیں ہے۔ لیکن جو کسی طرح کی خواہش نہیں کرتے، انہیں کیا حاصل ہوتا ہے؟

अनन्याशिचन्तयन्तो मां ये जनाः पर्युपासते ।
तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षेमं वहाम्यहम् ।।२२।।

لاشریک عقیدت، سے مجھ میں موجود عقیدت مند مجھ بھگوان کی حقیقی شکل کی مسلسل فکر کرتے ہیں، ذرا بھی کوتاہی نہ کرتے ہوئے میری عبادت کرتے ہیں، पर्युपासते اُن ہمیشہ وحدانیت سے مزین انسانوں کی خیریت کا وزن میں خود اٹھاتا ہوں۔ یعنی اُن کے جوگ کی حفاظت کی ساری ذمہ داری میں اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہوں۔ اتنا ہونے پر بھی لوگ دوسرے دیوتاؤں کو یاد کرتے ہیں۔

ये ऽप्यन्यदेवता भक्ता यजन्ते श्रद्धयान्विताः ।

तेऽपि मामेव कौन्तेय यजन्त्यविधिपूर्वकम् ।।२३।।

کون تے! جو عقیدت مند بندے دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں۔ وہ بھی میری ہی عبادت کرتے ہیں، کیوں کہ وہاں دیوتا نام کی کوئی چیز تو ہوتی نہیں، لیکن انکی وہ عبادت غیر مناسب طریقے سے ہے۔ یہ مجھے حاصل کرنے کا مناسب طریقہ نہیں ہے۔

یہاں جوگ کے مالک شری کرشن نے دوسری بار دیوتاؤں کے موضوع کو لیا ہے۔ سب سے پہلے باب سات کے بیسویں سے تیئیسویں شلوک تک انہوں نے کہا کہ۔ ارجن! خواہشات کے ذریعے جن کے علم کا اِغوا کرلیا گیا ہے، ایسے کم عقل انسان دوسرے دیوتاؤں کے عبادت کرتے ہیں اور جہاں عبادت کرتے ہیں، وہاں دیوتا نام کا کوئی قادر اقتدار تو ہے ہی نہیں لیکن، پیپل آسیب وغیرہ یا جہاں کہیں بھی ان کی عقیدت جھک جاتی ہے وہاں کوئی دیوتا نہیں ہے۔ میں ہی ہر جگہ ہوں اُس جگہ پر میں ہی کھڑا ہو کر ان کی دیوتا والی عقیدت کو مستقل کرتا ہوں، میں ہی ثمرہ کا طریقہ نکالتا ہوں، ثمرہ دیتا ہوں، ثمرہ یقینی طور پر ملتا ہے، لیکن اُن کا ثمرہ فانی ہے۔ آج ہے، تو کل لطف اٹھانے میں آجائے گا۔ ختم ہوجائے گا جب کہ میرا بندہ ختم نہیں ہوتا لہٰذا وہ کند ذہن لوگ جنکے علم کا اغوا ہو گیا ہے وہی دوسرے دیوتا کی عبادت کرتے ہیں۔

پیش کردہ باب نو کے تیئس سے پچیسویں شلوک تک جوگ کے مالک شری کرشن پھر دوبارہ کہتے ہیں کہ ارجن! جو عقیدت کے ساتھ دیگر دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں وہ میری ہی عقیدت کرتے ہیں، لیکن اِن کی عبادت کا طریقہ غیر مناسب ہے۔ وہاں دیوتا نام کی کوئی قادر چیز نہیں ہے، ان کے حصول کا طریقہ غلط ہے۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ، جب وہ بھی بہت پہلے سے آپ کی ہی عبادت کرتے ہیں اور ثمرہ بھی ملتا ہی ہے۔ تو برائی کیا ہے؟

अहं हि सर्वयज्ञानां भोक्ता च प्रभुरेव च ।

न तु मामभिजानन्ति तत्त्वेनातश्च्यवन्ति ते ।।२४।।

تمام یگوں کے صارف یعنی یگ جس میں تحلیل ہوتے ہیں، یگ کے نتیجے میں جو حاصل ہوتا ہے، وہ میں ہوں اور مالک بھی میں ہی ہوں، لیکن وہ مجھے عنصر سے اچھی طرح نہیں جانتے لہٰذا 'च्यवन्ति' گرتے ہیں۔ یعنی وہ کبھی دیگر دیوتاؤں کی طرف راغب ہوتے ہیں، اور عنصر سے جب تک نہیں جانتے، تب تک اپنی خواہشات سے بھی راغب رہتے ہیں، اُن کا انجام کیا ہے؟

यान्ति देवव्रता देवान् पितृन्यान्ति पितृव्रताः ।
भूतानि यान्ति भतेज्या यान्ति मद्याजिनोऽपि माम् ।।२५।।

ارجن! دیوتاؤں کی عبادت کرنے والے دیوتاؤں کی نسبت حاصل کرتے ہیں، دیوتا ہیں تو اقتدار کی بدلی ہوئی شکل وہ اپنے صالح اعمال کے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ آباؤ اجداد کی عبادت کرنے والے اجداد کو حاصل کرتے ہیں یعنی ماضی میں الجھے رہتے ہیں آسیب کی عبادت کرنے والے آسیب ہوتے ہیں، جسم حاصل کرتے ہیں، اور میرا بندہ مجھے حاصل کرتا ہے وہ میری مجسم حقیقی شکل ہوتے ہیں، ان کا زوال نہیں ہوتا۔ اتنا ہی نہیں، میری عبادت کا طریقہ بھی آسان ہے۔

पत्रं पुष्पं फलं तोयं यो मे भक्त्या प्रयच्छति ।
तदहं भक्त्युपहृतमश्नामि प्रयतात्मनः ।।२६।।

بندگی کی شروعات یہیں سے ہوتی ہے کہ۔ پتا، پھول، پھل، پانی وغیرہ جو کوئی مجھے عقیدت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ من سے کوشش کرنے والے اُس بندہ کا وہ سب کچھ میں کھاتا ہوں یعنی قبول کرتا ہوں۔ لہٰذا۔

यत्करोषि यदश्नासि यज्जुहोषि ददासि यत् ।
यत्तपस्यसि कौन्तेय तत्कुरुष्व मदर्पणम् ।। २७ ।।

ارجن! تو جو عمل (حقیقی عمل) کرتا ہے، جو کھاتا ہے، جو ہون، کرتا ہے، سپردگی کرتا

ہے، صدقہ دیتا ہے، من کے ساتھ حواس کو جو میرے مطابق تپاتا ہے، وہ سب مجھے سپرد کر یعنی میرے لئے وقف ہو کر یہ سب کر۔ سپرد کرنے سے جوگ حفاظت کی ذمہ داری میں لے لوں گا۔

शुभाशुभफलैरेवं मोक्ष्यसे कर्मबन्धनैः ।
संन्यासयोगयुक्तात्मा विमुक्तो मामुपैष्यसि ।।२८।।

اس طرح سارا کچھ کا وقف کر کے ترک دنیا کے جوگ سے مزین ہوا تو مبارک۔ نامبارک ثمرہ دینے والے اعمال کی بندش سے آزاد ہو کر مجھے حاصل کرے گا۔

مذکورہ بالا تین شلوکوں میں جوگ کے مالک شری کرشن نے بسلسلہ ریاضت اور اس کے ثمرہ کی عکاسی کی ہے۔ پہلے پتّا، پھول، پھل، پانی کی پورے خلوص سے سپردگی، دوسرے خودسپردگی کے ساتھ عمل کا برتاؤ اور تیسرے پوری سپردگی کے ساتھ سب کچھ کا ایثار ان کے ذریعے عمل کی بندش سے آزاد (خاص طور سے آزاد) ہو جائے گا۔ آزاد ہو جانے سے ملے گا کیا؟۔ بتایا، مجھے حاصل ہو گا یہاں نجات اور حصول ایک دوسرے کے تکملہ ہیں آپ کا حصول ہی نجات ہے، تو اس سے فائدہ اِس پر فرماتے ہیں۔

समोऽहं सर्वभूतेषु न मे द्वेष्योऽस्ति न प्रियः ।
ये भजन्ति तु मां भक्त्या मयि ते तेषु चाप्यहम् ।।२९।।

میں سارے جانداروں میں معتدل ہوں، دنیا میں نہ کوئی میرا پسندیدہ ہے اور نہ ناپسندیدہ ہے، لیکن جو لاشریک بندہ ہے، وہ مجھ میں ہے اور میں اس میں ہوں، یہی میرا واحد رشتہ ہے۔ اس میں پوری طرح طاری ہو جاتا ہوں۔ مجھ میں اور اس میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا۔ تب تو بہت خوش قسمت لوگ ہی یادالٰہی میں لگتے ہوں گے؟ یاد کرنے کا حق کسے ہے اس پر جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔

अपि चेत्सुदुराचारो भजते मामनन्यभाक् ।
साधुरेव स मन्तव्यः सम्यग्व्यवसितो हि सः ।।३०।।

اگر بے انتہا بدکار بھی لاشریک عقیدت سے یعنی میرے سوا کسی دوسری چیز یا دیوتا کو نہ یاد کر صرف مجھے ہی مسلسل یاد کرتا ہے۔ وہ سادھو ہی ماننے لائق ہے۔ ابھی وہ سادھو ہوا نہیں ہے، لیکن اس کے ہو جانے میں شبہہ بھی نہیں، کیوں کہ وہ حقیقی خود ارادی کے ساتھ لگ گیا ہے۔ لہٰذا یاد آپ بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ انسان ہوں، کیوں کہ انسان ہی حقیقی ارادہ والا ہے، 'گیتا' گناہ گاروں کو نجات دلاتی ہے اور وہ راہی۔

क्षिप्रं भवति धर्मात्मा शश्वच्छान्तिं निगच्छति ।
कौन्तेय प्रतिजानीहि न मे भक्तः प्रणश्यति ।।३१।।

اس یاد الٰہی کے زیر اثر وہ بدکار بھی جلد ہی دیندار ہو جاتا ہے، اعلیٰ دین روح مطلق سے وابستہ ہو جاتا ہے اور ہمیشہ رہنے والے اعلیٰ سکون کو حاصل کر لیتا ہے۔ کون تے، تو پورے یقین کے ساتھ اس سچائی کو جان کہ، میرا بندہ کبھی فنا نہیں ہوتا، اگر ایک جنم میں نجات نہیں ملی تو اگلے جنموں میں بھی وہی ریاضت کر کے جلد ہی اعلیٰ سکون کو حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا نیک چلن اور بدکار سبھی کو یاد کرنے کا حق ہے۔ اتنا ہی نہیں، بلکہ۔

मां हि पार्थ व्यपाश्रित्य येऽपि स्युः पापयोनयः ।
स्त्रियो वैश्यास्तथा शूद्रास्तेऽपि यान्ति परां गतिम् ।। ३२ ।।

پارتھ! عورت 'वैश्य' شدر وغیرہ اور جو کوئی گناہ کی شکل (یونیوں) والے بھی کیوں نہ ہوں، وہ سبھی میری پناہ میں آ کر اعلیٰ نجات کو حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ گیتا محض انسان کیلئے ہے چاہے وہ کچھ بھی کرتا ہو، کہیں بھی پیدا ہوا ہو، سب کے لئے یہ ایک طرح بھلائی کی نصیحت دیتی ہے، 'گیتا' عالمگیر ہے۔

پاپ یُونی (قصور وار شکل) باب ۱۶/ ۷۔۲۱ میں شیطانی خصلت کے نشانات کے تحت بھگوان نے بیان کیا کہ جو لوگ شریعت کے طریقہ کو ترک کر محض نام کے یگوں کے ذریعہ غرور کے ساتھ یگ کرتے ہیں، وہ انسانوں میں بدکار ہیں۔ یگ ہے نہیں، لیکن یگ کا نام دے رکھا

ہے اور غرور سے یگ کرتا ہے، وہ بدخواہ اور بدکار (قصور وار شکل) ہے۔ جو مجھ روح مطلق سے حسد رکھنے والے ہیں، وہی گنہ گار ہیں، वैश्य شدر راہِ معبود کے زینے ہیں عورتوں کے متعلق کبھی قدر و منزلت، کبھی حقارت کا خیال، معاشرہ میں ہمیشہ رہا ہے، لہٰذا شری کرشن نے اِن کا نام لیا۔ لیکن جوگ کے طریقِ کار میں عورت اور مرد دونوں کا برابر کا ہی دخل ہے۔

किं पुनर्ब्राह्मणाः पुणया भक्ता राजर्षयस्तथा ।
अनित्यमसुखं लोकमिमं प्राप्य भजस्व माम् ।। ३३।।

پھر تو برہمن اور شاہی عارف چھتری درجہ حاصل کرنے والے عقیدت مندوں کے لئے کہنا ہی کیا ہے؟ برہمن ایک خصوصی حالت ہے، جس میں معبود سے نسبت دلا دینے والی ساری صلاحیتیں موجود ہیں، سکون، خاکساری، تجرباتی، حصولیابی، تصور اور معبود کی رہنمائی میں جس میں آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے، یہی برہمن کی حالت ہے۔ شاہی عارف چھتری میں مال وزر وہ کامیابیوں کا پھیلاؤ، بہادری، حکمرانی کی خصلت، پیچھے قدم نہ ہٹانے کی فطرت رہتی ہے۔ اِس جوگ کی سطح پر پہنچے ہوئے جوگی تو نجات پاتے ہی ہیں، اُن کیلئے کیا کہنا ہے، لہٰذا ارجن۔ تو آرام سے عاری وقتی طور سے اِس انسانی جسم کو پاکر میری ہی یاد کر اس فانی جسم کی شفقت و پرورش میں وقت ضائع نہ کر۔

جوگ کے مالک شری کرشن نے یہاں چوتھی بار برہمن چھتری، वैश्य اور شُدر کا ذکر کیا؟ باب دو میں انہوں نے کہا کہ چھتری کیلئے جنگ سے بڑھ کر بھلائی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ باب تین میں انہوں نے کہا کہ اپنے فرض منصبی میں موت بھی بہتر ہے، باب چار میں انہوں نے مختصر میں بتایا کہ، چار نسلوں کی تخلیق میں نے کی۔ تو کیا انسان کو چار ذاتوں میں بانٹا؟ بولے نہیں 'गुण صفات کے پیمانے سے عمل کو چار درجات میں رکھا۔ شری کرشن کے مطابق 'عمل' कर्म विभागशः' واحد یگ کا طریقِ کار ہے۔ لہٰذا اس یگ کو کرنے والے چار طرح کے ہیں، ابتدائی دور میں یہ یگ کا کارکن شُدر ہے، کم علم ہے کچھ کرنے کی صلاحیت بڑھی، روحانی دولت کا اضافہ ہوا تو وہی

یگ کارکن وَیشے بن گیا اِس سے آگے بڑھنے پر قدرت کی تینوں صفات کو کاٹنے کی صلاحیت آجانے پر وہی ریاضت کش چھتری درجہ کا ہے اور جب اِسی ریاضت کش کی خصلت میں معبود سے نسبت دلانے والی صلاحیتیں ڈھل جاتی ہیں، تو وہی برہمن ہے وَیشے اور شُدر کے بہ نسبت چھتری اور برہمن درجے کا ریاضت کش حصول کے زیادہ قریب ہے۔ شُدر اور ویشے بھی اُسی معبود سے نسبت پاکر پرسکون ہوں گے۔ پھر اس کے آگے کے مرتبہ والوں کے لیے تو کہنا ہی کیا ہے؟ ان کے لئے تو طے ہی ہے۔

'گیتا'، جن اپنشدوں (شریعتوں) کا مغز سخن ہے، ان میں ربوبی عالمہ خواتین کے واقعات بھرے پڑے ہیں۔ غیر مستند مذہب سے ڈرنے والے، قدامت پرست وید کو پڑھنے نہ پڑھنے کے حق کا انتظام دینے میں سر کھپاتے رہے، جوگ کے مالک شری کرشن کا صاف اعلان ہے کہ یگ کے لئے کئے جانے والے معینہ عمل میں عورت، مرد سبھی کو برابر حق ہے۔ لہٰذا وہ یاد کے عقیدہ پر ہمت افزائی کرتے ہیں۔

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु ।
मामेवैष्यसि युक्त्वैवमात्मानं मत्परायणः ।। ३४।।

ارجن! مجھ میں ہی من لگانے والا بن۔ سوا میرے دوسرے خیالات من میں نہ آنے پائیں۔ میرا لاشریک بندہ بن۔ مسلسل غور وفکر میں لگ۔ عقیدت کے ساتھ میری ہی مسلسل عبادت کر اور میرا ہی آداب بجا، اس طرح میری پناہ میں ہوکر، روح کو مجھ میں یکتائی کے خیال سے قائم کر کے مجھے ہی حاصل کرے گا۔ یعنی میرے ساتھ یکتائی حاصل کرے گا؟

مغز سخن

اِس باب کے شروع میں شری کرشن نے ارشاد فرمایا۔ارجن! تیرے جیسے بے عیب بندہ کے لئے میں اس علم کو خصوصی علم کے ساتھ بیان کروں گا ،جس کو جاننے کے بعد کچھ بھی جاننا باقی نہیں رہے گا ، اسے جان کر تو دنیا کی بندش سے آزاد ہو جائے گا ۔ یہ علم سارے علوم کا شہنشاہ ہے۔علم وہ ہے، جو اعلیٰ معبود سے نسبت دلائے یہ علم اُس کا بھی شہنشاہ ہے۔یعنی یقینی طور پر بھلائی کرنے والا ہے۔ یہ تمام بصیغۂ راز کا بھی شہنشاہ ہے، پوشیدہ چیز کو بھی آشکارہ کرنے والا ہے۔ یہ ظاہری ثمرہ والا ، ریاضت کرنے میں سہل اور لافانی ہے تھوڑا بھی اِس کا وسیلہ آپ سے کامیاب ہو جائے ، تو اِس کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا ، بلکہ اس کے زیر اثر وہ اعلیٰ شرف تک پہنچ جاتا ہے۔لیکن اِس میں ایک شرط ہے۔عقیدت سے عاری انسان اعلیٰ نجات کو نہ حاصل کر دنیوی بھول بھلیہ میں بھٹکتا رہتا ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن نے جوگ کی شوکت پر بھی روشنی ڈالی غموں کے وصل کا فراق ہی جوگ ہے یعنی جو دنیا کے وصل وفراق سے ہر طرح مبرا ہے، اُس کا نام ہے جوگ۔عنصر اعلیٰ روح مطلق کے ملن کا نام جوگ ہے۔روح مطلق کا حصول ہی جوگ کی انتہا ہے۔ جو اِس سے نسبت پا گیا، اُس جوگی کے اثر کو دیکھ کہ تمام دنیا کا مالک اور جانداروں کا رازق ہونے پر بھی میری روح ان جانداروں سے لاتعلق ہے ۔میں خود کفیل ہوں، وہی ہوں جیسے آسمان میں پیدا سب جگہ چکر لگانے والی ہوا آسمان میں ہی موجود ہے، لیکن اسے گندہ نہیں کر پاتی ، اُسی طرح تمام جاندار مجھ میں موجود ہیں، تحلیل ہوئے ہیں لیکن میں اُن سے ملوث نہیں ہوں۔

ارجن کلپ (بدلاؤ) کی ابتداء میں میں جانداروں کو خاص طریقے سے تخلیق کرتا ہوں، سجاتا ہوں اور کلپ کے (بدلاؤ) اتمامی دور میں تمام جاندار میری فطرت کو یعنی جوگ کے حامل عظیم انسان کی بود و باش کو، اُن کے غیر مرئی خیال کو حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ عظیم انسان دنیا سے ماورا ہے، لیکن حصول کے بعد خود خیالی یعنی خود میں مستقل رہتے ہوئے عوامی فراہم کے لئے جو کام کرتا ہے، وہ اُس کی ایک بود و باش ہے۔ اِس بود و باش کے کاروبار کو اُس عظیم انسان کی فطرت کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔

ایک خالق (برہما) تو میں ہوں، جو جانداروں کو کلپ (بدلاؤ) کیلئے ترغیب دیتا ہوں اور دوسری تخلیق کرنے والی تینوں صفات والی قدرت ہے، جو میری فطرت سے متحرک و ساکن کے ساتھ سارے جانداروں کو تخلیق کرتی ہے، یہ بھی ایک کلپ (بدلاؤ) ہے، جس میں جسمانی بدلاؤ، فطری بدلاؤ اور دور کا بدلاؤ مضمر ہے۔ گوسوامی تلسی داس جی بھی یہی کہتے ہیں۔ 'एक दुष्ट अतिशय दुःखरुपा जा वश जीव परा भव कूपा।।(रामचरित मानस(३/१४/५)

قدرت کی دو قسمیں۔ علم اور جہالت ہیں ان میں جہالت بد ہے تکلیف دہ ہے، جس سے لاچار جاندار دنیوی کنویں میں پڑا ہے۔ جس سے ترغیب پا کر جاندار وقت، عمل، فطرت اور صفات کے دائرہ میں آجاتا ہے، دوسری ہے۔ علمی فطرت جسے شری کرشن۔ میں تخلیق کرتا ہوں، گوسوامی تلسی داس جی کے مطابق معبود تخلیق کرتے ہیں 'एक रचइ जग गुन बस जाके। प्रभु प्रेरित नहीं निज बल ताके।(रामचरित मानस (३/१४/६)

یہ (فطرت) دنیا کی تخلیق کرتی ہے۔ جس کے زیر اثر صفات ہیں، افادی صفات واحد معبود میں ہے۔ دنیا میں صفات ہیں ہی نہیں، وہ تو فانی ہے، لیکن علم میں معبود ہی محرک بن کر کرتے ہیں۔

اِس طرح بدلاؤ دو طرح کے ہیں ایک تو چیزوں کا، جسم اور دور کا بدلاؤ (کلپ) ہے، لیکن یہ بدلاؤ قدرت ہی میرے توسط سے کرتی ہے۔ لیکن اس سے عظیم کلپ، جو روح کو لطیف

شکل عطا کرتا ہے، اس کی آرائش عظیم انسان کرتے ہیں۔ وہ بے حس جانداروں کو حساس بناتے ہیں۔ یادالٰہی کی ابتداء ہی اِس کلپ (بدلاؤ) کی شروعات ہے اور یادالٰہی کی انتہا کلپ کا خاتمہ ہے۔ جب یہ بدلاؤ دنیوی آزار سے پوری طرح صحت مند بنا کر دائمی معبود میں نسبت دلا دیتا ہے، اُس ابتدائی دَور میں جوگی میری بود و باش اور میری حقیقی شکل کو حاصل کر لیتا ہے۔ حصول کے بعد عظیم انسان کی بود و باش ہی اس کی فطرت ہے۔

دینی کتابوں میں واقعات ملتے ہیں کہ، چاروں زمانوں کے گزر جانے پر ہی کلپ (بدلاؤ) پورا ہوتا ہے، قیامت ہوتی ہے عام طور سے لوگ اِسے حقیقی نہیں سمجھتے (یگ) دور کا مطلب ہے دو آپ الگ ہیں معبود الگ ہے، تب تک دور کے فرائض رہیں گے۔ گوسوامی جی نے رام چرت مانس کے، اُتر کانڈ میں، اس کا ذکر کیا ہے، جب ملکات مذموم متحرک ہوتے ہیں ملکات ردیہ معمولی تعداد میں ہیں چاروں طرف دشمنی اور مخالفت ہے ایسا انسان کلجگ کا ہے۔ وہ یادالٰہی میں نہیں لگ پاتا لیکن ریاضت شروع ہونے پر دور بدل جاتا ہے ملکات ردیہ میں اضافہ ہونے لگتا ہے ملکات مذموم گھٹنے لگتا ہے، تھوڑا بہت ملکات فاضلہ ہی خصلت میں آجاتے ہیں، خوشی اور خوف کی کشمکش بنی رہتی ہے تو وہی ریاضتی دواپر (کلجگ کے پہلے والا دور) کی حالت میں آجاتا ہے۔ بتدریج ملکات فاضلہ کا اضافہ ہونے پر ملکات رویہ بہت کم رہ جاتا ہے، عبادت کے عمل میں انسیت پیدا ہو جاتی ہے، ایسے تریتا یگ (دواپر کے پہلے والا دور) میں ایثار کی حالت والا ریاضت کش مختلف یگ کرتا ہے 'यज्ञानां जप यज्ञोऽस्मि' یگ کے درجہ والا ورد جس کا اتار چڑھاؤ تنفس پر ہے۔ اُسے کرنے کی صلاحیت رہتی ہے جب محض ملکات فاضلہ باقی رہا، غیر مساوات (غیر برابری) ختم ہو گئی۔ مساوات آگئی یہ علم کا دور یعنی کامیابی کا دور خواہ ست جگ (دورحق) کا اثر ہے۔ اس وقت جوگی حضرات خصوصی علم والے ہوتے ہیں، معبود سے نسبت بنانے والے ہوتے ہیں، قدرتی طور سے قوت تصور کی ان میں صلاحیت رہتی ہے۔

ہوش مند لوگ دور فرائض کے اتار چڑھاؤ کو من کی گہرائی کے ساتھ سمجھتے ہیں من پر قابو

پانے کے لئے بے دینی کو ترک کر کے دین کی طرف مخاطب ہو جاتے ہیں پابند من کی بھی تحلیل ہو جانے پر دوروں کے ساتھ کلپ کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے تکمیل میں دخل دلا کر کلپ بھی ساکن ہو جاتا ہے۔ یہی قیامت ہے، جب یہ قدرت اُس اعلیٰ انسان میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد عظیم انسان کی جو بود و باش ہے۔ وہی اس کی فطرت ہے، وہی اس کا مزاج ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں، ارجن! جاہل لوگ مجھے نہیں جانتے، مجھ رب الارباب کو بھی ناچیز سمجھتے ہیں عام آدمی مانتے ہیں۔ ہر ایک عظیم انسان کے ساتھ یہی پریشانی رہی ہے کہ اس دور کے سماج نے ان کی ان دیکھی کی ان کی ڈٹ کر مخالفت ہوئی۔ شری کرشن بھی اس سے ماورا نہیں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا مقام اعلیٰ احساس میں ہے، لیکن جسم میرا بھی انسان کا ہی ہے۔ لہٰذا کم عقل انسان مجھے کمتر کہہ کر، انسان بتا کر مخاطب کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بے کار کی امید والے ہیں، بے سود عمل والے ہیں، لاحاصل علم والے ہیں کہ کچھ بھی کریں اور کہہ دیں کہ ہم تو خواہش نہیں کرتے، ہو گئے بے غرض عملی جوگی۔ وہ دنیوی خصلت والے مجھے نہیں پہچان پاتے، لیکن روحانی دولت کو حاصل کرنے والے لوگ پورے خلوص سے میری یاد کرتے ہیں، میری خوبیوں کی مسلسل فکر کرتے ہیں۔

لاشریک عبادت یعنی یگ کے لئے عمل کے دو ہی راستے ہیں۔ پہلا ہے۔ علم کا یگ یعنی اپنے بھروسے، اپنی قوت کو سمجھ کر اُسی معینہ عمل میں لگ جانا اور دوسرا طریقہ مالک اور خادم کا تصور ہے، جس میں فنافی الشیخ ہو کر وہی عمل کیا جاتا ہے، انہیں دو نظریات سے لوگ میری عبادت کرتے ہیں، لیکن ان کے ذریعے جو حاصل ہوتا ہے وہ یگ، وہ ہون وہ کارکن، عقیدت اور دوا جس سے دنیوی آزار کا علاج ہوتا ہے، میں ہی ہوں۔ آخر میں جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ نتیجہ بھی میں ہی ہوں۔

اِسی یگ کو لوگ 'त्रैविद्या' تین علوم۔ دعا یگ اور مساوات دلانے والے طریقوں سے مرتب کرتے ہیں۔ لیکن اُس کے عوض میں جنت کے خواہش مند ہوتے ہیں، تو میں جنت بھی عطا

کرتا ہوں۔اس کے زیر اثر وہ اندر کا مقام حاصل کر لیتے ہیں۔ایک لمبے عرصہ تک اس کا لطف بھی اٹھاتے ہیں، لیکن ثواب کی کمی ہونے پر وہ دوبارہ جنم لیتے ہیں اُن کا طریقہ صحیح تھا، لیکن تعیّشات کی خواہش رہنے پر دوبارہ جنم پاتے ہیں، لہٰذا عیش وعشرت کی خواہش نہیں کرنی چاہئے۔ جولاشریک عقیدت کے ساتھ یعنی میرے سوا دوسرا ہے ہی نہیں ایسے خیال سے مسلسل مجھ سے لو لگاتے ہیں، ذرا بھی کمی نہ رہ جائے اِس طرح جو یاد کرتے ہیں، ان کے جوگ کے حفاظت کی ذمہ داری میں اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہوں۔

اتنا سب کچھ ہونے پر بھی کچھ لوگ دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں وہ بھی میری عبادت کرتے ہیں، لیکن وہ مجھے حاصل کرنے کا صحیح طریقہ نہیں ہے، وہ تمام یگوں کے صارف کی شکل میں مجھے نہیں جانتے یعنی ان کی عبادت کے ثمرہ میں میں نہیں ملتا، لہٰذا ان کا تنزل ہوجاتا ہے وہ دیوتا آسیب، آباؤاجداد کے خیالاتی شکل میں دنیا میں قائم رہتے ہیں، جب کہ میرا بندہ مجسم مجھ میں مقام کرتا ہے میری ہی حقیقی شکل ہوجاتا ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن نے اِس یگ کے لئے عمل کو بے انتہا سہل بتایا کہ کوئی پھل، یا جو کچھ بھی عقیدت سے دیتا ہے، اُسے میں قبول کرتا ہوں، لہٰذا ارجن! تو جو کچھ بھی عبادت کی شکل میں کرتا ہے مجھے سپرد کر۔جب سب کچھ کا وقف ہوجائے گا، تب جوگ کا حامل بن کر تو اعمال کی بندش سے آزاد ہوجائے گا اور یہ نجات میری ہی حقیقی شکل ہے۔

دنیا میں رہنے والے سارے جاندار میرے ہی ہیں، کسی بھی جاندار سے نہ مجھے محبت ہے، نہ نفرت میں غیر جانب دار ہوں، لیکن جو میرا لاشریک بندہ ہے، میں اس میں ہوں وہ مجھ میں ہے۔ بے انتہا بدکار، سب سے بڑا گناہ گار ہی کیوں نہ ہو، پھر بھی لاشریک عقیدت اور بندگی سے مجھے یاد کرتا ہے تو وہ نیک (سادھو) مانے جانے کے لائق ہے۔اُس کا ارادہ مستحکم ہے تو وہ جلد ہی معبود سے مناسبت پالیتا ہے اور دائمی اعلیٰ سکون کو حاصل کر لیتا ہے۔ یہاں شری کرشن نے صاف کیا کہ دیندار کون ہے؟ دنیا میں پیدا ہونے والا کوئی بھی جاندار اگر پورے خلوص کے ساتھ

واحد روح مطلق کو یاد کرتا ہے، اُس کی فکر کرتا ہے تو وہ جلد ہی دیندار ہو جاتا ہے، لہٰذا دیندار وہ ہے جو ایک معبود کی یاد کرتا ہے۔ آخر میں یقین دہانی کراتے ہیں کہ ارجن! میرا بندہ کبھی ختم نہیں ہوتا کوئی شدر رہو، نیچ ہو، خاندانی ہو، غیر خاندانی ہو یا اُس کا کچھ بھی نام ہو، مرد یا عورت ہو خواہ قصور وارکی شکل (पापयोनी) والا یا کیڑے مکوڑے جانور وغیرہ کی یونی والا جو بھی ہو، میری پناہ میں آکر اعلیٰ شرف کو حاصل کرتا ہے، لہٰذا ارجن! سکھ سے عاری وقتی لیکن کمیاب انسانی جسم کو حاصل کر میری یاد کر، پھر تو جو معبود سے مناسبت دلانے والی صلاحیتوں سے مزین ہے، اُس برہمن اور جو شاہی خاندان میں پیدا ہو کے عارف کی سطح سے یاد کرنے والا ہے، ایسے جوگی کے لئے کہنا ہی کیا ہے؟ وہ تو نجات پا ہی گیا ہے، لہٰذا ارجن۔ مسلسل طور سے مجھ میں من لگانے والا بن مسلسل آداب بجا، اِس طرح میری پناہ میں آکر تو مجھے ہی حاصل کرے گا۔ جہاں سے پیچھے لوٹ کر نہیں آنا پڑتا۔ پیش کردہ باب میں اُس علم پر روشنی ڈالی گئی ہے جسے شری کرشن خود بیدار کرتے ہیں یہ شہنشاہ علوم ہے، جو ایک بار بیدار ہونے کے بعد یقینی طور پر فلاح کا باعث بنا تا ہے۔ لہٰذا۔

اسطرح شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنیشدو، علم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں بیداریٔ شہنشاہ علوم، نام کا نواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرمہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مد بھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں بیداریٔ شہنشاہ علوم (राजविद्या जाग्रति)، نام کا نواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿دسواں باب﴾

گزشتہ باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے پوشیدہ شہنشاہ علوم کی عکاسی کی، جو یقینی طور پر فلاح عطا کرتا ہے۔ دسویں باب میں ان کا قول ہے کہ بازوئے عظیم ارجن! میرے اعلیٰ راز سے مزین قول کو پھر بھی سن۔ یہاں اسی بات کو دوسری بار کہنے کی ضرورت کیا ہے؟ در حقیقت ریاضت کش کو آخری انجام حاصل کرنے تک اندیشہ بنا رہتا ہے۔ جیسے جیسے وہ حقیقی شکل میں ڈھلتا جاتا ہے۔ دنیوی پردے باریک ہوتے جاتے ہیں، نئے نئے منظر آتے ہیں۔ عظیم انسان ہی ان چیزوں سے باخبر کرتے رہتے ہیں۔ وہ خود نہیں جانتا اگر وہ رہنمائی کرنا بند کردیں، تو ریاضت کش حقیقی شکل کو حاصل کرنے سے محروم رہ جائے گا۔ جب تک وہ حقیقی شکل سے دور ہے۔ تب تک ثابت ہے کہ دنیا کا کوئی نہ کوئی پردہ بنا ہے۔ پھسلنے اور لڑکھڑانے کی گنجائش بنی رہتی ہے۔ ارجن! پناہ شدہ شاگرد ہے۔ اس نے کہا تھا۔ शिष्यस्ते ऽहं शाधि मां त्वां प्रपन्नम् بندہ نواز! میں آپ کا شاگرد ہوں، آپ کی پناہ میں ہوں، مجھے سنبھالئے۔ لہٰذا اس کی بھلائی کی خواہش سے جوگ کے مالک شری کرشن نے پھر بیان کیا۔ شری بھگوان بولے۔

श्री भगवानुवाच

भूय एव महाबाहो श्रृणु मे परमं वचः।

यत्ते ऽहं प्रीयमाणाय वक्ष्यामि हितकाम्यया।। १।।

بازوئے عظیم ارجن! میرے اعلیٰ اثر والے قول کو پھر سن، جسے میں تجھ جیسے بے حد محبت رکھنے والے کی بھلائی کی غرض سے کہوں گا۔

न मे विदुः सुरगणाः प्रभवं न महर्षयः।

अहमादिर्हि देवानां महर्षीणां च सर्वशः।। २।।

ارجن! میری پیدائش کے بارے میں نہ دیوتا لوگ جانتے ہیں اور نہ ولی حضرات ہی جانتے ہیں۔ شری کرشن نے کہا تھا: जन्म कर्म च मे दिव्यं میری وہ پیدائش اور عمل ماورائی ہے، ان عام نظروں سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ لہٰذا میرے اس ظاہر ہونے کو دیوتا اور ولی کے مرتبہ تک پہنچے ہوئے لوگ بھی نہیں جانتے۔ میں ہر طرح سے دیوتاؤں اور ولیوں کی بنیادی وجہ ہوں۔

यो मामजमनादिं च वेत्ति लोकमहेश्वरम् ।
असंमूढः स मर्त्येषु सर्वपापैः प्रमुच्यते ।। ३ ।।

جو مجھ زندگی اور موت سے عاری، ابتداء اور انتہاء سے مبرا تمام عوالم کے عظیم معبود کو بدیہی دیدار کے ساتھ جان لیتا ہے۔ وہ انسان فنا پذیر انسانوں میں علم داں ہے یعنی پیدائش سے مبرا، ابدی اور سارے عوالم کے عظیم مالک کو اچھی طرح جاننا ہی علم ہے۔ ایسا جاننے والا تمام گناہوں سے نجات پا جاتا ہے۔ آواگون سے نجات پالیتا ہے، شری کرشن کہتے ہیں کہ یہ دستیابی بھی میرا ہی فیض ہے۔

बुद्धिर्ज्ञानमसम्मोहः क्षमा सत्यं दमः शमः ।
सुखं दुःखं भवोऽभावो भयं चाभयमेव च ।। ४ ।।

ارجن! عقل سلیم، بدیہی دیدار کے ساتھ جانکاری، مقصد میں عرفان کے ساتھ رجحانات، معافی، دائمی حقیقت، نفس کشی، من پر قابو، باطنی خوشی، راہ غور و فکر کی مصیبتیں، روح مطلق کی بیداری، حقیقی شکل کے حصول کے دور میں سارا کچھ کی تحلیل، معبود کے متعلق جواب دہی کا خوف اور دنیوی خوف سے آزادی۔ اور

अहिंसा समता तुष्टिस्तपो दानं यशोऽयशः ।
भवन्ति भावा भूतानां मत्त एव पृथग्विधाः ।। ५ ।।

عدم تشدد (अहिंसा) یعنی اپنی روح کو جہنم میں نہ پہنچانے کا برتاؤ، مساوات جس میں

غیر برابری نہ ہو، صبر، ریاضت، من کے ساتھ حواس کو مقصود کے مطابق تپانا، صدقہ یعنی مکمل سپردگی راہ معبود میں عزت و ذلت کا برداشت کرنا، اس طرح مذکورہ بالا جانداروں کے احساسات مجھ سے ہی صادر ہوتے ہیں۔ یہ سارے احساس روحانی طریقِ فکر کے نشانات ہیں۔ اِن کی کمی ہی، دنیوی دولت ہے۔

महर्षयः सप्त पूर्वे चत्वारो मनवस्तथा।
मद्भावा मानसा जाता येषां लोक इमाः प्रजाः।। ६।।

ہفت اورنگ (सप्तर्षि) یعنی بہ تسلسل جوگ کی سات بنیادیں (शुभेच्छा) نیک خواہش (सुविचारणा) اچھی سوچ (तनुमानसा) جس میں من کا لگاؤ نہ ہونا (सत्वापत्ति) سچائی سے رغبت (असंसक्ति) تعلق سے قطع تعلق (पदार्थाभावना) مادیات کا خیال نہ ہونا (और तुर्यगा) من پر قابو اوران کے مطابق باطن کے چار صفات (من، عقل، طبیعت اور غرور) اس کے مطابق من جس کے اندر میری عقیدت ہے۔ یہ سب میرے ہی ارادے سے (میرے ہی حصول کے عزم سے اور جو میری ہی ترغیب سے صادر ہوتے ہیں، دونوں ایک دوسرے کے تکملہ ہیں) پیدا ہوتے ہیں اِس دنیا میں یہ (مکمل روحانی دولت) انہیں کی رعایا ہے۔ کیوں کہ ساتوں تحقیقات کی تحریک میں ،روحانی دولت ہی ہے۔ دوسرا کچھ نہیں۔

एतां विभूतिं योगं च मम यो वेत्ति तत्त्वतः।
सोऽविकम्पेन योगेन युज्यते नात्र संशयः।। ७।।

جو انسان جوگ کی اور میری مذکورہ بالا شوکتوں کو بدیہی دیدار کے ساتھ جانتا ہے، وہ ساکن تصوراتی جوگ کے ذریعہ مجھ میں یکسانیت کے ساتھ موجود ہوتا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ جس طرح ہوا سے خالی جگہ پر رکھے چراغ کی لو سیدھی جاتی ہے، لرزش نہیں ہوتی۔ جوگی کی قابو یافتہ طبیعت کی یہی تعریف ہے۔ پیش کردہ شلوک میں 'अविकम्पेन' (غیر متحرک) لفظ اِسی مفہوم کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

अहं सर्वस्य प्रभवो मत्तः सर्वं प्रवर्तते।
इति मत्वा भजन्ते मां बुधा भावसमन्विताः।। ८।।

میں ساری دنیا کی تخلیق کی وجہ ہوں۔ مجھ سے ہی ساری دنیا کوشاں ہے۔ اس حقیقت کو مان کر عقیدت اور خلوص سے مزین دانش مند لوگ مسلسل میری یاد کرتے ہیں مطلب یہ کہ جوگی کے ذریعہ میری رضا کے مطابق جو رجحان ہوتے ہیں، اُسے میں ہی کیا کرتا ہوں، وہ میرا ہی رحم وکرم ہے۔ (کیسے ہے؟) اسے پہلے جگہ جگہ پر بتایا جا چکا ہے۔ وہ مسلسل کس طرح یاد کرتے ہیں؟ اِس پر فرماتے ہیں۔

मच्चित्ता मद्गतप्राणा बोधयन्तः परस्परम्।
कथयन्तश्च मां नित्यं तुष्यन्ति च रमन्ति च।। ९।।

بلاشرکتِ غیر مجھ میں ہی مسلسل طبیعت کو لگانے والے، مجھ میں ہی جان لگانے والے ہمیشہ آپس میں میرے طور طریقوں کا علم واحساس حاصل کرتے ہیں۔ میری تعریف کرتے ہوئے ہی سکون پاتے ہیں اور مسلسل میرے تصور میں لگے رہتے ہیں۔

तेषां सततयुक्तानां भजतां प्रीतिपूर्वकम्।
ददामि बुद्धियोगं तं येन मामुपयान्ति ते।। १०।।

مسلسل میرے تصور میں لگے ہوئے اور بامحبت یاد کرنے والے ان بندوں کو میں وہ عقلی جوگ یعنی جوگ سے نسبت دلانے والی عقل عطا کرتا ہوں، جس سے وہ مجھے حاصل کرتے ہیں یعنی جوگ کی بیداری معبود کے رحم وکرم کا نتیجہ ہے۔ وہ غیر مرئی فرد، عظیم انسان، جوگ میں داخلہ دلانے والی سمجھ کیسے عطا کرتا ہے۔

तेषामेवानुकम्पार्थमहमज्ञानजं तमः।
नाशयाम्यात्मभावस्थो ज्ञानदीपेन भास्वता।। ११।।

ان کے اوپر پوری مہربانی عطا کرنے کیلئے میں ان کی روح سے یکساں کھڑا ہوکر، رتھ

بان بن کر جہالت سے پیدا ہونے والی تاریکی کو علم کے چراغ سے روشن کر کے ختم کر دیتا ہوں، درحقیقت کسی حال آشنا (مستقل مزاج) جوگی کے ذریعے جب تک وہ معبود آپ کی روح سے ہی بیدار ہو کر ہر لمحہ رہنمائی نہیں کرتا، روک تھام نہیں کرتا، اس دنیوی چکر سے آزاد کرتے ہوئے خود آگے نہیں بڑھاتا، تب تک حقیقی یاد کی اصل میں شروعات ہی نہیں ہوتی ویسے تو معبود کا ہر گوشے سے اظہار ہونے لگتا ہے، لیکن شروع میں وہ پہنچے ہوئے عظیم انسان کے ذریعہ ہی ظاہر ہوتے ہیں، اگر ایسا عظیم انسان آپ کو حاصل نہیں ہے، تو وہ آپ سے صاف طور سے مخاطب نہیں ہوں گے۔

معبود، مرشد، خواہ روح مطلق کا رتھ بان ہونا ایک ہی بات ہے۔ ریاضت کش کے روح سے بیداری کے بعد ان کے احکامات چار طرح سے ملتے ہیں مجسم سانس سے وابستہ احساس ہوتا ہے، آپ غور وفکر میں بیٹھے ہیں، کب آپ کا من لگنے والا ہے؟ کس حد تک لگ گیا؟ کب من بھاگنا چاہتا ہے اور کب بھاگ گیا؟ اس کو ہر منٹ سکنڈ پر معبود جسم کے حرکت سے اشارہ کرتے ہیں اعضاء کا پھڑکنا مجسم سانس سے وابستہ احساس ہے جو ایک لمحہ میں دو چار جگہوں پر ایک ساتھ آتا ہے۔ اور آپ کے لاپرواہ ہونے پر منٹ منٹ پر آنے لگے گا، یہ اشارہ تبھی ہوتا ہے، جب مطلوب کی شکل کو آپ لاشریک خیال سے پکڑیں، ورنہ عام جانداروں میں تاثرات کے ٹکراؤ سے جسمانی پھڑکن ہوتی رہتی ہے، جن کا معبود سے مطلب رکھنے والوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

دوسرا احساس خوابیدہ سانس سے وابستہ ہوتا ہے عام انسان اپنے خواہشات سے متعلق خواب دیکھتا ہے۔ لیکن جب آپ معبود کو پکڑلیں گے، تو یہ موجود خواب بھی احکام میں بدل جاتا ہے، جوگی خواب نہیں دیکھتا، ہونے والے واقعات دیکھتا ہے۔

مذکورہ بالا دونوں احساسات ابتدائی ہیں، کسی مبصر عظیم انسان کی قربت سے، من میں ان کے لئے محض عقیدت رکھنے سے ان کی معمولی خدمت سے بھی بیدار ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دونوں

سے بھی باریک باقی دو احساسات عملی ہیں، جنہیں عملی راہ پر چل کر ہی دیکھا جا سکتا ہے۔

تیسرا احساس گہری نیند والی سانس سے وابستہ ہوتا ہے، دنیا میں سب سوتے ہی تو ہیں، دنیوی فریب کی رات میں سبھی بے ہوش پڑے ہیں، شب و روز سے جو کچھ کرتے ہیں خواب ہی تو ہے۔ یہاں گہری نیند کا خالص معنی ہے جب معبود کی فکر کی ایسی ڈور لگ جائے کہ صورت (خیال) بالکل ساکن ہو جائے، جسم جاگتا رہے اور من سو جائے، ایسی حالت میں وہ معبود پھر اپنا ایک اشارہ دیں گے۔ جوگ کی حالت کے مطابق ایک منظر نظر آتا ہے، جو صحیح راستہ عطا کرتا ہے، ماضی اور مستقبل سے تعارف کراتا ہے، قابل احترام مہاراج جی، کہا کرتے تھے کہ ڈاکٹر جیسے بے ہوشی کی دوا دے کر معقول علاج کر کے ہوش میں لاتا ہے، ایسے ہی معبود باخبر کر دیتے ہیں۔

چوتھا اور آخری احساس مساوی سانس سے وابستہ ہے۔ جس میں آپ نے لو (صورت) لگائی تھی، اُس معبود کے ساتھ مساوات حاصل ہو گئی، اس کے بعد اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر جگہ سے اُسے احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ جوگی تینوں دوروں کا جانکار ہوتا ہے۔ یہ احساس تینوں دوروں سے الگ غیر مرئی کی حالت والے عظیم انسان روح سے بیدار ہو کر نا سمجھی کے زیر اثر پیدا ہونے والی تاریکی کو چراغِ علم سے ختم کر کے انجام دیتے ہیں اس پر ارجن نے سوال کھڑا کیا۔ ارجن بولا

अर्जुन उवाच

परं ब्रह्म परं धाम पवित्रं परमं भवान्।
पुरुषं शाश्वतं दिव्यमादिदेवमजं विभुम्।। १२।।
आहुस्त्वामृषयः सर्वे देवर्षिर्नारदास्तथा।
असितो देवलो व्यासः स्वयं चैव ब्रवीषि मे।। १३।।

بندہ نواز! آپ اعلیٰ معبود، اعلیٰ مقام اور اعلیٰ قدوس ہیں، کیوں کہ آپ کو سبھی ولی حضرات ابدی، ماورائی انسان رب الارباب، دائمی اور عالمگیر کہتے ہیں، اعلیٰ انسان، اعلیٰ مقام

کا ہی مترادف ماورائی انسان ، دائم وغیرہ الفاظ ہیں ، عارف ملکوت نارد ، آسِت اسیت ۔ دیول ، بیاس اور خود آپ بھی مجھ سے وہی کہتے ہیں یعنی پہلے گزشتہ دور کے ولی حضرات کہتے ہیں اب موجودہ دور میں جن کی قربت حاصل ہے ۔ نارد، دیول، است، اور ویاس کا نام لیا، جو ارجن کے ہم عصر تھے ۔ صالح انسانوں کی قربت ارجن کو حاصل تھی) آپ بھی وہی کہتے ہیں ۔ لہٰذا ۔

सर्वमेतदृतं मन्ये यन्मां वदसि केशव।

न हि ते भगवन्व्यक्तिं विदुर्देवा न दानवाः।। १४।।

اے کیشو ! جو کچھ بھی آپ میرے لئے نصیحت کر رہے ہیں وہ سب میں صحیح مانتا ہوں ، آپ کی شخصیت کو نہ دیوتا اور نہ دانو ہی جانتے ہیں ۔

स्वयमेवात्मनात्मानं वेत्थ त्वं पुरुषोत्तम।

भूतभावन भूतेश देवदेव जगत्पते।। १५।।

اے جانداروں کو پیدا کرنے والے ، جانداروں کے مالک ، اے مالک الکل ۔ اے انسانوں میں عظیم انسان ۔ خود آپ ہی اپنے کو جانتے ہیں یا جس کے باطن میں بیدار ہو کر آپ ظاہر کرا دیتے ہیں ، وہ جانتا ہے ، وہ بھی آپ کے ذریعے آپ کی جانکاری ہوئی ۔ اس واسطے ۔

वक्तुमर्हस्यशेषेण दिव्या ह्यात्मविभूतयः।

याभिर्विभूतिर्लोकानिमांस्त्वं व्याप्य तिष्ठसि।। १६।।

آپ بھی اپنی اُن ماورائی شوکتوں کو مکمل طور سے ذرا بھی باقی نہ رکھ کر بیان کرنے میں قادر ہیں ، جن شوکتوں کے ذریعہ آپ تمام عوالم کو جاری و ساری کر کے موجود ہیں ۔

कथं विद्यामहं योगिंस्त्वां सदा परिचिन्तयन्।

केषु केषु च भावेषु चिन्त्योऽसि भगवन्मया।। १७।।

اے جوگی ! (شری کرشن ایک جوگی تھے) میں کس طرح مسلسل فکر کرتا ہوا آپ کا علم حاصل کروں اور اے بندہ پرور ! میں کن کن احساسات کے ساتھ آپ کو یاد کروں ؟

विस्तरेणात्मनो योगं विभूतिं च जनार्दन।
भूयः कथय तृप्तिर्हि श्रृण्वतो नास्ति मेऽमृतम्।। १८।।

اے بندہ نواز! اپنی جوگ کی طاقت کو اور جوگ کی عظمت کو پھر بھی تفصیل کے ساتھ بتلائیے۔ مختصر میں تو اسی باب کے شروع میں بتایا ہی ہے، پھر بتائیے، کیوں کہ لافانی عنصر کو دلانے والی ان نصیحتوں کو سننے سے مجھے آسودگی نہیں ہوتی۔ 'राम चरित जे सुनत अघाहीं। रस विशेष जाना तिन्हं नाहीं।(राम चरित मानस ७/५२।१) جب تک داخلہ نہیں مل جاتا، تب تک اس لافانی عنصر کو جاننے کی تشنگی بنی رہتی ہے۔ داخلہ ہونے سے پہلے ہی راستے میں ہی یہ سوچ کر کوئی بیٹھ گیا کہ، بہت جان لیا تو اس نے نہیں جانا، ثابت ہے کہ اس کا راستہ بند ہونا چاہتا ہے۔ لہٰذا ریاضت کش کو تکمیل تک بھگوان کو احکام کو پکڑتے رہنا چاہئے اور اسے برتاؤ میں ڈھالنا چاہئے۔ ارجن کے بیان کئے گئے تجسس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے فرمایا۔

شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

हन्त ते कथयिष्यामि दिव्या ह्यात्मविभूतयः।
प्राधान्यतः कुरुश्रेष्ठ नास्त्यन्तो विस्तरस्य मे।। १९।।

کوروخاندان میں اشرف ارجن! اب میں اپنی ماورائی شوکتوں کو، ان میں سے خاص شوکتوں کے بارے میں تجھے بتاؤں گا، کیوں کہ میری شوکتوں کی وسعت کی انتہا نہیں ہے۔

अहमात्मा गुडाकेश सर्वभूताशयस्थितः।
अहमादिश्च मध्यं च भूतानामन्त एव च।। २०।।

ارجن! میں سارے جانداروں کے دل میں قائم سب کی روح ہوں اور تمام جانداروں کی ابتداء، وسط اور آخر بھی میں ہی ہوں یعنی پیدائش، حیات اور موت بھی میں ہی ہوں۔

आदित्यानामहं विष्णुर्ज्योतिषां रविरंशुमान्।
मरीचिर्मरुतामस्मि नक्षत्राणामहं शशी।। २१।।

میں اَدِتْ کے بارہ اولاد میں وشنو اور روشنی میں منور سورج ہوں، ہوا کی قسموں میں میں مریچی (मरीचि) نام کی ہوا اور ستاروں میں ماہتاب ہوں۔

वेदानां सामवेदोऽस्मि देवानामस्मि वासवः।
इन्द्रियाणां मनश्चास्मि भूतानामस्मि चेतना।। २२।।

ویدوں میں مَیں سام وید یعنی مکمل مساوات دلانے والا نغمہ ہوں، دیوتاؤں میں میں ان کا شہنشاہ اندر ہوں اور حواس میں من ہوں کیوں کہ من کی بندش سے ہی میں جانا جاتا ہوں اور جانداروں میں ان کی حس (चेतना) ہوں

रुद्राणां शंकरश्चास्मि वित्तेशो यक्षरक्षसाम्।
वसूनां पावकश्चास्मि मेरुः शिखरिणामहम्।। २३।।

گیارہ رُدروں میں شنکر ہوں، (شنک + اُرش شنکر) یعنی شبہاؤں (شک وشبہہ سے الگ کی حالت میں ہوں۔ پچھ اور دیووں میں میں دولت کا مالک کبیر ہوں، آٹھ وشوؤں میں آگ اور چوٹی والوں میں سمیر یعنی شوبھون (نیک خیالات) کی میزان میں ہوں وہی سب سے اونچی چوٹی ہے نہ کہ کوئی پہاڑی۔ درحقیقت یہ سب جوگ کی ریاضت کی علامتیں ہیں۔ جوگ سے متعلق الفاظ ہیں۔

पुरोधसां च मुख्यं मां विद्धि पार्थ बृहस्पतिम्।
सेनानीनामहं स्कन्दः सरसामस्मि सागरः।। २४।।

پُر (مقام) کے حفاظت کرنے والے پروہتیوں (پیروں) میں برہپتی مجھے ہی سمجھ، جس سے روحانی دولت کی تحریک ہوتی ہے اور اے پارتھ، سپہ سالاروں میں سوامی کارتیکی ہوں۔ عمل कर्म کا ایثار ہی کارتیکی ہے، جس سے متحرک وساکن کا خاتمہ، قیامت اور بھگوان کا حصول ہوتا ہے، جھیلوں میں میں سمندر ہوں۔

महर्षीणां भृगुरहं गिरामस्म्येकमक्षरम्।
यज्ञानां जपयज्ञोऽस्मि स्थावराणां हिमालयः।।२५।।

اولیاء میں میں بھرگوں ہوں اور الفاظ میں ایک حرف 'اوم' کا رہوں جو اُس معبود کا

مظہر ہے سب طرح کے یگوں میں میں ورد کا یگ ہوں، یگ اعلیٰ حیثیت دلانے والی عبادت کے طریقِ خاص کی عکاسی ہے اس کا لب لباب ہے، یادالٰہی اور نام کا ورد۔ دوالفاظ سے پار ہوجانے پر نام جب یگ کے درجہ میں آتا ہے تو آواز سے نہیں ورد کیا جاتا نہ غور وفکر سے حلق سے بلکہ وہ سانس میں بیدار ہوجاتا ہے صرف لو (صورت) کو سانس کے پاس لگا کر من سے لگا کر لگا تار چلنا بھر پڑتا ہے یگ کے درجہ والے نام کا اتار چڑھاؤ سانس پر منحصر ہے یہ عملی ہے مستحکم رہنے والوں میں میں ہمالیہ ہوں، سرد، مساوی اور مستحکم واحد معبود ہے۔ جب قیامت(प्रलय) ہوئی تب مورث اول منواسی چوٹی میں بندھ گئے۔ مستحکم، مساوی اور پرسکون معبود کی قیامت نہیں ہوئی۔ اس معبود کی پکڑ میں ہوں،

अश्वत्थः सर्ववृक्षाणां देवर्षीणां च नारदः।
गन्धर्वाणां चित्ररथः सिद्धानां कपिलो मुनिः।। २६।।

سب درختوں میں میں پیپل ہوں، अश्वह अश्वस्त کل تک بھی جس کے رہنے کا وعدہ نہیں کیا جاسکتا، ایسا 'अर्ध्वमूल मधः शाखम! अश्वत्थं' اوپر بھگوان جس کی جڑ ہے، نیچے قدرت جس کی شاخیں ہیں، ایسی دنیا ہی ایک درخت ہے، جسے پیپل کا نام دیا گیا ہے پیپل کا عام درخت نہیں کہ اس کی عبادت کرنے لگے اسی پر کہتے ہیں وہ میں ہوں اور ملکوتی عارفوں میں میں نارد ہوں 'नादरध्रंः स नारद' آواز کا چھید۔ آواز کی لطافت) روحانی دولت اتنی لطیف ہوگئی کہ لے میں اٹھنے والی آواز (ناد) پکڑ میں آجائے، ایسی بیداری میں ہوں، گندھروں (دیوتاؤں کی گانے بجانے والی ایک ذات) میں میں چتر رتھ ہوں۔ یعنی گاین (فکر) کرنے والے خصائل میں جب شکل ابھرنے لگے، وہ خصوصی حالت میں ہوں، کاملوں میں میں کپل منی ہوں۔ (کایا) جسم ہی کپل ہے۔ اِس میں جب لو لگ جائے، اُس خدائی تحریک کی حالت میں ہوں۔

उच्चैःश्रवसमश्वानां विद्धि माममृतोद्भवम्।
ऐरावतं गजेन्द्राणां नराणां च नराधिपम्।। २७।।

گھوڑوں میں میں آبِ حیات (امرت) کیلئے متھے گئے سمندر سے پیدا ہونے والا उच्चै: श्रवा اُچے سروا، نامک گھوڑا ہوں۔ دنیا میں ہر شئی فانی ہے۔ روح ہی جاوید ابدی اور لافانی ہے۔ اس لافانی شکل سے جس کی تحریک ہے وہ گھوڑا میں ہوں۔ گھوڑا رفتار کی علامت ہے روحانی عنصر کو قبول کرنے میں جب من اُدھر رفتار پکڑتا ہے۔ گھوڑا ہے۔ ایسا رفتار میں ہوں۔ ہاتھیوں میں ایراوت (اندر کا سفید رنگ کا ہاتھی) نام کا ہاتھی میں ہوں انسانوں میں شاہ مجھے ہی سمجھ۔ درحقیقت عظیم انسان ہی شاہ ہے۔ جس کے پاس تنگ دستی نہیں ہے۔

आयुधानामहं वज्रं धेनूनामस्मि कामधुक्।
प्रजनश्चास्मि कन्दर्पः सर्पाणामस्मि वासुकिः।। २८।।

اسلحہ میں بجر ہوں۔ گایوں میں کام دھین ہوں۔ کام دھین کوئی ایسی گائے نہیں ہے، جو دودھ کی جگہ من چاہا پکوان مہیا کرتی ہے۔ عارفوں میں وششٹ کے پاس کام دھین تھی درحقیقت 'گو' حواس کو کہتے ہیں حواس کو قابو میں رکھنے کی خوبی معبود کو قابو میں رکھنے والوں میں پائی جاتی ہے۔ جس کے حواس معبود کے مطابق ساکن ہو جاتے ہیں۔ اس کیلئے اسی کے حواس کام دھین بن جاتے ہیں۔ 'जो इच्छा करिहउ मन माहीं। हरि प्रसाद कछु दुर्लभ नाहीं।' (रामचरितमानस ७/११३/४) پھر تو اس کے لئے کچھ بھی کمیاب نہیں رہتا، پیدائش دینے والوں میں نئے حالات کو ظاہر کرنے والا میں ہوں۔ (پرجن) پیدائش ایک تو بچہ باہر پیدا کیا جاتا ہے متحرک وساکن میں رات ودن پیدا ہی ہوتے ہیں، چوہے چیونٹی رات ودن بچے پیدا کرتے ہیں ایسا نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت اس طرح خصائل کا بدلاؤ ہوتا ہے۔ اسی بدلاؤ کی حقیقی شکل میں ہوں سانپوں میں میں واسوکی ہوں۔

अनन्तश्चास्मि नागानां वरुणो यादसामहम्।
पितॄणामर्यमा चास्मि यमः संयमतामहम्।। २९।।

ناگوں (افعی) میں میں 'انت' یعنی شیش ناگ ہوں۔ ویسے یہ کوئی وہ سانپ نہیں ہے۔

جسے عام طور سے لوگ سمجھتے ہیں۔ گیتا کی ہم عصر کتاب شری مد بھا گود، میں اس کی شکل کا ذکر ہے کہ اس زمین سے تیس ہزار یوجن (دوری کی ماپ، جو کسی مت سے ایک کوس اور کسی کے مت سے ۴؍کوس کی وکسی کے مت سے ۸؍کوس کی ہوتی ہے) کی دوری پر معبود کی طاقت ہے۔ جسے ویشنروی طاقت کہتے ہیں جس کے سر پر یہ زمین سرسوں کے دانے کے مانند بلا وزن کے ٹکی ہے اس زمانے میں یوجن کا پیمانہ چاہے جو رہا ہو، پھر بھی یہ کافی دور ہے۔ درحقیقت یہ ایک جاذبہ چاہے جو رہا ہو، پھر بھی یہ کافی دور ہے درحقیقت یہ ایک جاذبہ کا بیان ہے سائنسداں لوگوں نے جسے ایتھر مانا ہے سیارہ۔ مصنوعی سیارہ سبھی اسی طاقت کی بنیاد پر ٹکے ہیں۔ اس خلاء میں سیاروں کا کوئی وزن بھی نہیں ہے۔ وہ طاقت سانپ کی کنڈلی کی مانند سبھی سیاروں کو لپیٹے ہے، یہی ہے وہ اننت جس کی بنیاد پر یہ زمین ٹکی ہے شری کرشن کہتے ہیں: ایسی خدائی طاقت میں ہوں پانی میں رہنے والے جانداروں میں ان کا راجہ (وڑن) ہوں اور اجداد میں اریمہ ہوں عدم تشدد، صداقت، چوری نہ کرنا، رہبانیت اور ہوس سے مبرّا، پانچ یم (وسیلے) ہیں اس کے برتاؤ میں آنے والی برائیوں کو ختم کرنا، ارہ، ضد ہے عیوب کی سرکوبی سے اجداد یعنی گذشتہ تاثرات آسودہ ہوتے ہیں گلوخلاصی عطا کرتے ہیں۔ حکومت کرنے والوں میں میں یمراج ہوں یعنی مذکورہ بالا یموں، وسیلوں کا ناظم ہوں۔

प्रह्लादश्चास्मि दैत्यानां कालः कलयतामहम् ।
मृगाणां च मृगेन्द्रोऽहं वैनतेयश्च पक्षिणाम् ।। ३० ।।

میں دیتیوں (दैत्यों) میں پرہلاد ہوں۔ (پرآہلاد۔ باورا کیلئے خوشی) محبت ہی پرہلاد ہے۔ دنیوی دولت سے وابستہ رہتے ہوئے معبود کی طرف کھنچاؤ اور تڑپ شروع ہوتی ہے، جس سے اعلیٰ معبود کا دیدار ہوتا ہے ایسی محبت کی خوشی میں ہوں شمار کرنے والوں میں میں وقت ہوں۔ ۱۔۲۔۳۔۴ ایسی گنتی یا لمحہ۔ گھڑی۔ دن۔ پکھواڑہ۔ مہینہ وغیرہ نہیں بلکہ معبود کی فکر میں لگا ہوا وقت میں ہوں۔ یہاں تک کہ जागत में सुमिरन करे, सोवत में लव लाय, کہ مسلسل فکر میں وقت

میں ہوں۔ جانوروں میں مرگ راج (شیر) (جوگی بھی مرگ -- یعنی جوگ کی شکل والے جنگل میں گمن کرنے والا ہے) اور پرندوں میں گروڑ ہوں۔ علم ہی گروڑ ہے جب خدائی احساس بیدار ہونے لگتا ہے تب یہی من اپنے معبود کی سواری بن جاتا ہے اور جب یہی من شک وشبہ سے مزین ہے۔ تب سرپ (افعٰی) ہوتا ہے۔ ڈنستا رہتا ہے شکلوں (یونیوں) میں پھینکتا ہے گروڑ وشنو کی سواری ہے جو اقتدار ساری دنیا میں اڑوں کی شکل میں متحرک ہے، علم سے مزین من اسے اپنے میں جذب کر لیتا ہے اس کا حامل بنتا ہے شری کرشن کہتے ہیں معبود کو قبول کرنے والا من میں ہوں۔

पवनः पवतामस्मि रामः शस्त्रभृतामहम् ।

झषाणां मकरश्चास्मि स्रोतसामस्मि जाह्नवी ।। ३१ ।।

طہارت مہیا کرانے والوں میں مَیں ہوا ہوں مسلح لوگوں میں رام ہوں रमन्ते योगिनः यास्मिन् स राम, جوگی حضرات کس میں من لگاتے ہیں؟ تجربہ میں۔ معبود مطلوبہ کی شکل میں جو ہدایت دیتا ہے۔ جوگی اس میں مصروف رہتے ہیں اس بیداری کا نام رام ہے اور وہ بیداری میں ہوں۔ مچھلیوں میں مگر مچھ (گڑھیال) اور ندیوں میں گنگا ندی میں ہوں۔

सर्गाणामादिरन्तश्च मध्यं चैवाहमर्जुन ।

अध्यात्मविद्या विद्यानां वादः प्रवदतामहम् ।। ३२ ।।

اے ارجن! تخلیقات کی ابتداء، انتہاء اور وسط میں ہی ہوں۔ علوم میں تصوف کا علم میں ہوں۔ جو روح کا اختیار دلا دے، وہ علم میں ہوں۔ دنیا میں زیادہ تر لوگ لوثِ دنیا (مایا) کے اختیار میں ہیں۔ حسد وعداوت، دور، عمل، خصلت اور صفات سے آمادہ ہیں۔ ان کے اختیار سے نکال کر روح کے اختیار میں لے جانے والا علم میں ہوں جسے علم تصوف کہتے ہیں آپسی اختلافات میں ذکر الٰہی میں جو فیصلہ کن ہے ایسی گفتگو میں ہوں۔ باقی کے فیصلہ تو فیصلہ طلب ہوتے ہیں۔

अक्षराणामकारोऽस्मि द्वन्द्वः सामासिकस्य च ।

अहमेवाक्षयः कालो धाताहं विश्वतोमुखः ।। ३३ ।।

میں حروف میں اکار، اوم کار، اور مرکب میں دُوند۔ نام کا مرکب ہوں۔ لافانی دور میں ہوں دور میں ہمیشہ ردو بدل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ وقت جو لافانی جاوید ابدی روح مطلق میں داخلہ دلاتا ہے، وہ حالت میں ہوں عظیم الشان حقیقی شکل یعنی ہر جگہ جاری وساری، سب کو سنبھالنے و پرورش کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔

मृत्युः सर्वहरश्चाहमुद्भवश्च भविष्यताम् ।
कीर्तिः श्रीर्वाक्च नारीणां स्मृतिर्मेधा धृतिः क्षमा ।। ३४ ।।

میں سب کا خاتمہ کرنے والی موت اور آگے پیدا ہونے والوں کی پیدائش کی وجہ ہوں عورتوں میں مَیں شہرت، طاقت چرب زبانی، یادداشت، سمجھ یعنی عقل، صبر اور معافی میں ہوں۔

جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق انسان دو ہی طرح کے ہوتے ہیں، فانی اور لافانی۔ تمام جاندار وغیرہ کی پیدائش اور خاتمہ کرنے والے یہ جسم فانی انسان ہیں۔ وہ نر، مادہ، مرد یا عورت کچھ بھی کہلائیں شری کرشن کے الفاظ میں انسان ہی ہیں دوسرا ہے۔ لافانی انسان جو اعلیٰ درجے کے مستحکم طبیعت کے ساکن ہونے کے دور میں دیکھنے میں آتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس راہ جوگ میں عورت اور مرد سبھی برابر کے حالات والے عظیم انسان ہوتے آئے ہیں لیکن یہاں یادداشت کی طاقت، عقل وغیرہ عورتوں کے ہی خصوصیات بتائے گئے۔ کیا ان نیک صفات کی ضرورت مردوں کے لئے نہیں ہے؟ کون ایسا مرد ہے جو شری مان شہرت مند، مقرر، ذہین، عقل مند اور صابر نہیں بننا چاہتا؟ ذہنی سطح پر کمزور لڑکوں میں انہیں صفات کی ترقی کرنے کیلئے والدین ان کی تعلیم کا الگ سے انتظام کرتے ہیں۔ یہاں کہتے ہیں کہ یہ نشانیاں صرف عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا آپ غور کر کے دیکھیں کہ عورت کون ہے؟ درحقیقت آپ کے دل کی خصلت ہی 'عورت' ہے اس میں ان خوبیوں کی تحریک ہونی چاہیئے ان صفات کو قبول کرنا عورت خواہ مرد سب کیلئے مفید ہے، جو مجھ سے ہوتے ہیں۔

बृहत्साम तथा साम्नां गायत्री छन्दसामहम् ।
मासानां मार्गशीर्षोऽहमृतूनां कुसुमाकरः ।। ३५ ।।

ویدوں میں قابل نغمہ سرائی میں مَیں (वृहत्साम) یعنی عظیم سے مزین، مساوات دلانے والا نغمہ ہوں یعنی ایسی بیداری میں ہوں۔ یہ (چھندوں) میں گایتری برہ میں ہوں۔ گایتری کوئی دعا (منتر) نہیں ہے، جسے پڑھنے سے نجات ملتی ہے، بلکہ خود سپردگی سے وابستہ ایک چھند ہے تین بار متزلزل ہو جانے کے بعد عارف وشوامتر نے اپنے کو معبود کی پناہ میں سپرد کرتے ہوئے کہا یعنی زمین و آسمان بہشت (भूः भुवः और स्वः) تینوں عوالم میں بشکل عنصر جلوہ گر دیوتا، آپ ہی ممتاز ہیں ہمیں ایسی عقل عطا کریں ایسی ترغیب دیں کہ ہم مقصد کو حاصل کر لیں۔ یہ محض ایک گزارش ہے ریاضت کش اپنی عقل سے حقیقی فیصلہ نہیں لے پاتا کہ میں کب صحیح ہوں، کب غلط؟ اس کی یہ حوالے کردہ التجا میں ہوں۔ جس میں یقینی طور سے بھلائی ہے۔ کیونکہ وہ میری پناہ میں آیا ہے۔ مہینوں میں سب سے اعلیٰ مہینہ 'اگہن' میں ہوں اور جس میں ہمیشہ بہار ہو ایسا موسم، دل کی ایسی حالت بھی میں ہی ہوں۔

द्यूतं छलयतामस्मि तेजस्तेजस्विनामहम् ।
जयोऽस्मि व्यवसायोऽस्मि सत्त्वं सत्त्ववतामहम् ।। ३६ ।।

جلالی انسانوں کا جلال میں ہوں۔ قمار بازی میں فریب کرنے والوں کا فریب میں ہوں۔ تب تو اچھا ہے۔ جوا کھیلیں، اس میں مکروفریب کریں، وہی معبود ہیں نہیں ایسا کچھ نہیں ہے یہ دنیا ہی ایک جوا ہے یہی دغا بازی ہے اس دنیا کے فساد سے نکلنے کیلئے نمائش چھوڑ کر پوشیدگی کے ساتھ چپکے چپکیا دالہی میں لگ جانا ہی فریب ہے فریب ہے تو نہیں، لیکن بچاؤ کے لئے ضروری ہے۔ جڑ بھرت کی طرح مدست، اندھے، بہرے اور گونگے کی طرح دل سے سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی باہر سے ایسے رہیں کہ جیسے ناواقف ہوں۔ سنتے ہوئے بھی نہ سنیں، دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھیں۔ چھپ کر ہی یادالہی کا طریقہ ہے تبھی ریاضت کش قدرت اور قدرت کے مالک کے جوے میں کامیابی حاصل کرتا ہے۔ فتح کرنے والوں کی فتح میں ہوں اور سوداگروں کا یقین (جسے باب دو) شلوک ۴۱ میں کہہ آئے ہیں اس جوگ میں حتمی عمل ایک ہے عقل ایک ہی

ہے سمت ایک ہی ہے ایسی) عملی عقل میں ہوں صالح انسانوں کا جلال اور طاقت میں ہوں۔

वृष्णीनां वासुदेवोऽस्मि पाण्डवानां धनंजयः।
मुनीनाममप्यहं व्यासः कवीनामुशना कविः।। ३७।।

واشٹری خاندان میں مَیں واسودیو یعنی ہر جگہ موجود رہنے والا دیوتا ہوں۔ پانڈوں میں مَیں دھننجے (ارجن) ہوں ثواب ہی پانڈو ہے روحانی دولت ہی قایم و دائمی دولت ہے۔ ثواب کی ترغیب سے روحانی دولت کو حاصل کرنے والا۔ دھننجے میں ہوں۔ زاہدوں میں مَیں ویاس ہوں۔ عنصر اعلیٰ کو ظاہر کرنے کی جس میں صلاحیت ہے وہ زاہد میں ہوں سخنوروں میں میں اُسنا یعنی اس میں داخلہ دلانے والا شاعر میں ہوں۔

दण्डो दमयतामस्मि नीतिरस्मि जिगीषताम्।
मौनं चैवास्मि गुह्यानां ज्ञानं ज्ञानवतामहम्।। ३८।।

نفس کش لوگوں میں نفس کشی کی طاقت میں ہوں۔ فتح کے خواہش مندوں کی عملی حکمت میں ہوں۔ پوشیدہ رکھنے لایق احساسات میں، میں خاموشی ہوں اور علم والوں میں بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی سمجھداری، مکمل علم میں ہوں۔

यच्चापि सर्वभूतानां बीजं तदहमर्जुन।
न तदस्ति विना यत्स्यान्मया भूतं चराचरम्।। ३९।।

ارجن! تمام جانداروں کی پیدائش کی وجہ میں ہی ہوں۔ کیوں کہ متحرک وساکن ایسا کوئی بھی نہیں ہے۔ جو مجھ سے خالی ہو۔ میں ہر جگہ جاری وساری ہوں۔ سب میرے ہی نور سے ہیں۔

नान्तोऽस्ति मम दिव्यानां विभूतीनां परंतप।
एष तूद्देशतः प्रोक्तो विभूतेर्विस्तरो मया।। ४०।।

اعلیٰ ریاضت کش ارجن! میری ماورائی شوکتوں کی انتہا نہیں ہے اپنی شوکتوں کا وسعت کا بیان تو میں نے مختصر میں کیا ہے۔ درحقیقت وہ لامحدود ہیں۔ اس باب میں کچھ ہی شوکتوں کو ظاہر کیا گیا

ہے۔کیونکہ اگلے ہی باب میں ارجن ان سب کو دیکھنا چاہتا ہے کیونکہ بدیہی دیدار سے،ہی شوکتیں سمجھ میں آتی ہیں اندازِفکر سمجھنے کے لئے اسی کے اندر سے تھوڑا اظہار کیا گیا۔

यद्यद्विभूतिमत्सत्त्वं श्रीमदूर्जितमेव वा।
तत्तदेवावगच्छ त्वं मम तेजोंऽशसम्भवम्।। ४१।।

جو جو بھی ثروتوں والی،منور اور طاقت والی چیزیں ہیں،ان کو تو میرے جلال کی برکت کے ایک تھوڑے سے حصہ سے پیدا ہونے والی ہیں۔ایسا جان۔

अथवा बहुनैतेन किं ज्ञातेन तवार्जुन।
विष्टभ्याहमिदं कृत्स्नमेकांशेन स्थितो जगत्।। ४२।।

خواہ ارجن!اس بہت جاننے سے تیرا کیا مطلب ہے؟میں اس تمام دنیا کو بہت تھوڑا سا اخذ کر کے موجود ہوں۔

مذکورہ بالا شوکتوں کے بیان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ یا ارجن ان سبھی چیزوں کی پرستش کرنے لگیں،بلکہ شری کرشن کا مفہوم صرف اتنا ہی ہے کہ ان ساری سمتوں سے عقیدت کو سمیٹ کر محض اس لافانی معبود میں لگا دیں اتنے سے،ہی ان کا فرض پورا ہو جاتا ہے۔

مغز سخن

اس باب میں شری کرشن نے کہا کہ:ارجن!میں تجھے پھر نصیحت دوں گا۔کیوں کہ تو میرا بے حد محبوب ہے۔پہلے بتا چکے ہیں،پھر بھی بتانے جا رہے ہیں،کیوں کہ منزل مقصود پر پہنچنے تک مرشد سے نصیحت لینے کی ضرورت رہتی ہے،میرے ظاہر ہونے کو نہ دیوتا اور نہ ولی حضرات ہی

جانتے ہیں، کیونکہ میں ان کی بھی ابتدائی وجہ ہوں۔ کیونکہ غیر مرئی حالت کے بعد کی عالمگیر حالت کو وہی جانتا ہے۔ جو اس دور سے گزر چکا ہے، جو مجھ لا پیدائش، لامتناہی اور تمام عوالم کے عظیم خدا کو بدیہی دیدار کے ساتھ جانتا ہے۔ وہی عالم ہے۔

عقل، علم، سمجھداری، نفس کشی، من پر قابو، صبر، ریاضت، صدقہ اور شہرت کے تصورات یعنی روحانی دولت کی مذکورہ نشانیاں میری دین ہے ہفت اورنگ یعنی جوگ کے سات کردار، اس سے بھی پہلے ہونے والے اس کی مناسبت سے باطنی چار حصے (من، عقل، طبیعت، اور غرور) اور اِن کے مطابق من جو از خود پیدا ہے خود تخلیق کار ہے۔ یہ سب مجھ میں جذب، لگاؤ اور عقیدت رکھنے والے ہیں ان کی ساری رعایا ہیں یہ سب مجھ سے ہی پیدا ہیں یعنی ریاضتی خصائل میرے ہی خلق ہیں ان کی پیدائش خود سے نہیں، مرشد سے ہوتی ہے۔ جو مذکورہ بالا میری شوکتوں کو مجسم کو جان لیتا ہے۔ وہ بلاشبہ مجھ میں یکتائی کی احساس سے داخل ہونے لائق ہے۔

ارجن! میں ہی سب کی پیدائش کی وجہ ہوں، جو پوری عقیدت کے ساتھ ایسی جانکاری حاصل کر لیتے ہیں وہ لاشریک خلوص کے ساتھ میری فکر کرتے ہیں مسلسل مجھ میں من، عقل اور جی جان سے لگنے والے ہوتے ہیں آپس میں میری خصوصیات کی فکر اور مجھ میں ہی مصروف رہتے ہیں۔ ان مسلسل مجھ سے جڑے ہوئے انسانوں کو میں جوگ سے نسبت دلانے والی عقل عطا کرتا ہوں۔

یہ بھی میرا کرم ہے کس طرح عقلی جوگ دیتے ہیں؟ تو ارجن! خود کفیل ان کی روح میں مستعد ہو کر تیار ہو جاتا ہوں اور ان کے من میں ناسمجھی سے پیدا ہوئے اندھیرے کو علم کے چراغ سے ختم کرتا ہوں۔

ارجن نے سوال کھڑا کیا کہ بندہ پرور، آپ قدوس، ابدی، باروائی، لامتناہی اور سب جگہ جلوہ گر ہیں۔ ایسا ولی حضرات کہتے ہیں کہ اور موجودہ وقت حال میں عارف ملکوت (دیوسی) نارد، دیول، ویاس اور آپ بھی وہی کہتے ہیں یہی حقیقت بھی ہے کہ آپ کو نہ دیوتا جانتے ہیں اور

نہ دانو، خود آپ اپنے بارے میں جسے باخبر کر دیں وہی جان پاتا ہے آپ ہی اپنی شوکتوں کا بیان کرنے میں قادر ہیں۔ لہٰذا مالک مخلوقات، آپ ہی اپنی شوکتوں کا بیان تفصیل کے ساتھ کیجئے، منزل مقصود پر پہنچنے تک معبود سے سنتے رہنے کی طلب بنی رہنی چاہئے۔ آگے معبود کی چاہت کیا ہے۔اسے ریاضت کش کیا جانیں؟

اس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے فرداً فرداً اپنی اکیاسی شوکتوں کی نشانیوں کو مختصر میں بتایا۔ جن میں سے کچھ تو جوگ کے وسیلہ میں داخل ہونے کے ساتھ ملنے والی باطنی شوکتوں کی عکاسی ہے اور بقیہ کچھ سماج میں مال وزر و کامیابیوں کے ساتھ پائی جانے والی شوکتوں پر روشنی ڈالی اور آخر میں انہوں نے زور دے کر کہا ارجن! بہت کچھ جاننے سے تیرا کیا مقصد ہے؟ اس دنیا میں جو کچھ بھی جلال اور شوکتوں سے مزین چیزیں ہیں، وہ سب میرے جلال کے ایک معمولی حصہ کے طور پر موجود ہیں۔ درحقیقت میری شوکتیں بے انتہاء ہیں۔ ایسا کہتے ہوئے جوگ کے مالک نے اس باب کا اختتام کیا۔

اس باب میں شری کرشن نے اپنی شوکتوں کی محض عقل، سمجھ عطا کی، جس سے ارجن کی عقیدت سب طرف سے سمٹ کر ایک معبود میں لگ جائے لیکن دوستوں، سب کچھ سن لینے اور بال کی کھال نکال کر سمجھ لینے کے بعد بھی اس راستہ پر چل کر اسے جاننا باقی ہی رہتا ہے۔ یہ عملی راہ ہے۔

تمام باب میں جوگ کے مالک کی شوکتوں کا ہی بیان ہے۔ لہٰذا اس طرح شری مدبھگو گیتا کی تمثیل اپنیشد و علم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں، بیان شان وشوکت، نام کا دسواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرمہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مدبھگو گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں بیان شان وشوکت (विभुति वर्णन)، نام کا دسواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست۔

اوم شری پرماتمنے نمہ

گیارھواں باب

گزشتہ باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے اپنی خاص خاص شوکتوں کا اختصار کے ساتھ بیان کیا، لیکن ارجن کو لگا کہ اس نے تفصیل سے سن لیا ہے، اس نے کہا کہ آپ کی باتیں سننے سے میری ساری فریفتگی ختم ہوگئی، لیکن آپ نے جو کہا اسے رُو بہ رُو دیکھنا چاہتا ہوں، سننے اور دیکھنے میں مغرب اور مشرق کا فرق ہے، چل کر دیکھنے کی حقیقت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ ارجن نے اس شکل کو دیکھا تو کانپنے لگا، معافی کی التجا کرنے لگا کیا عالم خوفزدہ ہوتا ہے؟ اسے کوئی تجسس رہ جاتا ہے؟ نہیں، عقلی سطح کی جانکاری ہمیشہ ناصاف رہتی ہے، ہاں، وہ حقیقی علم کے لئے ترغیب ضرور دیتا ہے لہٰذا، ارجن نے گزارش کی کہ۔ ارجن بولا

अर्जुन उचाव

मदनुग्रहाय परमं गुह्यमध्यात्मसंज्ञितम्।
यत्त्वयोक्तं वचस्तेन मोहोऽयं विगतो मम।।१।।

بندہ پرور! مجھ پر مہربان ہوکر کے جو آپ کے وسیلہ سے راز بھرے تصوف میں داخلہ دلانے والی نصیحتیں دی گئیں، اس سے میری یہ جہالت ختم ہوگئی، میں عالم ہوگیا۔

भवाप्ययौ हि भूतानां श्रुतौ विस्तरशो मया।
त्वत्तः कमलपत्राक्ष माहात्म्यमपि चाव्ययम्।। २।।

کیونکہ اے چشم کمل! میں نے مادیات کی تخلیق اور قیامت (प्रलय) آپ سے تفصیل کے ساتھ سنا ہے اور آپ کا لافانی اثر بھی سنا ہے۔

एवमेतद्यथात्थ त्वमात्मानं परमेश्वर।
द्रष्टुमिच्छामि ते रूपमैश्वरं पुरुषोत्तम्।। ३।।

اے پروردگار! آپ اپنے کو جیسا کہتے ہیں یہ ٹھیک ویسا ہی ہے۔ اس میں کوئی شک

نہیں ہے لیکن میں نے صرف اسے سنا ہے لہٰذا اے اعلیٰ ترین انسان! شوکتوں سے مزین اس حقیقی شکل کو میں ظاہری طور پر دیکھنا چاہتا ہوں۔

मान्यसे यदि तच्छक्यं मया द्रष्टुमिति प्रभो।
योगेश्वर ततो मे त्वं दर्शयात्मानमव्ययम्।। ४।।

اے مالک! میرے ذریعے سے آپ کی وہ شکل دیکھی جانی ممکن ہے، اگر آپ ایسا مانتے ہوں؟ تو اے جوگ کے مالک! آپ اپنی لافانی حقیقی شکل کا مجھے دیدار کرائیے اس پر جوگ کے مالک نے کوئی اختلاف نہیں کیا، کیونکہ وہ پہلے بھی جگہ جگہ پر کہہ آئے ہیں کہ تو میرا لاشریک بندہ اور محبوب دوست ہے، لہٰذا انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ اپنی حقیقی شکل کا دیدار کرایا۔

شری بھگوان بولے:

श्री भगवानुवाच

पश्य मे पार्थ रूपाणि शतशोऽथ सहस्रशः।
नानाविधानि दिव्यानि नानावर्णाकृतीनि च।। ५।।

پارتھ! میری سینکڑوں اور ہزاروں مختلف قسم کی اور مختلف رنگ (वर्ण) وصورت والی ماورائی والی حقیقی شکل کا دیدار کر۔

पश्यादित्यान्वसून्रुद्रानश्विनौ मरुतस्तथा।
बहून्यदृष्टपूर्वाणि पश्याश्चर्याणि भारत।। ६।।

اے بھارت! اَدِتْ کی بارہ اولاد، آٹھ وشوؤں، گیارہ ردروں، دونوں اشوینی کماروں اور انچاس مردوگڑوں کو دیکھ اور دوسری بہت سے پہلے تمہارے ذریعے کبھی نہ دیکھی گئیں حیرت انگیز شکلوں کو دیکھ۔

इहैकस्थं जगत्कृत्स्नं पश्याद्य सचराचरम्।
मम देहे गुडाकेश यच्चान्यद् द्रष्टुमिच्छसि।। ७।।

ارجن! اب میرے اس جسم میں ایک ہی جگہ پر موجود ہوئے متحرک وساکن کے ساتھ

تمام جہان کو دیکھ اور دوسری چیزیں بھی، جو کچھ دیکھنا چاہتا ہے، وہ دیکھ۔

اس طرح تین شلوکوں تک شری کرشن مسلسل دکھاتے چلے گئے، لیکن ارجن کو کچھ دکھائی نہیں پڑا۔ (وہ آنکھیں ملتا رہ گیا) لہٰذا ایسا دکھاتے ہوئے بندہ نواز یکبارگی رک جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

न तु मां शक्यसे द्रष्टुमनेनैव स्वचक्षुषा।
दिव्यं ददामि ते चक्षुः पश्य मे योगमैश्वरम्॥ ८॥

ارجن! تو مجھے اپنی نگاہوں کے ذریعے یعنی عقلی نظر سے دیکھنے میں قادر نہیں ہے۔ لہٰذا میں تجھے ماورائی یعنی نادر نظر عطا کرتا ہوں، جس سے تو میرے اثر اور جوگ کی طاقت کو دیکھ۔

ادھر جوگ کے مالک شری کرشن کے رحم وکرم سے ارجن کو وہی نظر مل گئی۔ اس نے دیکھا اور ادھر جوگ کے مالک ویاس کے رحم وکرم سے وہی نظر سنجے کو ملی تھی۔ جو کچھ ارجن نے دیکھا ہو بہو وہی سنجے نے بھی دیکھا اور اس کی برکت سے اپنے کو فلاح کا حصہ دار بنایا۔ ظاہر ہے کہ شری کرشن ایک جوگی کے ہمسر ہیں۔ سنجے بولا:

संजय उवाच

एवमुक्त्वा ततो राजन्महायोगेश्वरो हरिः।
दर्शयामास पार्थाय परमं रूपमैश्वरम्॥ ९॥

سنجے بولا: اے شاہ! عظیم جوگ کے مالک شری کرشن (ہری) نے اس طرح کی باتیں بتانے کے بعد ارجن کو اپنی اعلیٰ شوکتوں سے مزین ماورائی حقیقی شکل دکھائی۔ جو خود جوگی ہے اور دوسروں کو بھی جوگ عطا کرنے کی جس میں صلاحیت ہو۔ جو جوگ کا مالک ہو، اسے جوگ کا مالک کہتے ہیں؟ اس طرح سب کچھ سلب (हरण) کرنے والا ہری ہے۔ اگر صرف دکھوں کو سلب کیا اور سکھ چھوڑ دیا، تو دکھ آئے گا، لہٰذا سارے گناہوں کے خاتمہ کے ساتھ سب کچھ کا سلب کر کے اپنی حقیقی شکل دکھانے میں جو قادر ہے وہ ہری ہے، انہوں نے ارجن کو اپنی ماورائی حقیقی شکل

دکھائی۔سامنے تو کھڑے ہی تھے۔

अनेकवक्त्रनयनमनेकाद्भुत दर्शनम् ।

अनेकदिव्याभरणं दिव्यानेकोद्यतायुधम् ।। १० ।।

مختلف منہ اور آنکھوں سے مزین، مختلف حیرت انگیز، شبیہ والے، مختلف نادر زیورات سے آراستہ اور مختلف ماورائی اسلحہ کو ہاتھ سے اٹھائے اور......

दिव्यामाल्याम्बरधरं दिव्यगन्धानुलेपनम् ।

सर्वाश्चर्यमयं देवमनन्तं विश्वतोमुखम् ।। ११ ।।

نادر مالا اور لباسوں کو پہنے ہوئے، لطیف خوشبو کو لگائے ہر طرح حیرت انگیزیوں سے مزین لامحدود عظیم الشان شکل والے اعلیٰ معبود کو ارجن نے نظر ملنے پر دیکھا۔

दिवि सूर्यसहस्रस्य भवेद्युगपदुत्थिता ।

यदि भाः सदृशी सा स्याद्भासस्तस्य महात्मनः ।। १२ ।।

(لاعلمی کی مثال دھرت راشٹر، احتیاط کی تمثیل سنجے، جیسا پہلے بیان کیا گیا ہے) سنجے بولا: اے شاہ! آسمان میں ایک ساتھ ہزاروں طلوع آفتاب سے جتنی روشنی ہوتی ہے وہ بھی بشکل عالم اس مردکامل کے نور کے مقابلے شاید ہی ہو، یہاں شری کرشن مردِ کامل ہی ہیں، جوگ کے مالک تھے۔

तत्रैकस्थं जगत्कृत्स्नं प्रविभक्तमनेकधा ।

अपश्यद् देवदेवस्य शरीरे पाण्डवस्तदा ।। १३ ।।

پانڈو کے پسر ارجن نے (نیکی ہی پانڈو ہے۔نیکی ہی عشق کو جنم دیتی ہے۔) اس وقت مختلف قسموں سے بٹی ہوئی ساری دنیا کو اس اعلیٰ روح کے جسم میں ایک جگہ موجود دیکھا۔

ततः स विस्मयाविष्टो हृष्टरोमा धनंजयः ।

प्रणम्य शिरसा देवं कृतान्जलिरभाषत ।। १४ ।।

اس کے بعد حیرت زدہ، مسرور روموں والا وہ ارجن اعلیٰ روح کو سر جھکا کر آداب کرتے ہوئے (پہلے بھی آداب بجاتا تھا، لیکن اثر دیکھ لینے پر باادب، بااحترام آداب بجا کر)

دست بستہ ہوکر بولا: یہاں ارجن نے قلب سے آداب عرض کیا اور کہا، ارجن بولا:

अर्जुन उवाच

पश्यामि देवांस्तव देव देहे
सर्वांस्तथा भूतविशेषसंघान् ।
ब्रह्माणमीशं कमलासनस्थम्
ऋषींश्चसर्वानुरगांश्च दिव्यान् ।। १५ ।।

اے روحِ پاک! آپ کے جسم میں مَیں تمام ملائک کو اور مختلف جانداروں کے گروہوں کو، کمل کے آسن پر بیٹھے ہوئے برہما کو، مہادیو کو ولی حضرات کو اور نادر سانپوں کو دیکھتا ہوں۔ یہ روبہ رو دیدار تھا۔ صرف تخیل نہیں، لیکن ایسا تبھی ممکن ہے جب جوگ کے مالک (اعلیٰ مقام پر فائز عظیم انسان) دل سے ایسی نظر عطا کریں۔ یہ ریاضت سے ہی ممکن ہے۔

अनेकबाहूदरवक्त्रनेत्रं
पश्यामि त्वां सर्वतोऽनन्तरूपम् ।
नान्तं न मध्यं न पुनस्तवादिं
पश्यामि विश्वेश्वर विश्वरूप ।। १६ ।।

مالک دنیا! میں آپ کو مختلف ہاتھ، پیٹ، منہ اور آنکھوں سے مزین وہ ہر جانب سے لامتناہی شکلوں والا دیکھتا ہوں۔ اے مالک جہاں! نہ میں آپ کی ابتداء کو، نہ وسط کو نہ انتہاء کو ہی دیکھتا ہوں یعنی آپ کی ابتداء، وسط اور انتہاء کا فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں۔

किरीटिनं गदिनं चक्रिणं च
तेजोराशिं सर्वतो दीप्तिमन्तम् ।
पश्यामि त्वां दुर्निरीक्ष्यं समन्ता
-द्दीप्तानलार्कद्युतिमप्रमेयम् ।। १७ ।।

میں آپ کو تاج، گرز اور چرخ سے مزین، ہر جانب سے منور، پرنور شکل، دہکتی ہوئی

آگ اور سورج کی طرح دیکھنے میں بے حد شکل یعنی دقت کے ساتھ دیکھا جانے والا اور ہر جانب سے عقل وغیرہ کے دائرے سے باہر لامحدود دیکھتا ہوں۔اس طرح تمام حواس سے پوری طرح وقف ہو کر جوگ کے مالک شری کرشن کو اس عظیم الشان شکل میں دیکھ کر ارجن ان کی حمد سرائی کرنے لگا۔

त्वमक्षरं परमं वेदितव्यं
त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम्।
त्वमव्ययः शाश्वतधर्मगोप्ता
सनातनस्त्वं पुरुषो मतो मे।। १८।।

بندہ پرور! آپ جاننے کے لائق اعلیٰ لافانی یعنی فنا نہ ہونے والے معبود ہیں۔آپ اس دنیا کی سب سے اعلیٰ پناہ گاہ ہیں،آپ دائمی دین کے محافظ ہیں اور آپ لافانی ابدی انسان ہیں۔ایسا میرا خیال ہے۔روح کی شکل کیا ہے؟ دائمی ہے،ابدی،غیر مرئی ہے،لافانی ہے،یہاں شری کرشن کی کیا شکل ہے؟ وہی دائمی،ابدی،غیر مرئی،لافانی یعنی حصول کے بعد عظیم انسان بھی اسی خود شناسی کی حالت میں قائم ہوتا ہے،تبھی تو معبود اور روح ایک دوسرے کے ہم وزن ہیں۔

अनादिमध्यान्तमनन्तवीर्य-
मनन्तबाहुं शशिसूर्यनेत्रम्।
पश्यामि त्वां दीप्तहुताशवक्त्रं
स्वतेजसा विश्वमिदं तपन्तम्।। १९।।

اے پروردگار! میں آپ کو ابتداء، وسط اور انتہاء سے مبرا، لامحدود قوت سے مزین بے شمار ہاتھوں والا (پہلے ہزاروں تھے، اب بے شمار ہو گئے،) چاند اور سورج جیسی آنکھوں والا (تب تو معبود یک چشم ہو گئے،ایک آنکھ چاند کی طرح کمزور روشنی والی اور دوسری سورج کی طرح جلال والی،ایسا کچھ نہیں ہے۔سورج کی طرح روشنی عطا کرنے والی اور چاند کی طرح ٹھنڈک پہنچانے والی خوبی معبود میں ہے۔چاند اور سورج محض علامت ہیں یعنی چاند اور سورج

جیسی نگاہ والے) اور دہکتی ہوئی آگ جیسے منہ والا اور اپنے جاہ وجلال سے اس دنیا کو تپاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

द्यावापृथिव्योरिदमन्तरं हि
व्याप्तं त्वयैकेन दिशश्च सर्वाः।
दृष्ट्वाद्भुतं रूपमुग्रं तदेवं
लोकत्रयं प्रव्यथितं महात्मन्।। २०।।

اے عظیم روح! آسمان اور زمیں کے بیچ کی پوری خلا اور ساری سمتیں واحد آپ سے ہی لبریز ہیں۔ آپ کی اس ماورائی خوفناک شکل کو دیکھ کر تینوں عوالم بے حد پریشان ہو رہے ہیں۔

अमी हि त्वां सुरसंघा विशन्ति
केचिद्भीताः प्रान्जलयो गृणन्ति।
स्वस्तीत्युक्त्वा महर्षिसिद्धसंघाः।
स्तुवन्ति त्वां स्तुतिभिः पुष्कलाभिः।। २१।।

وہ ملائک کے گروہ میں ہی داخل ہو رہے ہیں اور کئی ایک خوفزدہ ہو کر دست بستہ آپ کی حمد سرائی کر رہے ہیں۔ ولیوں اور کاملوں کے جھنڈ حمد وستائش یعنی خیر ہو، ایسا کہتے ہوئے دعاؤں کے ذریعے آپ کی حمد وثنا کر رہے ہیں۔

रूद्रादित्या वसवो ये च साध्या
विश्वेऽश्विनौ मरुतश्चोष्मपाश्च।
गन्धार्वयक्षासुर सिद्धसंघा
वीक्षन्ते त्वां विस्मिताश्चैव सर्वे।। २२।।

رُدر، آدتیہ، وسو، سادھیہ، وشودیو، اشوینی کمار، وایودیو، اگنی، گندھرو، یچھ، راچھس اور سدھوں کے گروہ بھی حیرت انگیز نظر سے آپ کو دیکھ رہے ہیں یعنی دیکھتے ہوئے بھی سمجھ نہیں پا رہے ہیں، کیوں کہ ان کے پاس وہ نظر ہی نہیں ہے۔ شری کرشن نے پہلے ہی بتایا تھا کہ شیطانی خصائل والے لوگ مجھے کمتر کہہ

کر مخاطب کرتے ہیں، عام انسان جیسا مانتے ہیں جب کہ میں اعلیٰ ترین احساس میں اعلیٰ معبود کی شکل میں قائم ہوں۔ اگر چہ ہوں انسانی جسم کی بنیاد والا، اسی کی تفصیل یہاں ہے کہ وہ تعجب کی نظر سے دیکھ رہے ہیں، حقیقی طور پر سمجھ نہیں پا رہے ہیں، نہیں دیکھتے ہیں۔

रूपं महत्ते बहुवक्त्रनेत्रं
महाबाहो बहुबाहूरुपादम् ।
बहूदरं बहुदंष्ट्राकरालं
दृष्ट्वा लोकाः प्रव्यथितास्तथाहम् ।। २३ ।।

بازوئے عظیم! (شری کرشن بازوئے عظیم ہیں اور ارجن بھی، دنیا سے ماورا عظیم اقتدار میں جس کا حلقۂ کار ہو، وہ بازوئے عظیم ہے۔ شری کرشن عظمت کے حلقہ میں مکمل ہیں، انتہائی حد میں ہیں۔ ارجن اسی کے ابتدائی دور میں ہے۔ راستے میں ہے۔ منزل راستہ کا دوسرا سرا ہی تو ہے۔) بازوئے عظیم جوگ کے مالک! آپ کے بہت منہ اور آنکھوں والی، بے شمار ہاتھ، جنگھا اور پیروں والی، بہت سارے پیٹ اور خوفناک ڈاڑھیوں والی عظیم الشان شکل کو دیکھ کر سارے عوالم بے چین ہو رہے ہیں اور میں بھی بے قرار ہو رہا ہوں۔ اب شری کرشن کی عظمت کو دیکھ کر ارجن کو کچھ ڈر لگ رہا ہے کہ وہ اتنے عظیم ہیں۔

नभःस्पृशं दीप्तमनेकवर्णं
व्यात्ताननं दीप्तविशाल नेत्रम् ।
दृष्ट्वा हि त्वां प्रव्यथितान्तरात्मा
धृतिं न विन्दामि शमं च विष्णो ।। २४ ।।

ساری دنیا میں سب جگہ جو ہر (اڑو) کی شکل میں موجود اے وشنو! آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی روشنی کی مینار، مختلف شکلوں سے مزین، منہ پھیلائے ہوئے اور روشن زدہ بڑی آنکھوں والے آپ کو دیکھ کر خاص طور سے خوفزدہ باطن والا میں صبر اور من کو تسلی دینے والے

سکون کو نہیں حاصل کر پا رہا ہوں۔

दंष्ट्राकरालानि च ते मुखानि
दृष्ट्वैव कालानलसन्निभानि।
दिशो न जाने न लभे च शर्म
प्रसीद देवेश जगन्निवास:।। २५।।

آپ کے دہشت زدہ ڈاڑھوں والے آتش اجل (कालाग्नि) (اجل کیلئے بھی آگ ہے روح مطلق) کی مانند دہکتے ہوئے منہ کو دیکھ کر میں سمتوں کو نہیں جان پا رہا ہوں چاروں طرف روشنی دیکھ کر سمتوں کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔آپ کی یہ شکل دیکھتے ہوئے مجھے سکھ بھی نہیں مل رہا ہے۔اے شاہ ملائک! اے بندہ نواز۔آپ خوش ہوں۔

अमी च त्वां धृतराष्ट्रस्य पुत्रा:
सर्वे सहैवावनिपालसङ्घै:।
भीष्मो द्रोण: सूतपुत्रस्तथासौ
सहास्मदीयैरपि योधमुख्यै:।। २६।।

وہ سبھی دھرت راشٹر کے اولاد شاہوں کے گروہوں کے ساتھ آپ میں داخل ہو رہے ہیں اور بھشم پتامہ، درون چاریہ وہ کرن (कर्ण) (جس سے ارجن بہت خوف زدہ تھا وہ کرن (कर्ण) اور ہماری طرف کے بھی خاص سپہ سالاروں کے ساتھ سب کے سب۔

वक्त्राणि ते त्वरमाणा विशन्ति
दंष्ट्राकरालानि भयानकानि।
केचिद्विलग्ना दशनान्तरेषु
संदृश्यन्ते चूर्णितैरुत्तमाङ्गै:।। २७।।

بڑے رفتار کے ساتھ آپ کے خوفناک ڈاڑھوں والے دہشت زدہ تمام دہانوں میں داخل ہو رہے ہیں اور ان میں سے کتنے ہی روندے ہوئے 'سروں' کے ساتھ آپ کے دانتوں

کے درمیان پھنسے ہوئے دکھائی پڑ رہے ہیں۔ وہ کس رفتار کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں؟ اب اُن کی رفتار دیکھیں۔

यथा नदीनां बहवोऽम्बुवेगाः
समुद्रमेवाभिमुखा द्रवन्ति।
तथा तवामी नरलोकवीरा
विशन्ति वक्त्राण्यभिविज्वलन्ति।। २८।।

جیسے بہت سی ندیوں کی پانی کی روانی (اپنے میں خوف ناک ہوتے ہوئے بھی) سمندر کی طرف دوڑتی ہے، سمندر میں داخل ہوتی ہے، ٹھیک اُسی طرح وہ بہادر انسانوں کے گروہ آپ کے جلتے ہوئے تمام دہانوں میں داخل ہو رہے ہیں یعنی وہ خود میں بہادر تو ہیں، لیکن آپ سمندر کی مانند ہیں۔ آپ کے سامنے اُن کی طاقت بے حد کم ہے وہ کس واسطے اور کس طرح داخل ہو رہے ہیں؟ اس کے لئے نظیر پیش ہے۔

यथा प्रदीप्तं ज्वलनं पतङ्गा
विशन्ति नाशाय समृद्धवेगाः।
तथैव नाशाय विशन्ति लोका-
स्तवापि वक्त्राणि समृद्धवेगाः।। २९।।

جس طرح پروانے ختم ہونے کے لئے ہی جلتی ہوئی آگ میں بے حد رفتار سے داخل ہوتے ہیں، ویسے ہی یہ سارے جاندار بھی اپنی تباہی کے لئے آپ کے دہن میں بہت زیادہ، بڑھی ہوئی رفتار سے داخل ہو رہے ہیں۔

लेलिह्यसे ग्रसमानः समन्ता-
ल्लोकान्समग्रान्वदनैर्ज्वलद्भिः।
तेजोभिरापूर्य जगत्समग्रं
भावस्तवोग्राः प्रतपन्ति विष्णो।। ३०।।

آپ اُن سارے عوالم کو تابندہ دہانوں کے ذریعہ ہر جانب سے چاٹتے ہوئے نگل رہے ہیں اُن کو چکھ رہے ہیں۔ اے اعلیٰ روح! آپ کا شدید نور سارے جہان کو اپنے جلال سے طاری کر کے دہک رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب پہلے دنیوی دولت اعلیٰ عنصر میں تحلیل ہو جاتی ہے، اُس کے بعد روحانی دولت کا کوئی مطلب نہیں رہ جاتا۔ لٰہذا وہ بھی اُسی اعلیٰ شکل میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ ارجن نے دیکھا کہ کوروؤں کے جانب دار اُس کے بعد اُس کے اپنے جانب دار کے جنگجو شری کرشن کے دہن میں تحلیل ہوتے جا رہے ہیں، اُس نے سوال کیا۔

आख्याहि मे को भवानुग्ररूपो
नमोऽस्तु ते देववर प्रसीद।
विज्ञातुमिच्छामि भवन्तमाद्यं
न हि प्रजानामि तव प्रवृत्तिम्।। ३१।।

مجھے بتایئے کہ، خوفناک شکل والے آپ کون ہیں؟ اے رب الارباب آپ کو آداب ہے، آپ خوش ہوں۔ ابدی شکل والے! میں آپ کو اچھی طرح جاننا چاہتا ہوں (جیسے۔ آپ کون ہیں؟ کیا کرنا چاہتے ہیں) کیوں کہ آپ کی خصلت یعنی آپ کی حرکتوں کو نہیں سمجھ پا رہا ہوں، اس پر جوگ کے مالک شری کرشن بولے۔

श्री भगवानुवाच
कालोऽस्मि लोकक्षयकृत्प्रवृद्धो
लोकान्समाहर्तुमिह प्रवृत्तः।
ऋतेऽपि त्वां न भविष्यन्ति सर्वे
येऽवस्थिताः प्रत्यनीकेषु योधाः।। ३२।।

ارجن! میں سارے جہان کا خاتمہ کرنے والا بڑھا ہوا کال (موت) ہوں اور اس وقت ان عوالم کو ختم کرنے پر آمادہ ہوں۔ مخالفین کی فوج میں موجود جتنے جنگجو ہیں، وہ سب تیرے بغیر بھی نہیں رہیں گے۔ وہ زندہ نہیں بچیں گے۔ اس واسطے آمادہ ہوا ہوں۔

तस्मात्त्वमुत्तिष्ठ यशो लभस्व
जित्वा शत्रून् भुङ्क्ष्व राज्यं समृद्धम्।
मयैवैते निहताः पूर्वमेव
निमित्तमात्रं भव सव्यसाचिन्।। ३३।।

اس واسطے ارجن! تو جنگ کے لئے کھڑا ہو، نیک نامی حاصل کر، دشمنوں پر فتح حاصل کر ایک خوش حال اور باحیثیت اقتدار کا لطف اٹھا۔ یہ سارے جنگجو میرے ذریعے پہلے ہی مارے جا چکے ہیں (सव्यसाचिन) ارجن! تو محض وسیلہ بن۔

عام طور سے شری کرشن نے ہر جگہ کہا ہے کہ، وہ معبود نہ کچھ خود کرتا ہے، نہ کراتا ہے نہ حالات ہی پیدا کرتا ہے۔ فریفتگی عقل کی وجہ سے ہی لوگ کہتے ہیں کہ، معبود کراتا ہے، لیکن یہاں وہ خود تال ٹھونک کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ارجن سب کچھ کرنے والا تو میں ہوں، میرے ذریعے یہ پہلے سے ہی سارے مارے جا چکے ہیں تو بس کھڑا بھر ہو جا، نیک نامی حاصل کر لے۔ ایسا اس واسطے ہے کہ 'सो केवल भगतन्ह हित लागी' ارجن اُسی مقام کو حاصل کر چکا تھا کہ، بھگوان خود تال ٹھونک کر کھڑے ہو گئے۔ انسیت ہی ارجن ہے سچے عاشق کے لئے معبود ہمیشہ کھڑے ہیں، اُسی کے کارکن ہیں، رتھ بان بن جاتے ہیں۔

یہاں گیتا میں تیسری بار اقتدار کا موضوع آیا۔ پہلے ارجن جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا، اُس نے کہا کہ زمین کے مال وزر سے بار آور بے خطر حکومت اور ملائک کے مالکان یا تینوں عوالم کے اقتدار میں بھی میں اُس طریقہ کو نہیں دیکھتا، جو حواس کو سکھانے والے میرے اس غم کو دور کر سکیں جب بے قراری بنی ہی رہے گی تو ہمیں نہیں چاہئے۔

جوگ کے مالک نے کہا۔ اِس جنگ میں شکست کھاؤ گے تو دیوتا کا مقام اور جیتنے پر حضور اعلیٰ کا مرتبہ ملے گا اور یہاں گیارہویں باب میں کہتے ہیں کہ یہ دشمن میرے ذریعے مارے جا چکے ہیں، تو محض وسیلہ بھر بن جا، نیک نامی کو حاصل کر اور ایک خوشحال حکومت کا لطف اٹھا پھر وہی بات۔

جس بات سے ارجن چونکتا ہے، جس میں وہ اپنے غم کو ختم ہوتا ہوا نہیں دیکھتا، کیا شری کرشن پھر وہی اقتدار عطا کریں گے؟ نہیں، درحقیقت عیوب کا خاتمہ روحِ مطلق کی شکل کی حالت ہی حقیقی خوشحالی ہے، جو ہمیشہ قائم رہنے والی دولت ہے، جس کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا شاہی جوگ کا ثمرہ ہے۔

द्रोणं च भीष्मं च जयद्रथं च
कर्णं तथान्यानपि योधवीरान्।
मया हतांस्त्वं जहि मा व्यथिष्ठा
युध्यस्व जेतासि रणे सपत्नान्॥ ३४॥

اِن درونٹر، بھیشم، جے درت، کنڑ कर्ण اور دوسرے بہت سے میرے ذریعے مارے گئے جنگ جو بہادروں کو تو مار، خوف مت کر، جنگ میں دشمنوں کو تو یقینی طور پر جیتے گا اِس واسطے جنگ کر، یہاں بھی جوگ کے مالک نے کہا کہ وہ میرے ذریعے مارے جا چکے ہیں، اِن مرے ہوؤں کو تو مار ظاہر کیا کہ میں کارکن ہوں، جب کہ پانچویں باب کے تیرہویں، چودھویں، اور پندرہویں شلوک میں انہوں نے کہا تھا۔ معبود کچھ نہیں کرتے ہیں اٹھارہویں باب میں وہ کہتے ہیں مبارک یا نامبارک ہر ایک کام کے ہونے میں پانچ وسیلے ہیں جگہ (ओधिष्ठान) کارکن (करणं) (وسیلہ ہے) کوشش (चेष्टा) اور قسمت (दैव) جو کہتے ہیں رونق افروز معبود کرتے ہیں، وہ نا سمجھ ہیں، حقیقت کو نہیں جانتے یعنی بھگوان نہیں کرتے۔ ایسا تضاد (विरो धाभास) کیوں؟

درحقیقت دنیا اور اس اعلیٰ مقام پر فائز انسان کے درمیان ایک حد لکیر ہے۔ جب تک دنیوی عناصر کا دباؤ زیادہ رہتا ہے۔ تب تک فطرت ترغیب دیتی ہے اور جب ریاضت کش اُس کے اوپر اٹھ جاتا ہے بھگوان، مطلوب یا مرشد کے حلقۂ کار میں داخلہ لے لیتا ہے۔ اُس کے بعد مرشد مطلوبہ (یاد رہے محرک کی جگہ مرشد، روح، روح مطلق، مطلوب، معبود ایک دوسرے کے مترادف ہیں کچھ بھی کہیں کہتا بھگوان ہی ہے) دل سے رتھ بان ہو جاتا ہے۔ روح سے بیدار ہو کر اُس عقیدت مند عاشق ریاضت کش کی خود رہنمائی کرنے لگ جاتا ہے۔

"قابل احترام مہاراج جی کہتے تھے۔ ہو، جس معبود کی ہمیں چاہ ہے، جس سطح پر ہم کھڑے ہیں، اُس سطح پر خود اتر کر جب تک روح سے بیدار نہیں ہو جاتا تب تک صحیح طور پر ریاضت کی شروعات نہیں ہو پاتی، اس کے بعد جو کچھ ریاضت کش کو کامیابی ملتی ہے، وہ اس کی نذر عنایت ہے۔ ریاضت کش تو محض ایک وسیلہ بن کر ان کے اشارہ اور حکم پر چلتا بھر رہتا ہے۔ ریاضت کش کی کامیابی ان کی مہربانی ہے ایسے عقیدت مند کے لئے معبود اپنی نظر سے دیکھتا ہے، دکھاتا ہے اور اپنے مقام تک پہنچاتا ہے، یہی شری کرشن کہتے ہیں کہ میرے ذریعے مارے گئے اِن دشمنوں کو مار۔ طے ہے کہ تمھیں فتح حاصل ہوگی، میں جو کھڑا ہوں۔ سنجے بولا

संजय उवाच

एतच्छ्रुत्वा वचनं केशवस्य
कृताञ्जलिर्वेपमानः किरीटी।
नमस्कृत्वा भूय एवाह कृष्णं
सगद्गदं भीतभीतः प्रणम्य॥ ३५॥

سنجے بولا۔ (جو کچھ ارجن نے دیکھا، ٹھیک ویسا ہی سنجے نے دیکھا ہے، جہالت سے محیط من ہی نابینا دھرت راشٹر ہے، لیکن ایسا من بھی احتیاط کے ذریعہ اچھی طرح دیکھتا، سنتا اور سمجھتا ہے) شری کرشن کی اِن مذکورہ بالا باتوں کو سُن کر تاجدار ارجن خوفزدہ ہو کر، دست بستہ آداب بجا، پھر شری کرشن سے اس طرح لرزیدہ آواز ہی میں بولا۔

स्थाने हृषीकेश तव प्रकीर्त्या
जगत्प्रहृष्यत्यनुरज्यते च।
रक्षांसि भीतानि दिशो द्रवन्ति
सर्वे नमस्यन्ति च सिद्धसंघाः॥ ३६॥

اے عالم الغیب! مالک نفس یہ مناسب ہے کہ، آپ کی شہرت سے دنیا خوش ہوتی ہے اور انسیت کو حاصل کرتی ہے۔ آپ کی ہی عظمت سے ڈرے ہوئے دیو اِدھر اُدھر سمتوں کی جانب

بھاگتے ہیں اور سارے کاملوں کے گروہ آپ کی عظمت کو دیکھ کر آداب بجاتے ہیں۔

कस्माच्च ते न नमेरन्महात्मन्
गरीयसे ब्रह्मणोऽप्यादिकर्त्रे।
अनन्त देवेश जगन्निवास
त्वमक्षरं सदसत्तत्परं यत्॥ ३७॥

اے عظیم روح! خالق (برہما) کے بھی ازلی خالق اور عظیم ترین آپ کا وہ کیسے آداب نہ بجائیں، کیوں کہ اے لامتناہی۔ اے رب الارباب۔ اے مالک الدنیا! حق و باطل اور ان سے بھی ماورا لافانی یعنی دائمی حقیقی شکل آپ ہی ہیں۔ ارجن نے لافانی حقیقی شکل کا روبرو دیدار کیا تھا۔ محض عقلی سطح پر تخیل کرنے یا مان لینے کے بناء پر ہی کوئی ایسی حالت نہیں ملتی، جو لافانی ہو، ارجن کا روبرو دیدار اس کا باطنی احساس ہے۔ اس نے خاکساری کے ساتھ کہا

त्वमादिदेवः पुरुषः पुराण-
स्त्वमस्य विश्वस्य परं निधानम्।
वेत्तासि वेद्यं च परं च धाम
त्वया ततं विश्वमनन्तरूप॥ ३८॥

آپ ابدی دیوتا اور دائمی انسان ہیں آپ اِس دنیا کی اعلیٰ پناہ اور جاننے والے قابلِ علم ہیں اور اعلیٰ مقام ہیں اے لامحدود شکل والے آپ سے یہ ساری دنیا جلوہ گر ہے آپ سب جگہ موجود ہیں۔

वायुर्यमोऽग्निर्वरुणः शशाङ्कः
प्रजापतिस्त्वं प्रपितामहश्च।
नमो नमस्तेऽस्तु सहस्रकृत्वः
पुनश्च भूयोऽपि नमो नमस्ते॥ ३९॥

آپ ہی ہوا، ملک الموت (یمراج) آگ، پانی، چاند اور خلق کے مالک، برہما (ब्रम्हा) اور برہما کے بھی پدر ہیں، آپ کو ہزاروں بار آداب ہے۔ اس کے باوجود بھی بار ہا آداب ہے۔ بے

حد عقیدت اور بندگی کی بناء پر باادب سر جھکاتے ہوئے ارجن کو آسودگی نہیں ہو رہی ہے۔ وہ کہتا ہے۔

नमः पुरस्तादथ पृष्ठतस्ते
नमोऽस्तु ते सर्वत एव सर्व।
अनन्तवीर्यामितविक्रमस्त्वं
सर्वं समाप्नोषि ततोऽसि सर्वः।। ४०।।

اے بے حد قادر عظیم قادرِ مطلق۔ آپ کو سامنے سے اور پیچھے سے بھی آداب ہو، اے روح عالم آپ کو ہر جانب سے آداب ہو، کیوں کہ اے بے انتہا جفاکش۔ آپ ہر طرح سے دنیا کو طاری کئے ہوئے ہیں، لہٰذا آپ ہی ہر شکل میں اور ہر جگہ موجود ہیں اس طرح بار ہا آداب کر کے خوف زدہ ارجن اپنی غلطیوں کے لئے معافی کی گزارش کرتا ہے

सखेति मत्वा प्रसभं यदुक्तं
हे कृष्ण हे यादव हे सखेति।
अजानता महिमानं तवेदं
मया प्रमादात्प्रणयेन वापि।। ४१।।

آپ کی اِن عظمتوں کو نہ جانتے ہوئے آپ کو ساتھی، دوست مان کر میرے ذریعے محبت یا غفلت سے بھی اے شری کرشن۔ اے یادو، اے دوست! اِس طرح جو کچھ بھی مدہوشی میں کہا گیا ہے اور۔

यच्चावहासार्थमसत्कृतोऽसि
विहारशय्यासनभोजनेषु।
एकोऽथवाप्यच्युत तत्समक्षं
तत्क्षामये त्वामहमप्रमेयम्।। ४२।।

اے مستقل مزاج! جو آپ ہنسی مذاق میں، تفریح سونے، بیٹھنے اور کھانے پینے وغیرہ معاملوں میں تنہا یا ان لوگوں کے سامنے بھی بے عزت کئے گئے ہیں، وہ سارے گناہ بعید القیاس

اثر والے آپ سے میں معافی کا طلب گار ہوں، کس طرح معاف کریں؟

पितासि लोकस्य चराचरस्य
त्वमस्य पूज्यश्च गुरुर्गरीयान्।
न त्वत्समोऽस्त्यभ्यधिकः कुतोऽन्यो
लोकत्रयेऽप्यप्रतिमप्रभाव।। ४३।।

آپ اِس متحرک وساکن دنیا کے پدر، مرشد سے بھی برتر مرشد اور بے انتہا قابل احترام ہیں جس کی کوئی مثال نہیں، ایسے بے مثال اثر والے آپ کے برابر تینوں عوالم میں دوسرا کوئی نہیں ہے، پھر آپ سے بڑا کیسے ہوگا؟ آپ کے ساتھی بھی نہیں کیوں کے ساتھی تو ہم وزن ہوتا ہے۔

तस्मात्प्रणम्य प्रणिधाय कायं
प्रसादये त्वामहमीशमीड्यम्।
पितेव पुत्रस्य सखेव सख्युः
प्रियः प्रियायार्हसि देव सोढुम्।। ४४।।

آپ متحرک وساکن کے پدر ہیں، لہٰذا میں اپنے جسم کو اچھی طرح آپ کے قدموں میں رکھ کر اظہار عقیدت (آداب) کر کے، قابل حمد وثنا آپ اعلیٰ روح کو خوش کرنے کیلئے التجا کرتا ہوں، اے بندہ نواز! پدر جیسے پسر کے، دوست جیسے دوست کے اور شوہر جیسے محبوبہ بیوی کے گناہوں کو معاف کرتا ہے، ویسے ہی آپ بھی میرے گناہوں کو معاف کرنے کے قابل ہیں۔ گناہ کیا تھا؟ ہم نے کبھی اے یادو! اے دوست! اے کرشن! کہا تھا سماج کے درمیان یا تنہائی میں کہا تھا کھانے کے وقت یا سونے کے وقت کہا تھا، کیا کرشن کہنا قصور تھا؟ کالے تھے ہی، تو گورے کیسے کہے جائیں؟ یادَو کہنا بھی خطا نہیں تھی، کیوں کہ یدو خاندان میں تو پیدائش ہوئی تھی، دوست کہنا بھی قصور نہیں تھا، کیوں کہ خود شری کرشن بھی اپنے کو ارجن کا دوست مانتے تھے۔ جب

کرشن کہنا قصور ہی ہے، ایک بار کرشن کہنے کیلئے ارجن تمام مرتبہ، گڑگڑا کر معافی کی التجا کر رہا ہے تو ورد کس کا کریں؟ نام کون سا لیں؟

در حقیقت غور و فکر کا جو طریقہ خود جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا ہے کہ، ویسا ہی آپ کریں۔ انہوں نے پہلے بتایا 'ओमित्येकाक्षरं ब्रह्म व्याहरन् मामनुस्मरन्' ارجن! 'اوم' بس اتنا ہی لافانی رب کا مظہر ہے۔ اس کا تو ورد کر اور تصور میرا رکھ، کیوں کہ اس اعلیٰ احساس کے ساتھ نسبت مل جانے کے بعد اس عظیم انسان کا بھی یہی نام ہے، جو اس غیر مرئی کا مظہر ہے، جلوہ دیکھنے پر ارجن نے پایا کہ یہ نہ تو کالے ہیں، نہ گورے، نہ دوست (سخا) ہیں، نہ یادو، یہ تو لافانی رب کے مقام کو پہنچے ہوئے مردِ کامل ہیں۔

پوری گیتا میں جوگ کے مالک شری کرشن نے سات بار، 'اوم' لفظ کے ورد پر زور دیا اب اگر آپ کو ورد کرنا ہے تو کرشن کرشن نہ کہہ کر 'اوم' کا ہی ورد کریں! عام طور سے عقیدت مند لوگ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں، کوئی 'اوم' کا ورد کرنے کی مناسبت اور غیر مناسبت کے ذکر سے خوفزدہ ہے، تو کوئی فقیروں کی دہائی دیتا ہے یا کوئی شری کرشن ہی نہیں، ان سے پہلے 'رادھا' اور گوپیوں کے نام کا بھی اُن کو جلد خوش کرنے کی چاہت میں ورد کرتا ہے انسان عقیدت مند ہے، لہٰذا اُس کا ایسا ورد کرنا محض جذباتیت ہے۔ اگر آپ سچ مچ عقیدت مند ہیں تو ان کے حکم کی تعمیل کریں، وہ غیر مرئی میں قائم ہوتے ہوئے بھی آج آپ کے سامنے نہیں ہیں لیکن اُن کا کلام ان کے سامنے ہے۔ ان کے حکم کی تعمیل کریں ورنہ آپ ہی بتائیے کہ گیتا میں آپ کی کیا جگہ ہے؟ ہاں اتنا ضرور ہے کہ 'अध्येष्यते च य इमं श्रद्धावाननसूयश्च श्रृणुयादपि यो नरः' جو مطالعہ کرتا ہے، سنتا ہے، وہ علم اور یگ کو سمجھ لیتا ہے، مبارک عوالم کو حاصل کر لیتا ہے۔ لہٰذا مطالعہ ضرور کریں۔

جان اور ریاح کے غور و فکر میں کرشن، نام کا سلسلہ پکڑ میں نہیں آتا، بہت سے لوگ کوری جذباتیت کے زیرِ اثر صرف، رادھے۔ رادھے کہنے لگے ہیں۔ امروز فردہ حکام سے کام نہ ہونے

پر ان کے خاص رشتے دار سے، دوست یا بیوی سے سفارش لگا کر کام چلا لینے کا رواج ہے۔ لوگ سوچتے ہیں ممکن ہے معبود کے گھر میں بھی ایسا چلتا ہوگا، لہٰذا انہوں نے کرشن کرشن، کہنا بند کر کے رادھے۔ رادھے، کہنا شروع کر دیا، وہ کہتے ہیں رادھے۔ رادھے شیام ملا دیں۔ رادھا ایک بار بچھڑی تو خود شیام سے نہیں مل پائی وہ آپ کو کیسے ملا دے؟ لہٰذا کسی دوسرے کا کہنا نہ مان کر شری کرشن کے حکم کو آپ لفظ بہ لفظ مانیں، 'اوم' کا ورد کریں ہاں، یہاں تک مناسب ہے کہ۔ رادھا، ہمارے لئے نصب العین ہے، اُتنی ہی لگن سے ہمیں بھی لگنا چاہئے۔ اگر حاصل کرنا ہے، تو رادھا کی طرح ہجر زدہ (बिरही) بننا ہے۔

آگے بھی ارجن نے، کرشن، کہا۔ کرشن، ان کا مروجہ نام تھا۔ ایسے کئی نام تھے جیسے۔ گوپال۔ بہت سے ریاضت کش، گرو۔ گرو۔ یا گرو کا مروجہ نام جذباتی طور پہ ورد کرنا چاہتے ہیں، لیکن حصول کے بعد ہر عظیم انسان کا وہی نام ہے، جس غیر مرئی مقام پر وہ موجود ہے۔ بہت سے مقلد سوال کرتے ہیں، "مرشد کامل۔ جب تصور آپ کا کرتے ہیں، تو قدیمی نام 'اوم' وغیرہ کا ورد کیوں کریں، گرو۔ گرو۔ یا کرشن۔ کرشن کیوں نہ کہیں؟" لیکن یہاں جوگ کے مالک نے صاف کیا کہ، غیر مرئی حقیقی شکل میں تحلیل ہونے کے ساتھ عظیم انسان کا بھی وہی نام ہے، جس میں وہ قائم ہے۔ کرشن، تخاطب تھا، ورد کرنے کا نام نہیں۔

جوگ کے مالک شری کرشن سے ارجن نے اپنی خطاؤں کیلئے معافی کی التجا کی، انہیں فطری شکل میں لوٹ آنے کی التجا کی، شری کرشن مان گئے عام جیسے ہو گئے یعنی اُسے معاف بھی کر دیا۔ اس نے گزارش کی

अदृष्टपूर्वं हृषितोऽस्मि दृष्ट्वा
भयेन च प्रव्यथितं मनो मे।
तदेव मे दर्शय देवरूपं
प्रसीद देवेश जगन्निवास।। ४५।।

ابھی تک ارجن کے سامنے جوگ کے مالک عالمی شکل میں ہیں، لٰہذا وہ کہتا ہے کہ، میں اس کے پہلے نہ دیکھی ہوئی آپ کی اِس حیرت انگیز شکل کو دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں اور میرا من خوف سے بے انتہا بے قرار بھی ہو رہا ہے۔ پہلے تو دوست سمجھتا تھا، علم تیراندازی میں شاید اپنے کو کچھ بہتر ہی پاتا تھا۔ لیکن اب اثر دیکھ کر من خوفزدہ ہو رہا ہے۔ گزشتہ باب میں اِس اثر کو سُن کر وہ اپنے کو عالم مانتا تھا۔ عالم کو کہیں خوف نہیں ہوتا ہے۔

درحقیقت روبرو دیدار کا اثر ہی عجیب وغریب ہوتا ہے۔ سب کو سُن اور مان لینے کے بعد بھی سب کچھ چل کر جاننا باقی ہی رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ پہلے نہ دیکھی ہوئی آپ کی اس شکل کو دیکھ کر میں خوش ہو رہا ہوں، میرا من خوف سے بیقرار ہو رہا ہے۔ لٰہذا اے بندہ نواز۔ آپ خوش ہوں، اے رب الارباب اے مالک دنیا۔ آپ اپنی اُس شکل کا ہی مجھے دیدار کرائیے کون سی شکل؟

किरीटिनं गदिनं चकहस्तम्
इच्छामि त्वां द्रष्टुमहं तथैव।
तेनैव रूपेण चतुर्भुजेन
सहस्रबाहो भव विश्वमूर्ते।।४६।।

میں آپ کو ویسے ہی یعنی پہلے کی ہی طرح سر پر تاج پہنے ہوئے، ہاتھ میں گُرز اور چرخ لئے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں، لٰہذا اے شکل عالم۔ اے ہزاروں بازوؤں والے۔ آپ اپنی اُسی چار بازوؤں والی شکل میں ہو جائیے۔ اُس نے کون سی شکل دیکھنی چاہی؟ چار بازوؤں والی شکل اب دیکھنا ہے۔ چار بازوؤں والی شکل ہے کیا؟ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच
मया प्रसन्नेन तवार्जुनेदं
रूपं परं दर्शितमात्मयोगात्।
तेजोमयं विश्वमनन्तमाद्यं
यन्मे त्वदन्येन न दृष्टपूर्वम्।। ४७।।

اِس طرح ارجن کی التجاسُن کر شری کرشن بولے۔ ارجن۔ میں نے مہربانی کیساتھ اپنے جوگ کے طاقت کے زیر اثر اپنی اعلیٰ آب وتاب والی سب کی ابتداء اور لامحدود عالمی شکل تجھے دکھائی ہے۔ جسے تیرے سوا دوسرے کسی نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔

न वेदयज्ञाध्ययनैर्न दानैः
न च क्रियाभिर्न तपोभिरुग्रैः।
एवंरूपः शक्य अहं नृलोके
द्रष्टुं त्वदन्येन कुरुप्रवीर॥ ४८॥

ارجن! اِس انسانوں کی دنیا میں مَیں اِس طرح عالمی شکل والا نہ وید سے، نہ یگ سے نہ مطالعہ سے، نہ عمل سے، نہ شدید ریاضت سے اور نہ تیرے سوا کسی دوسرے سے دیکھا جانے کو ممکن ہوں، یعنی تیرے سوا یہ شکل دوسرا کوئی دیکھ نہیں سکتا، تب تو گیتا آپ کے لئے بیکار ہے۔ دیدار معبود کی بھی صلاحیتیں محض ارجن تک محدود رہ گئیں، جبکہ پہلے بتا آئے ہیں کہ۔ ارجن انسیت، دہشت اور غصہ سے خالی لاشریک من سے میری پناہ میں آئے ہوئے بہت سے لوگ علم والی ریاضت سے پاک ہوکر ظاہری طور پر میری حقیقی شکل کو حاصل کر چکے ہیں۔ یہاں کہتے ہیں۔ تیرے سوا نہ کوئی دیکھ سکا ہے اور نہ مستقبل میں کوئی دیکھ سکے گا لہٰذا ارجن کون ہے؟ کیا کوئی جرم والا ہے؟ کیا جسم والا ہے؟ نہیں، درحقیقت عشق ہی ارجن ہے۔ عشق سے خالی انسان نہ کبھی دیکھ سکا ہے اور نہ مستقبل میں کبھی دیکھ سکے گا، پوری یکسوئی کے ساتھ واحد معبود کے مطابق لگاؤ ہی عشق ہے۔ عاشق کیلئے ہی حصول کا اصول ہے۔

मा ते व्यथा मा च विमूढभावो
दृष्ट्वा रूपं घोरमीदृङ्ममेदम्।
व्यपेतभीः प्रीतमनाः पुनस्त्वं
तदेव मे रूपमिदं प्रपश्य॥ ४९॥

اِس طرح کہ میری اس خوفناک شکل کو دیکھ کر تجھے بیقراری نہ ہو اور جہالت کا احساس

بھی نہ ہو کہ، گھبرا کر بھاگ کھڑا ہو جا، اب تو بے خوف اور محبت بھرے دل سے میری اُسی پہلے والی شکل کو یعنی چار بازوؤں والی شکل کو پھر دیکھ۔ سنجے بولا

संजय उवाच

इत्यर्जुनं वासुदेवस्तथोक्त्वा
स्वकं रूपं दर्शयामास भूयः।
आश्वासयामास च भीतमेनं
भूत्वा पुनः सौम्यवपुर्महात्मा।। ५०।।

سنجے بولا۔ سب جگہ موجود رہنے والے مالک، ان واسودیو (کرشن) نے ارجن سے اِس طرح کہہ کر دوبارہ ویسی ہی اپنی شکل دکھائی۔ پھر مردِ کامل شری کرشن نے 'سومیہ وپوہ یعنی خوش ہو کر دہشت زدہ ارجن کو تسلی دی۔

ارجن بولا:

अर्जुन उवाच

दृष्ट्वेदं मानुषं रूपं तव सौम्यं जनार्दन।
इदानीमस्मि संवृत्तः सचेताः प्रकृतिं गतः।। ५१।।

مالک الخلق! آپ کی اِس بے انتہا پر سکون انسانی شکل کو دیکھ کر، اب میں خوش مزاج ہوا اپنے اصلی (پہلے کی) حالت میں لوٹ آیا ہوں، ارجن نے کہا تھا۔ بندہ پرور! اب آپ مجھے اُسی چار بازوؤں والی شکل کا دیدار کرائیے۔ جوگ کے مالک نے دیدار کرایا بھی، لیکن جب ارجن نے دیکھا، تو کیا پایا؟ मानुषं रूपं انسانی شکل کو دیکھا، درحقیقت حصول کے بعد عظیم انسان ہی چار بازوؤں والے اور بے شمار بازوؤں والے کہلاتے ہیں۔ دو بازوؤں والا عظیم انسان تو انسیت والے کے سامنے بیٹھا ہی ہے۔ لیکن کہیں دوسری جگہ سے کوئی یاد کرتا ہے تو وہی عظیم انسان اُس یاد کرنے والے سے بیدار (رتھ بان) ہو کر اس کی بھی رہنمائی کرتا ہے۔ بازو' کام کی علامت

ہے۔وہ اندر بھی کام کرتے ہیں اور باہر بھی یہی چار بازوؤں والی شکل ہے ان کے ہاتھوں میں ناقوس (سنکھ) چرخ (چکر)، گرز (گدا) اور کمل بہ تسلسل حقیقی منزل کی طرف بڑھنے کا اعلان، وسیلہ کا آغاز، نفس کشی اور شفاف بے غرض عملی صلاحیت کی محض علامت ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ چار بازوؤں والی شکل میں انہیں دیکھنے پر بھی ارجن نے انہیں انسانی شکل میں ہی پایا۔چار بازوؤں والے عظیم انسانوں کے جسم اور شکل سے کام کرنے کا طریقِ خاص کا نام ہے، نہ کہ چار ہاتھوں والے کوئی شری کرشن تھے۔شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

सुदुर्दर्शमिदं रूपं दृष्टवानसि यन्मम।
देवा अप्यस्य रूपस्य नित्यं दर्शनकांक्षिणः।। ५२।।

مردِ کامل شری کرشن نے کہا۔ارجن! میری یہ شکل دیکھنے کو بے حد کمیاب ہے، جیسا کہ تو نے دیکھی ہے، کیوں کہ دیوتا بھی ہمیشہ اس شکل کے دیدار کی خواہش رکھتے ہیں درحقیقت سبھی لوگ فقیر (سنت) کو پہچان ہی نہیں پاتے، قابل احترام ست سنگی مہاراج، روشن ضمیر مکمل عظیم انسان تھے، لیکن لوگ انہیں پاگل سمجھتے رہے۔چند شریف النفس انسانوں کو نداء غیب ہوئی کہ یہ مرشد کامل ہیں، صرف انہوں نے انہیں دل سے پکڑا، ان کے مقام کو حاصل کیا اور اپنی نجات حاصل کرلی۔یہی شری کرشن کہتے ہیں کہ جن کے دل میں روحانی دولت بیدار ہے، وہ دیوتا حضرات بھی ہمیشہ اس شکل کے دیدار کی خواہش رکھتے ہیں تو کیا یگ، صدقہ، خواہ ویدوں کے مطالعہ سے آپ دیکھے جاسکتے ہیں؟ اس پر وہ مردِ کامل کہتے ہیں۔

नाहं वेदैर्न तपसा न दानेन च चेज्यया।
शक्य एवंविधो द्रष्टुं दृष्टवानसि मां यथा।। ५३।।

نہ ویدوں سے، نہ ریاضت سے نہ صدقہ سے اور نہ یگ سے میں اس طرح دیکھنے کیلئے سہل الحصول ہوں، جس طرح تو نے دیکھا ہے۔تب کیا آپ کو دیکھ پانے کا کوئی طریقہ نہیں

ہے۔ وہ مردِ کامل کہتے ہیں، ایک طریقہ ہے۔

भक्त्या त्वनन्यया शक्य अहमेवंविधोऽर्जुन।

ज्ञातुं द्रष्टुं च तत्त्वेन प्रवेष्टुं च परंतप।। ५४।।

اے عظیم ریاضت کش ارجن! لاشریک بندگی کے ذریعے یعنی سوا میرے کسی دوسرے دیوتا کی یاد نہ کرتے ہوئے، لاشریک عقیدت سے تو میں اس طرح روبرو دیدار کے لئے، عنصر سے مجسم جاننے کیلئے اور حاصل کرنے کے لئے بھی سہل الحصول ہوں، یعنی اُس کے حصول کا واحد آسان ذریعہ لاشریک بندگی ہے۔ آخر میں علم بھی لاشریک بندگی میں تبدیل ہو جاتا ہے، جیسا کہ گزشتہ باب سات میں ظاہر ہے۔ وہ پہلے کہہ چکے ہیں تیرے سوا نہ کوئی دیکھ سکا ہے اور نہ کوئی دیکھ سکے گا۔ جب کہ یہاں کہتے ہیں کہ لاشریک بندگی سے نہ صرف مجھے دیکھا جا سکتا ہے، بلکہ مجسم جانا اور میرے مقام کو حاصل بھی کیا جا سکتا ہے۔ یعنی ارجن لاشریک عقیدت مند کا نام ہے، ایک حالت کا نام ہے۔ عشق ہی ارجن ہے۔ آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں۔

मत्कर्मकृन्मत्परमो मद्भक्तः सङ्गवर्जितः।

निर्वैरः सर्वभूतेषु यः स मामेति पाण्डव।। ५५।।

اے ارجن! جو انسان میرے ذریعے ہدایت کردہ عمل یعنی معینہ عمل، یگ کیلئے عمل کرتا ہے، مت پرمہ (मत्परमः) میرا حامل ہو کر کرتا ہے، جو میرا لاشریک بندہ ہے، (संगवर्जितः) لیکن صحبت سے متاثر رہتے ہوئے وہ عمل پورا نہیں ہو سکتا، لہٰذا جو صحبت اثر سے بچ کر ''निर्वैरः सर्वभूतेषु'' سارے دنیوی جانداروں میں عداوت کے احساس سے مبرا ہے، وہ مجھے حاصل کرتا ہے، تو کیا ارجن نے جنگ کی؟ عہد کر کے کیا اُس نے جیدرتھ (जयद्रथ) وغیرہ کو مارا؟ اگر انہیں مارتا ہے، تو معبود کا دیدار اُسے میسر نہ ہو پاتا، جب کہ ارجن نے دیدار کیا ہے، اِس سے ثابت ہے کہ گیتا میں ایک بھی شلوک ایسا نہیں ہے، جو باہری مارکاٹ کی حمایت کرتا ہو جو ہدایت کردہ عملی یگ کے طریقِ کار کا برتاؤ کرے گا، جو لاشریک خلوص کے ساتھ ان کے سوا کسی

دوسرے کی یاد تک نہیں کرے گا، جو صحبت کے اثر سے الگ رہے گا۔ تو جنگ کیسی؟ جب آپ کے ساتھ کوئی ہے ہی نہیں، تو آپ جنگ کس سے کریں گے؟ تمام دنیوی جانداروں میں جو دشمنی اور عداوت کے احساس سے مبرا ہے، من سے بھی کسی کو تکلیف دینے کا تخیل نہ کرے، وہی مجھے حاصل کرتا ہے، تو کیا ارجن نے جنگ کی؟ ہرگز نہیں۔

درحقیقت صحبت کے اثر سے الگ رہ کر جب آپ لاشریک غور و فکر میں ڈوبتے ہیں، معینہ یگ کے عمل میں لگتے ہیں، اُس وقت راستہ روکنے والے حسد، عداوت، خواہش، غصہ وغیرہ ناقابل تسخیر دشمن اڑچنوں کی شکل میں سامنے ہی ہیں اُن پر قابو پانا ہی جنگ ہے

مغز سخن

اِس باب کی ابتداء میں ارجن نے کہا۔ بندہ نواز آپ کے آب و تاب کو میں نے تفصیل سے سُنا، جس سے میری فریفتگی ختم ہو گئی، ناسمجھی کا اندھیرا چھٹ گیا، لیکن جیسا کہ آپ نے بتایا کہ میں ہر جگہ جلوہ گر ہوں، اِسے میں روبرو دیکھنا چاہتا ہوں، اگر میرے ذریعے دیکھنا ممکن ہے، تو برائے مہربانی اُسی حقیقی شکل کو دکھانے کی زحمت گوارہ کیجئے ارجن عزیز دوست تھا، لاشریک خدمت گزار تھا، لہٰذا جوگ کے مالک شری کرشن نے بلا کسی اختلاف کے فوراً دکھانا شروع کیا کہ اب میرے ہی اندر کھڑے نبات النعش (सप्तर्षि) اور ان سے بھی پہلے ہونے والے ولی حضرات کو دیکھ، برہما (ब्रम्हा) اور وشنو کو دیکھ۔ ہر طرف جلوہ نما میرے جلال کو دیکھ میرے ہی جسم میں ایک جگہ پر کھڑے تو متحرک و ساکن دنیا کو دیکھ، لیکن ارجن آنکھیں ملتا ہی رہ گیا، اِسی طرح جوگ کے مالک شری کرشن تین شلوکوں تک مسلسل اپنا جلوہ دکھاتے گئے، لیکن ارجن کو کچھ بھی دکھائی نہیں

پڑا۔ساری شوکتیں جوگ کے مالک میں اُس وقت بھی تھیں، لیکن ارجن کو وہ عام آدمی جیسے ہی نظر آرہے تھے، تب اِس طرح دکھاتے دکھاتے جوگ کے مالک شری کرشن یک بہ یک رک جاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ارجن۔اِن نظروں سے تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، اپنی عقل سے تو میری شناخت نہیں کرسکتا لے، اب میں تجھے وہ نظر عطا کرتا ہوں، جس سے تو مجھے دیکھ سکے گا، بندہ نواز تو سامنے کھڑے ہی تھے۔ارجن نے دیکھا، حقیقت میں دیکھا، دیکھنے کے بعد معمولی خامیوں کیلئے معافی کی التجا کرنے لگا، جو درحقیقت خامیاں نہیں تھیں مثال کے طور پر بندہ نواز! کبھی میں نے آپ کو کرشن یادو اور کبھی دوست کہہ دیا تھا، اِس کیلئے آپ مجھے معاف کریں۔شری کرشن نے معاف بھی کیا، کیونکہ ارجن کی التجا منظور کر کے وہ معتدل شکل میں لوٹ آئے، صبر بندھایا۔

درحقیقت 'کرشن' کہنا قصور نہیں تھا، وہ سیاہ (سانولے) تھے ہی، سفید (گورے) کیسے کہلاتے؟ 'یدو' خاندان میں پیدائش ہوئی ہی تھی۔شری کرشن خود بھی اپنے کو دوست مانتے ہی تھے۔درحقیقت ہر ایک ریاضت کش عظیم انسان کو پہلے ایسا ہی سمجھتا ہے کچھ انہیں شکل وصورت سے مخاطب کرتے ہیں کچھ ان کی خصوصیات کی مطابقت سے انہیں پکارتے ہیں اور کچھ انہیں اپنا ہی ہمسر مانتے ہیں، ان کی حقیقی شکل کو نہیں سمجھتے۔ان کی بعید القیاس شکل کو جب ارجن نے سمجھا تو پایا کہ۔یہ نہ تو سیاہ ہیں، نہ تو سفید (گورے) نہ کسی خاندان کے ہیں اور نہ کسی کے دوست ہی ہیں ان کے برابری کا کوئی ہے ہی نہیں تو دوست کیسا؟ برابر کیسا؟ یہ تو بعید القیاس شکل ہیں جسے یہ خود دکھادیں، وہی انہیں دیکھ پاتا ہے، لہٰذا ارجن نے اپنی شروعاتی خامیوں کے لئے معافی کی التجا کی۔

سوال اٹھتا ہے کہ جب کرشن کہنا جرم ہے، تو اُن کے نام کا وِرد کیسے کیا جائے؟ جسے جوگ کے مالک شری کرشن نے وِرد کرنے کیلئے خود زور دیا، وِرد کرنے کا جو طریقہ بتایا، اُسی طریقہ سے آپ فکر اور یاد کریں وہ 'ओमित्येकाक्षर ब्रह्म व्याहरन्मामनुस्मरन्' 'اوم' لافانی بھگوان کا

مترادف ہے' ओ अहम् स ओम्' جو ہر جگہ موجود ہے، وہ اقتدار میرے اندر پوشیدہ ہے۔ یہی ہے 'اوم' کا مطلب۔ آپ اِس کا وِرد کریں اور تصور میرا کریں۔ شکل اپنی اور نام 'اوم' کا بتایا۔

ارجن نے گزارش کی کہ، چار بازوؤں والی شکل میں دیدار کرائیے، شری کرشن اُسی معتدل شکل میں ہوگئے۔ ارجن نے کہا۔ بندہ نواز۔ آپ کے اِس لطیف انسانی شکل کو دیکھ کر اب میں قدرتی حالت میں ہوگیا۔ گزارش کی تھی چار بازوؤں والی شکل کیلئے، دکھائی انسانی شکل، (मानुष रूप) حقیقت میں دائمی میں نسبت پانے والا جوگی جسم سے یہاں بیٹھا ہے، باہر دو ہاتھوں سے کام کرتا ہے اور ساتھ ہی باطن سے بیدار ہوکر جہاں سے بھی جو عقیدت مند یاد کرتے ہیں، ایک ساتھ سبھی جگہ ان سب کے دلوں میں بیدار ہوکر محرک کی شکل میں کام کرتا ہے۔ ہاتھ اُس کے کام کرنے کی علامت ہیں، یہی (चतुर्भुज) چار بازوؤں والی شکل ہے۔

شری کرشن نے کہا۔ ارجن۔ تیرے سوا میری اِس شکل کو نہ کوئی دیکھ سکا ہے اور مستقبل میں نہ کوئی دیکھ سکے گا، تب گیتا ہمارے لئے بیکار ہے؟ مگر نہیں، جوگ کے مالک کہتے ہیں۔ ایک طریقہ ہے۔ جو میرا لاشریک بندہ ہے، میرے علاوہ دوسرے کسی کی یاد نہ کرکے مسلسل میرے ہی غور وفکر میں لگا رہنے والا ہے، اُس کی لاشریک بندگی کے ذریعہ میں روبرو دیکھنے کو (جیسا تو نے دیکھا ہے)، عنصر سے جاننے کو اور داخلہ پانے کیلئے بھی سہل الحصول ہوں، یعنی ارجن لاشریک بندہ تھا، بندگی کی نکھری ہوئی شکل ہے۔ انسیت (अनुराग) معبود کے مطابق لگاؤ मिलहिं नरद्युपति बिनु अनुरागा' انسیت (अनुराग) سے خالی انسان نے نہ کبھی حاصل کیا ہے اور نہ حاصل کر سکے گا، انسیت نہیں ہے، تو کوئی لاکھ جوگ کرے، ورد کرے، ریاضت کرے یا صدقہ دے وہ (معبود) نہیں ملتا لہٰذا معبود کے مطابق انسیت یا لاشریک عقیدت نہایت ضروری ہے۔

آخر میں شری کرشن نے کہا۔ ارجن۔ میرے ذریعے ہدایت کردہ عمل کو کر، میرا لاشریک بندہ ہوکر کر، میری پناہ میں ہوکر کر، لیکن صحبت کے اثر سے الگ رہ کر۔ صحبت کے اثر میں

عمل ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا صحبتِ اثر اِس عمل کے پورا ہونے میں خلل پیدا کرتا ہے۔ جو عداوت کے خیال سے مبرا ہے، وہی مجھے حاصل کرتا ہے، جب صحبت کا اثر نہیں ہے، جہاں مجھے چھوڑ کر دوسرا کوئی ہے ہی نہیں، نفرت اور دشمنی کا ذہنی ارادہ بھی نہیں ہے، تو جنگ کیسی، باہری دنیا میں لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں، لیکن کامیابی فتح کرنے والوں کو بھی نہیں ملتی، نا قابلِ تسخیر دنیوی دشمن کو لاتعلقی کے سلاح سے کاٹ کر اعلیٰ ترین معبود میں داخلہ پا جانا ہی حقیقی فتح ہے، جس کے پیچھے شکست نہیں ہے۔

اس باب میں پہلے تو جوگ کے مالک شری کرشن نے ارجن کو خاص نظر عطا کی، پھر اپنی عالمی شکل کا دیدار کرایا۔ لہٰذا

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں دیدار مظاہر کائنات جوگ، (विश्वरुप दर्शन योग) نام کا گیارہواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام شری پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں دیدار مظاہر کائنات جوگ، (विश्वरुप दर्शन योग) نام کا گیارہواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

﴿بارھواں باب﴾

گیارھویں باب کے آخر میں شری کرشن نے بار بار زور دیا تھا کہ، ارجن ! میری یہ شکل، جسے تو نے دیکھا، تیرے سوا نہ پہلے کبھی دیکھی گئی ہے۔ اور نہ مستقبل میں کوئی دیکھ سکے گا۔ میں نہ ریاضت سے، نہ یگ سے اور نہ صدقہ سے ہی، دیکھے جانے کو سہل الحصول ہوں، لیکن لاشریک بندگی کے ذریعے یعنی میرے سوا کہیں دوسری جگہ عقیدت بکھرنے نہ پائے، مسلسل تیل کی دھار کی طرح میرے تصور کے ذریعے، ٹھیک اسی طرح جیسا تو نے دیکھا، میں ظاہری طور سے دیدار کے لئے، عنصر سے مجسم جاننے کیلئے اور نسبت پانے کے لئے بھی سہل الحصول ہوں۔ للہذا ارجن ! مسلسل میری ہی فکر کر، عقیدت مند بن، باب کے آخر میں انہوں نے کہا تھا، ارجن ! تو میرے ہی ذریعے معین کئے گئے عمل کو کر، (मत्परम) بلکہ مجھ سے منسوب ہو کر: لاشریک بندگی ہی اس کے حصول کا وسیلہ ہے۔ اس پر ارجن کا سوال قدرتی تھا کہ جو غیر مرئی لافانی کی عبادت کرتے ہیں اور جو مشکّل آپ کی عبادت کرتے ہیں اِن دونوں میں بہتر کون ہے۔

یہاں اس سوال کو ارجن نے تیسری بار کھڑا کیا ہے۔ باب تین میں گزارش کی تھی کہ بندہ نواز ! اگر بے غرض عملی جوگ کے بہ نسبت (सांख्य) جوگ کو آپ بہتر مانتے ہیں، تو آپ مجھے خوفناک اعمال میں کیوں لگاتے ہیں۔ اس پر شری کرشن نے کہا تھا۔ ارجن ! بے غرض عمل کا راستہ اچھا لگے چاہے علمی راستہ، دونوں ہی نظریات سے عمل تو کرنا ہی پڑے گا۔ اتنے کے باوجود جو بھی حواس کو ہٹھ (हट) سے روک کر من سے موضوعات کی یاد کرتا ہے وہ مغرور ہے، عالم نہیں۔ للہذا ارجن ! تو عمل کر۔ کون سا عمل کریں؟ تو (नियतं कुरु कर्म त्वं) معینہ عمل کو کر معینہ عمل کیا ہے؟ تو بتایا۔ یگ کا طریقِ کار ہی واحد عمل ہے۔ یگ کا طریقہ بتایا، جو عبادت اور غور و فکر کا طریقِ خاص ہے، معبود سے نسبت دلانے والا طریقِ کار ہے۔ جب بے غرض عملی راہ اور علمی راہ دونوں میں

ہی عمل کرنا ہے، یگ کیلئے عمل کرنا ہے، طریقہ ایک ہی ہے۔ تو فرق کیسا؟ عقیدت منداعمال کا وقف کر کے، معبود پر منحصر ہو کر یگ کے لئے عمل میں لگتا ہے، تو دوسرا (सांख्य) جوگی اپنی قوت کو سمجھ کر (خود پر منحصر ہو کر) اُسی عمل میں لگا ہوتا ہے۔ پوری محنت کرتا ہے۔

باب پانچ میں ارجن نے پھر سوال کیا۔ بندہ نواز! آپ کبھی سانکھیہ (सांख्य) (علم) کے ذریعہ عمل کرنے کی تعریف کرتے ہیں، تو کبھی خود سپردگی کے وسیلہ سے بے غرض عملی جوگ کی بڑائی کرتے ہیں۔ اِن دونوں میں بہتر کون ہے؟ یہاں تک ارجن سمجھ چکا تھا کہ دونوں نظریات سے عمل تو کرنا ہی ہوگا، پھر بھی دونوں میں بہتر راستہ وہ چننا چاہتا ہے۔ شری کرشن نے کہا۔ ارجن! دونوں ہی نظریات سے عمل میں لگنے والے مجھے ہی حاصل کرتے ہیں، لیکن سانکھیہ مارگ، (सांख्य मार्ग) علمی راہ کے بہ نسبت بے غرض عملی راہ بہتر ہے۔ بے غرض عملی جوگ کا عزم کئے بغیر نہ کوئی جوگی ہوتا ہے اور نہ عالم: (सांख्ययोग) (علمی جوگ) مشکل ہے، اس میں مشکلیں زیادہ ہیں۔

یہاں تیسری بار ارجن نے یہی سوال کھڑا کیا کہ۔ بندہ نواز! آپ میں لاشریک عقیدت سے لگنے والے اور غیر مرئی لافانی کی عبادت میں (सांख्य मार्ग) (علمی راہ) سے لگنے والے، اِن دونوں میں بہتر کون ہے؟ ارجن بولا

अर्जुन उवाच

एवं सततयुक्ता ये भक्तास्त्वां पर्युपासते ।
ये चाप्यक्षरमव्यक्तं तेषां के योगवित्तमाः ।। १।।

'एवं' یعنی اِس طرح، جو ابھی ابھی آپ نے طریقہ بتایا، ٹھیک اُسی طریقہ کے مطابق لاشریک بندگی سے آپ کی پناہ لیکر، آپ سے مسلسل وابستہ بنا کر آپ کی اچھی طرح پرستش کرتے ہیں اور دوسرے جو آپ کی پناہ نہ لے کر پوری آزادی کے ساتھ خود پر منحصر ہو کر اُسی لافانی اور غیر مرئی شکل کی عبادت کرتے ہیں جس میں آپ موجود ہیں اِن دونوں طرح کے عقیدت

منڈوں میں زیادہ افضل جوگ کو جاننے والا کون ہے؟ اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے فرمایا۔ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

मय्यावेश्य मनो ये मां नित्ययुक्ता उपासते।
श्रद्धया परयोपेतास्ते मे युक्ततमा मताः।। २।।

ارجن! یکسوئی کے ساتھ مجھ میں من لگا کر، مسلسل مجھ سے وابستہ ہوئے جو عقیدت مند لوگ اعلیٰ سے تعلق رکھنے والی برتر عقیدت کے حامل ہو کر مجھے یاد کرتے ہیں، وہ میری نظر میں جوگیوں میں بھی اعلیٰ تر جوگی قابل قبول ہیں۔

ये त्वक्षरमनिर्देश्यमव्यक्तं पर्युपासते।
सर्वत्रगमचिन्त्यं च कूटस्थमचलं ध्रुवम्।। ३।।
सन्नियम्येन्द्रियग्रामं सर्वत्र समबुद्धयः।
ते प्राप्नुवन्ति मामेव सर्वभूतहिते रताः।। ४।।

جو انسان حواس کے گروہ کو اچھی طرح قابو میں کر کے، من اور عقل کے غور و فکر سے بے حد ماورا، ذرہ ذرہ میں موجود، لابیان ہمیشہ یکساں رہنے والے، دائمی، مستحکم، غیر مرئی غیر مشکل اور لافانی معبود کی عبادت کرتے ہیں، تمام جانداروں کی بھلائی میں لگے ہوئے ہیں اور سب میں برابری کا احساس رکھنے والے وہ جوگی حضرات بھی مجھے ہی حاصل کرتے ہیں۔ معبود کے مذکورہ بالاصفات مجھ سے جدا نہیں ہیں، لیکن

क्लेशोऽधिकतरस्तेषामव्यक्तासक्तचेतसाम्।
अव्यक्ता हि गतिर्दुःखं देहवद्भिरवाप्यते।। ५।।

اُس غیر مرئی روح مطلق سے منسوب طبیعت والے انسانوں کی ریاضت میں زیادہ تکلیف ہے، کیوں کہ جسم پر غرور کرنے والوں سے غیر مرئی تعلق رکھنے والی حالت تکلیف کے ساتھ حاصل کی جاتی

ہے،جب تک جسم کا احساس موجود ہے،تب تک غیر مرئی کا حصول دشوار ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن مرشد تھے۔ غیر مرئی معبود کا اُن میں وجود تھا، وہ کہتے ہیں کہ عظیم انسان کی پناہ میں نہ جا کر جو ریاضت کش اپنی قوت سمجھتے ہوئے آگے بڑھتا ہے کہ میں اِس حالت میں ہوں، آگے اِس حالت میں جاؤں گا۔ میں اپنے ہی غیر مرئی جسم کو حاصل کروں گا، وہ میری ہی شکل ہوگی، میں وہی ہوں، اِس طرح سوچتے ہوئے حصول کا انتظار نہ کر کے اپنے جسم کو ہی (सोऽहं) میں وہی ہوں، کہنے لگتا ہے، یہی اِس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے وہ (दु:खालयम् अशाश्वतम) ''یہ فانی جسم تکلیف کا گھر ہے'' میں ہی گھوم پھر کر کھڑا ہو جاتا ہے لیکن جو میری پناہ لے کر چلتا ہے وہ

ये तु सर्वाणि कर्माणि मयि संन्यस्य मत्पराः।
अनन्येनैव योगेन मां ध्यायन्त उपासते।। ६।।

جو میرے اوپر منحصر ہو کر اعمال یعنی عبادت کو مجھ میں سپرد کر کے لاشریک خلوص کے ساتھ جوگ یعنی عبادت کے طریقِ کار کے ذریعہ مسلسل غور و فکر کرتے ہوئے یاد کرتے ہیں۔

तेषामहं समुद्धर्ता मृत्युसंसारसागरात्।
भवामि नचिरात्पार्थ मय्यावेशितचेतसाम्।। ७।।

صرف مجھ میں طبیعت لگانے والے اُن بندوں کا میں جلد ہی موت کی تمثیل دنیا سے نجات دلانے والا ہوتا ہوں، اِس طرح طبیعت لگانے کی ترغیب اور طریقہ پر جوگ کے مالک روشنی ڈالتے ہیں۔

मय्येव मन आधत्स्व मयि बुद्धिं निवेशय।
निवसिष्यसि मय्येव अत ऊर्ध्वं न संशयः।। ८।।

لہٰذا ارجن ! تو مجھ میں من لگا، مجھ میں ہی عقل کو منحصر کر اس کے بعد تو میرے اندر ہی مقام حاصل کرے گا، اِس میں ذرا بھی شک نہیں ہے، من اور عقل بھی نہ لگا سکے (تب ارجن نے

پہلے کہا بھی تھا کہ، من کو روکنا تو میں ہوا روکنے کی طرح بے حد دشوار سمجھتا ہوں) اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔

अथ चित्तं समाधातुं न शक्नोषि मयि स्थिरम्।
अभ्यासयोगेन ततो मामिच्छाप्तुं धनंजय।। ९।।

اگر تو من کو مجھ میں مستحکم طریقہ سے قائم کرنے میں قادر نہیں ہے، تو اے ارجن! جوگ کی ریاضت کے ذریعے مجھے حاصل کرنے کی خواہش کر: (جہاں بھی طبیعت جائے وہاں سے گھسیٹ کر اُسے عبادت، غور و فکر میں لگانے کا نام ریاضت ہے) اگر یہ بھی نہ کر پائے تو

अभ्यासेऽप्यसमर्थोऽसि मत्कर्मपरमो भव।
मदर्थमपि कर्माणि कुर्वन्सिद्धिमवाप्स्यसि।। १०।।

اگر تو ریاضت کرنے میں مجبور ہے، تو صرف میرے لئے عمل کر یعنی عبادت کرنے کے لئے تیار ہو جا اِس طرح مجھے حاصل کرنے کے لئے اعمال کا برتاؤ کرتا ہوا تو میرے حصول والی کامیابی کو ہی حاصل کرے گا۔ یعنی ریاضت کرنا بھی دشوار ہونے لگے تو ریاضت کی راہ پر چلتے بھر رہو۔

अथैतदप्यशक्तोऽसि कर्तुं मद्योगमाश्रितः।
सर्वकर्मफलत्यागं ततः कुरु यतात्मवान्।। ११।।

اگر اِسے بھی مکمل کرنے میں قاصر ہو، تو تمام اعمال کے ثمرہ کو ترک کر یعنی نفع و نقصان کی فکر کو چھوڑ کر (मद्योग) میری بندگی، کا سہارا لے کر یعنی خود سپردگی کے ساتھ روحانی تعلق رکھنے والے عظیم انسان کی پناہ میں جا، ان سے ترغیب پا کر عمل اپنے آپ صادر ہونے لگے گا، خود سپردگی کے ساتھ عمل کے ثمرہ کو ترک کر دینے کی اہمیت بتاتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن فرماتے ہیں۔

श्रेयो हि ज्ञानमभ्यासाज्ज्ञानाद्ध्यानं विशिष्यते।
ध्यानात्कर्मफलत्यागस्त्यागाच्छान्तिरनन्तरम्।। १२।।

صرف طبیعت کو روکنے کی ریاضت سے راہِ علم (ज्ञान मार्ग) سے عمل میں لگ جانا بہتر ہے، علمی وسیلہ سے عمل کو عملی شکل دینے کے مقابلاً تصور بہتر ہے، کیوں کہ تصور میں معبود رہتا ہی ہے۔ تصور سے بھی تمام اعمال کے ثمرہ کا ایثار بہتر ہے، کیونکہ معبود کے لئے خودسپردگی کے ساتھ ہی جوگ پر نظر رکھتے ہوئے عمل کے ثمرہ کو ترک کردینے سے ان کے خیریت کی ذمہ داری معبود کی ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اِس ایثار سے وہ فوراً ہی اعلیٰ سکون کو حاصل کرلیتا ہے۔

ابھی تک جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ غیر مرئی کی عبادت کرنے والے علم کے راہی سے، خودسپردگی کے ساتھ عمل کرنے والا بے غرض عملی جوگی بہتر ہے۔ دونوں ایک ہی عمل کرتے ہیں لیکن علم کی راہ والے جوگی کے راستے میں خلل زیادہ ہے۔ اُس کے فائدہ ونقصان کی ذمہ داری خود اُسی پر رہتی ہے، جب کہ اپنے آپ کو سپرد کرنے والے عقیدت مند کی ذمہ داری عظیم انسان پر ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ عمل کے ثمرہ کے ایثار کے ذریعے جلد ہی سکون کو حاصل کرلیتا ہے۔ اب باسکون انسان کی پہچان بتاتے ہیں۔

अद्वेष्टा सर्वभूतानां मैत्रः करुण एव च।
निर्ममो निरहंकारः समदुःखसुखः क्षमी।। १३।।

اِس طرح سکون یافتہ جو انسان سارے جانداروں میں حسد وعداوت کے خیال سے خالی سب کا محبوب اور بلا وجہ مہربان ہے اور جو شفقت سے مبرا تکبر سے دور آرام وتکلیف ملنے پر مساوی اور صابر ہے۔

संतुष्टः सततं योगी यतात्मा दृढनिश्चयः।
मय्यर्पितमनोबुद्धिर्यो मद्भक्तः स मे प्रियः।। १४।।

جو مسلسل جوگ کے اعلیٰ مقام سے وابستہ ہے، فائدہ اور نقصان میں مطمئن ہے، من اور حواس کے ساتھ جسم کو قابو میں کئے ہوئے ہے، مستحکم ارادہ والا ہے، اپنے دل ودماغ کو میرے حوالے کرنے والا میرا بندہ مجھے عزیز ہے۔

यस्मान्नोद्विजते लोको लोकान्नोद्विजते च यः।
हर्षामर्षभयोद्वेगैर्मुक्तो यः स च मे प्रियः॥ १५॥

جس سے کسی بھی جاندار کو بے قراری نہیں ہوتی اور جو خود بھی کسی جاندار سے بے قرار نہیں ہوتا، خوشی غم، خوف اور تمام تکلیفوں سے آزاد ہے، وہ بندہ مجھے عزیز ہے۔

ریاضت کشوں کے لئے یہ شلوک بے حد مفید ہے۔ انہیں اِس طرح سے رہنا چاہئے کہ، اُن کے ذریعہ کسی کے دل کو ٹھیس نے لگے، اتنا تو ریاضت کش کر سکتا ہے، لیکن دوسرے لوگ اِس رویہ کو اختیار نہیں کریں گے۔ تو وہ تو دنیادار ہیں ہی وہ تو آگ اگلیں گے، کچھ بھی کہیں گے، لیکن راہ رَو کو چاہئے کہ اپنے دل میں اُن کے ذریعہ (ان کی چوٹوں سے) بھی متزلزل نہ ہو، غوروفکر میں خیال لگا رہے، تسلسل نہ ٹوٹے مثال کے طور پر آپ خود سڑک پر باقاعدہ بائیں سے چل رہے ہیں، کوئی شراب پی کر چلا آرہا ہے، اُس سے بچنا بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔

अनपेक्षः शुचिर्दक्ष उदासीनो गतव्यथः।
सर्वारम्भपरित्यागी यो मद्भक्तः स मे प्रियः॥ १६॥

جو انسان خواہشات سے مبرا ہر لحاظ سے طاہر ہے (दक्षः) یعنی عبادت کا ماہر ہے (ایسا نہیں کہ چوری کرتا ہو تو ماہر ہے۔ شری کرشن کے مطابق عمل ایک ہی ہے، معینہ عمل۔ عبادت اور غوروفکر، اُس میں جو ماہر ہے) جو موافق اور مخالفت سے ماورا ہے، تکلیفوں سے آزاد ہے، ساری ابتداء کو ترک کرنے والا وہ میرا بندہ مجھے محبوب ہے۔ کرنے لائق کوئی طریقہ اُس کے ذریعہ شروع کرنے کے لئے باقی نہیں رہتا۔

यो न हृष्यति न द्वेष्टि न शोचति न काङ्क्षति।
शुभाशुभपरित्यागी भक्तिमान्यः स मे प्रियः॥ १७॥

جو نہ کبھی خوش ہوتا ہے، نہ کینہ رکھتا ہے، نہ غم کرتا ہے، نہ خواہش ہی کرتا ہے، جو مبارک اور نا مبارک تمام اعمال کے ثمرہ کو ترک کرنے والا ہے، جہاں کوئی مبارک الگ نہیں ہے،

نامبارک باقی نہیں ہے، بندگی کی اُس بلندی کا حامل وہ انسان مجھے عزیز ہے۔

समः शत्रौ च मित्रे च तथा मानापमानयोः।
शीतोष्णसुखदुःखेषु समः सङ्गविवर्जितः।। १८।।

جو انسان دوست اور دشمن میں، عزت اور ذلت میں مساوی ہے، جس کے باطنی خصائل پوری طرح خاموش ہیں، جو سردی، گرمی، آرام، تکلیف وغیرہ کی ٹکراہٹوں میں معتدل ہے اور لگاؤ سے خالی ہے اور۔

तुल्यनिन्दास्तुतिर्मौनी संतुष्टो येन केनचित्।
अनिकेतः स्थिरमतिर्भक्तिमान्मे प्रियो नरः।। १९।।

جو تعریف اور مذمت کو مساوی سمجھنے والا ہے، تفکر کی اعلیٰ حد پر پہنچ کر جس کے من کے ساتھ حواس خاموش ہو چکے ہیں، چاہے جیسے جس حالت میں ہو، جسم کی پرورش ہونے میں جو ہمیشہ مطمئن ہے، جو اپنے گھر میں لگاؤ سے مبرا ہے، بندگی کے اعلیٰ مقام پر پہنچا ہوا وہ مستقل مزاج انسان مجھے عزیز ہے۔

ये तु धर्म्यामृतमिदं यथोक्तं पर्युपासते।
श्रद्दधाना मत्परमा भक्तास्तेऽतीव मे प्रियाः।। २०।।

جو میرے اوپر منحصر ہو کر دلی عقیدت کے حامل انسان اِس مذکورہ بالا دینی آبِ حیات کا اچھی طرح استعمال کرتے ہیں، وہ بندے مجھے بے حد محبوب ہیں۔

مغز سخن

گزشتہ باب کے آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا تھا کہ، ارجن! تیرے سوا نہ کسی نے حاصل کیا ہے، نہ حاصل کر سکے گا، جیسا تو نے دیکھا، لیکن لاشریک بندگی، انسیت سے جو یاد کرتا ہے، وہ اِسی طرح میرا دیدار کر سکتا ہے، عنصر کے ساتھ مجھے جان سکتا ہے اور مجھ سے تعلق بھی بنا سکتا ہے، یعنی معبود ایسا اقتدار ہے، جس کو حاصل کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ارجن! عقیدت مند بن۔

ارجن نے اِس باب میں سوال کھڑا کیا کہ بندہ پرور! لاشریک عقیدت سے جو آپ کا غور و فکر کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو لافانی غیر مرئی کی عبادت کرتے ہیں اِن دونوں میں بہتر جوگ کو جاننے والا کون ہے؟ جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ دونوں میرے ہی مقام پر پہنچتے ہیں، مجھے ہی حاصل کرتے ہیں، کیوں کہ میں غیر مرئی حقیقی شکل ہوں، لیکن جو حواس کو قابو میں رکھتے ہوئے من کو ہر طرف سے سمیٹ کر غیر مرئی معبود میں راغب ہیں، ان کے راستے میں دقتیں زیادہ ہیں۔ جب تک جسم کا کاروبار ہے، تب تک غیر مرئی شکل کا حصول تکلیف دہ ہے، کیوں کہ غیر مرئی شکل تو طبیعت کی بندش اور اِس کے تحلیلی دور میں حاصل ہوگی۔ اس کے پہلے اس کا جسم ہی درمیان میں خلل انداز بن جاتا ہے۔ میں۔ ہوں۔ میں ہوں، مجھے پانا ہے، کہتے کہتے اپنے جسم کی ہی جانب مڑ جاتا ہے اس کے متزلزل ہونے کی زیادہ گنجائش ہے، لہٰذا ارجن! تو پورے اعمال کو مجھے سپرد کر لاشریک بندگی سے میرا غور و فکر کر۔ جو بندے میرے اوپر منحصر ہو کر سارے اعمال کو میرے حوالے کر کے، انسانی جسم رکھنے والے مجھ مُشکّل جوگی کی شکل کے تصور

کے ذریعے تیل کی دھار کی طرح تسلسل کے ساتھ فکر کرتے ہیں، اُن کا مَیں جلد ہی دنیوی سمندر سے نجات دلانے والا بن جاتا ہوں، لہٰذا راہِ بندگی بہتر ہے۔

ارجن! مجھ میں من کو لگا۔ من نہ لگے تو بھی من لگانے کا ریاض کر جہاں بھی طبیعت بھٹک کر جائے، پھر گھسیٹ کر اُس کی گھیرا بندی کر۔ یہ بھی کرنے میں قاصر ہے تو تو عمل (कर्म) کر۔ عمل ایک ہی ہے۔ یگ کے لئے عمل۔ تو (कार्यम! कर्म) کرتا بھر چل، دوسرا نہ کر، اُتنا ہی کر، نجات ملے خواہ نہ ملے، اگر یہ بھی کرنے میں قاصر ہے تو روشن ضمیر، خودشناس، مبصر عظیم انسان کی پناہ میں جا کر سارے اعمال کے ثمرات کا ایثار کر ایسا ایثار کرنے سے تو اعلیٰ سکون کو حاصل کرلے گا۔

اُس کے بعد سکونِ کامل کو حاصل کرنے والے بندہ کی پہچان بتاتے ہوئے، جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا۔ جو سارے جانداروں میں عداوت کے خیال سے مبرا ہے، جو ہمدردی کا حامل اور رحم دل ہے، لگاؤ اور غرور سے دور ہے، وہ بندہ مجھے عزیز ہے جو جوگ کے تصور میں مسلسل آمادہ اور خودشناس خودکفیل ہے، وہ بندہ مجھے عزیز ہے، جس سے نہ کسی کو بے قراری ہوتی ہے اور خود بھی جو کسی سے بے قرار نہیں ہوتا ہے، ایسا بندہ مجھے محبوب ہے جو طاہر ہے، ماہر ہے دکھ درد سے دور ہے، سارے مخرج کا ایثار کر جس نے نجات حاصل کرلی ہے۔ ایسا بندہ مجھے عزیز ہے، سارے خواہشات کا ایثار کرنے والا اور مبارک۔ نامبارک کے خیالات سے مبرا بندہ مجھے محبوب ہے۔ جو مذمت اور تعریف میں مساوی اور خاموش ہے، من کے ساتھ جس کے حواس پرسکون اور خاموش ہیں، جو کسی بھی طرح جسم کی پرورش میں مطمئن اور رہنے کی جگہ سے جس کا لگاؤ نہیں ہے، جسم کی حفاظت میں بھی جس کی دلچسپی نہیں ہے، ایسا حق شناس بندگی پرست انسان مجھے محبوب ہے۔

اِس طرح شلوک گیارہ سے انیس تک جوگ کے مالک شری کرشن نے پُرسکون جوگ کے حامل بندہ کی بودوباش پر روشنی ڈالی، جو ریاضت کشوں کے لئے ایک توفیق ہے۔ آخر میں فیصلہ دیتے ہوئے انہوں نے کہا۔ ارجن! جو مجھ سے وابستہ ہوا، لاشریک عقیدت سے مزین انسان اِس مذکورہ بالا

دینی آب حیات کو بے غرض احساس سے اچھی طرح اپنے برتاؤ میں ڈھالتے ہیں، وہ عقیدت مند بندے مجھے بے حد محبوب ہیں۔ لہٰذا خود سپردگی کے ساتھ اِس عمل میں لگنا بہتر ہے، کیونکہ اس کے فائدہ ونقصان کی ذمہ داری وہ مطلوب، مرشد اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔

یہاں شری کرشن نے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے عظیم انسان کی پہچان بتائی اور اُن کی پناہ میں جانے کو کہا، آخر میں اپنی پناہ میں آنے کی ترغیب دے کر اُن عظیم انسانوں کا ہمسر اپنے کو اعلان کیا، شری کرشن ایک جوگی مردِ کامل تھے۔

اِس باب میں عقیدت کو افضل بتایا گیا، لہٰذا اِس باب کا نام علمِ عقیدت (भक्ति योग) مناسبِ حال ہے۔ لہٰذا۔

اِس طرح شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اورارجن کے مکالمہ میں (भक्ति योग) علمِ عقیدت، نام کا بارھواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعہ لکھی گئی شری مد بھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں (भक्ति योग) علم عقیدت نام کا بارھواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿تیرہواں باب﴾

گیتا کی ابتداء میں ہی دھرت راشٹر کا سوال تھا کہ سنجے! میدانِ دین (धर्मक्षेत्र) اور میدانِ عمل (कुरुक्षेत्र) میں جنگ کی خواہش سے اکٹھا ہوئے میری اور پانڈو کی اولاد نے کیا کیا؟ ابھی تک یہ نہیں بتایا گیا کہ، وہ میدان ہے کہاں؟ لیکن جس عظیم انسان نے جس میدان میں جنگ کا ہونا بتایا، پیش کردہ باب میں خود ہی اُس میدان کے بارے میں فیصلہ دیتے ہیں کہ، وہ میدان (क्षेत्र) درحقیقت ہے کہاں؟۔ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

इदं शरीरं कौन्तेय क्षेत्रमित्यभिधीयते ।
एतद्यो वेत्ति तं प्राहुः क्षेत्रज्ञ इति तद्विदः ।। १।।

کنتی کے پسر! یہ جسم ہی ایک میدان ہے اور اِس کو جو اچھی طرح جانتا ہے، وہ عالمِ میدان اُس میں پھنسا نہیں ہے بلکہ اُس کا ناظم ہے، ایسا اُس عنصر کو ظاہر کرنے والے عظیم انسانوں نے کہا ہے۔

جسم تو ایک ہی ہے، اُس میں میدانِ دین اور میدانِ عمل ۔ یہ دو میدان کیسے؟ درحقیقت اِس ایک ہی جسم میں باطن کے دو خصائل قدیمی ہیں، ایک تو اعلیٰ دین اعلیٰ معبود سے نسبت دلانے والی پُر ثواب خصلت روحانی دولت ہے اور دوسری ہے۔ دنیوی دولت، ناپاک نظریہ سے جس کی تنظیم ہے، جو فانی دنیا پر یقین دلاتی ہے۔ جب دنیوی دولت کی افراط ہوتی ہے۔ تو یہی جسم میدان عمل (कुरुक्षेत्र) بن جاتا ہے اور اِسی جسم کے مابین جب روحانی دولت کی زیادتی ہوتی ہے، تو یہی جسم (धर्मक्षेत्र) میدانِ دین کہلاتا ہے۔ یہ اتار چڑھاؤ برابر لگا رہتا ہے، لیکن رمز شناس عظیم انسان کی قربت سے جب کوئی لاشریک بندگی کے ذریعہ عبادت میں لگ جاتا

ہے، تو دونوں خصائل کے درمیان فیصلہ کن جنگ کا آغاز ہوجاتا ہے۔ بہ تسلسل روحانی دولت کا عروج اور دنیوی دولت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ دنیوی دولت کے پوری طرح خاتمہ کے بعد اعلیٰ کے دیدار کی حالت آتی ہے۔ دیدار کے ساتھ ہی روحانی دولت کی ضرورت ختم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا وہ بھی خود بخود بھگوان میں تحلیل ہوجاتی ہے بندگی کرنے والا انسان معبود سے نسبت بنالیتا ہے۔ گیارہویں باب میں ارجن نے دیکھا کہ، کوروں کے جانب داروں کے بعد پانڈوؤں کے جانب دار جنگجو بھی جوگ کے مالک میں تحلیل ہوتے جارہے ہیں۔ اِس تحلیل کے بعد انسان کی جو شکل ہے، وہی عالم میدان (क्षेत्रज्ञ) ہے۔ آگے دیکھیں۔

क्षेत्रज्ञं चापि मां विद्धि सर्वक्षेत्रेषु भारत।

क्षेत्रक्षेत्रज्ञयोर्ज्ञानं यत्तज्ज्ञानं मतं मम।। २।।

اے ارجن! تو سارے میدانوں میں عالمِ میداں مجھے ہی جان یعنی میں بھی عالم میدان ہوں، جو اِس میدان کو جانتا ہے، وہ عالم میداں ہے۔ ایسا اسے ظاہری طور پر جاننے والے عظیم انسان کہتے ہیں اور شری کرشن کہتے ہیں کہ میں بھی عالم میداں ہوں یعنی شری کرشن بھی جوگ کے مالک ہی تھے۔ (क्षेत्र) میدان، اور (क्षेत्रज्ञ) عالم میداں یعنی تمام عیوب کے ساتھ قدرت اور انسان (प्रकृतिऔर पुरुष) کو عنصر سے جاننا ہی علم ہے، ایسا میرا ماننا ہے یعنی بدیہی دیدار کے ساتھ اِن کی سمجھ کا نام علم ہے۔ کوری بحث کا نام علم نہیں ہے

तत्क्षेत्रं यच्च यादृक्च यद्विकारि यतश्च यत्।

स च यो यत्प्रभावश्च तत्समासेन मे श्रृणु।। ३।।

وہ میداں جیسا ہے اور جن عیوب والا ہے وہ جس وجہ سے ہوا ہے اور وہ عالم میداں بھی جو ہے اور جس طرح کے اثر والا ہے، اُن سب کے بارے میں مجھ سے مختصر میں سُن! یعنی (क्षेत्र) میدان عیوب والا، کسی وجہ سے ہوا ہے، جب کہ عالمِ میداں صرف بااثر ہے، میں ہی کہتا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے، ولی حضرات بھی کہتے ہیں۔

ऋषिभिर्बहुधा गीतं छन्दोभिर्विविधैः पृथक्।
ब्रह्मसूत्रपदेश्चैव हेतुमद्भिर्विनिश्यतैः ।।४।।

یہ میدان اور عالم میداں کا عنصر عارف حضرات کے ذریعے تمام طرح سے گایا گیا ہے۔اور تمام طرح سے ویدوں کی دعاؤں (मंत्रों) کے ذریعے تقسیم کر کے بھی کہا گیا ہے وہ خاص طور سے معین کئے گئے مناسب دلیل کے ساتھ (ब्रह्मसुत्र) کے جملوں کے ذریعے بتایا گیا ہے۔یعنی 'वेदान्त' ولی ब्रह्मसुत्र اور ہم ایک ہی بات کرنے جار ہے ہیں۔شری کرشن وہی کہتے ہیں، جو ان سب نے کہا ہے۔کیا جسم (میدان) اتنا ہی ہے، جتنا دکھائی دیتا ہے اس پر فرماتے ہیں۔

महाभूतान्यहंकारो बुद्धिरव्यक्तमेव च।
इन्द्रियाणि दशैकं च पन्च चेन्द्रियगोचराः।। ५।।

ارجن ! پانچ عظیم عناصر (مٹی ،پانی، آگ ، آسمان ، ہوا) غرور ، عقل اور طبیعت (طبیعت کا نام نہ لے کر اسے غیر مرئی ماوراخصلت کہا گیا۔یعنی بنیادی خصلت پر روشنی ڈالی گئی ہے، جس میں ماوراخصلت بھی شامل ہے ، مذکورہ بالا آٹھ بنیادی خصائل اور دس حواس آنکھ، کان، ناک ، دہن ، جلد، زبان ، ہاتھ ، پیر، زہار ، مقعد) ایک من اور پانچ حواس کے موضوعات (شکل لذّت مہک ، لفظ اور لمس) اور۔

इच्छाद्वेषः सुखं दुःखं संघातश्चेतना धृतिः।
एतत्क्षेत्रं समासेन सविकारमुदाहृतम् ।। ६।।

خواہش ، حسد، آرام، تکلیف اور ان سب کا مجموعہ، مادی جسم کا یہ جرم حرص اور صبر اِس طرح میدان کے بارے میں عیوب کے ساتھ مختصر میں کہا گیا : المختصر یہی میدان کی حقیقی شکل ہے۔جس میں ڈالا گیا بھلا اور برا تخم تاثرات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔جسم ہی میداں ہے۔جسم میں گارا مسالا کس چیز کا ہے؟

تو یہی پانچ عناصر ، دس حواس ، ایک من وغیرہ ، جیسی پہچان اوپر گنائی گئی ہے ۔ اِن

سب کا اجتماعی ساخت جسم ہے۔ جب تک یہ عیوب رہیں گے، تب تک یہ جرم بھی موجود رہیں گے۔ اِس واسطے کہ، یہ عیوب سے بنا ہے۔ اب اُس عالم میداں کی حقیقی شکل دیکھیں، جو اِس میدان میں ملوث نہیں بلکہ اُس سے جدا ہے۔

अमानित्वमदम्भित्वमहिंसा क्षान्तिरार्जवम् ।
आचार्योपासनं शौचं स्थैर्यमात्मविनिग्रहः ।। ७ ।।

اے ارجن! عزت وذلت کا خاتمہ، غرور کے برتاؤ کی کمی، عدم تشدد (یعنی اپنی اور دوسرے کسی کے روح کو تکلیف نہ دینا عدم تشدد ہے، عدم تشدد کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ، چیونٹی مت مارو، شری کرشن نے کہا کہ اپنی روح کو تنزل میں مت ڈالو۔ اُس کو تنزل میں ڈالنا تشدد ہے اور اُس کی ترقی ہی خالص عدم تشدد ہے ایسا انسان دوسری ارواح کی ترقی کے لئے بھی مائل رہتا ہے۔ ہاں، اس کا آغاز کسی کو ٹھیس نہ پہنچانے سے ہوتا ہے۔ یہ اُسی کا ایک ایک حصہ ہے) لہٰذا عدم تشدد، معافی کا جذبہ، من اور زبان کی سادہ طبعی، مرشد کی فرمانبرداری یعنی مکمل عقیدت اور بندگی کے ساتھ مرشد کی خدمت، اُن کی عبادت پاکیزگی، باطن کا استقلال، من اور حواس کے ساتھ جسم پر قابو اور۔

इन्द्रियार्थेषु वैराग्यमनहंकार एव च ।
जन्ममृत्युजराव्याधि दुःखदोषानुदर्शनम् ।। ८ ।।

اِس دنیا اور عالم بالا کے دیکھے سنے عیش وعشرت میں رغبت کا خاتمہ، غرور کی کمی، جنم وموت، ضعیفی، بیماری اور عیش وغیرہ میں تکلیفوں کے عیوب کی بار بار فکر،

असक्तिरनभिष्वङ्गः पुत्रदारगृहादिषु ।
नित्यं च समचित्तत्वमिष्टानिष्टोपपत्तिषु ।। ९ ।।

اولاد، بیوی، دولت اور مکان وغیرہ میں لگاؤ کا خاتمہ، پسندیدہ اور ناپسندیدہ کے حصول میں طبیعت کا ہمیشہ مساوی رہنا (عالم میداں کی ریاضت، بیوی، اولاد وغیرہ گھر بار کی حالت میں

ہی شروع ہوتی ہے)

मयि चानन्ययोगेन भक्तिरव्यभिचारिणी।
विविक्त देशसेवित्वमरतिर्जन संसदि।। १०।।

مجھ میں (شری کرشن ایک جوگی تھے یعنی ایسے کسی عظیم انسان میں) لاشریک جوگ سے یعنی جوگ کے سوا دوسرا کچھ بھی نہ یاد کرتے ہوئے، لاشریک عقیدت (معبود کے علاوہ کسی دوسری سوچ کا ذہن میں نہ آنا)، تنہائی کی جگہ کا استعمال، انسانی جماعت میں رہنے کی رغبت کا نہ ہونا اور۔

अध्यात्मज्ञाननित्यत्वं तत्त्वज्ञानार्थदर्शनम्।
एतज्ज्ञानमिति प्रोक्तमज्ञानं यदतोऽन्यथा।। ११।।

روح کے اختیار والے علم میں یکساں حالت اور علم جوہر کے معنیٰ معبود کا بدیہی دیدار یہ سب تو علم ہے اور اِس سے جو برخلاف ہے، وہ سب جہالت ہے۔ ایسا بتایا گیا ہے۔ اُس عنصر اعلیٰ معبود کے دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری کا نام علم ہے۔ (باب چار میں انہوں نے کہا کہ۔ یگ کی تکمیل کے بعد یگ جس چیز کو باقی چھوڑ دیتا ہے، اُس علم جاوداں کا اخذ کرنے والا ابدی معبود سے نسبت پالیتا ہے، لہٰذا معبود کے بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری علم ہے۔ یہاں بھی وہی بات کہتے ہیں کہ، عنصر اعلیٰ روح مطلق کے دیدار کا نام علم ہے،) اِس کے برخلاف سب جہالت ہے، غرور وغیرہ کا نہ ہونا مذکورہ بالا نشانیاں اِس علم کی تکملہ ہیں یہ سوال پورا ہوا۔

ज्ञेयं यत्तत्प्रवक्ष्यामि यज्ज्ञात्वामृतमश्नुते।
अनादिमत्परं ब्रह्म न सत्तन्नासदुच्यते।। १२।।

ارجن! جو جاننے لائق ہے اور جسے جان کر فنا پذیر انسان لافانی عنصر کو حاصل کرتا ہے، اُسے اچھی طرح بتاؤں گا، وہ ابدی اعلیٰ معبود نہ حق کہا جاتا ہے اور نہ باطل ہی کہا جاتا ہے، کیونکہ جب تک وہ الگ ہے، تب تک وہ حق ہے اور جب انسان اس کے اندر محو ہو گیا، تب کون کس سے کہے، ایک ہی رہ جاتا ہے، دوسرے کا احساس نہیں، ایسی حالت میں وہ معبود نہ حق ہے، نہ باطل

ہے بلکہ جو خود فطری ہے، وہی ہے۔

सर्वतः पाणिपादं तत्पर्सतोऽक्षिशिरोमुखाम् ।

सर्वतः श्रुतिमल्लोकं सर्वमावृत्य तिष्ठति ।। १३ ।।

وہ معبود ہر جانب سے دست و پا والا، ہر جانب سے آنکھ، سر اور دہن والا، ہر طرف سے کانوں والا (سننے والا ہے، کیوں کہ وہ دنیا کی ہر شئے میں جاری و ساری ہو کر قائم ہے۔

सर्वेन्द्रियगुणाभासं सर्वेन्द्रियविवर्जितम् ।

असक्तं सर्वभृच्चैव निर्गुणं गुणभोक्तृ च ।। १४ ।।

وہ تمام حواس کے موضوعات کو جاننے والا ہے، پھر بھی سارے حواس سے مبرا ہے۔ وہ بلا لگاؤ والا، صفات سے خالی ہونے پر بھی سب کو سنبھالنے اور پرورش کرنے والا، وہ ساری صفات کا لطف اٹھانے والا ہے، یعنی ایک ایک کر کے ساری صفات کو اپنے اندر ضم کر لیتا ہے۔ جیسا شری کرشن کہہ آئے ہیں کہ، یگ اور ریاضتوں کا صارف میں ہوں، آخر میں ساری صفات مجھ میں تحلیل ہو جاتی ہیں۔

बहिरन्तश्च भूतानामचरं चरमेव च ।

सूक्ष्मत्वात्तदविज्ञेयं दूरस्थं चान्तिके च तत् ।। १५ ।।

وہ معبود سارے جانداروں کے باہر اندر پوری طرح موجود ہے، متحرک و ساکن شکل بھی وہی ہے۔ لطیف ہونے سے وہ دکھائی نہیں پڑتا، نا قابل فہم ہے من اور حواس کے دائرہ سے باہر ہے اور بہت قریب اور دور بھی وہی ہے۔

अविभक्तं च भूतेषु विभक्तमिव च स्थितम् ।

भूतभर्तृ च तज्ज्ञेयं ग्रसिष्णु प्रभविष्णु च ।। १६ ।।

نا قابل تقسیم ہو کر بھی وہ تمام متحرک و ساکن مادیات میں الگ الگ سا محسوس ہوتا ہے وہ قابل فہم معبود تمام مادیات کو پیدا کرنے والا، سنبھالنے اور پرورش کرنے والا اور آخر میں اُن کا

خاتمہ کرنے والا ہے۔ یہاں خارجی اور داخلی دونوں خیالات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔ جیسے باہر پیدائش اور اندر بیداری، باہر پرورش اور اندر خیروبرکت کے فرض کی ادائیگی، باہر جسم کی تبدیلی اور اندر ہر چیز کی تحلیل یعنی مادیات کی تخلیق کے وجوہات کی تحلیل اور اس تحلیل کے ساتھ ہی اپنی حقیقی شکل کو حاصل کر لیتا ہے۔ یہ سب اُسی معبود کے نشانات ہیں۔

ज्योतिषामपि तज्ज्योतिस्तमसः परमुच्यते ।
ज्ञानं ज्ञेयं ज्ञानगम्यं हृदि सर्वस्य विष्ठितम् ।। १७ ।।

وہ قابل فہم معبود نور کا بھی نور ہے۔ اندھیرے سے بے حد ماورا کہا جاتا ہے۔ وہ مکمل بشکل علم ہے، مکمل عالم ہے، قابل فہم ہے اور علم کے ذریعہ ہی حاصل ہونے والا ہے۔ بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری کا نام علم ہے۔ ایسی جانکاری کے ذریعہ ہی اُس معبود کا حاصل ہونا ممکن ہے۔ وہ سب کے دل میں موجود ہے اُس کے رہنے کا مقام دل ہے۔ کہیں اور تلاش کرنے پر وہ نہیں ملے گا۔ لہٰذا دل کے اندر تصور اور جوگ کے برتاؤ کے ذریعے ہی اُس معبود کے حصول کا طریقہ ہے۔

इति क्षेत्रं तथा ज्ञानं ज्ञेयं चोक्तं समासतः ।
मद्भक्त एतद्विज्ञाय मद्भावायोपपद्यते ।। १८ ।।

اے ارجن! بس اتنا ہی میدان (क्षेत्र) علم اور قابل فہم معبود کی شکل کے بارے میں مختصراً بتایا گیا ہے۔ اِسے جان کر میرا بندہ میری مجسم شکل کو حاصل کر لیتا ہے۔

ابھی تک جوگ کے مالک شری کرشن نے جسے میدان کہا تھا، اُسی کو قدرت اور جسے عالم میدان کہا تھا، اُسی کو اب وہ انسان (پرش) لفظ سے اشارہ کرتے ہیں۔

प्रकृतिं पुरुषं चैव विद्ध्यनादी उभावपि ।
विकारांश्च गुणांश्चैव विद्धि प्रकृतिसम्भवान् ।। १९ ।।

یہ قدرت اور انسان (प्रकृति और पुरुष) دونوں کو ہی ابدی سمجھ اور سارے عیوب تینوں صفات والی قدرت سے ہی پیدا ہوئے ہیں، ایسا سمجھ۔

कार्यकरणकर्तृत्वे हेतुः प्रकृतिरुच्यते ।
पुरुषः सुखदुःखानां भोक्तृत्वे हेतुरुच्यते ।। २० ।।

فعل اور وسیلہ (جس کے ذریعے اعمال صادر ہوتے ہیں عرفان، ترک دنیا وغیرہ اور نامبارک اعمال ہونے میں خواہش، غصہ وغیرہ وسیلہ ہیں) کو پیدا کرنے کا سبب قدرت کہی جاتی ہے اور یہ انسان آرام وتکلیفوں کو بھگتنے کی بنا پر وسیلہ کہا جاتا ہے۔ سوال اٹھتا ہے کہ، کیا وہ بھگتتا ہی رہے گا یا اس سے اسے کبھی نجات بھی ملے گی؟ جب قدرت اور انسان دونوں ہی ابدی ہیں، تو کوئی اِن سے آزاد ہوگا کیسے؟ اِس پر فرماتے ہیں۔

पुरुषः प्रकृतिस्थो हि भुङ्क्ते प्रकृतिजान्गुणान् ।
कारणं गुणसङ्गोऽस्य सदसद्योनिजन्मसु ।। २१ ।।

قدرت کے درمیان میں کھڑا ہونے والا انسان ہی قدرت سے پیدا ہونے والی صفات کے کام کی شکل والی چیزوں کا لطف اٹھاتا ہے اور اِن صفات کے ساتھ ہی اِس ذی روح کی نیک و بدشکلوں (یونیوں) میں پیدائش لینے کی وجہ ہے، یہ وجہ یعنی قدرت کے صفات کا ساتھ ختم ہونے پر ہی آواگمن سے نجات ملتی ہے۔ اب اُس انسان پر روشنی ڈالتے ہیں کہ، وہ کس طرح قدرت کے مابین کھڑا ہے؟

उपद्रष्टानुमन्ता च भर्ता भोक्ता महेश्वरः ।
परमात्मेति चाप्युक्तो देहेऽस्मिन्पुरुषः परः ।। २२ ।।

وہ انسان قریبی ناظر (उद्रष्टा) دل کی دنیا میں بہت ہی قریب، ہاتھ، پاؤں من جتنے آپ کے قریب ہیں، اُس سے بھی زیادہ قریب ناظر کی شکل میں موجود ہے۔ اُس کی روشنی میں آپ نیک کریں یا بد کریں، اُس کا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ ناظر کی شکل میں کھڑا ہے ریاضت کا صحیح سلسلہ پکڑ میں آنے پر راہ رَو کچھ اوپر اٹھا، اُس کی جانب بڑھا تو ناظر انسان کا سلسلہ بدل جاتا ہے، وہ (अनुमन्ता) اجازت دینے لگتا ہے، احساس دینے لگتا ہے، ریاضت کے ذریعے اور

قریب پہنچنے پر وہی انسان (भर्ता) 'رازق' بن کر پرورش کرنے لگتا ہے جس میں آپ کی خیر وبرکت کا بھی انتظام کر دیتا ہے ریاضت اور زیادہ لطیف ہونے پر وہی (भोक्ता) 'صارف' ہو جاتا ہے، یگ ریاضت جو کچھ بھی بن پڑتا ہے، سب کو وہ انسان قبول کرتا ہے اور جب قبول کر لیتا ہے، اُس کے بعد والی حالت میں (महेश्वर:) عظیم معبود کی شکل میں ڈھل جاتا ہے، وہ قدرت کا مالک بن جاتا ہے، لیکن ابھی کہیں قدرت زندہ ہے، تبھی اس کا مالک ہے، اس سے بھی زیادہ بلندی کی حالت میں وہی انسان جب اعلیٰ معبود سے منسوب ہو جاتا ہے، تب روح مطلق کہلاتا ہے اس طرح جسم میں موجود رہتے ہوئے بھی یہ انسان پرے (ماورائی) ہی ہے، ہر طرح سے اس قدرت سے ماوراہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہی ہے کہ شروع میں وہ ناظر کی شکل میں تھا، دھیرے دھیرے ترقی ہوتے ہوتے اعلیٰ کا لمس کر معبود کی شکل میں ڈھل جاتا ہے۔

य एवं वेत्ति पुरुषं प्रकृतिं च गुणै: सह।
सर्वथा वर्तमानोऽपि न स भूयोऽभिजायते।। २३।।

اِس طرح آدمی کو اور صفات کے ساتھ قدرت کو جو انسان بدیہی دیدار کے ساتھ جان لیتا ہے، وہ ہر طرح کی زندگی گزارتا ہوا بھی دوبارہ نہیں پیدا ہوتا یعنی اُس کی دوبارہ پیدائش نہیں ہوتی، یہی نجات ہے۔ ابھی تک جوگ کے مالک شری کرشن نے بھگوان (ब्रम्ह) اور قدرت (क्पृति) کی روبرو جانکاری کے ساتھ ملنے والی اعلیٰ نجات یعنی اس کی دوبارہ پیدائش سے نجات پر روشنی ڈالی اور اب وہ اُس جوگ پر زور دیتے ہیں، جس کا طریق کار ہے عبادت کیوں کہ اس عمل کو عملی جامہ پہنائے بغیر کوئی حاصل کرتا نہیں ہے۔

ध्यानेनात्मनि पश्यन्ति केचिदात्मानमात्मना।
अन्ये सांख्येन योगेन कर्मयोगेन चापरे।। २४।।

اے ارجن! (आत्मानम्) روح مطلق کو کتنے ہی انسان تو، (आत्मना) اپنے باطنی غور وفکر سے تصور کے ذریعہ (आत्मनि) دل کی دنیا میں دیکھتے ہیں، کتنے ہی جوگ साख्य योग

(علمی جوگ) کے ذریعہ (یعنی اپنی قوت کو سمجھتے ہوئے اسی عمل میں لگے ہوتے ہیں) اور دوسرے بہت سے لوگ اُسے بے غرض عملی، جوگ کے ذریعہ دیکھتے ہیں خودسپردگی کے ساتھ اُسی معینہ عمل میں لگے ہوتے ہیں، پیش کردہ شلوک میں خاص وسیلہ ہے تصور (دھیان) اُس تصور میں لگنے کے لئے علمی جوگ اور بے غرض عملی جوگ، دوراستے ہیں۔

अन्ये त्वेवमजानन्तः श्रुत्वान्येभ्य उपासते ।
तेऽपि चातितरन्त्येव मृत्युं श्रुतिपरायणाः।। २५।।

لیکن دوسرے جن کو ریاضت کا علم نہیں ہے، وہ اِس طرح نہ جانتے ہوئے (अनयेभ्यः) دوسرے جو عنصر کو جاننے والے عظیم انسان ہیں، اُن کی نصیحت سُن کر ہی عبادت کرتے ہیں اور سُن کر لگے ہوئے وہ انسان بھی اِس موت کی تمثیل دنیوی سمندر سے بلاشبہ کنارہ پا جاتے ہیں، لٰہذا کچھ بھی نہ ہوسکے تو صحبت صالح میں لگ جائیں۔

यावत्संजायते किंचित्सत्त्वं स्थावरजङ्गमम् ।
क्षेत्रक्षेत्रज्ञसंयोगात्तद्विद्धि भरतर्षभ।। २६।।

اے ارجن! یہاں تک کہ جو کچھ بھی متحرک وساکن چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اُن سب کو تو میدان (क्षेत्र) اورعالم میدان (क्षेत्रज्ञ) کے اتفاق سے ہی پیدا ہوئی جان۔ حصول کب ہوتا ہے؟ اِس پر ارشاد فرماتے ہیں،

समं सर्वेषु भूतेषु तिष्ठन्तं परमेश्वरम् ।
विनश्यत्स्वविनश्यन्तं यः पश्यति स पश्यति।। २७।।

جو انسان خاص طور سے ختم ہوتے ہوئے متحرک وساکن ہر شئے میں لافانی معبود کو مساوات کی نظر سے موجود دیکھتا ہے، وہی حقیقت دیکھتا ہے، یعنی اس قدرت کے خاص طور سے ختم ہونے پر ہی بشکل روح مطلق ہے، اس سے پہلے نہیں، اسی پر گزشتہ باب آٹھ میں بھی کہا تھا کہ۔ 'भूत भावोद्भवकरो विसर्गः कर्म संज्ञितः' جانداروں کے وہ خیال جو نیک خواہ بد کچھ بھی

(تاثرات) تخلیق کرتے ہیں، اُن کا خاتمہ ہو جانا ہی اعمال کی انتہا ہے، اُس وقت عمل مکمل ہے، وہی بات یہاں بھی کہتے ہیں کہ، جو متحرک وساکن ہر شئے کو ختم ہوتے ہوئے اور بھگوان کو مساوات کے ساتھ قائم دیکھتا ہے، وہی صحیح دیکھتا ہے۔

सम पश्यन्हि सर्वत्र समवस्थितमीश्वरम् ।
न हिनस्त्यात्मनात्मानं ततो याति परां गतिम् ।। २८।।

کیوں کہ وہ انسان ہر جگہ مساوی خیال سے موجود معبود کے وجود کو مساوی (جیسا ہے، ویسا ہی اُسی طرح) دیکھتا ہوا خود کو اپنے ذریعہ برباد نہیں کرتا۔ کیوں کہ جیسا تھا، ویسا اُس نے دیکھا، لہٰذا وہ اعلیٰ نجات کو حاصل کرتا ہے۔ حاصل کرنے والے انسان کی پہچان بتاتے ہیں۔

प्रकृत्यैव च कर्माणि क्रियमाणानि सर्वशः ।
यः पश्यति तथात्मानमकर्तारं स पश्यति ।। २९।।

جو انسان سارے اعمال کو ہر طرح سے قدرت کے ذریعہ ہی کیا جانا دکھاتا ہے یعنی جب تک قدرت ہے، تبھی تک اعمال کا ہونا دکھتا ہے اور روح کو نہ کرنے والی دیکھتا ہے، وہی حقیقت دیکھتا ہے۔

यदा भूतपृथग्भावमेकस्थमनुपश्यति ।
तत एव च विस्तारं ब्रह्म सम्पद्यते तदा ।। ३०।।

جس دور میں انسان مادیات کے عجیب وغریب اندازوں میں واحد روحِ مطلق کو رواں وموجود دیکھتا ہے اور اُس روحِ مطلق سے ہی تمام مادیات کی تفصیل دیکھتا ہے، اس وقت وہ روح مطلق سے منسوب ہوتا ہے۔ جس وقت یہ حالت آگئی، اُسی وقت وہ معبود کو حاصل کر لیتا ہے۔ یہ نشانی بھی رمز شناس عظیم انسان کی ہی ہے۔

अनादित्वान्निर्गुणत्वात्परमात्मायमव्ययः ।
शरीरस्थोऽपि कौन्तेय न करोति न लिप्यते ।। ३१।।

کنتی پسر! ابدی ہونے سے اور صفات سے مبرا ہونے سے وہ لافانی معبود، جسم میں موجود ہوتے ہوئے بھی حقیقت میں نہ کرتا ہے اور نہ ملوث ہی ہوتا ہے۔ کس طرح؟

यथा सर्वगतं सौक्ष्म्यादाकाशं नोपलिप्यते ।
सर्वत्रावस्थितो देहे तथात्मा नोपलिप्यते ।। ३२ ।।

جس طرح ہر جگہ محیط آسمان لطیف ہونے کی وجہ سے ملوث نہیں ہوتا، ٹھیک ویسے ہی ہر جگہ جسم میں موجود ہونے کے باوجود بھی روح صفات سے خالی کے باعث جسم کے صفات سے ملوث نہیں ہوتی، آگے بتاتے ہیں۔

यथाप्रकाशयत्येकः कृत्स्नं लोकमिमं रविः ।
क्षेत्रं क्षेत्री तथा कृत्स्नं प्रकाशयति भारत ।। ३३ ।।

ارجن! جس طرح ایک ہی سورج تمام کائنات کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح ایک ہی روح تمام میدان کو روشن کرتی ہے۔ آخر میں فیصلہ دیتے ہیں۔

क्षेत्रक्षेत्रज्ञयोरेवमन्तरं ज्ञानचक्षुषा ।
भूतप्रकृतिमोक्षं च ये विदुर्यान्ति ते परम् ।। ३४ ।।

اِس طرح میدان (क्षेत्र) اور عالم میداں (क्षेत्रज्ञ) کے راز کو اور عیوب کے ساتھ قدرت سے آزاد ہونے کے طریقہ کو جو علمی نظر سے دیکھ لیتے ہیں، وہ عارف حضرات اعلیٰ معبود روحِ مطلق کو حاصل کرتے ہیں، یعنی میدان اور عالم میدان کو دیکھنے کی نظر 'علم' ہے اور علم بدیہی یدار کا ہی مترادف ہے،

مغز سخن

گیتا کی ابتداء میں میدان دین (धर्मक्षेत्र) کا نام تو لیا گیا، لیکن وہ میدان درحقیقت ہے کہاں، وہ مقام بتانا باقی تھا، جسے خود شریعت کے مصنف نے پیش کردہ باب میں صاف کیا کہ، ارجن، یہ جسم ہی ایک میدان (क्षेत्र) ہے۔ جو اس کی سمجھ رکھتا ہے، وہ عالم میدان (क्षेत्रयज्ञ) ہے۔ وہ اس میں ملوث نہیں بلکہ لاتعلق ہے اس کا ناظم ہے۔ ارجن! تمام میدانوں क्षेत्र میں مَیں بھی عالم میداں क्षेत्रज्ञ ہوں' دوسرے عظیم انسانوں سے اپنا موازنہ کیا اس سے ظاہر ہے کہ شری کرشن بھی ایک جوگی تھے کیوں کہ وہ جانتا ہے وہ عالم میداں ہیں ایسا عظیم انسانوں نے کہا ہے، میں بھی عالم میداں ہوں یعنی کہ دوسرے عظیم انسانون کی طرح میں بھی ہوں۔

انہوں نے میدان جیسا ہے، جن عیوب والا ہے، عالم میداں جن اثرات والا ہے، اُس پر روشنی ڈالی، میں ہی کہتا ہوں، ایسی بات نہیں ہے، ولی حضرات نے بھی یہی بات بتائی ہے۔ وید کی بندشوں (छन्दों) میں بھی اسی کو تقسیم کر کے دکھایا گیا ہے۔ (ब्रम्हासुत्र) میں بھی وہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

جسم (جو میدان ہے) کیا اتنا ہی ہے، جتنا دکھائی دیتا ہے، اس کے وجود کے پیچھے جن چیزوں کا بہت بڑا ہاتھ ہے، اُن کو شمار کراتے ہوئے بتایا کہ آٹھ بنیادی خصائل (अष्टधामूल प्रकृति) غیر مرئی قدرت (अव्यक्त प्रकृति) دس حواس اور من، حواس کے پانچوں موضوعات، امید، حرص وہوس اس طرح ان عیوب کا اجتماعی مجموعہ یہ جسم ہے جب تک یہ موجود رہیں گے، تب تک جسم کسی نہ کسی شکل میں رہے گا ہی۔ یہی میدان ہے، جس میں بویا گیا نیک و بد

تخم تاثر (संस्करार) کی شکل میں اگتا ہے۔ حواس سے بچ جاتا ہے۔ وہ عالم میداں (क्षेत्रज्ञ) ہے۔ عالم میداں کی شکل کو بتاتے ہوئے انہوں نے خدائی صفات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ عالم میداں اِس میداں کو روشن کرنے والا ہے،

انہوں نے بتایا کہ ریاضت کے تکمیلی دور میں عنصر اعلیٰ روح مطلق کا بدیہی دیدار ہی علم ہے۔ علم کا معنی ہے بدیہی دیدار اِس کے علاوہ جو کچھ بھی ہے جہالت ہے۔ وہ جاننے لائق چیز ہے اعلیٰ معبود! وہ نہ حق ہے اور نہ باطل وہ ان دونوں سے ماورا ہے۔ اُسے جاننے کے لئے لوگ دل میں تصور کرتے ہیں باہر بت رکھ کر نہیں۔ بہت سے لوگ علمی جوگ (सांख्य) کے وسیلہ سے تصور کرتے ہیں۔ تو بقیہ لوگ بے غرض عملی جوگ، خودسپردگی کے ساتھ اُس کے حصول کے لئے اس کے معینہ عملی عبادت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ جو اُس کا طریقہ نہیں جانتے، وہ لوگ مبصر عظیم انسانوں کے ذریعہ سن کر عبادت کا برتاؤ کرتے ہیں، وہ بھی اعلیٰ افادہ کو حاصل کرتے ہیں، لہٰذا کچھ بھی سمجھ میں نہ آئے، تو اس کی سمجھ رکھنے والے عظیم انسان کی صحبت لازمی ہے۔

مستقل مزاج عظیم انسان کی نشانی بتاتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ جیسے آسمان ہر جگہ برابر رہتا ہوا بھی ملوث نہیں ہے، جیسے ہر طرف روشنی کرتے ہوئے بھی سورج لاتعلق ہے، ٹھیک اِسی طرح مستقل مزاج انسان ہر جگہ برابر معبود کو وہ جیسا ہے، ویسا ہی دیکھنے کی صلاحیت والا انسان میداں سے یا قدرت سے پوری طرح لاتعلق ہے، آخر میں انہوں نے فیصلہ دیا کہ میدان اور عالم میداں کی جانکاری علمی نظروں سے ہی ممکن ہے۔ علم جیسا کہ پہلے بتایا گیا، اُس معبود کے بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی سمجھ ہے، شریعتوں کو بہت زیادہ رٹ کر دہرانا علم نہیں بلکہ مطالعہ اور عظیم انسانوں سے اُس عمل کو سمجھ کر، اُس عمل کی راہ پر چل کر، من کے ساتھ حواس پر قابو اور اُس قابو کے بھی تحلیلی دور میں عنصر اعلیٰ کو دیکھنے کے ساتھ جو احساس ہوتا ہے اُسی احساس کا نام علم ہے۔ عمل ضروری ہے اِس باب میں خاص طور سے عالم میداں (क्षेत्रज्ञ) کا تفصیلی بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت میدان (क्षेत्र) کی شکل محیط ہے۔ جسم کہنا تو آسان ہے لیکن جسم کا تعلق

کہاں تک ہے؟ تو ساری کائنات بنیادی خصائل کی تفصیل ہے لامحدود خلاؤں تک آپ کے جسم کا پھیلاؤ ہے اُن سے آپ کی زندگی قوت بخش ہے، ان کے بغیر آپ جی نہیں سکتے، یہ زمین، دنیا، جہان، ملک، صوبہ اور آپ کا یہ دکھائی دینے والا جسم اُس قدرت کا ایک چھوٹا حصہ بھی نہیں ہے۔ اِس طرح میدان (क्षेत्र) کا ہی اِس باب میں تفصیلی بیان ہے، لہٰذا۔

اِس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم، تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں (میداں عالم میداں باب جز جوگ) نام کا تیرہواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اِس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعہ لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں (میدان عالم میدان باب جز جوگ) (क्षेत्र-क्षेत्रज्ञ विभाग योग) نام کا تیرہواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

﴿چودھواں باب﴾

گزشتہ مختلف ابواب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے علم کی شکل کو صاف کی، باب ۴/۱۹ میں انہوں نے بتایا کہ جس انسان کے ذریعہ پورے ذرائع سے شروع کیا گیا معینہ عمل کا برتاؤ بہ تسلسل ترقی کرتے کرتے اتنا لطیف ہوگیا کہ، خواہش اور ارادوں کا پوری طرح خاتمہ ہوگیا، اُس وقت وہ جسے جاننا چاہتا ہے، اُس کا روبرو احساس ہوجاتا ہے اُسی احساس کا نام علم ہے۔ تیرہویں باب میں علم کی تشریح کی। अध्यात्म ज्ञान नित्यत्वम तत्त्वज्ञानार्थ दर्शनम علم تصوف میں یکساں حالت اور عنصر کے بطور معنی معبود کا روبرو دیدار علم ہے، میدان اور عالم میدان کے راز کو ظاہر کرلینا ہی علم ہے علم کا مطلب مذہبی مناظرہ نہیں۔ شریعتوں کو یاد کرلینا ہی علم نہیں ہے۔ ریاضت کی اُس حالت کا نام علم ہے، جہاں وہ عنصر ظاہر ہوتا ہے، معبود کے بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والے احساس کا نام علم ہے، اِس کے برخلاف جو کچھ بھی ہے، جہالت ہے۔

اِس طرح سب کچھ بتالینے پر بھی پیش کردہ باب چودہ میں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ ارجن اُن علوم میں بھی بہترین علم کو میں پھر بھی تجھے بتاؤں گا، جوگ کے مالک اُسی کو دہرانے جارہے ہیں کیونکہ शास्त्र सुचिन्तित पुनि पुनि दोखिय' اچھی طرح مطالعہ کی ہوئی شریعت بھی بار بار دیکھنی چاہیے۔ اتنا ہی نہیں جیسے جیسے آپ ریاضت کی راہ پر آگے بڑھیں گے، جیسے جیسے اُس معبود سے نسبت پاتے جائیں گے۔ ویسے ویسے بھگوان سے نئے۔ نئے احساسات ملیں گے یہ علم مرشد کی شکل میں عظیم انسان ہی دیتے ہیں، لہٰذا شری کرشن کہتے ہیں، میں پھر بھی کہوں گا۔

ذہن (صورت) ایسا قرطاس ہے جس پر تاثرات کا نقش ہمیشہ بنا رہتا ہے۔ اگر راہ رَو کو معبود سے نسبت دلانے والی سمجھ دھندھلی پڑتی ہے، تو اس ذہن کے قرطاس پر قدرت نقش

ہونے لگتی جو بربادی کی وجہ ہے لہٰذا تکمیل تک ریاضت کش کو معبود سے متعلق جانکاری کو دہراتے رہنا چاہئے۔ آج یاد زندہ ہے، لیکن آگے آنے والے حالات میں داخلہ حاصل ہونے کے ساتھ یہ حالت نہیں رہ جائے گی لہٰذا قابل احترام مہاراج جی کہا کرتے تھے کہ ''علم تصوف کا غور وفکر روز کرو، ایک تسبیح روز گھماؤ، جو فکر کے ساتھ گھمائی جاتی ہے۔ باہر کی تسبیح نہیں۔''

یہ تو ریاضت کش کے لئے ہے، لیکن جو حقیقی مرشد ہوتے ہیں، وہ مسلسل اُس راہ رَو کے پیچھے لگے رہتے ہیں، اندر اُس کی روح کے ساتھ بیدار ہوکر اور باہر اپنے طرز عمل سے اُس نئے حالات سے باخبر کراتے چلتے ہیں، جوگ کے مالک شری کرشن بھی عظیم انسان تھے۔ ارجن مقلد کے مقام پر ہے اس نے ان سے سنبھالنے کی گزارش کی تھی۔ لہٰذا جوگ کے مالک شری کرشن کا قول ہے کہ علوم میں بھی بہترین علم کو میں پھر تجھے بتاؤں گا۔ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

परं भूयः प्रवक्ष्यामि ज्ञानानां ज्ञानमुत्तमम् ।
यज्ज्ञात्वा मुनयः सर्वे परां सिद्धिमितो गताः ।।१।।

ارجن! علوم میں بھی بہترین علم، اعلیٰ علم کو مَیں پھر تجھے بتاؤں گا (جسے پہلے کہہ چکے ہیں) جسے جان کر سارے صوفی حضرات اِس دنیا سے نجات پا کر اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرتے ہیں (جس کے بعد کچھ بھی حاصل کرنا باقی نہیں رہتا)

इदं ज्ञानमुपाश्रित्य मम साधर्म्यमागताः ।
सर्गेऽपि नोपजायन्ते प्रलये न व्यथन्ति च ।।२।।

اِس علم کا 'उपाश्रित्य' نزدیک سے پناہ لے کر، عملی طور سے چل کر قریب پہنچ کر میری حقیقی شکل کو حاصل کرنے والے لوگ تخلیق کی ابتداء میں دوبارہ جنم نہیں لیتے اور پرلے (प्रलय) کے وقت (نزع) یعنی جسم سے قطع تعلق ہوتے وقت بے قرار نہیں ہوتے کیونکہ عظیم انسان کے جسم کا خاتمہ تو اسی دن ہو جاتا ہے، جب وہ حقیقی شکل کو حاصل کر لیتا ہے اُس کے بعد اُس کا جسم رہنے

کے لئے محض ایک ٹھکانہ رہ جاتا ہے۔ دوبارہ جنم کیلئے جگہ کہاں ہے، جہاں لوگ جنم لیتے ہیں؟ اس پر شری کرشن ارشاد فرماتے ہیں۔

मम योनिर्महद्ब्रह्म तस्मिन्गर्भं दधाम्यहम् ।
संभवः सर्वभूतानां ततो भवति भारत ।।३।।

اے ارجن! میرے 'महदब्रह्म' یعنی آٹھ بنیادی خصائل تمام جانداروں کی شکل (योनि) ہے اور میں اس میں ذی حس کی شکل والے تخم کو قائم کرتا ہوں، اُس متحرک وساکن کے اتفاق سے سبھی جانداروں کی تخلیق ہوتی ہے۔

सर्वयोनिषु कौन्तेय मूर्तयः सम्भवन्ति याः ।
तासां ब्रह्म महद्योनिरहं बीजप्रदः पिता ।।४।।

کون تے! ساری شکلوں (योनियों) میں جتنے جسم پیدا ہوتے ہیں، اُن سب کی 'योनि' حاملہ مادر آٹھ قسموں والے بنیادی خصائل ہیں اور میں ہی تخم ریزی کرنے والا پدر ہوں دیگر کوئی نہ مادر ہے، نہ پدر: جب تک بے حس اور ذی حس کا اتفاق رہے گا، پیدائشوں کے سلسلے جاری رہیں گے، وسیلہ تو کوئی نہ کوئی بنتا رہے گا، حساس روح بے حس قدرت میں کیوں بندھ جاتی ہے؟ اس پر ارشاد فرماتے ہیں۔

सत्त्वं रजस्तम अति गुणाः प्रकृतिसंभवाः ।
निबध्नन्ति महाबाहो देहे देहिनमव्ययम् ।।५।।

بازوئے عظیم ارجن! ملکات فاضلہ (सत्वगुण) ملکات ردیہ (रजोगुण) اور ملکات مذموم (तमोगुण) قدرت سے پیدا ہوئی تینوں صفات ہی اس لافانی ذی روح کو جسم میں باندھتی ہیں۔ کس طرح؟

तत्र सत्त्वं निर्मलत्वात्प्रकाशकमनामयम् ।
सुखसङ्गेन बध्नाति ज्ञानसङ्गेन चानघ ।।६।।

بے گناہ ارجن! اِن تینوں صفات میں روشنی پیدا کرنے والا بے عیب ملکات فاضلہ تو (निर्मलत्वात्) شفاف ہونے کی بناء پر آرام اور علم کی فریفتگی سے روح کو جسم میں باندھتا ہے ملکات فاضلہ بھی بندش ہی ہے۔ فرق اتنا ہی ہے کہ، آرام واحد معبود میں ہے اور علم بدیہی دیدار کا نام ہے، ملکات فاضلہ کا حامل انسان تب تک قید میں ہے، جب تک معبود کا بدیہی دیدار نہیں ہو جاتا۔

रजो रागात्मकं विद्धि तृष्णासङ्गसमुद्भवम् ।
तन्निबध्नाति कौन्तेय कर्तसङ्गेन देहिनम् ।।७।।

اے ارجن! لگاؤ کی جیتی جاگتی شکل ملکات ردیہ (रजोगुण) ہے۔ اِسے تو خواہش اور رغبت سے پیدا ہوا سمجھ، وہ ذی روح کو 'कर्म संङ्गेन' عمل اور اُس کے ثمرہ کی رغبت میں باندھتا ہے وہ عمل میں لگا دیتا ہے۔

तमस्त्वज्ञानजं विद्धि मोहनं सर्वदेहिनाम् ।
प्रमादालस्यनिद्राभिस्तन्निबध्नाति भारत ।।८।।

ارجن! تمام جسم والوں کو اپنے فریب میں لینے والے ملکات مذموم (तमोगुण) کو تو جہالت سے پیدا ہوا سمجھ، وہ اِس روح کو مدہوشی یعنی ناکام کوشش کاہلی (किकल करेगें) اور نیند کے ذریعہ گرفت میں لیتا ہے۔ نیند کا معنی یہ نہیں کہ، ملکات مذموم کا حامل انسان زیادہ سوتا ہے، جسم سوتا ہو۔ ایسی بات نہیں 'या निशा सर्व भूतानां तस्यां जागर्ति संयमी' (جب رات میں سارے لوگ سوتے رہتے ہیں، تو جوگی جاگتا رہتا ہے) دنیا ہی رات ہے، ملکات مذموم کا حامل انسان اِس دنیا کی تمثیل شبیہہ میں شب و روز مشغول رہتا ہے نورانی حقیقی شکل کی طرف سے غافل رہتا ہے، یہی ملکات مذموم والی نیند ہے۔ جو اِس میں پھنسا ہے، سوتا ہے اب تینوں صفات کی بندش کی اجتماعی شکل بتاتے ہیں۔

सत्त्वं सुखे संजयति रजः कर्मणि भारत ।
ज्ञानमावृत्य तु तमः प्रमादे संजयत्युत ।।९।।

ارجن! ملکات فاضلہ آرام کی طرف مائل کرتا ہے، دائم سکونِ اعلیٰ کے راستہ پر لے چلتا ہے، ملکات ردیہ عملی راہ پر چلنے کی ترغیب دیتا ہے اور ملکات مذموم علم کو ڈھک کر کے مدہوشی میں یعنی باطن کی ناکام کوششوں میں لگاتا ہے، جب صفات ایک ہی جگہ پر ایک ہی دل میں ہے، تو الگ الگ کیسے بٹ جاتی ہیں؟ اس پر جوگ کے مالک شری کرشن بتاتے ہیں۔

रजस्तमश्चाभिभुय सत्त्वं भवति भारत ।
रजः सत्त्वं तमश्चैव तमः सत्त्वं रजस्तथा ।।१०।।

اے ارجن! ملکات ردیہ اور ملکات مذموم کو دبا کر ملکات فاضلہ گامزن ہوتا ہے۔ ویسے ہی ملکات فاضلہ اور ملکات مذموم کو دبا کر ملکات رویہ بڑھتا ہے اور اِسی طرح ملکات رویہ اور ملکات فاضلہ کو دبا کر ملکات مذموم بڑھتا ہے یہ کیسے پہچانا جائے کہ، کب اور کون سی خصوصیت کام کر رہی ہے۔

सर्वद्वारेषु देहेऽस्मिन्प्रकाश उपजायते ।
ज्ञानं यदा तदा विद्याद्विवृद्धं सत्त्वमित्युत ।।११।।

جس دور میں اِس جسم اور باطن کے ساتھ سارے حواس میں خدائی نور اور سمجھنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے، اُس وقت ایسا سمجھنا چاہئے کے ملکات فاضلہ خصوصی اضافہ کی طرف مائل ہے، اور

लोभः प्रवृत्तिरारम्भः कर्मणामशमः स्पृहा ।
रजस्येतानि जायन्ते विवृद्धे भरतर्षभ ।।१२।।

اے ارجن! ملکات ردیہ میں خاص اضافہ ہونے پر لالچ، کام میں لگنے کی کوشش، اعمال کی شروعات، بے اطمینانی یعنی من کی شوخی، دنیوی تعیّشات کی ہوس یہ ساری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اب ملکات مذموم کے اضافہ میں کیا ہوتا ہے۔

अप्रकाशोऽप्रवृत्तिश्च प्रमादो मोह एव च ।
तमस्येतानि जायन्ते विवृद्धे कुरुनन्दन ।।१३।।

ارجن! ملکات مذموم کے اضافہ ہونے پر (अप्रकाश;) بے نوری، نورِ اعلیٰ معبود کی نشانی ہے، خدائی نور کی طرف بڑھنے کی خصلت، (कार्यम् कर्म) جو کرنے کے لائق خاص طریق کار ہے اس میں عدمِ رجحان باطن میں ناکام، کوششوں کا بہاؤ اور دنیا میں فریفتہ کرنے والے خصائل۔ یہ سبھی پیدا ہوتے ہیں، اِن سبھی چیزوں کی پیدائش ہوتی ہے اِن صفات کے علم سے فائدہ کیا ہے؟

यदा सत्त्वे प्रवृद्धे तु प्रलयं याति देहभृत् ।
तदोत्तमविदां लोकानमलान्प्रतिपद्यते ॥१४॥

جب یہ ذی روح ملکات فاضلہ کے اضافہ کے دور میں وفات کو حاصل کرتی ہے جسم کو ترک کرتی ہے، تب صالحین کے بیداغ ماورائی عوالم کو حاصل کرتی ہے اور۔

रजसि प्रलयं गत्वा कर्मसङ्गिषु जायते ।
तथा प्रलीनस्तमसि मूढयोनिषु जायते ॥१५॥

ملکات رویہ کا اضافہ ہونے پر موت کو حاصل کرنے والا، اعمال کی رغبت والے انسانوں میں جنم لیتا ہے اور ملکات مذموم کے اضافہ میں مرا ہوا انسان جاہل شکلوں (योनियों) میں جنم لیتا ہے، جس میں حشرات الارض وغیرہ تک یونیوں کا پھیلاؤ ہے لہٰذا صفات میں بھی انسانوں کو صالح صفات والا ہونا چاہیئے۔ قدرت کا یہ خزانہ آپ کی حاصل کی ہوئی صفات کو موت کے بعد بھی انہیں آپ کو محفوظ طریقہ سے لوٹاتا ہے۔ اب دیکھیں اِس کا ثمرہ۔

कर्मणः सुकृतस्याहुः सात्त्विकं निर्मलं फलम् ।
रजसस्तु फलं दुःखमज्ञानं तमसः फलम् ॥१६॥

صالح عمل کا ثمرہ صالح، بے داغ سکھ، علم اور ترک دنیا وغیرہ بتائے گئے ہیں ملکات ردیہ والے عمل کا ثمرہ تکلیف اور ملکات مذموم والے عمل کا ثمرہ جہالت ہے۔ اور۔

सत्त्वात्सञ्जायते ज्ञानं रजसो लोभ एव च ।
प्रमादमोहौ तमसो भवतोऽज्ञानमेव च ॥१७॥

ملکات فاضلہ سے علم پیدا ہوتا ہے۔ (خدائی احساس، کا نام علم ہے) خدائی احساس کا بہاؤ ہوتا ہے، ملکات ردیہ سے بلاشک لالچ پیدا ہوتی ہے اور ملکات مذموم سے مدہوشی، فریفتگی کاہلی (جہالت) ہی پیدا ہوئی ہے۔ اِن کی پیدائش کا کیا انجام ہے؟۔

ऊर्ध्वं गच्छन्ति सत्त्वस्था मध्ये तिष्ठन्ति राजसाः ।
जघन्गुणवृत्तिस्था अधो गच्छन्ति तामसाः ॥१८॥

ملکات فاضلہ کا حامل انسان اُس حقیقی معبود کی طرف مائل ہوتا ہے جنت نشین ہوتا ہے ملکات ردیہ کے حامل انسان اوسط درجہ کے ہوتے ہیں، جن کے پاس نہ 'सात्तिवक' عرفان وترک دنیا ہی ہوتا ہے اور نہ بدذات حشرات الارض کی یونیوں میں جاتے ہیں بلکہ دوبارہ جنم حاصل کرتے ہیں اور قابل نفرت ملکات مذموم میں لگے ہوئے گمراہ انسان (अधोगति) زوال، یعنی جانور، چڑیاں، حشرات الارض وغیرہ بدذات یونیوں کو حاصل کرتے ہیں اِس طرح تینوں صفات کسی نہ کسی شکل میں (योनि) کے وجوہات ہیں، جوانسان اِن صفات سے نجات پالیتے ہیں، وہ آواگون سے آزاد ہوجاتے ہیں اور میرے مقام کوحاصل کرلیتے ہیں۔اس پر کہتے ہیں۔

नान्यं गुणेभ्यः कर्तारं यदा द्रष्टानुश्यति ।
गुणेभ्यश्च परं वेत्ति मद्भावं सोऽधिगच्छति ॥१९॥

جس دور میں ناظر روح تینوں صفات کے علاوہ دوسرے کسی کو کارکن نہیں دیکھتی اور تینوں صفات سے بے انتہا ماوراعنصر اعلیٰ کو (वेत्ति) جان لیتی ہے، اُس وقت وہ انسان میرے مقام کو حاصل کرلیتا ہے۔یہ عقلی تسلیم شدگی نہیں ہے کہ، صفات میں برتاؤ کرتے ہیں۔ریاضت کرتے کرتے ایک ایسا مقام آتا ہے جہاں اُس اعلیٰ کا احساس جاگ جاتا ہے کہ صفات کے علاوہ کوئی کارکن نظر نہیں آتا، اُس وقت انسان تینوں صفات سے مبرا ہوجاتا ہے۔یہ خیالی تسلیم شدگی نہیں ہے۔اور اِسی پر آگے کہتے ہیں۔

गुणानेतानतीत्य त्रीन्देही दहसमुद्भवान् ।
जन्ममृत्युजरादुःखैर्विमुक्तो ऽमृतमश्नुते ॥२०॥

انسان اِن کثیف اجسام کی پیدائش کی وجہ والی تینوں صفات سے مبرا ہو کر، جنم موت، ضعیفی و ہر طرح کی تکلیفوں سے خاص طور سے آزاد ہو کر لافانی عنصر کو حاصل کرتا ہے اِس پر ارجن نے سوال کھڑا کیا۔

ارجن بولا

अर्जुन उवाच

कैर्लिङ्गैस्त्रीन्गुणानेतानतीतो भवति प्रभो ।
किमाचारः कथं चैतांत्रीन्गुणानतिवर्तते ।।२१।।

بندہ پرور! ان تینوں صفات سے ماورا انسان کن کن صلاحیتوں (نشانیوں) سے مزین ہوتا ہے اور کس طرح کے برتاؤ والا ہوتا ہے اور انسان کس طریقہ سے اِن تینوں صفات سے مبرا ہوتا ہے؟ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

प्रकाशं च प्रवृत्तिं च मोहमेव च पाण्डव ।
न द्वेष्टि संप्रवृत्तानि न निवृत्तानि काङ्क्षति ।।२२।।

ارجن کے مذکورہ بالا تینوں سوالات کا جوابات دیتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا۔ ارجن! جو انسان ملکات فاضلہ کے زیر اثر خدائی نور، ملکات ردیہ کے زیر اثر عمل میں لگنے کا خیال اور ملکات مذموم کے زیر اثر فریفتگی کو نہ تو راغب ہونے پر برا سمجھتا ہے اور نہ فارغ ہونے پر ان کی خواہش ہی کرتا ہے۔ اور۔

उदासीनवदासीनो गुणैर्यो न विचाल्यते ।
गुणा वर्तन्त इत्येव योऽवतिष्ठाति नेङ्गते ।।२३।।

جو اِس طرح لاتعلق انسان کی طرح قائم ہوا صفات کے ذریعہ متزلزل نہیں کیا جا سکتا، صفات۔ صفات کے اندر ہی برتاؤ کرتی ہیں۔ ایسا حقیقتاً جان کر اُس حالت سے متزلزل نہیں ہوتا،

تبھی وہ صفات سے مبرا ہوتا ہے۔

समदु:खसुख: स्वस्थ: समलोष्टाश्मकान्चन: ।
तुल्यप्रियो धीरस्तुल्यनिदात्मसंस्तुति: ।।२४।।

جو مسلسل خود میں یعنی خودشناسی کی حالت میں قائم ہے آرام وتکلیف میں مساوی ہے، مٹی، پتھر اور سونا ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے، صابر ہے، جو پسندیدہ اور ناپسندیدہ کو برابر سمجھتا ہے، اپنی نکتہ چینی اور تعریف میں بھی کوئی فرق نہیں مانتا ہے اور۔

मानापमानयोस्तुल्यस्तुल्यो मित्रारिपक्षयो: ।
सर्वोरम्भपरित्यागी गुणातीत: स उच्यते ।।२५।।

جو عزت وذلت میں مساوی ہے، دوست اور دشمن میں بھی مساوات دیکھتا ہے، وہ مکمل شروعاتوں سے مبرا ہوا انسان فنافی اللہ کہا جاتا ہے۔

شلوک بائیس سے پچیس تک صفات سے مبرا انسان کی پہچان اور برتاؤ بتائے گئے کہ۔ وہ متزلزل نہیں ہوتا، صفات کے ذریعہ اسے متزلزل نہیں کیا جاسکتا، ساکن رہتا ہے، اب پیش ہے، صفات سے مبرا ہونے کا طریقہ۔

मां च योऽव्यभिचारेण भक्तियोगेन सेवते ।
स गुणान्समतीत्यैतान्ब्रह्मभूयाय कल्पते ।।२६।।

جو انسان لاشریک بندگی کے ذریعہ یعنی معبود کے علاوہ دوسری دنیوی یادوں سے پوری طرح مبرا ہوکر، جوگ کے ذریعہ یعنی اُسی معینہ عمل کے ذریعہ مجھے مسلسل یاد کرتا ہے، وہ اِن تینوں صفات کو اچھی طرح نظرانداز کر کے ماورا معبود کے ساتھ یکساں ہونے کے قابل ہوتا ہے، جس کا نام کلپ (بدلاؤ) ہے۔ معبود سے یکتائی کے ساتھ جڑ جانا ہی حقیقی کلپ (بدلاؤ) ہے لاشریک خیال سے معینہ عمل کا برتاؤ کئے بغیر کوئی بھی، صفات سے مبرا نہیں ہوتا آخر میں جوگ کے مالک فیصلہ دیتے ہیں۔

ब्रह्मणो हि प्रतिष्ठाहममृतस्याव्ययस्य च ।

शाश्वतस्य च धर्मस्य सुखस्यैकान्तिकस्य च ।।२७।।

ہے ارجن !اِس لافانی معبود کی (جس کے ساتھ وہ کلپ کرتا ہے، جس کے اندر صفات سے مبرا یکتائی کے احساس سے داخل ہوتا ہے) جاودانی کی، دائمی دین کی اور اُس سالم یکساں مسرت کی میں پناہ ہوں یعنی روح مطلق میں قائم مرشد کامل ہی اِن سب کی پناہ ہیں۔شری کرشن ایک جوگ کے مالک تھے۔اب اگر آپ کو غیر مرئی، لافانی، رب، دائمی دین، سالم اور یکساں مسرت کی ضرورت ہے، تو کسی حق شناس غیر مرئی الہ میں قائم عظیم انسان کی پناہ لیں، ان کے وسیلہ سے ہی یہ ممکن ہے۔

مغز سخن

اس بات کی ابتداء میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ، ارجن، علوم میں بھی بے انتہا افضل اعلیٰ علم کو میں پھر بھی تجھے بتاؤں گا، جسے جان کر عارف حضرات عبادت کے ذریعہ میرے مقام کو حاصل کرتے ہیں پھر تخلیق کی ابتداء میں وہ جنم نہیں لیتے، لیکن جسم کی موت تو ہونی ہی ہے۔اس وقت وہ غمزدہ نہیں ہوتے۔درحقیقت وہ جسم تو اُسی دن ترک کر دیتے ہیں جس دن مقام کو حاصل کرتے ہیں۔حصول جیتے جی ہوتا ہے لیکن جسم کا خاتمہ ہوتے وقت بھی وہ غمزدہ نہیں ہوتے۔

قدرت سے ہی پیدا ہوئے ملکات فاضلہ، ملکات ردیہ اور ملکات مذموم یہ تینوں صفات ہی اس ذی روح کو جسم میں باندھتے ہیں دو صفات کو دبا کر تیسری خصوصیت کی ترقی کی جا سکتی ہے صفات قابل تبدیل ہیں قدرت جو ابدی ہے، ختم نہیں ہوتی، بلکہ صفات کے اثرات کو درکنار کیا

جاسکتا ہے صفات من کو متاثر کرتی ہیں، جب ملکات فاضلہ کا اضافہ ہوتا ہے تو خدائی نور اور سوچنے کی طاقت رہتی ہے۔ ملکات ردیہ ملوث کرنے والا ہوتا ہے، اس وقت عمل کی لالچ رہتی ہے۔ لگاؤ رہتا ہے اور باطل میں ملکات مذموم متحرک ہونے پر کاہلی اور غفلت گھیر لیتی ہیں، ملکات فاضلہ کے اضافہ میں موت کو حاصل ہوئے انسان جنت نشین ہوتے ہیں۔ ملکات ردیہ میں اضافہ ہونے پر انسان انسانی شکل (योनि) میں ہی لوٹ کر واپس آتا ہے اور ملکات مذموم کا اضافہ ہونے پر انسان جسم کو ترک کرکے (جانور، حشرات الارض وغیرہ) بدذات یونی کو حاصل کرتا ہے لہٰذا انسانوں کو بتدریج بہترین صفات والے ملکات فاضلہ کی جانب بڑھنا چاہئے۔ درحقیقت تینوں صفات کسی نہ کسی یونی کے ہی سبب ہیں صفات ہی روح کو جسم میں باندھتی ہیں، لہٰذا صفات سے لاتعلق ہونا چاہئے۔

وہ جس سے آزاد ہوتے ہیں اُس کے حقیقی شکل بتاتے ہوئے جوگ کے مالک نے کہا کہ۔ آٹھ بنیادی خصائل حاملہ والدہ ہیں۔ اور میں ہی تخم کی شکل میں والد ہوں، دوسرا نہ کوئی والدہ ہے، نہ والد جب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا تب تک متحرک وساکن دنیا میں وسیلہ کی شکل سے کوئی نہ کوئی والدین بنتا رہے گا، لیکن درحقیقت قدرت ہی والدہ ہے اور میں ہی والد ہوں۔

اس پر ارجن نے تین سوال کھڑے کئے کہ صفات سے خالی انسان کے کیا نشانات ہیں؟ کیا برتاؤ ہیں؟ کس طریقہ سے انسان اِن تینوں صفات سے مبرا ہوتا ہے۔ اِس طرح جوگ کے مالک شری کرشن نے صفات سے مبرا انسان کی پہچان اور برتاؤ کا بیان کیا اور آخر میں صفات سے مبرا ہونے کا طریقہ بتایا کہ جو انسان لاشرک بندگی اور جوگ کے ذریعہ مسلسل میری یاد کرتا ہے، وہ تینوں صفات سے مبرا ہوجاتا ہے دوسرے کسی کا تصور نہ کرتے ہوئے مسلسل معبود کی فکر کرنا لاشریک بندگی ہے، جو دنیا کے وصل وفراق سے ہر طرح آزاد ہے، اسی کا نام جوگ ہے، اُس کو عملی شکل دینے کے طریقہ کا نام عمل ہے۔ یگ جس سے پورا ہوتا ہے وہ حرکت عمل ہے، لاشریک بندگی کے ذریعہ اُس معینہ عمل کے برتاؤ سے ہی انسان تینوں صفات سے مبرا ہوتا ہے اور مبرا ہوکر معبود کے ساتھ یکتائی کے لئے مکمل کلپ کو حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے صفات جس من

پر اثر ڈالتی ہیں، اس کی تحلیل ہوتے ہی بھگوان کے ساتھ یکتائی ہو جاتی ہے، یہی حقیقی کلپ ہے لہٰذا ابلا یا دِالٰہی کے کوئی صفات سے مبرا نہیں ہوتا۔

آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن فیصلہ دیتے ہیں کہ وہ صفات سے مبرا انسان جس معبود کے ساتھ یکتائی کی حالت میں پہنچتا ہے، اُس بھگوان کی عنصر لافانی کی، دائمی دین کی اور سالم یکساں مسرت کی میں ہی پناہ ہوں یعنی خاص کارکن ہوں، اب تو شری کرشن چلے گئے اب وہ پناہ گاہ تو چلی گئی، تب تو بڑے شبہہ والی بات ہے کہ اب وہ پناہ گاہ کہاں ملے گی،؟ لیکن نہیں۔شری کرشن نے اپنا تعارف کرایا کہ۔ وہ ایک جوگی تھے، اعلیٰ مقام پر فائز عظیم انسان تھے 'शिष्यस्तेऽहं शाधि मांत्वां प्रपन्नम' ارجن نے کہا تھا۔ میں آپ کا شاگرد ہوں، آپ کی پناہ میں ہوں، مجھے سنبھالیئے۔ جگہ جگہ پر شری کرشن نے اپنا تعارف کرایا۔ مستقل مزاج عظیم انسان کی پہچان بتائی اور ان سے اپنا موازنہ کیا، لہٰذا ظاہر ہے کہ شری کرشن ایک مردِ کامل، جوگی تھے۔ اب اگر آپ کو سالم، یکساں مسرت، دائمی دین یا عنصر لافانی کی ضرورت ہے، تو اِن سب کے حصول کا مخزن واحد مرشد ہے۔ سیدھے کتاب پڑھ کر اِسے کوئی حاصل نہیں کر سکتا جب وہی عظیم انسان روح سے وابستہ ہو کر رتھ بان ہو جاتے ہیں، تو دھیرے دھیرے عاشق کو رہنمائی کرتے ہوئے اُس کے مقام تک، جن میں وہ خود فائز ہیں، پہنچا دیتے ہیں۔ وہی واحد وسیلہ ہے اس طرح جوگ کے مالک شری کرشن نے اپنے کو سب کی پناہ گاہ بتاتے ہوئے اس چودہویں باب کا اختتام کیا، جس میں صفات کا تفصیلی بیان ہے۔ لہٰذا۔

اِس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم، تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں تقسیم صفات جوگ نام کا چودھواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اِس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند جی کے ذریعہ لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں میں تقسیم صفات جوگ،(गुणत्रय विभाग योग) نام کا چودھواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

﴿پندرھواں باب﴾

عظیم انسانوں نے مختلف مثالیں دے کر اِس دنیا کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کسی نے اِس کو دنیوی جنگل کہا، تو کسی نے دنیوی سمندر، حالات کے مطابق اِسی کو دنیوی ندی اور دنیوی کنواں بھی کہا گیا اور کبھی اس کا موازنہ گو۔ پد (گائے کے کھُر) سے کیا گیا کہ جتنا حواس کا دائرہ ہے، اتنی ہی دنیا ہے اور آخر میں ایسی بھی حالت آئی کہ (نام لیتا بھوسندھوں سکھائیں) دنیوی سمندر بھی سوکھ گیا۔ کیا دنیا میں ایسے سمندر ہیں؟ جوگ کے مالک شری کرشن نے بھی دنیا کو سمندر اور درخت کا نام دیا، باب بارہ میں انہوں نے کہا۔ جو میرے لاشریک بندے ہیں، اُن کو جلد ہی دنیوی سمندر سے نجات دلانے والا ہوتا ہوں۔ یہاں پیش کردہ باب میں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ دنیا ایک درخت ہے، اِس کو کاٹتے ہوئے ہی جوگی حضرات اُس اعلیٰ مقام کی تلاش کرتے ہیں دیکھیں۔ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

ऊर्ध्वमूलमधः शाखमश्वत्थं प्राहुरव्ययम् ।
छन्दांसि यस्य पर्णानि यस्तं वेद स वेदवित् ॥१॥

ارجن! (उर्ध्वमूल) اوپر کی طرف معبود ہی جس کی جڑ ہے، अधःशाखम् نیچے قدرت ہی جس کی شاخیں ہیں، ایسے دنیوی شکل والے پیپل کے درخت کو لافانی کہتے ہیں۔ درخت تو अ-श्वः یعنی کل تک بھی رہنے والا نہیں، جب چاہے کٹ جائے لیکن لافانی، شری کرشن کے مطابق لافانی دو ہیں۔ ایک دنیوی درخت لافانی ہے اور دوسرا اس سے بھی ماورا اعلیٰ لافانی، وید اِس لافانی دنیوی درخت کے پتے کہے گئے ہیں جو انسان اِس دنیوی شکل والے درخت کو (دیکھتے ہوئے) جان لیتا ہے، وہ وید کا عالم ہے۔

جس نے اُس دنیوی درخت کو جانا ہے، اس نے وید کو جانا ہے، نہ کہ کتاب پڑھنے والا۔ کتاب پڑھنے سے تو محض اُس طرف بڑھنے کی ترغیب ملتی ہے۔ پتّوں کی جگہ پر وید کی کیا ضرورت ہے؟ درحقیقت انسان بھٹکتے بھٹکتے جس آخری کوپل (बर्गेनो) یعنی آخری جنم کو حاصل کرتا ہے، وہیں سے وید کے (छन्द) 'بندشیں' (جو بھلائی کی تخلیق کرتے ہیں) ترغیب دیتے ہیں، وہیں سے ان کا استعمال ہے۔ وہیں سے بھٹکاؤ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ منزل (حقیقت) کی جانب مڑ جاتا ہے اور۔

अधश्चोर्ध्वं प्रसृतास्तस्य शाखा
गुणप्रवृद्धा विषयप्रवालाः।
अधश्च मूलान्यनुसंततानि
कर्मानुबन्धीनि मनुष्यलोके ।।२।।

اُس دنیوی درخت کے تینوں صفات کے ذریعے بڑھی ہوی خواہشات اور عیش وعشرت کی شکل میں (बर्गेगो) کونپل والی شاخیں نیچے اور اوپر ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں نیچے کی طرف حشرات الارض تک اور اوپر دیوتا کی مرتبت سے لے کر برہما تک ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں اور محض انسانی یونی میں اعمال کے مطابق باندھنے والی ہیں دوسری سبھی یونیاں عیش وعشرت کا لطف اٹھانے کیلیے ہیں۔ انسانی یونی ہی اعمال کے مطابق بندش تیار کرتی ہے۔

न रुपमस्येह चथोपलभ्यते
नान्तो न चादिर्न च संप्रतिष्ठा।
अश्वत्थमेनं सुविरुढमूल-
मसङ्गशस्त्रेण दृढेन छित्त्वा ।।३।।

لیکن اس دنیوی درخت کی شکل جیسی بتائی گئی ہے، ویسی یہاں نہیں پائی جاتی، کیوں کہ نہ تو اِس کی ابتداء ہے نہ انتہا ہے اور نہ یہ اچھی حالت میں ہی ہے (کیوں کہ یہ بدلتی رہنے والی

ہے) اس مضبوط جامد والے دنیوی شکل والے درخت کو مضبوط (असंगशस्त्रेण) اسنگ یعنی ترک دنیا کے سلاح کے ذریعہ کاٹنا ہے، (ایسا نہیں کہ پیپل کی جڑ میں معبود رہتے ہیں یا پیپل کا پتا ویلا ہے اور گھی کا چراغ आरती دکھانے لگے درخت کو)

(اس دنیوی درخت کی جڑ تو خود معبود ہی ہے جو تخم کی طرح اثر انداز ہے، کیا وہ بھی کٹ جائے گا؟ مستحکم ترک دنیا کے ذریعہ اُن دنیا کا تعلق ختم ہو جاتا ہے، یہی کاٹنا ہے، کاٹ کر کریں کیا؟

ततः पदं तत्परिमार्गितव्यं
यस्मिन्गता न निवर्तन्ति भूयः।
तमेव चाद्यं पुरुषं प्रपद्ये
यतः प्रवृत्ति प्रसृता पुराणी ॥४॥

مستحکم ترک دنیا کے ذریعہ دنیوی درخت کو کاٹنے کے بعد اس اعلیٰ مقام بھگوان کی اچھی طرح تلاش کرنی چاہیئے، جس میں داخلہ حاصل کر لینے کے بعد انسان دنیا میں دوبارہ نہیں آتے یعنی مکمل نجات حاصل کر لیتے ہیں، لیکن اس کی تلاش کس طرح ممکن ہے؟ جوگ کے مالک فرماتے ہیں۔ اس کے لئے خود سپردگی ضروری ہے۔ جس معبود سے قدیمی دنیوی درخت کے خصلت کا پھیلاؤ ہے، اُسی ابدی انسان معبود کی میں پناہ میں ہوں (ان کی پناہ میں گئے بغیر درخت کا خاتمہ ہوگا نہیں) اب پناہ میں گیا ہوا ترک دنیا کے مرتبہ پر فائز انسان کیسے سمجھے کہ درخت کٹ گیا؟ اس کی شناخت کیا ہے؟ اس پر کہتے ہیں۔

निर्मानमोहा जितसङ्गदोषा
अध्यात्मनित्या विनिवृत्तकामाः
द्वन्द्वैर्विमुक्ताः सुखदुःखसंज्ञै-
र्गच्छन्त्यमूढाः पदमव्ययं तत् ॥५॥

مذکورہ بالا طرح کی خودسپردگی سے جن کی فریفتگی اور عزت ختم ہوگئی ہے، فریفتگی کے شکل والے صحبت کے اثرات پر جنہوں نے قابو پالیا ہے، 'अध्यात्मनित्या' معبود کی شکل میں جو لوگ مسلسل طور پر فائز ہیں، جن کی خواہشات خاص طور سے ختم ہوگئی ہیں اور آرام و تکلیف کے وبال سے آزاد ہوئے عالم حضرات اُس لافانی اعلیٰ مقام کو حاصل کرتے ہیں۔ جب تک یہ حالت نہیں آتی، تب تک دنیوی درخت نہیں کٹتا، یہاں تک بیراگ کی ضرورت رہتی ہے۔ اس اعلیٰ مقام کی شکل کیا ہے؟ جسے حاصل کرتے ہیں۔

न तद्भासयते सूर्यो न शशाङ्को न पावकः ।
यद्गत्वा न निवर्तन्ते तद्धाम परमं मम ।।६।।

اُس اعلیٰ مقام کو نہ سورج، نہ چاند اور نہ آگ ہی روشن کر پاتی ہے، جس اعلیٰ مقام کو حاصل کر انسان لوٹ کر پھر دنیا میں نہیں آتے ہیں، وہی میرا اعلیٰ مقام ہے یعنی اُن کا دوبارہ جنم نہیں ہوتا، اِس مقام کو حاصل کرنے میں سب کا برابر اختیار ہے، اِس پر کہتے ہیں۔

ममैवांशो जीवलोके जीवभूतः सनातनः ।
मनः षष्ठानीन्द्रियाणि प्रकृतिस्थानि कर्षति ।।७।।

جیولوکے یعنی اِس جسم میں (جسم ہی دنیا ہے) یہ ذی روح میرا ہی ابدی حصہ ہے اور وہی اِن تینوں صفات والی فطرت (माया) میں موجود ہو کر من کے ساتھ پانچوں حواس کو راغب کرتی ہے، یہ کس طرح؟

शरीरं यदवाप्नोति यच्चाप्युत्क्रामतीश्वरः ।
गृहीत्वैतानि संयाति वायुर्गन्धानिवाशयात् ।।८।।

جس طرح ہوا خوشبو کے مقام سے خوشبو کو حاصل کر کے لے جاتی ہے، ٹھیک اُسی طرح جسم کی مالک ذی روح (जीवात्मा) جس پہلے والے جسم کو ترک کرتی ہے، اُس سے من اور پانچوں حواسِ باطنی کے کاروبار کو حاصل کر کے (راغب کر کے ساتھ لیکر) پھر جس جسم کو حاصل کرتی ہے،

اس میں داخل ہوتی ہے (جب اگلا جسم اُسی وقت طے ہے تو آٹے کا جرم (पिण्ड) بنا کر کسے پہنچاتے ہو؟ قبول کرتا کون ہے؟ لہٰذا شری کرشن نے ارجن سے کہا تھا کہ یہ جہالت تیرے اندر کہاں سے پیدا ہوگئی کہ (पिण्डोदक क्रिया) 'جرم پانی وغیرہ دینے کی رسم ختم ہوجائے گی) وہاں جاکر کرتا کیا ہے؟ من کے ساتھ چھ حواس کون ہیں؟

क्षोत्रं चक्षु: स्पर्शनं च रसनं घ्राणमेव च ।
अधिष्ठाय मनश्चायं विषयानुपसेवते ।।९।।

اُس جسم میں موجود ہوکر یہ ذی روح کان، آنکھ، جلد، زبان، ناک اور من کا سہارا لے کر یعنی اِن سب کے سہارے ہی موضوعات کا لطف اٹھاتی ہے لیکن ایسا نظر نہیں آتا، سب اسے دیکھ نہیں پاتے، اِس پر شری کرشن کہتے ہیں۔

उत्क्रामन्तं स्थितं वापि भुन्जानं वा गुणान्वितम् ।
विमूढा नानुपश्यन्ति पश्यन्ति ज्ञानचक्षुषः ।।१०।।

جسم ترک کر کے جاتی ہوئی جسم میں موجود، موضوعات کا لطف اٹھاتی ہوئی یا تینوں صفات سے مزین ذی روح کو خاص طور سے نادان لاعلم لوگ نہیں جانتے، صرف علم کی نظر رکھنے والے ہی اُسے جانتے ہیں، دیکھتے ہیں، یہی حقیقت ہے۔ اب وہ نظر کیسے ملے؟ آگے دیکھیں۔

यतन्तो योगिनश्चैनं पश्यन्त्यात्मन्यवस्थितम् ।
यतन्तोऽप्यकृतात्मानो नैनं पश्यन्त्यचेतसः ।।११।।

جوگی حضرات اپنے دل میں طبیعت کو ہر طرف سے سمیٹ کر، اِس روح کا پوری کوشش کرتے ہوئے ہی روبرو دیدار کرتے ہیں، لیکن ناشکر روح والے یعنی داغدار باطن والے جاہل لوگ کوشش کرتے ہوئے بھی اِس روح کو نہیں جانتے (کیوں کہ ان کا باطن دنیوی خصائل میں ابھی بکھرا ہے) طبیعت کو ہر طرف سے سمیٹ کر یکسوئی کے ساتھ باطن میں کوشش کرنے والے عقیدت مند لوگ ہی اُسے حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، لہٰذا باطنی طور سے مسلسل

طور پر یاد جگائے رکھنا ضروری ہے۔اب اُن عظیم انسانوں کی شکل میں جوشکتیں پائی جاتی ہیں، (جن کے بارے میں پہلے ہی بتا آئے ہیں) اُن پر روشنی ڈالتے ہیں۔

यददित्यगतं तेजो जगद्भासयतऽखिलम् ।
यच्चन्द्रमसि यच्चाग्नौ तत्तेजो विद्धि मामकम् ।।१२।।

جوجلال سورج موجود رہ کر سارے جہاں کو روشن کرتا ہے، جوجلال چاند میں موجود ہے اور جوجلال آگ میں ہے، اسے تو میرا ہی جلال سمجھ، اب اُس عظیم انسان کے ذریعے صادر ہونے والے کاموں کے بارے میں بتاتے ہیں۔

गामाविश्य च भूतानि धारयाम्यहमोजसा ।
पुष्णामि चौषधीः सर्वाः सोमो भूत्वा रसात्मकः ।।१३।।

میں ہی زمین میں داخل ہوکر اپنی قوت سے سارے جانداروں کو قبول کرتا ہوں اور چاند میں لذت کی شکل ہوکر تمام نباتات کو مقوی بناتا ہوں۔

अहं वैश्वानरो भूत्वा प्राणिनां देहमाश्रितः ।
प्राणापानमायुक्तः पचाम्न्नं चतुर्विधम् ।।१४।।

میں ہی جانداروں کے اجسام میں آگ کی شکل میں موجود ہوکر جان (پران) اور ریاح (اپان) کا حامل بن کر چار طرح کے اجناس کا ہاضم ہوں۔

باب چار میں خود جوگ کے مالک شری کرشن آتش نفس، آتش احتیاط، آتش جوگ، آتش جان وریاح، آتش برہم وغیرہ ۱۳-۱۴ تیرہ۔ چودہ طرح کی آتشوں کا بیان کیا، جن میں سب کا نتیجہ علم ہے، علم ہی آتش ہے۔شری کرشن کہتے ہیں، ایسی آتش کی شکل ہوکر جان اور ریاح سے مزین چار طریقوں سے (ورد ہمیشہ تنفس سے ہوتا ہے، اس کے چار طریقے بیکھری، مدھیمہ، پسینتی اور پراہیں۔ان چار طریقوں سے) تیار ہونے والے اجناس کا میں ہی ہاضم ہوں۔

شری کرشن کے مطابق برہما ہی واحد اناج ہے، جس سے روح کو مکمل آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ پھر کبھی نا آسودگی نہیں ہوتی، جسم کی پرورش کرنے والے مروجہ اناجوں کو جوگ کو مالک نے خوراک کا نام دیا ہے (युक्ताहार) حقیقی اناج روحِ مطلق ہے۔ بیکھری، مدھیمہ، پسینتی، اور پرا کے چار طریقوں سے گزر کر ہی وہ اناج اچھی طرح پکتا ہے، اِسی کو تمام عظیم انسانوں نے نام، روپ (شکل) (لیلا)، تماشا، اور دھام (مقام) کا نام دیا ہے۔ پہلے نام کا ورد ہوتا ہے، دھیرے دھیرے دل کی دنیا میں بھگوان کی شکل صاف عیاں ہونے لگتی ہے۔ اُس کے بعد اس کے تماشے کا احساس ہونے لگتا ہے کہ وہ معبود کس طرح ذرہ ذرہ میں موجود ہے؟ کس طرح اس کی سب جگہ عمل داری ہے؟ اِس طرح دل کی دنیا میں کاروبار کا دیدار ہی تماشا ہے (باہر کی رام لیلا، راس لیلا نہیں) اُس خدائی تماشے کا بدیہی احساس کرتے ہوئے جب حقیقی تماشا گر کی قربت نصیب ہونے لگتی ہے تب مقام کی حالت آتی ہے۔ اس کا علم حاصل کر ریاضت کش اُسی مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اس میں استقرار پانا اور ماورائی ورد کے مکمل ہونے کی حالت میں معبود کی قربت پا کر اُس میں فائز ہونا، دونوں ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔

اِس طرح جان اور ریاح یعنی تنفس سے مزین ہو کر چاروں طریقوں سے یعنی بیکھری، مدھیمہ، پسینتی اور سلسلہ وار ترقی کرتے کرتے پرا کے تکمیلی دور میں وہ (اناج) بھگوان اچھی طرح پک جاتا ہے، حاصل بھی ہو جاتا ہے، ہضم بھی ہو جاتا ہے اور اُس سے لگاؤ رکھنے والا بھی اچھی طرح پکا ہوا ہی ہے۔

सर्वस्य चाहं हृदि संनिविष्टो
मत्तः स्मृतिर्ज्ञानमपोहनं च ।
वेदैश्च सर्वैरहमेव वेद्यो
वेदान्तकृद्वेदविदेव चाहम् ।।१५।।

میں ہی سارے جانداروں کے دل میں عالم الغیب کی شکل میں موجود ہوں، مجھ سے

ہی شکل کی یاد (صورت جو عنصر روح مطلق فراموش ہے، اُس کی یاد ہو آنا) ہوتی ہے، (دور حصول کی عکاسی ہے) یاد کے ساتھ ہی علم (بذیہی دیدار) اور اپوہنم یعنی دقتوں کا خاتمہ مجھ مطلوب سے ہی ہوتا ہے۔ سب ویدوں کے ذریعہ میں ہی قابل فہم ہوں، ویدانت کا کارکن یعنی 'वेदस्य अंत: स वेदान्त' (الگ تھا تبھی تو جانکاری ہوئی، جب جانتے ہی اُسی شکل میں یا اُسی مقام پر پہنچ گیا، تو کون اکس کو جانے) وید کی آخری حالت کا کارکن میں ہی ہوں اور وید کو جاننے والا بھی میں ہی ہوں یعنی وید کا عالم، باب کی ابتداء میں انہوں نے کہا کہ دنیا ایک درخت ہے، اوپر معبود جڑ اور نیچے تمام مناظر تک شاخیں ہیں۔ جو اِس جڑ سے دنیا کو الگ کر کے جانتا ہے، جڑ سے جانتا ہے، وہ وید کا عالم ہے، یہاں کہتے یں کہ میں وید کا عالم ہوں، جسے اِس کا علم ہے، شری کرشن نے اپنے کو اُس کے موازنہ میں کھڑا کیا کہ، وہ ویدوت (وید کے عالم) ہیں، میں وید کا عالم ہوں، شری کرشن بھی ایک حق شناس عظیم انسان ہیں جو گیوں میں بھی اعلیٰ جوگی تھے۔ یہاں یہ سوال پورا ہوا، ارشاد فرماتے ہیں کہ، دنیا میں انسان کی شکل دو طرح کی ہے۔

द्वाविमौ पुरुषौ लोके क्षरश्चाक्षर च ।
क्षरः सर्वाणि भूतानि कूटस्थोऽक्षर उच्यते ॥१६॥

ارجن! اِس دنیا میں 'क्षर' فنا ہونے والے، بدلنے والے اور 'अक्षर' (لافانی) نہ ختم ہونے والے، نہ بدلنے والے ایسے دو طرح کے انسان ہیں، ان میں سارے دنیوی جانداروں کے اجسام تو فانی ہیں، ختم ہونے والے انسان ہیں، آج ہیں تو کل نہیں رہ جائیں گے اور یہ بلندی پر فائز انسان لافانی کہا جاتا ہے۔ ریاضت کے ذریعہ من کے ساتھ حواس پر قابو یعنی جس کے حواس بطور بلندی پر غیر متحرک ہیں، وہی لافانی کہلاتا ہے، اب آپ عورت کہے جاتے ہوں خواہ مرد، اگر جسم اور جسمانی شکل اختیار کرنے کی وجہ سے تاثرات (संस्कारों) کا سلسلہ جاری ہے تو آپ فانی انسان ہیں اور جب من کے ساتھ حواس ساکن ہو جاتے ہیں تب وہی لافانی انسان کہلاتا ہے، لیکن یہ بھی انسان کی خاص حالت ہی ہے۔ اِن دونوں سے ماورا ایک دوسرا انسان بھی ہے۔

उत्तमः पुरुषस्त्वन्यः परमात्मेत्युदाहृतः
यो लोकत्रयमाविश्य बिभर्त्यव्यय ईश्वरः ॥१७॥

اُن دونوں سے اعلیٰ انسان تو دوسرا ہی ہے، جو تینوں عوالم میں داخل ہوکر سب کو سنبھالتا اور پرورش کرتا ہے اور لافانی روح مطلق معبود اس طرح سے کہا گیا ہے، روح مطلق، غیر مرئی لافانی عظیم انسان وغیرہ اُس کے تعارف کنندہ الفاظ ہیں، درحقیقت یہ دوسرا ہی ہے۔ یعنی لابیان ہے۔ یہ فانی لافانی سے ماورا عظیم انسان کی انتہائی حالت ہے، جس کو معبود وغیرہ الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے، مگر وہ دوسرا ہے یعنی لابیان ہے۔ اُسی حالت میں جوگ کے مالک شری کرشن اپنا بھی تعارف کراتے ہیں۔ جیسے۔

यस्मात्क्षरमतीतोऽहमक्षरादपि चोत्तमः ।
अतोऽस्मि लोके वेदे प्रथितः पुरुषोत्तम ॥१८॥

میں مذکورہ بالا فانی، قابل تبدیل دائرہ سے بالکل ماورا اور لافانی، کبھی نہ ختم ہونے والے مستقل مزاج انسانوں سے بھی بالاتر ہوں، لہٰذا جہان اور وید میں عظیم انسان نام سے مشہور ہوں۔

यो मामेवमसंमूढो जानाति पुरुषोत्तमम् ।
स सर्वविद्भजति मां सर्वभावेन भारत ॥१९॥

اے بھارت! جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے کہ اِس طرح جو عالم انسان مجھ اعلیٰ ترین انسان کو ظاہری طور سے جانتا ہے وہ علیم انسان ہر طرح سے مجھ روحِ پاک کو ہی یاد کرتا ہے وہ مجھ سے جدا نہیں ہے۔

इति गुह्यतमं शास्त्रमिदमुक्तं मयानघ ।
एतद्बुद्ध्वा बुद्धिमान्स्यात्कृतकृत्यश्च भारत ॥२०॥

بے گناہ ارجن! اِس طرح بہت ہی راز بھری یہ شریعت میرے ذریعہ بیان کی گئی۔ اِس کو عنصر سے جان کر انسان مکمل عالم اور شادکام ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جوگ کے مالک شری کرشن کا یہ

کلام خود میں مکمل شریعت ہے۔

شری کرشن کا یہ راز بے حد پوشیدہ تھا، انہوں نے صرف اپنے طالبوں کو بتایا۔ یہ اہل کے لئے تھا۔ سب کیلئے نہیں، لیکن جب یہی راز کی بات (شریعت) لکھنے میں آجاتی ہے، سب کے سامنے کتاب رہتی ہے۔ لہٰذا لگتا ہے کہ شری کرشن نے سب کے لئے کہا، لیکن حقیقت میں یہ اہل کے لئے ہی ہے۔ شری کرشن کی یہ شکل سب کے لئے تھی بھی نہیں، کوئی انہیں بادشاہ، کوئی پیغمبر تو کوئی یادو (یدو خاندان کا ہی) مانتا تھا، لیکن اہل ارجن سے انہوں نے کوئی نفاق نہیں رکھا، اُس نے پایا کہ، وہ اعلیٰ حقیقی عظیم انسان ہیں، نفاق رکھتے تو اُس کا بھلا ہی نہیں ہوتا،

یہی صفت حصول یافتہ ہر ایک عظیم انسان میں پائی گئی رام کرشن پرم ہنس دیو ایک بار بہت خوش تھے۔ مقلدوں نے پوچھا، ''آج تو آپ بہت خوش ہیں'' وہ بولے ''آج میں وہ'' پرم ہنس ہو گیا'' ان کے دور میں کوئی اعلیٰ انسان پرم ہنس تھے، ان کی طرف اشارہ کیا کچھ وقت کے بعد وہ من، عمل اور زبان (من، کرم، وچن) سے لاتعلقی کی امید کے ساتھ اپنے پیچھے لگے ریاضت کشوں سے بولے، ''دیکھو'' اب تم لوگ شک مت کرنا، میں وہی رام ہوں، جو त्रेता کے دور میں ہوئے تھے۔ وہی کرشن ہوں، جو دواپر کے وقت میں ہوئے تھے۔ میں انہیں کی پاکیزہ روح ہوں، وہی شکل ہوں، اگر حاصل کرنا ہے، تو مجھے دیکھو،،

ٹھیک اِسی طرح قابل احترام گرو مہاراج جی، بھی سب کے سامنے کہا کرتے تھے۔ ''ہو'' ہم پروردگار کے قاصد ہیں، جو سچ مچ میں عارف ہے، وہ معبود کا قاصد ہے، ہمارے ذریعہ ہی انکا پیغام ملتا ہے۔ حضرت عیسیٰ نے کہا، ''میں پروردگار کا پسر ہوں' میرے قریب آؤ اس واسطے کہ معبود کا پسر کہلاؤ گے'' لہٰذا سبھی اولاد ہوسکتے ہیں، ہاں یہ بات جدا ہے کہ، قریب آنے کا مطلب ان تک پہنچنے کی ریاضت، ریاضت کے سلسلہ میں چل کر پوری کرنی ہے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''میں اللہ کا رسول ہوں، پیغمبر ہوں'' قابل احترام مہاراج جی، سب سے تو اتنا ہی کہتے تھے۔ نہ کسی خیال کی تردید نہ حمایت (खंडन न मंडन) لیکن جو بیزاری میں

پیچھے لگے تھے۔ان سے کہتے تھے۔''صرف میری شکل کو دیکھو اگر تمہیں اُس عنصر اعلیٰ (معبود) کی چاہت ہے تو مجھے دیکھو، شک مت کرو، بہت سے لوگوں نے شبہہ کیا، تو ان کو احساس میں دکھا کر ڈانٹ پھٹکار کر ان خارجی خیالات سے ہٹا کر جن میں جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق (باب ۲/ ۴۰-۴۳) بے شمار عبادت کے طریقے ہیں، اپنی شکل میں لگایا، وہ شروع سے آج تک عظیم انسان کی شکل میں قائم ہیں اسی طرح شری کرشن کی اپنی حیثیت (حالت) بصیغۂ راز تو تھی لیکن اپنے لاشریک عقیدت مند مکمل اہلیت رکھنے والے عاشق ارجن کیلئے انہوں نے اُسے آشکارا کیا۔ ہر بندہ کیلئے ممکن ہے، عظیم انسان لاکھوں کو اُس راستہ پر چلا دیتے ہیں۔

مغز سخن

اس باب کی ابتداء میں جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ، دنیا ایک درخت ہے، پیپل جیسا درخت ہے۔ پیپل محض ایک مثال ہے اوپر اِس کی جڑ معبود اور نیچے تمام قدرت تک اس کی شاخیں در شاخیں ہیں، جو اس درخت کو جڑ کے ساتھ جان لیتا ہے وہ ویدوں کا عالم ہے، اِس دنیوی درخت کی شاخیں اوپر اور نیچے ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں، मूलानि اس کی جڑوں کا جال بھی اوپر نیچے ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ کیوں کہ وہ جڑ معبود ہے اور وہی تخم کی شکل میں ہر جاندار کے دل میں قیام کرتا ہے۔

پُران کا واقعہ ہے کہ ایک بار گلِ نیلوفر (کمل) پر بیٹھے ہوئے برہما (ब्रम्हा) نے سوچا کہ میرا مصدر کیا ہے؟ جہاں سے وہ پیدا ہوئے تھے۔ اُس کمل کی ڈنڈی میں اترتے چلے گئے مسلسل اترتے رہے، لیکن اپنا مصدر نہ دیکھ سکے تب نا امید ہو کر اسی کمل کے اوپر بیٹھ گئے۔ طبیعت کو قابو

کرنے میں لگ گئے اور تصور کے ذریعہ انہوں نے اپنا اصل مصدر پالیا، عنصر اعلیٰ کا بدیہی دیدار کیا، حمد وثنا کی۔ اعلیٰ ترین شکل والے معبود سے ہی حکم ملا کہ میں ہوں تو ہر جگہ، لیکن میرے حضور کی جگہ محض دل ہے۔ دل کی دنیا میں جو تصور کرتا ہے، وہ مجھے حاصل کر لیتا ہے۔

خالق ایک علامت ہے۔ جوگ کے ریاضت کی ایک نکھری ہوئی حالت میں اس مقام کی بیداری ہے۔ معبود کی طرف مائل علم تصوف سے مزین عقل ہی برہما ہے۔ کمل پانی میں رہتے ہوئے بھی بے داغ اور لاتعلق رہتا ہے۔ عقل جب تک اِدھر اُدھر تلاش کرتی ہے، تب تک نہیں پاتی اور جب وہی عقل لطافت کے مقام پر فائز ہو کر من کے ساتھ حواس کو سمیٹ کر دل کی دنیا میں بندش کر لیتی ہے، اُس بندش کے بھی تحلیل ہونے کی حالت میں اپنے ہی دل میں روح مطلق کو حاصل کر لیتی ہے۔

یہاں بھی جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق دنیا ایک درخت ہے، جس کی جڑ ہر طرف ہے اور شاخیں بھی ہر جگہ ہیں کर्मानुबन्धीनि मनुष्य लोके۔ اعمال کے مطابق صرف انسان (योनि) میں بندش تیار کرتا ہے باندھتا ہے۔ دوسری یونیاں تو انہیں اعمال کے مطابق اپنی کیے کا نتیجہ حاصل کرتیں ہیں۔ لہٰذا مستحکم بیراگ کی شکل والے سلاح کے ذریعہ اس دنیوی شکل والے پیپل کے درخت کو تو کاٹ اور اس اعلیٰ مقام کی تلاش کر، جس مقام پر پہنچے ہوئے اولیاء دوبارہ جنم حاصل نہیں کرتے۔

کیسے جانا جائے کہ، دنیوی درخت کٹ گیا؟ جوگ کے مالک بتاتے ہیں کہ۔ جو عزت اور فریفتگی سے ہر طرح مبرا ہے، جس نے صحبت کے اثرات پر فتح حاصل کر لی ہے۔ جس کی خواہشات ختم ہو گئی ہیں۔ اور جو کشمکش سے آزاد ہے، وہ انسان اُس عنصر اعلیٰ کو حاصل کرتا ہے۔ اُس اعلیٰ مقام کو نہ سورج، نہ چاند اور نہ آگ ہی روشن کر پاتی ہے۔ وہ خود بشکلِ نور ہے جس میں داخلہ ہونے کے بعد لوٹ کر نہیں آنا پڑتا وہ میرا اعلیٰ مقام ہے، جسے حاصل کرنے کا اختیار سب کو ہے، کیوں کہ وہ ذی روح میرا ہی خالص حصہ ہے۔

جسم کو ترک کرتے وقت ذی روح من اور پانچوں حواس کے کاروبار کو لے کر نئے جسم کو قبول کرتی ہے۔ تاثرات صالح ہیں تو صالح سطح پر پہنچ جاتی ہے، ملکات ردیہ والی (राजसी) ہے تو اوسط مقام پر اور ملکات مذموم والی (तामसी) رہنے پر نفرت انگیز (योनियों) تک پہنچ جاتی ہے۔ اور حواس کی نگران من کے وسیلہ سے موضوعات کو دیکھتی اور ان سے لطف اندوز ہوتی ہے۔ یہ دکھائی نہیں پڑتی، اسے دیکھنے کی نظر علم ہے۔ کچھ یاد کر لینے کا نام علم نہیں ہے۔ جوگی حضرات دل میں طبیعت کو سمیٹ کر پوری کوشش کے بعد ہی اسے دیکھ پاتے ہیں، لہٰذا علم تدبیر سے حاصل ہوتا ہے، ہاں مطالعہ سے اس کی طرف رجحان پیدا ہوتا ہے۔ شک سے مزین احساس فراموش لوگ کوشش کے باوجود بھی اسے حاصل نہیں کر پاتے۔

یہاں حصول والے مقام کی عکاسی ہے۔ لہٰذا اس حالت کی شوکتوں کا بہاؤ قدرت کے مطابق ہے اُن پر روشنی ڈالتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ۔ سورج اور چاند میں میں ہی روشنی ہوں آگ میں میں ہی جلال ہوں۔ میں ہی شدید آگ کی شکل سے چار طریقوں سے پکنے والے اناج کو ہضم کرتا ہوں، شری کرشن کے الفاظ میں اناج واحد معبود ہے (अन्नं ब्रह्म व्यजानात्) جس اپنیشد سے شری کرشن نے حوالہ لیا ہے، اُس کا یہی فیصلہ ہے) جسے حاصل کر یہ روح آسودہ ہو جاتی ہے۔ بیکھری سے پراتک اناج مکمل طور سے پک کر ہضم ہو جاتا ہے وہ ظرف بھی ختم ہو جاتا ہے اِس اناج کو میں ہی ہضم کرتا ہوں یعنی مرشد کامل جب تک رتھ بان نہ ہوں، تب تک یہ حصول یابی نہیں ہوتی۔

اس پر زور دیتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن پھر بیان کرتے ہیں کہ تمام جانداروں کے دل کی دنیا میں موجود ہو کر میں ہی یاد دلاتا ہوں جو شکل فراموش تھی، اس کی یاد دلاتا ہوں، یاد کے ساتھ حاصل ہونے والا علم بھی میں ہی ہوں۔ اُس میں آنے والی دقتوں کا حل بھی مجھ سے ہی ہوتا ہے۔ میں ہی جاننے کے لائق ہوں اور ظاہر ہو جانے کے بعد جانکاری کا خاتمہ کرنے والا بھی میں ہی ہوں۔ کون کسے جانے؟ میں وید کا عالم ہوں، باب کے شروع میں کہا تھا،

جو دنیوی درخت کو جڑ کے ساتھ جانتا ہے، وہ وید کا عالم ہے، لیکن اس کو کاٹنے والا ہی جانتا ہے۔ یہاں کہتے ہیں میں بھی وید کا عالم ہوں، اُن وید کے عالموں میں اپنے کو بھی شمار کرتے ہیں، للہذا شری کرشن بھی یہاں وید کے عالم اعلیٰ ترین انسان ہیں، جیسے پانے کا اختیار ہر انسان کو ہے۔

آخر میں انہوں نے بتایا کہ، دنیا میں تین طرح کے انسان ہیں دنیا کے سارے جانداروں وغیرہ کے تمام اجسام فانی ہیں مستقل مزاج ہونے کی حالت میں یہی انسان لافانی ہے، لیکن ہے کشمکش والا اور اِس سے بھی ماوراجوروح مطلق رب العالمین، غیر مرئی اور لافانی کہا جاتا ہے۔ دراصل وہ دوسرا ہی ہے۔ یہ فانی اور لافانی سے ماوراوالی حالت ہے یہی اعلیٰ مقام کی حالت ہے۔ اِس کے تناسب سے کہتے ہیں کہ میں بھی فنا اور بقاء سے ماوراہی ہوں، للہذا لوگ مجھے اعلیٰ ترین انسان کہتے ہیں اس طرح اعلیٰ ترین انسان کو جو جانتے ہیں وہ عالم عقیدت مند لوگ ہمیشہ ہر جانب سے مجھے ہی یاد کرتے ہیں، اُن کی جانکاری میں فرق نہیں ہے۔ ارجن یہ بے انتہا پوشیدہ راز کی بات میں نے تجھ کو بتائی حصول والے عظیم انسان سب کے سامنے نہیں کہتے۔ لیکن جو اہل ہے اس سے نفاق بھی نہیں رکھتے، نفاق رکھیں گے، تو وہ حاصل کرے گا کیسے؟

اِس باب میں روح کے تین حالات کا بیان فانی، لافانی اور بہترین انسان کی شکل میں ظاہر کیا گیا، جیسا اس سے پہلے کسی دوسرے باب میں نہیں ہے۔ للہذا

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں، مردحق آگاہ جوگ، (पुरुषोत्तम योग) نام کا پندرہواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں مردحق آگاہ جوگ (पुरुषोत्तम योग) نام کا پندرہواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿سولھواں باب﴾

جوگ کے مالک بندہ نواز شری کرشن کے سوال کھڑا کرنے کا اپنا مخصوص انداز ہے، پہلے وہ موضوع کی خوبیوں کا بیان کرتے ہیں جس سے انسان اُس کی طرف متوجہ ہو، اُس کے بعد وہ اس موضوع کو صاف کرتے ہیں، مثال کے طور پر عمل کو لیں، انھوں نے دوسرے باب میں ہی ترغیب دی کہ۔ارجن! عمل کر۔ تیسرے باب میں انھوں نے اشارہ کیا کہ معینہ عمل کر۔ معینہ عمل ہے کیا؟ تو بتایا کہ یگ کا طریقِ کار ہی عمل ہے۔ پھر انھوں نے یگ کی شکل نہ بتا کر پہلے یہ بتایا کہ یگ آیا کہاں سے اور دیتا کیا ہے؟ چوتھے باب میں تیرہ چودہ طریقوں سے یگ کی شکل کو صاف کیا، جس کو انجام دینا عمل ہے۔ یہاں عمل کی صاف تصویر ظاہر ہوتی ہے، جس کا خالص معنی ہے فکر، جوگ، عبادت، جو من اور حواس کی تحریک سے پورا ہوتا ہے۔

اِسی طرح انھوں نے باب نو میں روحانی اور دنیوی دولت کا نام لیا ان کی خوبیوں پر زور دیا کہ، ارجن، دنیوی خصلت والے مجھے کمتر کہہ کر پکارتے ہیں ویسے ہوں تو میں بھی انسانی جسم کی بنیاد والا، کیوں کہ انسانی جسم میں ہی مجھے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ لیکن دنیوی خصلت والے جاہل لوگ مجھے نہیں یاد کرتے، جب کہ روحانی دولت کے حامل عقیدت مند لوگ لاشریک عقیدت کے ساتھ میری عبادت کرتے ہیں لیکن اِن دولتوں کی شکل، اُن کی ساخت ابھی تک نہیں بتائی گئی۔ اب باب سولہ میں جوگ کے مالک ان کی شکل صاف کرنے جا رہے ہیں، جن میں پیش ہے، پہلے روحانی دولت کی پہچان۔شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

अभयं सत्त्वसंशुद्धिर्ज्ञानयोगव्यवस्थिति: ।
दानं दमश्चयज्ञश्च स्वाध्यायस्तप आर्जवम् ।।१।।

خوف کا ہر طرح سے خاتمہ باطن کی طہارت بصیرت کیلئے تاثر میں مستحکم حالت یا مسلسل

لگن، سب کچھ کی سپردگی اچھی طرح نفس کشی، یگ کا برتاؤ (جیسا خود شری کرشن نے باب چار میں بتایا ہے) اعتدال کی آگ میں ہون، آتشِ حواس میں ہون، جان ورویاح میں ہون اور آخر میں آتش علم میں ہون یعنی عبادت کا طریقِ کار، جو محض من اور حواس کے باطنی عمل سے پورا ہوتا ہے، تل، جو، ویدی وغیرہ چیزوں سے ہونے والے یگ کا اِس گیتا میں بتائے گئے یگ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ شری کرشن نے ایسے کسی صوم وصلوۃ (कर्म काण्ड) کو یگ نہیں مانا، تحقیق یعنی اپنی شکل کی طرف مائل کرانے والا مطالعہ ریاضت یعنی من کے ساتھ حواس کو معبود کے مطابق ڈھالنا اور (आर्जवम्) جسم اور حواس کے ساتھ باطن کی راستی۔

अहिंसा सत्यमक्रोधस्त्यागः शान्तिरपैशुनम् ।
दया भूतेष्वलोलुप्त्वं मार्दवं ह्रीरचापलम् ।।२।।

عدمِ تشدد (आहिंसा) یعنی روح کی نجات (روح کو تنزل کی طرف لے جانا ہی تشدد ہے۔ شری کرشن کہتے ہیں، اگر میں خبردار ہوکر عمل کا برتاؤ نہ کروں، تو اِن تمام رعایا کو مارنے والا اور دوغلہ کا مرتکب بنوں، روح کی خالص نسل ہے۔ روح مطلق، اُس کا دنیا میں بھٹکنا دوغلہ ہے، روح کی تشدد ہے اور روح کی نجات عدمِ تشدد ہے) صداقت (صداقت کا معنی حقیقت اور دل پسند تقریر نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں۔ لباس ہمارا ہے تو کیا آپ سچ بولتے ہیں؟ اس سے بڑا جھوٹ اور کیا ہوگا؟ جب جسم آپ کا نہیں ہے فانی ہے۔ تو اسے ڈھکنے والا لباس کب آپ کا ہے؟ دراصل صداقت کی شکل جوگ کے مالک نے خود بتائی ہے کہ، ارجن، تینوں دور میں صداقت کی کمی کبھی نہیں رہتی ہے یہ روح ہی حق ہے، یہی ماورا صداقت ہے۔ اِس صداقت پر نظر رکھنا) غصہ کا نہ ہونا، سارا کچھ کی سپردگی، مبارک۔ نامبارک اعمال کے نتائج کا ایثار، طبیعت کی شوخی کا پوری طرح خاتمہ، مقصد کے برخلاف، قابلِ مذمت کاموں کو نہ کرنا، سارے جانداروں کے اوپر رحم دلی، حواس کا موضوعات سے اتفاق ہونے کے بعد بھی ان میں لگاؤ کا نہ ہونا، نرمی، اپنے مقصد سے منہ موڑ لینے پر شرمندگی، بے کار کی کوششوں سے بازیابی اور

तेजः क्षमा धृतिः शौचमद्रोहो नातिमानिता ।
भवन्ति संपदं दैवीमभिजातस्य भारत ।।३।।

جلال (جو واجد معبود میں ہے، جس سے بھلائی وجود میں آتی ہے، جو بدھ میں تھا یہی وجہ تھی کہ مہاتما بدھ کی نظر پڑتے ہی کہ انگلی مال جیسے خوفناک ڈاکو کے خیالات بدل گئے) معافی، صبر، طہارت، کسی کے ساتھ دشمنی کے احساس کا نہ ہونا، اپنے من میں خود کو عبادت کے قابل سمجھنے کے خیال کا بالکل نہ ہونا۔ یہ سب تو، اے ارجن، روحانی دولت کو حاصل کرنے والے انسان کی نشانیاں ہیں اِس طرح تمام سب چھبیس نشانات بتائے۔ جو سب کے سب تو ریاضت میں کامل حالت والے انسان میں ممکن ہیں اور جزئی طور سے آپ میں بھی ضرور موجود ہیں اور دنیوی دولت سے ملوث انسانوں میں بھی یہ خصوصیات ہیں، لیکن خوابیدہ حالت میں رہتی ہیں، تبھی تو بے حد گنہ گار کو بھی نجات کا حق ہے، اب دنیوی دولت کی خاص خاص نشانیاں بیان کرتے ہیں۔

दम्भो दर्पोऽभिमानश्च क्रोधः पारुष्यमव च ।
अज्ञानं चाभिजातस्य पार्थ संपदमासुरीम् ।।४।।

اے ارجن! ریاء کاری، تکبر، غرور، غصہ، سخت زبانی اور جہالت یہ سب دنیوی دولت کو حاصل کرنے والے انسان کی نشانیاں ہیں دونوں دولتوں کا کام کیا ہے۔؟

दैवी संपद्विमोक्षाय निबन्धायासुरी मता ।
मा शुचः संम्पदं दैवीमभिजातोऽसि पाण्डव ।।५।।

اِن دونوں طرح کی دولتوں میں سے روحانی دولت تو (विमोक्षाय) خصوصی نجات کے لئے ہے اور دنیوی دولت بندش کیلئے مانی گئی ہے۔ ارجن تو غم مت کر کیوں کہ روحانی دولت کو تو نے حاصل کیا ہے۔ خصوصی نجات کو حاصل کرے گا۔ یعنی مجھے حاصل کرے گا۔ یہ دولتیں رہتی کہاں ہیں؟

द्वौ भूतसर्गौ लोकेऽस्मिन् दैव आसुर एव च ।
दैवो विस्तरशः प्रोक्त आसुरं पार्थ मे शृणु ।।६।।

اے ارجن! اِس جہان میں جانداروں کے خصائل دو طرح کے ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں

کی طرح اور شیطانوں کی طرح ، جب دل میں روحانی دولت عمل کی شکل اختیار کر لیتی ہے تو انسان ہی دیوتا ہے اور جب دنیوی دولت کی افراط ہو تو انسان ہی شیطان ہے دنیا میں یہ دو ہی ذاتیں ہیں۔ وہ چاہے عرب میں پیدا ہوا ہے، چاہے آسٹریلیا میں کہیں بھی پیدا ہوا ہو، بشرطیکہ ہے اِن دو میں سے ہی ابھی تک دیوتاؤں کے مزاج کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا گیا، اب شیطانوں کی فطرت کو مجھ سے تفصیل کے ساتھ سُن ۔

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च जना न विदुरासुराः ।
न शौचं नापि चाचारो न सत्यं तेषु विद्यते ॥७॥

اے ارجن! شیطانی خصلت والے لوگ (कार्यम् कर्म) فرض میں لگنے اور نا فریضہ کاموں سے الگ ہونا بھی نہیں جانتے لہٰذا نہ اہوتی ہے۔ نہ برتاؤ اور نہ صداقت ہی رہتی ہے اُن انسانوں کے خیالات کس طرح کے ہوتے ہیں؟

असत्यमप्रतिष्ठं ते जगदाहुरनीश्वरम् ।
अपरस्परसंभूतं किमन्यत्कामहैतुकम् ॥८॥

وہ شیطانی خصلت والے انسان کہتے ہیں کہ۔ یہ دنیا پناہ سے خالی ہے، بالکل جھوٹی ہے اور بلا معبود کے خود بخود توالد و تناسل سے پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا صرف عیش و عشرت کا لطف اٹھانے کیلئے ہے اس کے سوا اور کیا ہے۔

एतां दृष्टिमवष्टभ्य नष्टात्मानोऽल्पबुद्धयः ।
प्रभवन्त्युग्रकर्माणः क्षयाय जगतोऽहिताः ॥९॥

اِس غلط نظریہ کی بنا پر جس کا اعتبار ختم ہو چکا ہے، وہ کم عقل، سنگ دل انسان صرف دنیا کو تباہ کرنے کے لئے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

काममाश्रित्य दुष्पूरं दम्भमानमदान्विताः ।
मोहाद्गृहीत्वासद्ग्राहान्प्रवर्तन्तेऽशुचिव्रताः ॥१०॥

وہ انسان غرور، عزت اور گھمنڈ کے حامل بن کر، کسی بھی طرح پوری نہ ہونے والی

خواہشات کا سہارا لے کر، جہالت سے غلط اصولوں کو قبول کر کے، نامبارک اور بدعنوان ارادوں سے مزین ہو کر دنیا میں برتاؤ کرتے ہیں وہ عزم تو کرتے ہیں، لیکن بدعنوان ہیں۔

चिन्तामपरिमेयां च प्रलयान्तामुपश्रिताः ।
कामोपभोगपरमा एतावदिति निश्चिताः ॥११॥

وہ آخری سانس تک لامحدود فکر و تردد سے گھرے رہتے ہیں اور دنیوی موضوعات کا لطف اٹھانے میں لگے ہوئے وہ، صرف اتنی ہی نشاط ہے۔ ایسا مانتے ہیں اُن کی اتنی ہی تسلیم شدگی ہوتی ہے کہ جتنا ہو سکے عیش و عشرت کے سامان کو اکٹھا کرو، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

आशापाशशतैर्बद्धाः कामक्रोधपरायणाः ।
ईहन्ते काममोगार्थमन्यायेनार्थसंचयान् ॥१२॥

امید کے سینکڑوں پھانسی کے پھندوں سے (ایک پھانسی کے پھندے سے لوگ مرجاتے ہیں، یہاں سینکڑوں پھانسی کے پھندوں سے) بندھے ہوئے خواہش غصہ کے حامل، عیش و عشرت کو حاصل کرنے کے لئے وہ غیر واجب طریقہ سے دولت وغیرہ بہت سے سامانوں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لہٰذا دولت کے لئے وہ دن رات غیر سماجی قدم اٹھایا کرتے ہیں آگے فرماتے ہیں۔

इदमद्य मया लब्धमिमं प्राप्स्ये मनोरथम् ।
इदमस्तिदमपि मे भविष्यति पुनर्धनम ॥१३॥

وہ سوچتے ہیں کہ میں نے آج یہ حاصل کیا ہے، اس تمنا کو پوری کروں گا۔ میرے پاس اتنی دولت ہے اور پھر بھی اتنی ہو جائے گی۔

असौ मया हतः शत्रुर्हनिष्ये चापरानपि ।
ईश्वरोऽहमहं भोगी सिद्धोऽहं बलवान्सुखी ॥१४॥

وہ دشمن میرے ذریعہ مارا گیا اور دوسرے دشمنوں کو بھی میں ماروں گا، میں ہی پروراعلیٰ

اورآب وتاب کا صارف ہوں، میں ہی کامیابیوں سے مزین، بہادراور بامسرت ہوں۔

आढ्योऽभिजनवानस्मि कोऽन्योऽस्ति सदृशो मया ।
यक्ष्ये दास्यामि मोदिष्य इत्यज्ञानविमोहिताः ।।१५।।

میں بہت بڑا دولت منداور بڑے خاندان والا ہوں، میرے برابر دوسرا کون ہے؟ میں یگ کروں گا، میں صدقہ دوں گا، مجھے خوشی ہوگی۔ اِس طرح کی جہالت سے وہ خالص فریفتگی میں رہتے ہیں کیا یگ اورصدقہ بھی جہالت ہے؟ اِس پر شلوک سترہ میں صاف ظاہر کیا ہے اتنے پر بھی وہ رکتے نہیں، بلکہ تمام غلط فہمیوں کے شکار رہتے ہیں اِس پر فرماتے ہیں۔

अनेकचित्तविभ्रान्ता मोहजालसमावृताः ।
प्रसक्ताः कामभोगेषु पतन्ति नरकेऽशुचौ ।।१६।।

تمام طرح سے گم گشتگی کی شکار ہوئی طبیعت والے، فریفتگی کے جال میں پھنسے ہوئے، دنیوی عیش وعشرت میں بے حد ڈوبے ہوئے وہ شیطانی خصلت والے انسان ناپاک دوزخ میں گرتے ہیں۔ آگے شری کرشن خود بتائیں گے کہ، دوزخ کیا ہے؟

आत्मसंभाविताः स्तब्धा धनमानमदान्विताः ।
यजन्ते नामयज्ञैस्ते दम्भेनाविधिपूर्वकम् ।।१७।।

خود بخود کو ہی افضل ماننے والے، دولت اور عزت کے نشے میں چور ہوکر وہ تکبر پسند انسان شریعت کے طریقوں سے خالی صرف نام بھر کو یگوں کے ذریعہ ڈھونگ کے ساتھ یگ کرتے ہیں کیا وہی یگ کرتے ہیں، جیسا شری کرشن نے بتایا ہے؟ نہیں، اُس طریقہ کو چھوڑ کر کرتے ہیں، کیوں کہ طریقہ جوگ کے مالک نے خود بتایا ہے (باب ۴/ ۲۴۔ ۳۳ اور باب ۶/ ۱۰۔ ۱۷)

अहंकारं बलं दर्पं कामं क्रोधं च संश्रिताः ।
मामात्मपरदेहेषु प्रद्विषन्तोऽभ्यसूयकाः ।।१८।।

وہ دوسروں کی مذمت کرنے والے، تکبر، طاقت، غرور، خواہش اور غصہ کے حامل انسان اپنے اور دوسروں کے جسم میں موجود مجھ عالم الغیب قادر مطلق سے عداوت رکھنے والے ہیں۔

شریعت کے طریقہ کے مطابق روح مطلق کی یاد کرنا ایک یگ ہے۔ جو اِس طریقہ کو ترک کر محض نام کا یگ کرتے ہیں، یگ کے نام پر کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں، وہ اپنے اور دوسرے کے جسم میں موجود مجھ روحِ پاک سے عداوت کرنے والے ہیں لوگ عداوت کرتے ہی رہتے ہیں اور بچ بھی جاتے ہیں، کیا یہ بھی بچ جائیں گے؟ اِس پر کہتے ہیں۔ نہیں۔

तानहं द्विषतः क्रूरान्संसारेषु नराधमान् ।
क्षिपाम्यजस्त्रमशुभानासुरीष्वेव योनिषु ॥१९॥

مجھ سے عداوت کرنے والے اُن گناہ گاروں، سنگ دِل کمینوں کو میں دنیا میں مسلسل طور پر شیطانی یونیوں میں ہی گراتا ہوں، جو شریعت کے طریقوں کو ترک کر یگ کرتے ہیں وہ گناہوں کی یونیوں والے ہیں، وہی انسانوں میں بدذات ہیں، انہیں کو بدکردار کہا گیا،، دوسرا کوئی بدذات نہیں ہے، پیچھے کہا تھا، ایسے بدذاتوں کو میں جہنم رسید کرتا ہوں اُسی کو یہاں کہتے ہیں کہ انہیں ہمیشہ رہنے والی شیطانی یونیوں میں ڈھکیلتا ہوں، یہی جہنم ہے۔ عام قید خانہ کی تکلیف خوفناک ہوتی ہے۔ اور یہاں مسلسل شیطانی یونیوں میں گرنے کا سلسلہ کتنا تکلیف دہ ہے لہٰذا روحانی دولت کے لئے کوشاں رہنا چاہیئے۔

आसुरीं योनिमापन्ना मूढा जन्मनि जन्मनि ।
मामप्राप्यैव कौन्तेय ततो यान्त्यधमां गतिम् ॥२०॥

کون تے! جاہل انسان تمام جنموں تک شیطانی یونی کو حاصل کرنے والے مجھے نہ حاصل کر، پہلے سے بھی زیادہ بدانجام کو حاصل کرتے ہیں جس کا نام جہنم ہے۔ اب دیکھیں، جہنم کا مخرج کیا ہے؟

त्रिविधं नरकस्येदं द्वारं नाशनमात्मनः ।
कामः क्रोधस्तथालोभस्तस्मादेतत्त्रयं त्यजेत् ॥२१॥

خواہش غصہ اور لالچ یہ تین طرح کے جہنم کے اصل دروازے ہیں۔ یہ روح کو تباہ کرنے والے، اسے تنزل میں لے جانے والے ہیں، لہٰذا اِن تینوں کو ترک کر دینا چاہیئے۔

انہیں تینوں کی بنیاد پر دنیوی دولت ٹکی ہوئی ہے۔انہیں ترک کرنے سے فائدہ؟

एतैर्विमुक्तः कौन्तेय तमोद्वारैस्त्रिभिर्नरः ।
आचरत्यात्मनः श्रेयस्ततो याति परां गतिम् ।।२२।।

کون تے! جہنم کے اِن تینوں دروازوں سے آزاد ہوا انسان اپنے فلاح اعلیٰ کے لئے عمل کر پاتا ہے، جس سے وہ اعلیٰ نجات یعنی مجھے حاصل کرتا ہے۔ اِن تینوں عیوب کو ترک کرنے پر ہی انسان معینہ عمل کرتا ہے، جس کا نتیجہ اعلیٰ شرف ہے۔

यः शास्त्रविधिमुत्सृज्य वर्तते कामकारतः ।
न स सिद्धिमवाप्नोति न सुखं न परां गतिम् ।।२३।।

جو انسان مذکورہ بالا شریعت کے طریقہ کو ترک کر (وہ شریعت کوئی دوسری نہیں (इति गुह्यतमं शास्त्रम) بے حد بصیغۂ راز شریعت (باب ۱۵/۲۰) گیتا خود میں مکمل شریعت ہے، یہ میرے ذریعہ پاک کہی گئی جسے خود شری کرشن نے بتایا، اُس طریقے کو ترک کر) اپنی مرضی سے برتاؤ کرتا ہے اُسے نہ کامیابی ملتی ہے، نہ اعلیٰ نجات اور نہ سکون ہی حاصل کرتا ہے۔

तस्माच्छास्त्रं प्रमाणं ते कार्याकार्यव्यवस्थितौ ।
ज्ञात्वा शास्त्रविधानोक्तं कर्म कर्तुमिहार्हसि ।।२४।।

لٰہذا ارجن! تیرا کیا فرض ہے اور کیا فرض نہیں ہے کے انتظام میں کہ میں کیا کروں، کیا نہ کروں، اِس کے انتظام میں شریعت ہی ایک مشعل راہ ہے ایسا سمجھ کر شریعت کے طریقہ سے معین ہوئے عمل کو ہی تیرے ذریعہ کیا جانا لازمی ہے۔

باب تین میں بھی جوگ کے مالک شری کرشن نے (नियतं कुरु कर्म त्वं) (تو معینہ عمل کر) معینہ عمل پر زور دیا اور بتایا کہ۔ یگ کا طریق کار ہی وہ معینہ عمل ہے اور وہ عبادت کے طریقِ خاص کی عکاسی ہے، جو من کو پوری طرح سے قابو میں کر کے دائمی معبود میں داخلہ دلاتا ہے۔ یہاں انہوں نے بتایا کہ خواہش غصہ اور لالچ جہنم کے تین خاص دروازے ہیں اِن تینوں کو

ترک کر دینے پر ہی اُس عمل کی (معینہ عمل کی) شروعات ہوتی ہے۔ جسے میں نے بارہا کہا جو اعلیٰ شرف اور فلاحِ اعلیٰ دلانے والا برتاؤ ہے باہر دنیوی کاموں میں جو جتنا مشغول ہے، اتنا ہی زیادہ خواہش، غصہ اور لالچ اُس کے پاس سجا سجایا ملتا ہے۔ عمل کوئی ایسی چیز ہے کہ خواہش، غصہ اور لالچ کو ترک کر دینے پر ہی اس میں داخلہ ملتا ہے، عمل برتاؤ میں ڈھل جاتا ہے۔ جو اُس طریقہ کو ترک کر اپنی مرضی سے برتاؤ کرتا ہے، اُس کے لئے سکون کا حصول یا اعلیٰ نجات کچھ بھی نہیں ہے اب فرض اور نا فرض کے انتظام میں شریعت ہی واحد سند ہے لہٰذا شریعت کے طریقہ کے ہی مطابق تیرا عمل کرنا مناسب ہے اور وہ شریعت ہے، گیتا۔

مغز سخن

اس باب کی ابتداء میں جوگ کے مالک شری کرشن نے روحانی دولت کا تفصیل کے ساتھ بیان کیا جس میں تصور کی حالت سب کچھ کی سپردگی، باطنی طہارت نفس کشی مَن پر قابو شکل کی یاد دلانے والا مطالعہ یگ کے لئے کوشش من کے ساتھ حواس کو تپانا غصہ نہ کرنا طبیعت کا سکون کے ساتھ کام کرنا وغیرہ چھبیس پہچانیں بتائیں جو سب کی سب تو معبود کے قریب پہنچے ہوئے جوگ کی ریاضت میں لگے کسی ریاضت کش میں ہی ممکن ہیں۔ جزوی طور سے سب کے اندر ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے دنیوی دولت میں خاص طور پر چار۔ چھ عیوب کا نام لیا جیسے تکبر، غرور، سختی، جہالت وغیرہ آخر میں فیصلہ دیا کہ، ارجن! روحانی دولت تو (विमोक्षाय) مکمل نجات کے لئے ہے، اعلیٰ مرتبہ کے حصول کیلئے ہے اور دنیوی دولت بندش اور تنزلی کیلئے ہے۔ ارجن! تو غم نہ کر، کیوں کہ تجھے روحانی دولت حاصل ہے۔

یہ دولتیں ہوتی کہاں ہیں، انہوں نے بتایا کہ اس دنیا میں انسانوں کے خصائل دو طرح کے ہوتے ہیں۔ دیوتاؤں کی طرح اور شیطانوں کی طرح جب روحانی دولت کی زیادتی ہوتی ہے، تو انسان دیوتاؤں جیسا ہوتا ہے اور جب دنیوی دولت کی زیادتی ہوتی ہے تو شیطانوں جیسا ہے، دنیا میں انسانوں کی بس دو ہی ذاتیں ہیں چاہے، وہ کہیں پیدا ہوا ہو، کچھ بھی کہلاتا ہو۔

اس کے بعد انہوں نے شیطانی خصلت والے انسانوں کی نشانیوں کا تفصیل سے بیان کیا، دنیوی دولت کا حامل انسان فرض عمل میں لگنا نہیں جانتا اور جو فرض نہیں ہے۔ اُن غیر فریضہ عمل سے الگ ہونا نہیں جانتا، وہ عمل میں جب لگا ہی نہیں تو اس میں نہ صداقت ہوتی ہے، نہ طہارت اور نہ برتاؤ ہی ہوتا ہے۔

اُس کی سوچ میں یہ دنیا پناہ سے خالی، بلا معبود کے اپنے آپ توالد و تناسل سے پیدا ہوئی ہے۔ لہٰذا صرف عیش و عشرت کے لئے ہے۔ اس سے آگے کیا ہے؟ یہ سوچ شری کرشن کے دور میں بھی تھی۔ ہمیشہ رہی ہے۔ صرف चार्वाक (ایک لا مذہب فلسفی) نے کہا ہو کہ ایسی بات نہیں ہے۔ جب تک لوگوں کے دل و دماغ میں روحانی اور دنیوی دولت کا اتار چڑھاؤ ہے، تب تک یہ سوچ رہے گی۔ شری کرشن کہتے ہیں وہ کم عقل سنگ دل انسان سب کے افادہ کا نقصان کرنے کیلئے ہی دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، میرے ذریعے یہ دشمن مارا گیا، اُسے ماروں گا اس طرح ارجن، خواہش اور غصہ کے بس میں وہ انسان دشمنوں کو نہیں مارتے، بلکہ خود اور دوسروں کے اجسام میں موجود مجھ روح مطلق سے عداوت رکھنے والے ہوتے ہیں، تو کیا ارجن نے عہد کر کے، جیدرتھ وغیرہ کو مارا؟ اگر مارتا ہے، تو دنیوی دولت والا ہے اُس پرور اعلیٰ سے عداوت رکھنے والا ہے جب کہ ارجن کو شری کرشن نے صاف کہا کہ تجھے روحانی دولت حاصل ہے۔ غم مت کر۔ یہاں بھی صاف ہوا کہ معبود کا مقام سب کے دل کی دنیا میں ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ کوئی تجھے مسلسل دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا ہمیشہ شریعت میں بتائے گئے طریقہ کے مطابق ہی برتاؤ کرنا چاہیئے، ورنہ سزا تیار ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن نے پھر کہا کہ، شیطانی خصلت والے سنگ دل انسانوں کو میں بار بار جہنم میں گراتا ہوں، جہنم کی شکل کیا ہے؟ تو بتایا بار بار نیچ بدذات یونیوں نے گرنا ایک دوسرے کا مترادف ہے۔ یہی جہنم کی شکل ہے۔ خواہش، غصہ اور لالچ جہنم کے تین اصل دروازے ہیں اِن تینوں پر ہی دنیوی دولت ٹکی ہوئی ہے۔ اِن تینوں کو ترک کر دینے پر ہی اُس عمل کی شروعات ہوتی ہے، جسے میں نے بار بار بتایا ہے ثابت ہے کہ عمل کوئی ایسی چیز ہے، جس کی شروعات خواہش، غصہ اور لالچ کو ترک کر دینے پر ہی ہوتی ہے۔

دنیوی کاموں میں، آبرو کے ساتھ سماجی انتظامات کا فرض ادا کرنے میں جو جتنے مصروف ہیں، خواہش۔ غصہ، لالچ اُن کے پاس اتنے ہی زیادہ سجے سجائے ملتے ہیں، درحقیقت اِن تینوں کو ترک کر دینے پر ہی اعلیٰ معبود سے نسبت دلانے والے مقررہ اعمال سے مناسبت ہوتی ہے۔

لہٰذا میں کیا کروں، کیا نہ کروں؟ کیا فرض ہے، کیا فرض نہیں ہے کہ انتظام میں شریعت ہی سند ہے۔ کون سی شریعت؟ یہی گیتا شریعت (किमन्यः शास्त्रविस्तारैः) گیتا سے بڑا دوسرا شاستر کون سا ہے؟ لہٰذا اِس شریعت کے ذریعہ معین کیے ہوئے خاص عمل (حقیقی عمل) کو ہی تو کر۔

اِس باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے روحانی اور دنیوی دونوں دولتوں کا تفصیل سے بیان کیا۔ اُن کا مقام انسانی دل کو بتایا۔ اُن کا ثمرہ بتایا۔ لہٰذا۔

اِس طرح شری مد بھگود گیتا کی تمثیل اپنشد و علم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں، صفات یزداں واہرمن جوگ 'देवासुर सम्पद विभागयोग' نام کا سولھواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مد بھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں، صفات یزداں واہرمن جوگ (देवासुर सम्पद् विभाग योग) نام کا سولھواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پرماتمنے نمہ

﴿ سترہواں باب ﴾

باب سولہ کے آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن نے صاف طور پر کہا کہ۔خواہش، غصہ اور لالچ کو ترک کرنے کے بعد ہی عمل کی شروعات ہوتی ہے۔جسے میں نے بار بار کہا ہے۔معینہ عمل کو کئے بغیر نہ تو آرام، نہ کامیابی اور نہ اعلیٰ نجات ہی حاصل ہوتی ہے۔اِس واسطے اب تیرے لئے کیا فرض ہے اور کیا فرض نہیں ہے کہ انتظام میں کہ کیا کروں، کیا نہ کروں اِس کے متعلق شریعت ہی ثبوت ہے۔کوئی دوسری شریعت نہیں بلکہ (इतिगुह्यतमं शास्त्रमिदम्) یہ راز بھری واحد شریعت ہے، گیتا خود شریعت ہے۔دوسرے شریعتیں بھی ہیں لیکن یہاں اِسی گیتا شریعت پر نظر رکھیں، دوسرے کی تلاش نہ کرنے لگیں، دوسری جگہ تلاش کریں گے۔تو یہ سلسلہ بندی نہیں ملے گی، لہٰذا بھٹک جائیں گے۔

اِس پر ارجن نے سوال کھڑا کیا کہ، بندہ نواز جو لوگ شریعت کے طریقہ کو ترک کر پوری عقیدت کے ساتھ (यजन्ते) یگ کرتے ہیں، اُن کا انجام کیسا ہے؟ ملکاتِ فاضلہ، ملکات ردیہ یا ملکاتِ مذموم والا ہے؟ کیوں کہ پہلے ارجن نے سنا تھا کہ۔چاہے آپ ملکات فاضلہ، ملکاتِ ردیہ یا ملکات مذموم کے حامل ہوں، جب تک صفات موجود ہے، کسی نہ کسی شکل (योनि) کی ہی وجہ ہوتے ہیں، لہٰذا پیش کردہ باب کی ابتداء میں ہی اُس نے سوال کھڑا کیا۔ارجن بولا

अर्जुन उवाच

ये शास्त्रविधिमुत्सृज्य यजन्ते श्रद्धयान्विताः ।
तेषां निष्ठा तु का कृष्ण सत्त्वमाहो रजस्तमः ।।1।।

اے شری کرشن! جو انسان شریعت کا طریقہ ترک کر عقیدت کے ساتھ یگ کرتے ہیں، اُن کا انجام کون سا ہے؟ ملکاتِ فاضلہ، ملکات ردیہ یا ملکات مذموم والا ہے؟ یگ میں دیوتا یکش

جاندار، وغیرہ سبھی آجاتے ہیں۔ شری بھگوان بولے

श्री भगवानुवाच

त्रिविधा भवति श्रद्धा देहिनां सा स्वभावजा ।
सात्त्विकी राजसी चैव तामसी चेति तांश्रुणु ।।२।।

باب دو میں جوگ کے مالک نے بتایا تھا کہ ارجن! اِس جوگ میں معینہ عمل ایک ہی ہے۔ جاہلوں کی عقل بے شمار شاخوں والی ہوتی ہے لہٰذا وہ بے شمار طریقہ کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔ دکھاوٹی آراستہ زبان میں اُس کا اظہار بھی کرتے ہیں، اُن کی باتوں کا اثر جن کی طبیعت پر پڑتا ہے، ارجن! اُن کی بھی عقل گم ہو جاتی ہے نہ کہ کچھ حاصل کر پاتے ہیں، ٹھیک اِسی کو یہاں پر بھی دوبارہ کہا گیا ہے کہ، جو 'शास्त्र विधिमुत्सृज्य' شریعت کے طریقہ کو ترک کر یاد کرتے ہیں، اُن کی عقیدت بھی تین طرح کی ہوتی ہے۔

اس پر شری کرشن نے کہا۔ انسان کی عادت سے پیدا ہوئی وہ عقیدت ملکات فاضلہ ملکاتِ ردیہ و ملکات مذموم سے مزین۔ ایسی تین طرح کی ہوتی ہے، اسے تو مجھ سے سُن! انسان کے دل میں یہ عقیدت مسلسل طور پر قائم ہے۔

सत्त्वानुरुपा सर्वस्य श्रद्धा भवति भारत ।
श्रद्धामयोऽयं पुरुषो यो यच्छ्रद्धः स एव सः ।।३।।

اے بھارت! سبھی انسانوں کی عقیدت اُن کی طبیعت کے خصائل کے مطابق ہوتی ہے یہ انسان عقیدت مند ہے لہٰذا جو انسان جیسی عقیدت والا ہے۔ وہ خود بھی وہی ہے۔ عام طور سے لوگ پوچھتے ہیں۔ میں کون ہوں؟ کوئی کہتا ہے، میں تو روح ہوں، لیکن نہیں، یہاں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ جیسی عقیدت، جیسی خصلت، ویسا انسان۔

گیتا علم ریاضت ہے، ولی پتنجلی بھی جوگی تھے۔ اُن کا جوگ کا فلسفہ (योगदर्शन) ہے۔ جوگ ہے کیا؟ انہوں نے بتایا: योगश्चित्तवृत्तिनिरोध: طبیعت کے کاروبار کا پوری طرح رک

جانا جوگ ہے، کسی نے مشقت کر کے روک ہی لیا تو فائدہ کیا ہے؛ 'तदा द्रष्टुः स्वरूपेऽवस्थानम्;' اُس وقت یہ ناظر ذی روح اپنی ہی حقیقی شکل میں قائم ہو جاتی ہے۔ کیا قائم ہونے سے پہلے یہ داغدار تھی؟ پتنجلی کہتے ہیں 'वृत्तिसारुप्यमितरत्र' دوسرے وقت میں جیسی خصلت کی شکل ہے، ویسا ہی وہ ناظر ہے یہاں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں یہ انسان عقیدت مند ہے عقیدت سے لبریز ہے کہیں نہ کہیں عقیدت ضرور ہوگی اور جیسی عقیدت والا ہے۔ وہ خود بھی وہی ہے، جیسی خصلت، ویسا انسان۔ اب تینوں طرح کے عقائد کو تقسیم کرتے ہیں۔

यजन्ते सात्त्विका देवान्यक्षरक्षांसि राजसाः ।
प्रेतान्भूतगणांश्चान्ये यजन्ते तामसा जनाः ।।४।।

اُن میں سے ملکات فاضلہ کے حامل انسان دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں ملکات ردیہ کے حامل यक्ष اور دیوؤں کی (राक्षसों की) عبادت کرتے ہیں اور ملکات مذموم کے حامل انسان آسیب اور شیطانوں کی عبادت کرتے ہیں وہ عبادت میں بے تکان مشقت بھی کرتے ہیں۔

अशास्त्रविहितं घोरं तप्यन्ते ये तपो जनाः ।
दम्भाहंकार संयुक्ताः कामरागबलान्विताः ।।५।।

وہ انسان شریعت کے طریقہ سے خالی بے حد تخیلاتی (خیالی طریقوں کو تخلیق کر) ریاضت کی مشق کرتے ہیں، تکبر اور غرور کے حامل، خواہش اور رغبت کے ڈور سے بندھے ہوئے۔

कर्शयन्तः शरीरस्थं भूतग्राममचेतसः ।
मां चैवान्तः शरीरस्थं तान्विद्ध्यासुरनिश्चयान् ।।६।।

وہ جسم کی شکل میں موجود تمام جانداروں کو اور باطن میں موجود مجھ عالم الغیب کو بھی کمزور کرنے والے ہیں یعنی ناتواں کرنے والے ہیں۔ روح دنیاداروں میں پھنس کر عیوب سے کمزور اور یگ کے وسیلوں سے مضبوط ہوتی ہے۔ اُن جاہلوں (بے حس لوگوں) کو یقینی طور پر

تو شیطان جان یعنی وہ سب کے سب شیطان ہیں، سوال پورا ہوا۔

شریعت کے طریقہ کو ترک کر یاد کرنے والے ملکات فاضلہ کے حامل انسان دیوتاؤں کی، ملکات ردیہ کے حامل यक्ष اور دیوؤں کی اور ملکات مذموم کے حامل انسان آسیب کی عبادت کرتے ہیں۔

صرف عبادت ہی نہیں، ریاضت کے لئے سخت مشقت بھی کرتے ہیں، لیکن ارجن! جسمانی شکل سے جانداروں کو اور عالم الغیب شکل سے موجود روح پاک کو کمزور کرنے والے ہیں، مجھ سے دوری پیدا کرتے ہیں، نہ کہ عبادت کرتے ہیں، اُن کو تو شیطان جان یعنی دیوتاؤں کی عبادت کرنے والے بھی شیطان ہی ہیں۔ اِس سے زیادہ کوئی کیا کہے گا؟ لہٰذا جس کے یہ سبھی محض جز ہیں اس واحد معبود کو یاد کریں، اِسی بات پر اعلیٰ جوگ کے مالک شری کرشن نے بار بار زور دیا ہے۔

आहारस्त्वपि सर्वस्य त्रिविधो भवति प्रियः ।
यज्ञस्तपस्तथा दानं तेषां भेदमिमं श्रृणु ।।७।।

ارجن! جیسے عقیدت تین طرح کی ہوتی ہے، ویسے ہی سب کو اپنی اپنی خصلت کے مطابق غذا بھی تین طرح کی پسند ہوتی ہے۔ اور ویسے ہی یگ، ریاضت اور صدقہ بھی تین تین طرح کے ہوتے ہیں، اُن کی قسموں کے بارے میں تو مجھ سے سُن، پہلے پیش ہے خوراک

आयुः सत्त्वबलारोग्यसुखप्रीतिविवर्धनाः ।
रस्याः स्निग्धाः स्थिरा हृद्या आहाराः सत्त्विकप्रियाः ।।८।।

عمر، عقل، طاقت، تندرستی، آرام اور محبت کا اضافہ کرنے والی لذیذ چکنی اور قائم رہنے والی اور خصلت سے ہی دل کو پسند آنے والی کھانے کی چیزیں ملکات فاضلہ کے حامل انسان کو پسند آتی ہیں، جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق خصلت سے دل کو پسند آنے والی، طاقت، تندرستی، عقل اور عمر بڑھانے والی کھانے کی چیز ہی صالح ہے، جو خوراک صالح ہے، وہی صالح

انسان کو پسند آتی ہے، اِس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بھی خوراک ملکاتِ فاضلہ، ملکاتِ ردیہ یا ملکات مذموم والی نہیں ہوتی، اُن کا استعمال ملکات فاضلہ، ملکات ردیہ یا ملکات مذموم والا ہوا کرتا ہے، نہ دودھ ملکات فاضلہ والا ہے۔ نہ پیاز ملکات ردیہ اور نہ لہسن ملکات مذموم سے مزین ہے۔

جہاں تک طاقت، عقل تندرستی اور دل کو پسند آنے کا سوال ہے، تو دنیا بھر میں انسانوں کو اپنی اپنی خصلت، ماحول اور حالات کے مطابق مختلف کھانے کی چیزیں پسند ہوتی ہیں، جیسے۔ بنگالی اور مدراسیوں کو چاول پسند ہوتا ہے۔ اور پنجابیوں کو نان (روٹی) ایک طرف تو عرب کے باشندوں کو دنبہ، چین والوں کو مینڈک تو دوسری طرف ध्रुव جیسے ٹھنڈے صوبوں میں گوشت کے بغیر گزارہ نہیں ہے۔ روس اور منگولیا کے اصل باشندے خوراک میں گھوڑے کا استعمال کرتے ہیں، یورپ میں رہنے والے گائے اور سور (خنزیر) دونوں کھاتے ہیں پھر بھی علم، عقل کے اضافہ اور ترقی میں امریکہ اور یورپ کے رہنے والے اول درجہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

گیتا کے مطابق لذیذ چکنی اور ٹکی رہنے والی کھانے کی چیزیں صالح ہیں، لمبی عمر، حسبِ ضرورت طاقت اور عقل بڑھانے والی، صحت، مند کھانے کی چیزیں صالح ہیں۔ خصلت کے مطابق دل کو پسند آنے والی کھانے کی چیزیں صالح ہیں، لہٰذا کہیں کسی کھانے کی چیز کو کم وبیش نہیں کرنا ہے، حالات ماحول اور ملکی مناسبت کے مطابق جو کھانے کی چیز مزاج کو پسند آئے اور جینے کیلئے تقویت عطا کرے، وہی صالح ہے، کوئی کھانے کی چیز ملکاتِ فاضلہ، ملکات ردیہ یا ملکاتِ مذموم کے تاثیر والی نہیں ہوتی، اُس کا استعمال ملکاتِ فاضلہ، ملکاتِ ردیہ خواہ ملکاتِ مذموم والا ہوتا ہے۔

اِسی مطابقت کیلئے جو لوگ گھر پریوار کو ترک کر صرف معبود کی عبادت میں ڈوبے ہوئے ہیں، ترک دنیا کی حالت (सन्यास आश्रम) میں ہیں۔ ان کے لئے گوشت اور شراب متروک ہے کیونکہ تجربہ میں دیکھا گیا ہے کہ یہ چیزیں روحانی راستے کے برخلاف رجحان پیدا کرتی ہیں، لہٰذا اِن کے ذریعہ ریاضت کی راہ سے بھٹکنے کی زیادہ گنجائش ہے۔ جو یکسوئی کی زندگی جینے والے

تارک الدنیا ہیں، ان کیلئے جوگ کے مالک شری کرشن نے باب چھ میں خوراک کے لئے ایک اصول دیا کہ 'युक्ताहार विहारस्य' (مناسب کھانا پینا اور تفریح) اِسی کے مدنظر برتاؤ کرنا چاہئے۔ جو یادالٰہی میں مددگار ہے، اُتنی وہی) خوراک لینی چاہئے

कट्वम्ललवणात्युष्णातीक्ष्णरुक्षाविदाहिनः ।
आहारा राजसस्येष्टा दुःखशोकामयप्रदाः ।।९।।

تلخ، کھٹی، زیادہ نمکین، کافی گرم، تیکھی، روکھی، جلن پیدا کرنے والی اور تکلیف دہ غم و بیماریوں کو جنم دینے والی خوراک ملکات زدیہ کے حامل انسان کو پسند ہوتی ہے۔

यातयामं गतरसं पूति पर्युषितं च यत् ।
उच्छिष्टमपि चामेध्यं भोजनं तामसप्रियम् ।।१०।।

جو کھانا ایک پہر (تین گھنٹے) سے زیادہ پہلے کا بنا ہوا ہے، بے لذت بدبودار، باسی، جوٹھا اور ناپاک بھی ہے، وہ ملکات مذموم کے حامل انسان کو پسند ہوتا ہے (سوال پورا ہوا اب پیش ہے یگ۔

अफलाकाङ्क्षिभिर्यज्ञो विधिदृष्टो य इज्यते ।
यष्टव्यमेवेति मनः समाधाय स सात्त्विकः ।।११।।

جو یگ (विधिदृष्ट) شریعت کے طریقہ سے مقرر کیا گیا ہے (جیسا پہلے باب تین میں یگ کا نام لیا، اس باب چار میں یگ کی شکل بتائی کہ۔ بہت سے جوگی جان کو ریاح میں اور ریاح کو جان میں ہون کرتے ہیں، جان ریاح کی حرکت پر قابو پا کر سانس کی رفتار کو ساکن کر لیتے ہیں، احتیاط کی آگ میں ہون کرتے ہیں، اِس طرح یگ کے چودہ زینے بتائے جو سب کے سب بھگوان تک کی دوری طے کرا دینے والے ایک ہی عمل کے اونچے نیچے زینے ہیں مختصر میں یگ خصوصی غور و فکر کے طریقِ کار کی عکاسی ہے، جس کا آخری نتیجہ ابدی معبود میں داخلہ ہے، جس کا طریقہ اس شریعت میں بتایا گیا ہے) اُسی شریعت کے طریقہ پر پھر زور دیتے ہیں کہ۔

ارجن! شریعت کے طریقہ سے معین کیا ہوا جسے کرنا ہی فرض ہے اور جو من پر بندش رکھنے والا ہے، جو ثمرہ کو نہ چاہنے والے انسان کے ذریعے کیا جاتا ہے وہ یگ صالح ہے۔

अभिसंधाय तु फलं दम्भार्थमपि चैव यत् ।
इज्यते भरत श्रेष्ठ तं यज्ञं विद्धि राजसम् ।।१२।।

اے ارجن! جو یگ محض خود ستائش کیلئے ہی ہو یا ثمرہ کو مقصد بنا کر کیا جاتا ہے، اسے ملکات ردیہ کا یگ سمجھ یہ کارکن یگ کا طریقہ جانتا ہے لیکن خود ستائش یا ثمرہ کو مقصد بنا کر کرتا ہے کہ فلاں چیز ملے گی اور لوگ دیکھیں کہ یگ کرتا ہے، تعریف کریں گے، ایسا یگ کرنے والا درحقیقت ملکاتِ ردیہ کا حامل ہے اب ملکاتِ مذموم والے یگ کی شکل بتاتے ہیں۔

विधिहीनमसृष्टान्नं मन्त्रहीनमदक्षिणम् ।
श्रद्धाविरहितं यज्ञं तामसं परीचक्षते ।।१३।।

جو یگ شریعت کے طریقہ سے خالی ہے، جو اناج (معبود) کی تخلیق کر سکنے میں قاصر ہے، من کے اندر قابو کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا ہے، نذر یعنی اپنا سب کچھ سپرد کرنے سے عاری ہے اور جو عقیدت سے خالی ہے، ایسا یگ ملکاتِ مذموم والا یگ کہا جاتا ہے، ایسا انسان حقیقی یگ کو جانتا ہی نہیں، اب پیش ہے ریاضت۔

देवद्विजगुरुप्राज्ञपूजनं शौचमार्जवम् ।
ब्रह्मचर्यमहिंसा च शारीरं तप उच्यते ।।१४।।

اعلیٰ معبود روحِ مطلق شرک پر فتح حاصل کرنے والے (द्विज) مرشد اور عالم حضرات کی عبادت، پاکیزگی، سیدھا پن رہبانیت اور عدمِ تشدد جسم سے تعلق رکھنے والی ریاضت کہی جاتی ہے، جسم ہمیشہ خواہشات کی طرف بہکتا ہے، اُسے باطن کی مذکورہ بالا خصائل کے مطابق تپانا جسمانی ریاضت ہے۔

अनुद्वेगकरं वाक्यं सत्यं प्रियहितं च यत् ।
स्वाध्यायाभ्यसनं चैव वाङ्मयं तप उच्यते ।।१५।।

بیقراری نہ پیدا کرنے والی، عزیز، خیر خواہ اور حق بولنے معبود میں داخلہ دلانے والی شریعتوں کے غور وفکر کی مشق، نام کا ورد یہ ریاضتِ زبان کہی جاتی ہیں زبان دنیوی موضوعات کی جانب مائل خیالات کا بھی اظہار کرتی رہتی ہے، اسے اُس طرف سے سمیٹ کر، ذاتِ مطلق کی جانب لگانا زبان سے وابستہ ریاضت ہے اب من سے تعلق رکھنے والی ریاضت پر نظر ڈالیں۔

मनः प्रसादः सौम्यत्वं मौनमात्मविनिग्रहः ।
भावसंशुद्धिरित्येतत्तपो मानसमुच्यते ॥१६॥

من کی خوشی، نرم دلی، خاموشی یعنی معبود کے علاوہ دوسرے موضوعات کی یاد بھی نہ ہو، من پر قابو، باطن کی پوری طہارت، یہ من سے تعلق رکھنے والی ریاضت کہی جاتی ہے مذکورہ بالا تینوں (جسم، زبان اور من) کی ریاضت ملا کر ایک صالح ریاضت ہے۔

श्रद्धया परया तप्तं तपस्तत्त्रिविधं नरैः ।
अफलाकाङ्क्षिभिर्युक्तैः सात्त्विकं परिचक्षते ॥१७॥

ثمرہ کی چاہت کے بغیر یعنی بے غرض عمل کے حامل انسانوں کے ذریعے اعلیٰ عقیدت کے ساتھ کی ہوئی مذکورہ بالا تینوں ریاضتوں کو ملا کر صالح ریاضت کہی جاتی ہے۔اب پیش ہے ملکات ردیہ سے تعلق رکھنے والی ریاضت۔

सतकारमानपुजार्थं तपो दम्भेन चैव यत् ।
क्रियते तदिह प्रोक्तं राजसं चलमध्रुवम ॥१८॥

جو ریاضت خاطر داری، عزت اور عبادت کیلئے یا صرف ریا کاری سے ہی کی جاتی ہے، وہ غیر یقینی اور شوخ ثمرہ دینے والی ریاضت ملکات ردیہ سے تعلق رکھنے والی کہی گئی ہے

मूढग्राहेणात्मनो यत्पीडया क्रियते तपः ।
परस्योत्सादनार्थं वा तत्तामसमुदाहृतम् ॥१९॥

جو ریاضت جہالت کے ساتھ ہٹھ سے من، زبان اور جسمانی تکلیف کے ساتھ یا دوسرے کو نقصان پہنچانے کے بدلے کے خیال سے کی جاتی ہے، وہ ریاضت ملکات مذموم والی

کہی گئی ہے۔

اِس طرح صالح ریاضت میں جسم ، من اور زبان کو محض معبود کے مطابق ڈھالنا ہے، ملکاتِ ردیہ سے تعلق رکھنے والی ریاضت میں ریاضت کا طریقہ وہی ہے، لیکن خود ستائش عزت کی خواہش سے ریاضت کرتے ہیں، عام طور سے مردِ کامل لوگ گھر بار ترک کرنے کے بعد بھی اِس عیب کے شکار ہو جاتے ہیں، اور تیسری ملکاتِ مذموم سے تعلق رکھنے والی ریاضت غیر معینہ طریقہ سے ہوتی ہے، دوسروں کو تکلیف پہنچانے کے نظریہ سے ہوتی ہے، اب پیش ہے صدقہ۔

दातव्यमिति यद्दानं दीयतेऽनुपकारिणे ।
देशे काले च पात्रे च तद्दानं सात्त्विकं स्मृतम ।।२०।।

صدقہ دینا ہی فرض ہے، اِس خیال سے جو صدقہ موقع محل (وقت کے مطابق) اور مستحق شخص کے ملنے پر بدلے میں احسان کا خیال نہ رکھ کر دیا جاتا ہے۔ وہ صدقہ صالح کہا گیا ہے۔

यत्तु प्रत्युपकारार्थं फलमुद्दिश्य वा पुनः ।
दीयते च परिकिलष्टं तद्दानं राजसं स्मृतम।।२१।।

جو صدقہ تکلیف کے ساتھ (جو دیتے نہیں بنتا لیکن دینا پڑ رہا ہے) اور بدلے کی امید سے یہ کروں گا تو یہ ملے گا، یا ثمرہ کو مقصد بنا کر دیا جاتا ہے، وہ صدقہ مکاتِ ردیہ سے تعلق رکھنے والا کہا گیا ہے۔

अदेशकाले यद्दानमपात्रेभ्यश्च दीयते ।
असत्कृतमवज्ञातं तत्तामसमुदाहृतम् ।।२२।।

جو صدقہ بنا خاطر داری کئے یا بے رخی اور حقارت کے ساتھ نامناسب جگہ اور وقت میں غیر ضرورت مندوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ صدقہ ملکات مذموم والا کہا گیا ہے، قابل احترام مہاراج جی کہا کرتے تھے۔ ’’ہو‘‘ نااہل کو صدقہ دینے سے سخی برباد ہو جاتا ہے، ٹھیک اِسی طرح شری کرشن کا قول ہے کہ صدقہ دینا ہی فرض ہے جگہ، وقت اور اہل کے حاصل ہونے کے بدلے میں احسان

نہ چاہنے کی نیت سے فراخ دلی کے ساتھ دیا جانے والا صدقہ صالح ہے مشکل سے دیا جانے والا، بدلے میں ثمرہ کی نیت سے دیا جانے والا صدقہ ملکاتِ ردیہ والا صدقہ ہے اور بغیر خلوص حقارت کے ساتھ موقع محل کے برخلاف نا اہل کو دیا جانے والا صدقہ ملکات مذموم والا ہے۔ لیکن ہے صدقہ ہی۔ لیکن جو گھر بار کل خاندان وغیرہ سب کی انسیت کو ترک کر واحد معبود پر ہی منحصر ہے، اس کیلئے صدقہ کا اصول اِس سے اور اونچا ہے اور وہ ہے سب کچھ کی سپردگی، ساری خواہشات سے الگ ہٹ کر من کی سپردگی، جیسا کہ شری کرشن کا قول ہے۔(मय्येव मन आधत्स्व) میرے میں ہی من لگاؤ۔ لہٰذا صدقہ نہایت ضروری ہے اب پیش ہے اوم تت اور ست کی شکل۔

ॐ तत्सदिति निर्देशो ब्रह्मणास्त्रिविधः स्मृतः ।
ब्राह्मणास्तेन वेदाशच यज्ञाश्च विहिताः पुरा ।।२३।।

ارجن! اوم تت اور ست، ایسا تین طرح کا نام (ब्रहाण निर्देशः स्मृतः) معبود (ब्रह्म) کی رہبری کرتا ہے، یاد دلاتا ہے، اشارہ کرتا ہے اور معبود کا مظہر ہے۔ اُسی سے पुरा پہلے (شروع میں) (ब्राहमन) وید اور یگ وغیرہ کی تخلیق کی گئی ہے۔ یعنی برہمن، یگ اور وید اوم سے پیدا ہوتے ہیں۔ اِن کا وجود جوگ سے ہے۔ اوم کے مسلسل غور وفکر سے ہی اِن کی تخلیق ہے اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔

तस्मादोमित्युदाहृत्य यज्ञदानतपःक्रियाः ।
प्रवर्तन्ते विधानोक्ताः सततं ब्रह्मवादिनाम् ।।२४।।

لہٰذا حق پرست لوگ معبود کے احکام کو قبول کرنے والے شریعت کے معینہ طریقہ سے یگ، صدقہ اور ریاضت کے اعمال کا برتاؤ مسلسل اوم نام کو تلفظ کر کے ہی شروع کرتے ہیں، جس سے اس معبود کی یاد تازہ ہو جائے اب 'تت' لفظ کا استعمال بتاتے ہیں۔

तदित्यनभिसंधाय: फलं यज्ञतपःक्रियाः ।
दानक्रियाश्चविविधाः क्रियन्ते मोक्षकाङ्क्षिभिः ।।२५।।

تت، یعنی وہ معبود ہی ہر جگہ موجود ہے، اِس خیال سے ثمرہ کی خواہش نہ کر کے شریعت کے ذریعہ بتائے گئے تمام طرح کے یگ، ریاضت اور صدقہ کے اعمال اعلیٰ افادہ کی خواہش کرنے والے انسانوں کے ذریعے کئے جاتے ہیں تت لفظ معبود کے متعلق ایثار کی نشانی ہے، یعنی وردتواوم کا کیجئے 'یگ' صدقہ اور ریاضت کے اعمال اس معبود پر منحصر ہو کر کریں۔ اب 'ست' کے استعمال کا مقام بتاتے ہیں۔

सद् भावे साधु भावे च सदित्येतत्प्र युज्यते ।
प्रशस्ते कर्मणि तथा सच्छब्दः पार्थ युज्यते ।।२६।।

اور ست (حق)، جوگ کے مالک نے بتایا کہ ست (حق) ہے کیا؟ گیتا کی ابتداء میں ہی ارجن نے سوال کھڑا کیا تھا فرض منصبی ہی دائمی ہے، برحق ہے تو شری کرشن نے فرمایا۔ ارجن! تیرے اندر یہ جہالت کہاں سے پیدا ہوگئی؟ ست (حق) کی تینوں دور میں کبھی کمی نہیں ہوتی اُسے مٹایا نہیں جا سکتا اور استی (باطل) کا تینوں دوروں میں وجود نہیں ہے۔ درحقیقت وہ کون سی چیز ہے، جس کی تینوں دوروں میں کمی نہیں ہے؟ وہ باطل چیز ہے کیا جس کا وجود نہیں؟ تو بتایا یہ روح ہی حق ہے اور دنیا کے سارے جانداروں کے اجسام فانی ہیں، روح ابدی ہے، غیر مرئی ہے۔ دائمی اور لافانی ہے، یہی اعلیٰ حق ہے۔

یہاں فرماتے ہیں ست (حق) ایسے روح مطلق کا یہ نام सदभावे حق کے متعلق احساس میں اور نیک خیال میں استعمال کیا جاتا ہے اور اے پارتھ، جب معینہ عمل سراپا، اچھی طرح ہونے لگے، تب ست (حق) لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے، ست کا معنی یہ نہیں ہے کہ یہ چیزیں ہماری ہیں، جب جسم ہی ہمارا نہیں ہے، تو اس کے استعمال میں آنے والی چیزیں ہماری کب ہیں؟ یہ ست نہیں ہے ست کا استعمال صرف ایک معنی میں کیا جاتا ہے۔ نیک خیال میں روح ہی اعلیٰ حقیقت ہے، اِس صداقت کے متعلق لگاؤ ہو، اُسے حاصل کرنے کے لئے نیک خلوص ہو اور اُس کو حاصل کرانے والا عمل ٹھیک سے صادر ہونے لگے وہیں ست، لفظ کا استعمال کیا

جاتا ہے اسی بات پر جوگ کے مالک اِس سے آگے کہتے ہیں۔

यज्ञे तपसि दाने च स्थितिः सदिति चोच्यते ।
कर्म चैव तदर्थीयं सदित्येवाभिधीयते ।।२७।।

یگ ریاضت اور صدقہ کرنے میں جو مقام حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی ست ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے (तदर्थीयम्) اُس معبود کو حاصل کرنے کیلئے کئے جانے والا عمل ہی ست ہے ایسا کہا جاتا ہے یعنی اُس معبود کو حاصل کرنے والا عمل ہی ست ہے، یگ، صدقہ، ریاضت تو اِس عمل کے تکملہ ہیں، آخر میں فیصلہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ، اِن سب کیلئے عقیدت لازمی ہے۔

अश्रद्धया हुतं दत्तं तपस्तप्तं कृतं च यत् ।
असदित्युच्यते पार्थ न च तत्प्रेत्य नो इह ।।२८।।

اے پارتھ! بلا عقیدت کے کیا ہوا ہون دیا ہوا صدقہ، تپی ہوئی ریاضت اور جو کچھ بھی کیا ہوا عمل ہے، وہ سب است (باطل) ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے۔ وہ نہ تو اِس دنیا میں اور نہ عالم بالا میں ہی افادی ہے لہٰذا خود سپردگی کے ساتھ عقیدت بے حد ضروری ہے۔

باب کی ابتداء میں ہی ارجن نے سوال کیا کہ، بندہ نواز جو شریعت میں بتائے گئے طریقہ کو ترک کر اور عقیدت کے ساتھ یگ کرتے ہیں، (لوگ آسیب دیگر دیگر کی عبادت کرتے ہی رہتے ہیں) تو ان کی عقیدت کیسی ہے؟ ملکات فاضلہ والی ہے، ملکات ردیہ والی ہے یا ملکات مذموم والی اِس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا۔ ارجن! یہ انسان عقیدت کا پتلا ہے، کہیں نہ

کہیں اُس کی عقیدت ہوگی ہی جیسی عقیدت ویسا انسان، جیسی خصلت ویسا انسان اُن کی وہ عقیدت ملکاتِ فاضلہ، ملکات ردیہ اور ملکات مذموم والی تین طرح کی ہوتی ہیں، ملکات فاضلہ کے عقیدت مند دیوتاؤں کو، ملکات ردیہ کے عقیدت مند यक्ष (جو شہرت، بہادری عطا کرے) دیووں (جو حفاظت کرسکیں) اُس کا پیچھا کرتے ہیں اور ملکات مذموم کے عقیدت مند بھوت پریت (آسیب) کے پرستار ہوتے ہیں شریعت کے طریقہ سے خالی اِن عبادتوں کے ذریعہ یہ تینوں طرح کے عقیدت مند جسم میں موجود تمام مادہ یعنی اپنے ارادوں اور دل کی دنیا میں موجود مجھ عالم الغیب کو بھی کمزور کرتے ہیں، نہ کہ عبادت کرتے ہیں، اُن سب کو یقینی طور پر تو شیطان جان یعنی آسیب یچھ (यक्ष) دیو اور دیوتاؤں کی عبادت کرنے والا شیطان ہے۔

دیوتاؤں کے موضوع کو شری کرشن نے یہاں تیسری بار اٹھایا ہے۔ پہلے باب سات میں انہوں نے کہا تھا کہ ارجن! خواہشات نے جن کے علم کا اغوا کرلیا ہے، وہی فاسد العقل دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں، دوسری بار باب نو میں اُس سوال کو دہراتے ہوئے کہا جو دوسرے دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں، وہ بھی میری عبادت کرتے ہیں لیکن اُن کی وہ عبادت غیر مناسب یعنی شریعت میں مقررہ طریقہ سے الگ ہے، لٰہذا وہ ختم ہوجاتے ہیں یہاں باب سترہ میں انہیں دنیوی خصلت والا کہہ کر مخاطب کیا، شری کرشن کے الفاظ میں ایک معبود کی ہی عبادت کا اصول ہے۔

اُس کے بعد جوگ کے مالک شری کرشن نے چار سوال کھڑے کئے ۔ خوراک (आहार) یگ، ریاضت اور صدقہ: خوراک تین طرح کے ہوتے ہیں صالح انسان کو تو صحت عطا کرنے والی، خصلت کے مطابق پسند آنے والی لذیذ خوراک پسند ہوتی ہے ملکات ردیہ کے حامل انسان کو تلخ، تیکھی گرم چٹ پٹی، مسالے دار، بیماریوں کو بڑھانے والی خوراک پسند آتی ہے۔ ملکاتِ مذموم کے حامل انسان کو جوٹھی، باسی اور ناپاک خوراک پسند ہوتی ہے۔

شریعت میں بتائے گئے طریقہ سے کئے جانے والے یگ (جو عبادت کے باطنی عمل

ہیں) جو من پر بندش لگاتا ہے۔ ثمرہ کی امید سے خالی وہ یگ صالح ہے، گھمنڈ وغرور کو ظاہر کرنے والا اور ثمرہ کے خیال سے کیا جانے والا وہی یگ ملکات ردیہ والا ہے اور شریعت میں بتائے گئے طریقہ سے بالکل الگ دعا (منتر) صدقہ اور بغیر عقیدت سے کیا ہوا یگ ملکات مذموم والا یگ ہے۔

اعلیٰ معبود روح مطلق میں داخلہ دلانے والی ساری صلاحیتیں جن کے اندر موجود ہیں، اُس مرشد کامل کی عبادت، خدمت گزاری اور باطنی طور سے عدم تشدد رہبانیت اور طہارت کی مناسبت سے جسم کو تپانا جسمانی ریاضت ہے حق، خوش تر اور افادی بات بولنا، ریاضت زبان ہے اور من کو عمل میں لگا کر رکھنا، معبود کے علاوہ موضوعات غور وفکر میں من کو خاموش رکھنا من سے وابستہ ریاضت ہے من زبان اور جسم تینوں کو ملا کر اِس جانب تپانا صالح ریاضت ہے۔ ملکات ردیہ والی ریاضت میں خواہشات کے ساتھ اُسی کو کیا جاتا ہے۔ جب کہ ملکات مذموم والی ریاضت شریعت کے طریقہ سے الگ اپنی مرضی پر منحصر ہے۔

اپنا فرض مان کر موقع محل اور اہل کا خیال کر کے عقیدت سے دیا گیا صدقہ صالح ہے، کسی فائدہ کی لالچ میں مشکل سے دیا جانے والا صدقہ ملکات ردیہ والا ہے اور جھڑک کر نااہل کو دیا دیا جانے والا صدقہ ملکات مذموم کا حامل ہے۔

اوم، تت اور ست کی شکل بتاتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے بیان کیا کہ، یہ نام معبود کی یاد دلاتے ہیں، شریعت کے طریقہ سے معین ریاضت صدقہ اور یگ کی ابتداء کرنے میں اوم کا استعمال ہوتا ہے اور تکملہ میں ہی یعنی پورا ہونے کے بعد ہی اوم پیچھا چھوڑتا ہے، تت، کا معنی ہے۔ وہ روح مطلق اس کیلئے وقف ہو کر ہی وہ عمل صادر ہوتا ہے اور جب عمل تسلسل کے ساتھ ہونے لگے، تب 'ست' کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یادالٰہی ہی ست، ہے۔ ست، کے لئے خیال اور نیک خلوص میں ہی ست، کا استعمال کیا جاتا ہے معبود سے نسبت دلانے والے عمل، یگ، صدقہ اور ریاضت کے ثمرہ میں بھی ست، ہے لیکن اِن سب کے ساتھ عقیدت کا ہونا لازمی

ہے عقیدت سے مبرا ہو کر کیا ہوا عمل، دیا ہوا صدقہ تپی ہوئی ریاضت نہ اِس جنم میں افادہ پہنچانے والی ہے، نہ اگلی پیدائشوں میں ہی، عقیدت کا ہونا ہر حالت میں لازمی ہے۔ پورے باب میں عقیدت پر روشنی ڈالی گئی اور آخر میں 'اوم' تت، اور ست کی مفصل تفسیر پیش کی گئی، جو گیتا کے شلوکوں میں پہلی بار آئی ہے لہذا۔

اس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنیشد وعلم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں، عقیدت اوم، تت، ست، باب جزء جوگ نام کا سترہواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں (عقیدت اوم، تت، ست، باب جزء جوگ) (ओम तत्सम् तथा श्रद्धात्रय विभाग योग) نام کا سترہواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اوم شری پر ماتمنے نمہ

اٹھارہواں باب

یہ گیتا کا آخری باب ہے۔ جس کے نصف اول میں جوگ کے مالک شری کرشن کے ذریعہ پیش کئے گئے مختلف سوالات کا حل ہے اور نصف آخر میں گیتا کا اختتام ہے کہ گیتا سے فائدہ کیا ہے؟ سترہویں باب میں خوراک، ریاضت، یگ، صدقہ اور عقیدت کی تقسیم کے ساتھ شکل بیان کی گئی۔ اسی حوالہ میں ایثار کے اقسام کے بیانات باقی ہیں۔ انسان جو کچھ کرتا ہے اس میں سبب کون ہے؟ کون کراتا ہے؟ معبود کراتے ہیں یا قدرت؟ یہ سوال پہلے سے ہی کھڑا تھا۔ جس پر اس باب میں پھر روشنی ڈالی گئی۔ اسی طرح نسل کی درجہ بندی वर्ण व्यवस्था کا ذکر ہو چکا تھا۔ دنیا میں اس کی شکل کی تحریک اس باب میں پیش ہے۔ آخر میں گیتا سے ملنے والی شوکتوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

گزشتہ باب میں مختلف مسائل کی تقسیم سن کر ارجن نے خود ایک سوال کھڑا کیا کہ ایثار اور ترک دنیا (संन्यास) کو بھی فرداً فرداً بتایئے۔ ارجن بولا:

अर्जुन उवाच

संन्यासस्य महाबाहो तत्त्वमिच्छामि वेदितुम् ।
त्यागस्य च हृषीकेश पृथक्केशिनिषूदन ।।१।।

ارجن نے کہا: اے بازئے عظیم! اے دل کے مالک! اے کیشی نیشودن! میں ترک دنیا اور ایثار کے حقیقی شکل کو فرداً فرداً جاننا چاہتا ہوں مکمل ایثار ہی ترک دنیا ہے۔ جہاں ارادہ (संकल्प) و تاثرات (संस्कारों) کا بھی خاتمہ ہے اور اس سے پہلے ریاضت کی تکملہ کی خاطر یکے بعد دیگرے لگاؤ کا ایثار ہی ترک دنیا ہے۔ یہاں دو سوالات ہیں۔ پہلا یہ کہ ترک دنیا کے عنصر کو جاننا چاہتا ہوں۔ اور دوسرا ایثار کے عنصر کو جاننا چاہتا ہوں اس پر جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا کہ

شری کرشن نے ارشاد فرمایا:

श्री भगवानुवाच

काम्यानां कर्मणां न्यासं संन्यासं कवयो विदुः।
सर्वकर्मफलत्यागं प्राहुस्त्यागं विचक्षणाः ।।२।।

ارجن! کتنے ہی عالم حضرات خواہشات سے مزین اعمال کے ایثار کو ترک دنیا کہتے ہیں اور کتنے ہی صاحب فکر لوگ تمامی اعمال کے نتائج کے ایثار کو ترک دنیا کہتے ہیں۔

त्याज्यं दोषवदित्येके कर्म प्राहुर्मनीषिणः।
यज्ञदानतपःकर्म न त्याज्यमिति चापरे ।।३।।

کئی ایک عالم ایسا کہتے ہیں کہ سبھی اعمال عیب شدہ ہیں۔لہٰذا ترک کر دینے کے قابل ہیں اور دوسرے عالم ایسا کہتے ہیں کہ یگ، صدقہ اور ریاضت ترک کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس طرح مختلف خیالات پیش کر کے جوگ کے مالک اپنا بھی یقینی نظریہ پیش کرتے ہیں۔

निश्चयं श्रृणु मे तत्र त्यागं भरतसत्तम।
त्यागो हि पुरुषव्याघ्र त्रिविधः संप्रकीर्तितः ।।४।।

اے ارجن! اس ایثار کے بارے میں تو میرا فیصلہ سن: اے اشرف المخلوقات وہ ایثار تین طرح کا کہا گیا ہے۔

यज्ञदानतपः कर्म न त्याज्यं कार्यमेव तत् ।
यज्ञो दानं तपश्चैव पावनानि मनीषिणाम् ।।५।।

یگ، صدقہ اور ریاضت یہ تین طرح کے اعمال ترک کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ان کا اعمال تو لازمی ہے کیونکہ یگ، صدقہ اور ریاضت تینوں ہی انسانوں کو پاک کرنے والی چیزیں ہیں۔

شری کرشن نے چار مروجہ خیالات کا بیان کیا: پہلا خواہشات سے مزین اعمال کا ایثار، دوسرا تمام اعمال کے نتائج کا ایثار، تیسرا عیب شدہ ہونے کی وجہ سے سبھی اعمال کا ایثار اور چوتھا

نظریہ تھا یگ، صدقہ اور ریاضت ترک کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک خیال کے بارے میں اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ: ارجن! میرا بھی یہ طے شدہ خیال ہے کہ یگ، صدقہ اور ریاضت کی شکل میں صادر ہونے والا عمل ترک کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ کرشن کے دور میں بھی مختلف خیالات مروج تھے۔ جن میں ایک حقیقی تھا۔ اس دور میں بھی مختلف نظریات تھے، آج بھی ہیں۔ عظیم انسان جب دنیا میں آتا ہے تو مختلف مسائل اور نظریات کے درمیان میں سے بہترین اور بھلائی کرنے والے خیال کو منتخب کر کے سامنے کھڑا کر دیتا ہے ہر ایک عظیم انسان نے ہی یہی کیا ہے، شری کرشن نے بھی یہی کیا۔ انہوں نے کوئی نیا راستہ نہیں بتایا، بلکہ رائج مختلف خیال کے بیچ حقیقی نظریہ کی حمایت کر کے اسے صاف ظاہر نہیں بتایا، بلکہ رائج مختلف خیال کے بیچ حقیقی نظریہ کی حمایت کر کے اسے صاف ظاہر کر دیا۔

एतान्यपि तु कर्माणि सङ्गं त्यक्त्वा फलानि च ।
कर्तव्यानीति मे पार्थ निश्चितं मतमुत्तमम् ।।६।।

جوگ کے مالک شری کرشن زور دے کر کہتے ہیں۔ پارتھ! یگ، صدقہ اور ریاضت کی شکل والے عمل کو رغبت اور ثمرہ کا ترک کر ضرور کرنا چاہئے۔ یہ میرے ذریعے طے شدہ بہترین خیال ہے۔ اب ارجن کے سوال کے مطابق وہ ایثار کا تجزیہ کرتے ہیں۔

नियतस्य तु संन्यासः कर्मणो नोपपद्यते ।
मोहात्तस्य परित्यागस्तामसः परिकीर्तितः ।।७।।

اے ارجن! معینہ عمل (شری کرشن کے الفاظ میں معینہ عمل ایک ہی ہے۔ یگ کا طریق کار اس معین لفظ کو آٹھ دس بار جوگ کے مالک نے کہا: اس پر بار بار زور دیا کہ کہیں ریاضت کش بھٹک کر دوسرا نہ کرنے لگے) اس شریعت کے طریقہ سے معینہ عمل کا ترک کرنا مناسب نہیں۔ فریفتگی کی بناء پر ایثار کرنا ملکات مذموم والا ایثار کہا گیا ہے۔ دنیوی موضوعات والی چیزوں کی

رغبت میں پھنس کر کرنے کے قابل عمل (طے شدہ عمل اور معینہ عمل ایک دوسرے کے تکملہ ہیں) کا ایثار ملکات مذموم والا ہے ایسا انسان 'अध: गच्छति' حشرات الارض تک بد ذات شکلوں 'योनियो' میں جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے یادالٰہی کے خصائل کو ترک کردیا۔ اب ملکات ردیہ والے ایثار کے بارے میں بتاتے ہیں۔

दु:खमित्येव यत्कर्म कायक्लेशभयात्त्यजेत् ।
स कृत्वा राजसं त्यागं नैव त्यागफलं लभेत् ।।८।।

عمل کو تکلیف دہ مان کر، جسمانی اذیت کے خوف سے اس کا ایثار کرنے والا انسان ملکات ردیہ والے ایثار کو کر کے بھی ایثار کے ثمرہ کو حاصل نہیں کرتا۔ جس سے یادالٰہی کا سلسلہ پورا نہ ہوسکے اور 'कायक्लेशभयात्' اس خوف سے عمل کو ترک کردے کہ جسمانی تکلیف ہوگی اس انسان کا ایثار ملکات ردیہ والا ہے اسے ایثار کا نتیجہ اعلیٰ سکون حاصل نہیں ہوتا، اور

कार्यमित्येव यत्कर्म नियतं क्रियतेऽर्जुन ।
सङ्गं त्यक्त्वा फलं चैव स त्यागः सात्त्विको मतः ।।९।।

اے ارجن! عمل کرنا فرض ہے۔ ایسا سمجھ کر جو 'नियतम' شریعت کے طریقہ سے معین کیا ہوا عمل، صحبت اثر اور ثمرہ کو ترک کر کے کیا جاتا ہے۔ وہی صالح ایثار ہے لہٰذا معینہ عمل کریں اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے اس کو ترک کردیں۔ یہ معینہ عمل بھی کیا کرتے ہی رہیں گے یا کبھی اس کا بھی ایثار ہو گا؟ اس پر فرماتے ہیں اب آخری ایثار کی شکل پر نظر ڈالیں۔

न द्वेष्ट्यकुशलं कर्म कुशले नानुषज्जते ।
त्यागी सत्त्वसमाविष्टो मेधावी छिन्नसंशयः ।।१०।।

اے ارجن! جو انسان 'अकुशलं कर्म' یعنی غیر افادی عمل سے (شریعت کے ذریعہ طے شدہ عمل ہی افادی ہے، اس کے برخلاف جو کچھ ہے، اسی دنیا کی بندش ہے، لہٰذا غیر افادی ہے۔ ایسے اعمال سے) نفرت نہیں کرتا اور فلاحی عمل میں راغب نہیں ہوتا۔ جو کرنا تھا وہ بھی باقی

نہیں ہے۔ ایسی سچائی سے مزین انسان شک وشبہہ سے خالی، علم داں اور تارک الدنیا ہے، اس نے سب کچھ ایثار کر دیا ہے۔ لیکن حصول کے ساتھ یہ سب کچھ کا ایثار ہی ترک دنیا ہے۔ ممکن ہے اور کوئی آسان راستہ ہو؟ اس پر کہتے ہیں نہیں غور فرمائیں۔

न हि देहभृता शक्यं त्यक्तुं कर्माण्यशेषतः ।
यस्तु कर्मफलत्यागी स त्यागीत्यभिधीयते ।।११।।

جسمانی انسانوں کے ذریعے (صرف جسم ہی نہیں، جسے آپ دیکھتے ہیں۔ شری کرشن کے مطابق قدرت سے پیدا ملکاتِ فاضلہ، ملکات ردیہ، ملکات مذموم تینوں صفات ہی اس ذی روح کو اجسام میں قید کرتی ہیں۔ جب تک تینوں صفات زندہ ہیں۔ تب تک وہ جاندار ہے کسی نہ کسی شکل میں جسم بدلتا رہے گا۔ جسم کی وجہ جب تک زندہ ہے) پورے طور سے سارے اعمال کا ایثار ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا جو انسان عمل کے ثمرہ کا ایثار کرنے والا ہے، وہی تارک الدنیا ہے۔ ایسا کہا جاتا ہے لہٰذا جب تک جسم کے وجوہات زندہ ہیں تب تک معینہ عمل کریں اور ان کے ثمرات کا ایثار کریں۔ بدلے میں کسی ثمرہ کی خواہش نہ کریں۔ ویسے خواہش مند انسانوں کے اعمال کا ثمرہ بھی ہوتا ہے۔

अनिष्टमिष्टं मिश्रं च त्रिविधं कर्मणः फलम् ।
भवत्यत्यागिनां प्रेत्य न तु संन्यसिनां क्वचित् ।।१२।।

خواہش مند انسانوں کے اعمال کا اچھا برا اور ملا ہوا ایسا تین طرح کا ثمرہ موت کے بعد بھی ہوتا ہے۔ جب تک جینے مرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تب تک ملتا ہے لیکن سنیاسی نام 'संन्यासिनाम्' سب کچھ کا ایثار (خاتمہ) کرنے والے مکمل تارک الدنیا انسانوں کے اعمال کا ثمرہ کسی بھی وقت میں نہیں ہوتا۔ یہی خالص ترک دنیا ہے۔ ترک دنیا اعلیٰ ترین حالت ہے۔ بھلے برے اعمال کا نتیجہ اور مکمل ایثار کے وقت میں ان کے خاتمہ کا سوال پورا ہوا۔ اب انسان کے ذریعے مبارک خواہ نامبارک اعمال کے صادر ہونے کے پیچھے کیا وجوہات ہیں؟ اس پر غور فرمائیں۔

पञ्चैतानि महाबाहो कारणानि निबोध मे ।
सांड़ख्ये कृतान्ते प्रोक्तानि सिद्धये सर्वकर्मणाम् ।।१३।।

اے بازوئے عظیم! تمام اعمال کی کامیابی کیلئے علمی اصولوں(सांख्य सिद्धांत) کے مطابق پانچ وجوہات بتائے گئے ہیں۔انہیں تو مجھ سے اچھی طرح جان۔

अधिष्ठानं तथा कर्ता करणं च पृथग्विधम् ।
विविधाश्च पृथक्चेष्टा दैवं चैवात्र पन्चमम् ।।१४।।

اس موضوع میں کارکن (یہ من) الگ الگ وسیلہ (جن کے ذریعے کیا جاتا ہے، اگر مبارک غلبہ ہوتا ہے تو عرفان، ترک دنیا سرکوبی، نفس کشی، ایثار، مسلسل فکر کے خصائل وسیلہ ہوں گے اگر نامبارک کا غلبہ ہے تو خواہش، غصہ اور لگاؤ، عداوت، حرص وغیرہ وسیلہ ہوں گے۔ان کے وسیلہ سے آمادہ ہوں گے) تمام طرح کی عجیب وغریب حرکتیں (بےشمار خواہشات)، بنیاد(یعنی وسیلہ جس خواہش کے ساتھ وسیلہ حاصل ہوا وہی خواہش پوری ہونے لگتی ہے) اور پانچویں وجہ ہے (दैव) (قسمت) یاسنسکار(तअस्सुरात) تاثرات اسے مستند کرتے ہیں۔

शरीरवाङ्मनोभिर्यत्कर्म प्रारभते नरः ।
न्याय्यं वा विपरीतं वा पन्चैते तस्य हेतवः ।।१५।।

انسان من، زبان یا جسم سے شریعت کے مطابق یا اس کے برخلاف جو بھی عمل شروع کرتا ہے۔ان کے یہ پانچ ہی وجوہات ہیں۔لیکن ایسا ہونے پر بھی۔

तत्रैवं सति कर्तारमात्मानं केवल तु यः ।
पश्यत्यकृतबुद्धित्वान्न स पशयति दुर्मतिः ।।१६।।

جو انسان بدعقلی کی وجہ سے اس کے متعلق وحدانیت ہی تمثیل روح کو کارکن دیکھتا ہے وہ فاسد العقل حقیقت کو نہیں دیکھتا یعنی معبود نہیں کرتے۔

اس سوال پر جوگ کے مالک شری کرشن نے دوسری بار بازور دیا۔باب پانچ میں انہوں نے کہا تھا کہ وہ معبود نہ کرتا ہے۔نہ کراتا ہے، نہ عمل کے اتفاق کو جوڑتا ہے، تو لوگ کیوں کہتے

ہیں؟ فریفتگی سے لوگوں کی عقل پر پردہ پڑا ہے لہٰذا کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہاں بھی کہتے ہیں۔ عمل ہونے میں پانچ وجوہات ہیں۔ اس کے باوجود بھی وحدانیت کی تمثیل روح مطلق کو کارکن دیکھتا ہے۔ وہ بد عقل (فاسد العقل) حقیقت کو نہیں دیکھتا یعنی معبود نہیں کرتے جب کہ ارجن کیلئے وہ تال ٹھونک کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ 'निमित्तमात्रभव' مختار کل تو میں ہوں، تو وسیلہ بن کر کھڑا بھر رہ، آخرکار عظیم انسان کہنا کیا چاہتے ہیں؟

درحقیقت معبود اور دنیا کے درمیان ایک لکیر کشش ہے۔ جب تک ریاضت کش دنیا کی حد میں ہے، معبود نہیں کرتے۔ بہت قریب رہ کر بھی ناظر کی شکل میں ہی رہتے ہیں۔ لاشریک عقیدت سے معبود کی قربت چاہنے پر وہ دل کی دنیا میں نگراں بن جاتے ہیں۔

ریاضت کش دنیا کی حد کشش سے باہر نکل کر ان کے حلقہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایسے عاشق کیلئے وہ تال ٹھونک کر ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں۔ صرف اسی کیلئے معبود مہربانی کرتے ہیں۔ لہٰذا غور و فکر کریں۔ سوال پورا ہوا۔ آگے دیکھیں۔

यस्य नाहङ्कृतो भावो बुद्धिर्यस्य न लिप्यते ।
हत्वापि स इमाँल्लोकान्न हन्ति न निबध्यते ।।१७।।

جس انسان کے باطن میں 'میں کارکن ہوں' ایسا خیال نہیں ہے اور جس کی عقل ملوث نہیں ہوتی، وہ انسان اس سارے عوالم کو مار کر بھی حقیقت میں نہ تو مارتا ہے اور نہ بندھتا ہے۔ دنیا سے متعلق تاثرات کی تخلیل ہی دنیا کا خاتمہ ہے اب اس معینہ عمل کی ترغیب کس طرح ہوتی ہے؟ اس پر نظر ڈالیں۔

ज्ञानं ज्ञेयं परिज्ञाता त्रिविधा कर्मचोदना ।
करणं कर्म कर्तेति त्रिविधः कर्मसङ्ग्रहः ।।१८।।

اے ارجن! عالم کل یعنی مکمل علم رکھنے والے عظیم انسانوں سے 'ज्ञानं'، 'علم' اس کو جاننے کے طریقہ سے اور 'ज्ञेय'، 'قابل علم' جاننے کے قابل چیز (شری کرشن نے پہلے کہا۔ میں ہی قابل

علم، جاننے کے قابل ہوں) سے عمل کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ پہلے تو عالم کل کوئی عظیم انسان ہو، ان کے ذریعہ اس علم کو جاننے کا طریقہ حاصل ہو، جاننے کے قابل منزل پر نظر ہو تبھی عمل کی ترغیب ملتی ہے اور کارکن (من کی لگن)، وسیلہ (عرفان، بیراگ، سرکوبی، ضبط نفس وغیرہ) اور عمل کے علم سے اعمال کا ذخیرہ بنتا ہے۔ عمل اکٹھا ہونے لگتا ہے پہلے کہا گیا تھا کہ حصول کے بعد اس انسان کا عمل کئے جانے سے کوئی مطلب نہیں ہوتا اور نہ ترک کر دینے سے کوئی نقصان ہی ہوتا ہے۔ پھر بھی عوامی افادہ یعنی تابعین کے دلوں میں افادی اصولوں کے فراہم کیلئے وہ عمل میں لگا رہتا ہے۔ کارکن وسیلہ اور عمل کے ذریعہ ان کا فراہم ہوتا ہے۔ علم، عمل اور کارکن کی بھی تین تین اقسام ہیں۔

ज्ञानं कर्म च कर्त्ता च त्रिधैव गुणभेदतः ।
प्रोच्यते गुणसंङ्ख्याने यथावच्छृणु तान्यपि ॥१९॥

علم، عمل اور کارکن بھی صفات کے فرق سے علمی جوگ کے شریعت میں تین تین طرح کے بتائے گئے ہیں، انہیں بھی تو بعینہ سن۔ پیش ہے پہلے علم کے اقسام۔

सर्वभूतेषु येनैकं भावमव्ययमीक्षते ।
अविभक्तं विभक्तेषु तज्ज्ञानं विद्धि सात्त्विकम् ॥२०॥

ارجن! جس علم سے انسان الگ الگ سبھی جانداروں میں ایک لافانی خدائی احساس کو بلا تفریق یکساں دیکھتا ہے۔ اس علم کو تو صالح سمجھ، علم روبرو احساس ہے، جس کے ساتھ ہی صفات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یہ علم کی پختگی کی حالت ہے اب ملکات ردیہ والا علم دیکھیں۔

पृथक्त्वेन तु यज्ज्ञानं नानाभावान्पृथग्विधान् ।
वेत्ति सर्वेषु भूतेषु तज्ज्ञानं विद्धि राजसम् ॥२१॥

جو علم سارے جانداروں میں مختلف قسم کے تمام احساسات کو جدا جدا کر کے جانتا ہے کہ یہ اچھا ہے، یہ برا ہے۔ اس علم کو تو ملکات ردیہ والا سمجھ۔ ایسی حالت ہے تو ملکات ردیہ والی سطح پر

تیرا علم ہے۔اب دیکھیں ملکات مذموم والا علم۔

यत्तु कृत्स्नवदेकस्मिन्कार्ये सक्तमहैतुकम् ।
अतत्त्वार्थवदल्पं च तत्तामसमुदाहृतम् ।।२२।।

جو علم محض جسم میں ہی پوری طور سے ملوث ہے۔ترکیب سے خالی یعنی جس کے پیچھے کوئی فعل نہیں ہے۔عنصر کے معنی کی شکل میں معبود کے علم سے جدا کرنے والا اور حقیر (तुच्छ) ہے، وہ علم ملکات مذموم والا کہا جاتا ہے۔اب پیش ہے عمل کی تین قسمیں۔

नियतं सङ्गरहितमरागद्वेषतः कृतम् ।
अफलप्रेप्सुना कर्म यत्तत्सात्त्विकमुच्यते ।।२३।।

جو عمل 'नियतम्' شریعت کے طریقہ سے معین ہے (دوسرا نہیں) صحبت اثر اور ثمرہ کو نہ چاہنے والے انسان کے ذریعہ بلا حسد وعداوت کے کیا جاتا ہے۔وہ عمل صالح کہا جاتا ہے۔معینہ عمل (عبادت) فکر ہے۔جو ماورا سے نسبت دلاتا ہے۔

यत्तु कामेप्सुना कर्म साहङ्कारेण वा पुनः ।
क्रियते बहुलायासं तद्राजसमुदाहृतम् ।।२४।।

جو عمل کافی مشقت سے جڑا ہوا ہے۔ثمرہ کو چاہنے والا اور تکبر سے بھرے ہوئے انسان کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔وہ عمل ملکات ردیہ والا عمل کہا جاتا ہے۔یہ انسان بھی وہی معینہ عمل کرتا ہے۔لیکن فرق محض اتنا ہی ہے کہ ثمرہ کی خواہش اور تکبر سے مزین ہے۔لہٰذا اس کے ذریعہ ہونے والے اعمال ملکات ردیہ سے مزین ہیں۔اب دیکھیں ملکات مذموم والا عمل۔

अनुबन्धं क्षयं हिंसामनवेक्ष्य च पौरुषम् ।
मोहादारभ्यते कर्म यत्तत्तामसमुच्यते ।।२५।।

جو عمل بالآخر ختم ہونے والا ہے۔تشدد کی اہمیت کو نظر انداز کر کے صرف فریفتگی کے زیر اثر شروع کیا جاتا ہے۔وہ عمل ملکات مذموم والا کہا گیا ہے۔ظاہر ہے۔یہ عمل شریعت کا معینہ عمل نہیں

ہے۔اس کی جگہ پر گم گشتگی ہے۔اب دیکھیں کارکن کی پہچان۔

मुक्तसङ्गोऽनहंवादी धृत्युत्साहसमन्वितः ।
सिद्ध्यसिद्ध्योर्निर्विकारः कर्ता सात्त्विक उच्यते ।।२६।।

جو کارکن صحبت اثر سے بچ کر غرور کی باتیں نہ بولنے والا، صبر اور حوصلہ کا حامل ہو کر کام کے پورا ہونے یا نہ ہونے کی حالت میں خوشی اور غم وغیرہ کے عیوب سے پوری طرح مبرا ہو کر عمل میں شب و روز لگا ہے۔ وہ کارکن صالح کہا جاتا ہے۔ یہی اعلیٰ ریاضت کش کی پہچان ہے۔ عمل وہی ہے معینہ عمل۔

रागी कर्मफलप्रेप्सुर्लुब्धो हिंसात्मकोऽशुचिः ।
हर्षशोकान्वितः कर्ता राजसः परिकीर्तितः ।।२७।।

رغبت سے مزین، اعمال کے ثمرہ کو چاہنے والا، لالچی، ارواح کو تکلیف پہنچانے والا، ناپاک اور خوشی و رنج سے جو ملوث ہے۔ وہ کارکن ملکات ردیہ والا کہا گیا ہے۔

अयुक्तः प्राकृतः स्तब्धः शठो नैष्कृतिकोऽलसः ।
विषादी दीर्घसूत्री च कर्ता तामस उच्यते ।।२८।।

جو شوخ مزاج، بدسلوک گھمنڈی دھوکے باز جو دوسرے کے کاموں میں خلل پہنچانے والا، پژمردہ، کاہل اور تساہل پسند ہے۔ کہ پھر کرلیں گے۔ وہ کارکن ملکات مذموم والا کہا جاتا ہے۔ تساہل پسند عمل کو کل پر ٹالنے والا ہے۔ اگر چہ کرنے کی خواہش اسے بھی رہتی ہے۔ اس طرح کارکن کی پہچان پوری ہوئی۔ اب جوگ کے مالک شری کرشن نے نیا سوال کھڑا کیا۔ عقل، عقیدہ (धारणा) اور سکھ کی پہچان۔

बुद्धेर्भेदं धृतेश्चैव गुणतस्त्रिविधं शृणु ।
प्रोच्यमानमशेषेण पृथक्त्वेन धनञ्जय ।।२९।।

دھننجے! عقل اور قوت عقیدہ کا بھی ان کی صفات کے بنا پر تین طرح کے اقسام پوری طرح باب جز کے ساتھ مجھ سے سن۔

प्रवृत्तिं च निवृत्तिं च कार्याकार्ये भयाभये ।
बन्धं मोक्षं च या वेत्ति बुद्धिः सा पार्थ सात्त्विकी ।।३०।।

پارتھ! رجحان اور گلوخلاصی کو، فریضہ اور غیر فریضہ کو، خوف اور بے خوف کو وہ بندش اور نجات کو جو عقل حسب حقیقت جانتی ہے، وہ عقل صالح ہے یعنی راہ معبود، راہِ آواگمن دونوں کی اچھی طرح جانکاری صالح عقل ہے اور۔

यया धर्ममधर्मं च कार्यं चाकार्यमेव च ।
अयथावत्प्रजानाति बुद्धिः सा पार्थ राजसी ।।३१।।

پارتھ! جس عقل کے ذریعے انسان دین اور بے دینی کو فریضہ اور نا فریضہ کو بھی اسی طرح نہیں جانتا ہے۔ ادھورا جانتا ہے۔ وہ عقل ملکات ردیہ کی حامل ہے۔ اب ملکات مذموم والی عقل کی شکل دیکھیں۔

अधर्मं धर्ममिति या मन्यते तमसावृता ।
सर्वार्थान्विपरीतांश्च बुद्धिः सा पार्थ तामसी ।।३२।।

پارتھ! ملکات مذموم سے پردہ پڑی جو عقل بے دینی کو دین مانتی ہے اور تمام مفادات کے خلاف نظریہ رکھتی ہے، وہ عقل ملکات مذموم کی حامل ہے۔

یہاں شلوک تیس سے بتیس تک عقل کے تین اقسام بتائے گئے پہلی عقل کو کس کام سے نجات پانا ہے۔ کس میں لگ جانا ہے۔ کیا فرض ہے۔ کیا فرض نہیں ہے۔ اس کی اچھی طرح سمجھ رکھتی ہے۔ وہ عقل صالح ہے۔ جو فریضہ اور غیر فریضہ کو ڈھول طور پر جانتی ہے۔ حقیقت سے ناواقف ہے۔ وہ ملکات ردیہ والی عقل ہے۔ اور بے دینی کو دین، فانی کو دائمی فائدہ مند کو نقصان دہ، اس طرح الٹی سمجھ والی عقل ملکات مذموم والی ہے۔ اس طرح عقل کی قسمیں پوری ہوئیں، اب پیش ہے دوسرا سوال دھرت، عقیدت کے تین اقسام۔

धृत्या यया धारयते मनः प्राणेन्द्रियक्रियाः ।
योगेनाव्यभिचारिण्या धृतिः सा पार्थ सात्त्विकी ।।३३।।

'योगेन' جوگ کے طریقِ کار کے ذریعہ 'अव्यभिचारिणी' 'لاشریک' فکر جوگ کے علاوہ دوسرے کسی حرکت کا اثر انداز ہونا نفس پرستی ہے۔ طبیعت کا بہک جانا عیاشی ہے۔ لہٰذا ایسے لاشریک عقیدہ سے انسان من، جان اور حواس کے حرکت کو جو قبول کرتا ہے وہ عقیدہ صالح ہے یعنی من، جان اور حواس کو معبود کی طرف موڑ دینا ہی صالح عقیدت ہے اور۔

यया तु धर्मकामार्थान्धृत्या धारयतेऽर्जुन ।
प्रसङ्गेन फलाकाङ्क्षी धृतिः सा पार्थ राजसी ।।३४।।

اے ارجن! ثمرہ کی خواہش والا انسان بے انتہا رغبت سے جس عقیدہ کے ذریعہ محض دین، دولت اور خواہش کو قبول کرتا ہے (نجات کو نہیں)، وہ عقیدہ ملکات ردیہ کا حامل ہے۔ اس عقیدہ میں بھی مقصد وہی ہے۔ صرف خواہش کرتا ہے۔ جو کچھ کرتا ہے۔ اس کے بدلے میں چاہتا ہے۔ اب ملکات مذموم والے عقیدہ کی پہچان دیکھیں۔

यया स्वप्नं भयं शोकं विषादं मदमेव च ।
न विमुञ्चति दुर्मेधा धृतिः सा पार्थ तामसी ।।३५।।

اے ارجن! بدعقل انسان جس عقیدہ کے ذریعہ نیند (غفلت)، خوف، فکر، تکلیف اور غرور کو بھی (نہیں چھوڑتا، ان سب کو) قبول کیے رہتا ہے، وہ عقیدہ ملکات مذموم والا ہے۔ یہ سوال پورا ہوا، اگلا سوال ہے سکھ۔

सुखं त्विदानीं त्रिविधं शृणु मे भरतर्षभ ।
अभ्यासाद्रमते यत्र दुःखान्तं च निगच्छति ।।३६।।

ارجن! اب سکھ بھی تین طرح کے مجھ سے سن۔ ان میں سے جس سکھ میں ریاضت کش ریاضت میں لگا رہتا ہے۔ یعنی طبیعت کو سمیٹ کر معبود میں لگا رہتا ہے۔ اور جو تکلیفوں کا خاتمہ کرنے والا ہے اور۔

यत्तदग्रे विषमिव परिणामेऽमृतोपमम् ।
तत्सुखं सात्त्विकं प्रोक्तमात्मबुद्धिप्रसादजम् ।।३७।।

مذکورہ بالا سکھ کے وسیلہ کے ابتدائی دور میں اگر چہ زہر کی طرح لگتا ہے (پرہلاد کو دار پر چڑھایا گیا میرا کو زہر ملا، کبیر کہتے ہیں सुखिया सब संसार हे, खाये और सोवे दुखिया दास कबीर है, जागे और रोवे'' لہٰذا شروع میں زہر جیسا محسوس ہوتا ہے) لیکن ثمرہ کی شکل میں آب حیات کی طرح ہے۔ لافانی عنصر کو دلانے والا ہے، لہٰذا باطنی عقل کی برکت سے پیدا ہوا آرام صالح کہا گیا ہے اور۔

विषयेन्द्रियसंयोगाद्यत्तदग्रेऽमृतोपमम् ।
परिणामे विषमिव तत्सुखं राजसं स्मृतम् ।।३८।।

جو سکھ موضوعات اور حواس کے اتفاق سے ہوتا ہے۔ وہ اگر چہ کہ استعمال کے وقت میں آب حیات کی طرح لگتا ہے لیکن انجام میں زہر کی مانند ہے کیونکہ جنم اور موت کی وجہ ہے۔ وہ سکھ ملکات ردیہ کا حامل کہا گیا ہے۔

यदग्रे चानुबन्धे च सुखं मोहनमात्मनः ।
निद्रालस्यप्रमादोत्थं तत्तामसमुदाहृतम् ।।३९।।

جو سکھ عیش کے وقت اور انجام میں بھی روح کو فریفتگی میں ڈالنے والا ہے۔ نیند دنیوی شب تار میں بے ہوش رکھنے والا ہے۔ 'या निशा सर्वभूतानां' کاہلی اور ناکام کوششوں سے پیدا ہوا سکھ ملکات مذموم والا کہا گیا ہے۔ اب جوگ کے مالک شری کرشن صفات کی پہنچ بتاتے ہیں جو سب کے پیچھے لگی ہیں۔

न तदस्ति पृथिव्यां वा दिवि देवेषु वा पुनः ।
सत्त्वं प्रकृतिजैर्मुक्तं यदेभिः स्यात्त्रिभिर्गुणैः ।।४०।।

ارجن ! زمین میں، جنت میں خواہ فرشتوں میں ایسا کوئی بھی جاندار نہیں ہے۔ جو قدرت سے پیدا ہوئی تینوں صفات سے عاری ہوا۔ یعنی برہما سے لیکر حشرات الارض تک یہ دنیا لمحاتی، مرنے جینے والی ہے۔ تینوں صفات کے تحت ہے، یعنی فرشتہ بھی تینوں صفات کا عیب ہے۔

فانی ہے۔

یہاں باہری فرشتوں کو جوگ کے مالک نے چوتھی بار چھوا، باب سات، نو، سترہ اور یہاں اٹھارہویں باب میں ان سب کا ایک ہی مطلب ہے کہ فرشتہ تینوں صفات کے تحت ہیں۔ جوان کی عبادت کرتا ہے۔ فانی کی عبادت کرتا ہے۔

بھاگود کی دوسری فصل کے تیسرے باب میں ولی شوک، اور پرچھت کا مشہور بیان ہے۔ جس میں نصیحت دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ عورت مرد میں محبت کیلئے شنکر پاروتی کی صحت یابی کیلئے اشونی کماروں کی، فتح کیلئے اندر کی اور دولت کیلئے وشوؤں کی عبادت کریں اسی طرح مختلف خواہشات کا ذکر کرآخر میں فیصلہ دیتے ہیں کہ تمام خواہشات کو پورا کرنے اور نجات کیلئے تو واحد معبود کی عبادت کرنی چاہئے۔"तुलसी मूलहिं सींचिए, फूलइ फलई अघाई" لہٰذا ہر جگہ جلوہ گر معبود کی یاد کریں۔ جس کو حاصل کرنے کیلئے مرشد کی پناہ، بلا چھل کپٹ والے خیال سے سوال اور خدمت واحد طریقہ ہے۔

دنیوی اور روحانی دولت باطن کے دو خصائل ہیں۔ جس میں روحانی دولت اعلیٰ معبود روح مطلق کا دیدار کراتی ہے۔ لہٰذا روحانی کہی جاتی ہے۔ لیکن یہ تینوں صفات کے ہی تحت ہیں۔ صفات کے خاتمہ کے بعد ان کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس خود مطمئن جوگی کیلئے کوئی بھی فرض باقی نہیں رہ جاتا۔

اب پیش ہے پیچھے سے شروع کیا گیا سوال رنگ و نسل کی امتیاز (वर्ण व्यवस्था) نسل و پیدائش سے تعلق رکھنے والی ہے یا کاموں کے حساب سے پائی جانے والی باطنی صلاحیت کا نام ہے۔ اس پر نظر ڈالیں۔

ब्राह्मणक्षत्रियविशां शूद्राणां च परंतप ।
कर्माणि प्रविभक्तानि स्वभावप्रभवैर्गुणैः ।।४१।।

اے اعلیٰ ریاضت کش! برہمن، چھتری، ویش اور شدر کے اعمال ان کی خصلت سے

پیدا ہوئی صفات کے ذریعے تقسیم کئے گئے ہیں خصلت میں ملکات فاضلہ ہوگا، تو آپ میں پاکیزگی ہوگی۔ تصور اور مراقبہ کی صلاحیت ہوگی۔ ملکات مذموم ہوگا تو کاہلی، نیند، غرور رہے گا۔ اسی سطح سے آپ سے عمل بھی صادر ہوگا۔ جو صفت متحرک ہے۔ وہی آپ کی نسل (वर्ण) ہے، شکل ہے، اسی طرح نصف صالح اور نصف ملکات ردیہ سے ایک طبقہ چھتری کا ہے اور نصف سے کم ملکات مذموم اور ملکات ردیہ کی زیادتی سے دوسرا طبقہ۔

اس سوال کو جوگ کے مالک شری کرشن نے یہاں چوتھی بار اٹھایا ہے۔ باب دو میں ان چار نسلوں میں سے ایک چھتری نسل کا نام لیا کہ، چھتری کیلئے جنگ سے بہتر کوئی راستہ نہیں ہے۔ تیسرے باب میں انہوں نے کہا کہ: کمزور صفات والے کیلئے بھی اس کی خصلت سے پیدا ہوئی صلاحیت کے مطابق دین میں لگنا، اس میں فنا ہو جانا بھی اعلیٰ افادی ہے۔ دوسروں کی نقل کرنا خوفناک ہے۔ باب چار میں بتایا کہ چار نسلوں (वर्ण) کی تخلیق میں نے کی۔ تو کیا انسان کو چار ذاتوں میں تقسیم کیا؟ فرماتے ہیں: نہیں 'गुणकर्म विभागश' صفات کی صلاحیت سے عمل کو چار زینوں میں بانٹا یہاں خصوصیت ایک پیمانہ ہے، اس کے ذریعہ ماپ کر عمل کرنے کی صلاحیت کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ شری کرشن کے الفاظ میں، عمل غیر مرئی انسان کے اصول کا واحد طریقہ ہے۔ معبود کو حاصل کرنے کا برتاؤ عبادت ہے۔ جس کی شروعات واحد معبود میں عقیدت رکھنے سے ہے۔ غور و فکر کا خاص طریقہ ہے۔ جسے پہلے بتا آئے ہیں۔ اس یگ کے لئے کئے جانے والے عمل کو چار حصوں میں تقسیم کیا اب کیسے سمجھیں کہ ہم میں کون سی صفات ہیں اور کس درجہ کی ہیں؟ اس پر یہاں کہتے ہیں۔

शमो दमस्तपः शौचं क्षान्तिरार्जवमेव च ।
ज्ञानं विज्ञानमास्तिक्यं ब्रह्मकर्म स्वभावजम् ।।४२।।

من پر بندش، نفس کشی، مکمل پاکیزگی، من زبان اور جسم کو معبود کے مطابق ڈھالنا، معافی کا خیال، من، حواس اور جسم کی ہر جانب سے سادگی، خدا پرست عقل یعنی ایک معبود میں سچی

عقیدت، علم یعنی معبود کے علم کی تحریک خصوصی علم یعنی معبود سے ملنے والے احکام کی بیداری اور اس کے مطابق چلنے کی صلاحیت یہ سب خصلت سے پیدا ہوئے برہمن کے اعمال ہیں یعنی جب خصلت میں یہ صلاحیت پائی جائیں۔ عمل مسلسل طور پر خصلت میں ڈھل جائے، تو وہ برہمن درجہ کا ریاضت کش ہے اور۔

शौर्यं तेजो धृतिर्दाक्ष्यं युद्धे चाप्यपलायनम् ।
दानमीश्वरभावश्च क्षात्रं कर्म स्वभावजम् ॥४३॥

بہادری، خدائی نور حاصل ہونا، صبر، فکر میں مہارت یعنی 'कर्मसु कौशलम्' عمل کرنے میں مہارت، دنیوی جنگ سے نہ بھاگنے کی خصلت، صدقہ، یعنی سب کچھ کی سپردگی سارے خیالات کے اوپر مالکانہ خیال یعنی خدائی خیال، یہ سب چھتری کے 'स्वभावजम्' خصلت سے پیدا ہونے والے اعمال ہیں۔ خصلت میں یہ صلاحیتیں پائی جاتی ہیں، تو وہ کارکن چھتری ہے۔ اب پیش ہے ویش اور شدر کی شکل۔

कृषिगौरक्ष्यवाणिज्यं वैश्यकर्म स्वभावजम् ।
परिचर्यात्मकं कर्म शूद्रस्यापि स्वभावजम् ॥४४॥

کھیتی گوکہ (گائے) حفاظت اور تجارت ویش کی خصلت سے پیدا ہونے والے اعمال ہیں، گوکہ پرورش ہی کیوں؟ بھینس کو مار ڈالیں؟ بکری نہ رکھیں؟ ایسا کچھ نہیں ہے۔ قرون ماضی (वेद के वक़्त के) کے ادب میں 'گو' لفظ، باطن اور حواس کیلئے مروجہ تھا، 'گو' کہ پرورش کا معنی ہے۔ حواس کی حفاظت عرفان، بیراگ، سرکوبی، نفس کشی کے ذریعہ حواس محفوظ ہوتے ہیں، خواہش، غصہ، لالچ، فریفتگی کے ذریعہ یہ بٹ جاتے ہیں۔ کمتر ہو جاتے ہیں۔ روحانی دولت ہی ہمیشہ مستقل دولت ہے۔ یہ خود کی دولت ہے، جو ایک بار ساتھ ہو جانے پر ہمیشہ ساتھ دیتی ہے۔ دنیوی وبالوں کے درمیان سے ان کا رفتہ رفتہ فراہم کرنا روزگار ہے 'विद्या धनम् सर्वधनम् प्रधानम्' علم کی دولت ساری دولتوں میں عظیم ہے، اسے حاصل کرنا تجارت ہے) جسم ہی ایک

کھیت ہے اس کے اندر بویا گیا تخم تاثرات(संस्कार) کی شکل میں بھلا برا پیدا ہوتا ہے۔ ارجن! اس بے غرض عمل میں تخم یعنی ابتداء کا خاتمہ نہیں ہوتا (ان میں سے عمل کے اس تیسرے درجہ میں عمل میں یعنی فکر معبود معینہ عمل) اعلیٰ عنصر کے تصور کا جو تخم اس کھیت میں پڑا ہے۔ اسے محفوظ رکھتے ہوئے اس میں آنے والے نسلی عیوب کا ازالہ کرتے جانا کھیتی ہے۔

कृषि निवारहिं चतुर किसाना।
जिमि बुध तजहिं मोह मद माना।। (मानस ४/१४/८)

اس طرح حواس کی حفاظت اور دنیوی وبالوں سے روحانی دولت کا فراہم کرنا اور اس کھیت میں عنصر اعلیٰ کے غور و فکر میں اضافہ ویشی درجہ کا عمل ہے۔

شری کرشن کے مطابق 'यज्ञशिष्टाशिन:' تکملہ دور میں یگ جس چیز کو عطا کرتا ہے وہ ہے۔ اعلیٰ ترین معبود اس کا لطف اٹھانے والے عارف حضرات سارے گناہوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کی رفتہ رفتہ غور و فکر کر کے عمل سے تخم ریزی ہوتی ہے۔ اسی تخم کی حفاظت کھیتی ہے۔ وید کے وقت کے شریعتوں میں اناج کا مطلب ہے۔ روح: وہ روح مطلق ہی واحد خوراک ہے۔ اناج ہے غور و فکر کے تکملہ دور میں یہ روح پورے طور پر آسودہ ہو جاتی ہے۔ پھر کبھی غیر آسودگی نہیں ہوتی۔ آواگمن کی گرفت میں نہیں آتی۔ اس اناج کے تخم کو اگاتے ہوئے آگے بڑھانا کھیتی ہے۔

اپنے سے بالاتر حالت والے، مقام یافتہ مرشد حضرات کی خدمت کرنا۔ شدر کی خصلت سے پیدا ہونے والا عمل ہے شدر کا مطلب نیچ نہیں بلکہ کم علم ہے۔ نچلے درجہ کا ریاضت کش ہی شدر ہے۔ ابتدائی درجہ کا وہ ریاضت کش خدمت گزاری سے ہی عمل کی شروعات کرے۔ رفتہ رفتہ خدمت سے اس کے دل میں ان تاثرات (संस्कारों) کی پیدائش ہوگی اور بتدریج چل کر وہ ویشی، چھتری اور برہمن تک کی دوری طے کر کے، نسلوں (वर्णों) کو بھی پار کر کے معبود سے تعلق قائم کرے گا۔ خصلت قابل تبدیل ہے۔ خصلت کی تبدیلی کے ساتھ نسل تبدیل ہو جاتی ہے دراصل یہ نسلوں کے بہترین، بہتر، اوسط اور کمتر چار حالات ہیں۔ راہ عمل پر چلنے والے

ریاضت کشوں کے اونچے نیچے چار زینے ہیں۔ کیونکہ عمل ایک ہی ہے معینہ عمل شری کرشن کہتے ہیں کہ اعلیٰ کامیابی کے حصول کا یہی ایک راستہ ہے کہ خصلت میں جیسی صلاحیت ہے، وہیں سے شروع کریں۔ اس کو دیکھیں۔

स्वे स्वे कर्मण्यभिरतः संसिद्धिं लभते नरः ।
स्वकर्मनिरतः सिद्धिं यथा विन्दति तच्छृणु ॥४५॥

اپنی اپنی خصلت میں پائی جانے والی صلاحیت کے مطابق عمل میں لگا ہوا انسان 'संसिद्धिम्' معبود سے تعلق بنانے والی اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرتا ہے۔ پہلے بھی فرما چکے ہیں۔ اس عمل کو کر کے تو اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرے گا۔ کون سا عمل کرے؟ ارجن تو شریعت کے طریقہ سے معینہ عمل! یگ کے لئے عمل کر اب اپنے عمل کرنے کی صلاحیت کے مطابق عمل میں لگا ہوا انسان اعلیٰ کامیابی کو کس طرح حاصل کرتا ہے۔ وہ طریقہ تو مجھ سے سن! غور فرمائیں۔

यतः प्रवृत्तिर्भूतानां येन सर्वमिदं ततम् ।
स्वकर्मणा तमभ्यर्च्य सिद्धिं विन्दति मानवः ॥४६॥

جس معبود سے سارے جانداروں کی تخلیق ہوئی، جس سے یہ ساری دنیا جاری وساری ہے۔ اس رب العالمین کی 'स्वकर्मणा' اپنی خصلت سے پیدا ہوئے عمل کے ذریعہ عبادت کر انسان اعلیٰ کامیابی حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا معبود کا خیال اور معبود کی ہی سراپا عبادت اور بتسلسل بڑھنا ضروری ہے۔ جیسے کوئی بڑی درجہ میں بیٹھ جائے۔ تو چھوٹا درجہ بھی کھودے گا اور بڑا تو ملے گا ہی نہیں۔ لہٰذا اس راہ عمل پر زینہ بہ زینہ آگے بڑھنے کا طریقہ ہے۔ جیسے باب (۶/۱۸) میں اسی پر پھر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کم علم ہی کیوں نہ ہوں۔ وہیں سے ابتدا کریں۔ وہ طریقہ ہے معبود کیلئے وقف ہو جانا۔

श्रेयान्स्वधर्मो विगुणः परधर्मात्स्वनुष्ठितात् ।
स्वभावनियतं कर्म कुर्वन्नाप्नोति किल्बिषम् ॥४७॥

اچھی طرح عزم کے ساتھ شروع کئے ہوئے دوسرے کے دین سے بلا خاصیت والا بھی فرض منصبی اعلیٰ افادی ہے(स्वभावनियतम्) خصلت کے مطابق مقرر کیا ہوا عمل کرتا ہوا انسان گناہ یعنی آواگون کو حاصل نہیں ہوتا، عام طور سے ریاضت کشوں کو وحشت ہونے لگتی ہے کہ ہم خدمت کرتے ہی رہیں گے، وہ تو مراقب ہیں، اچھی صفات کی وجہ سے اُن کی قدر و منزلت ہے، فوراً وہ نقل کرنے لگتے ہیں، شری کرشن کے مطابق نقل یا حسد سے کچھ حاصل ہوگا نہیں اپنی خصلت سے عمل کرنے کی صلاحیت کے مطابق عمل کر کے ہی کوئی اعلیٰ کامیابی حاصل کرتا ہے، ترک کر کے نہیں۔

सहजं कर्म कौन्तेय सदोषमपि न त्यजेत् ।
सर्वारम्भा हि दोषेण धुमेनाग्निरिवावृताः ॥४८॥

کون تے۔عیب دار (کم علم کی حالت والا ہے تو ثابت ہے کہ ابھی عیوب کی زیادتی ہے۔ایسا عیب دار بھی)(सहजंकर्म) خصلت سے پیدا ہوئے فطری عمل کو ترک نہیں کرنا چاہئے کیوں دھوئیں سے مزین آگ کی طرح سارے اعمال کسی نہ کسی عیب سے ڈھکے ہیں۔ برہمن درجہ میں صحیح، عمل تو کرنا پڑ رہا ہے، جب تک مقام نہیں ملا، تب تک عیب موجود ہیں، دنیوی پردہ موجود ہیں، عیوب کا خاتمہ وہاں ہوگا، جہاں برہمن درجہ کا عمل بھی معبود میں داخل ہونے کے ساتھ تحلیل ہو جاتا ہے۔اُس حاصل کرنے والے کی پہچان کیا ہے؟ جہاں اعمال سے واسطہ نہیں رہ جاتا؟

असक्तबुद्धिः सर्वत्र जितात्मा विगतस्पृहः ।
नैष्कर्म्यसिद्धिं परमां संन्यासेनाधिगच्छति ॥४९॥

ہر جگہ لگاؤ سے خالی عاقل، خواہشات سے پوری طرح مبرا، باطن پر قابو رکھنے والا انسان 'संनयासिनाम्' سب کچھ کے وقف کی حالت میں اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کو حاصل کرتا ہے یہاں ترکِ دنیا اور اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی مترادف ہیں۔یہاں راہِ علم کا جوگی (सांख्य

योगी) وہیں پہنچتا ہے، جہاں کہ بے غرض عملی جوگی یہ کامیابی دونوں طرح کے جوگیوں کے لئے برابر ہے۔ اب اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کو حاصل کرنے والا انسان جس طرح معبود کو حاصل کرتا ہے، اس کی مختصر میں عکاسی کرتے ہیں۔

सिद्धिं प्राप्तो यथा ब्रह्म तथाप्नोति निबोध मे ।
समासेनैव कौन्तेय निष्ठा ज्ञानस्य या परा ।।५०।।

کون تے! جو علم کی ماورا عقیدت ہے، انتہا ہے، اُس اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرنے والا انسان جس طرح بھگوان سے نسبت بناتا ہے، اُس طریقہ کو تو مجھ سے مختصر میں سمجھ، پیش کردہ شلوک میں وہی طریقے بتا رہے ہیں، غور و فکر فرمائیں۔

बुद्ध्या विशुद्धया युक्तो धृत्यात्मानं नियम्य च ।
शब्दादीन्विषयांस्त्यक्त्वा रागद्वेषौ व्युदस्य च ।।५१।।
विविक्तसेवी लघ्वाशी यतवाक्कायमानसः ।
ध्यानयोगपरो नित्यं वैराग्य समुपाश्रितः ।।५२।।

ارجن! خاص طور سے عقل سلیم کا حامل تنہائی اور متبرکات سے مزین ریاضت میں ضرورت کے مطابق خوراک لینے والا، من، زبان اور جسم پر قابو یافتہ، مستحکم بیراگ کی منزل پر قائم انسان مسلسل تصور و جوگ کا حامل اور ایسے عقیدہ سے مزین یعنی اِن سب پر ثابت قدم اور باطن کو قابو میں کر کے لفظی موضوعات وغیرہ کو ترک کر حسد و عداوت کو ختم کر کے اور۔

अहंकारं बलं दर्पं कामं क्रोधं परिग्रहम् ।
विमुच्य निर्ममः शान्तो ब्रह्मभूयाय कल्पते ।।५३।।

تکبر، طاقت غرور خواہش، غصہ، خارجی چیزوں اور اندرونی فکر مندی کو ترک کر سبقت سے عاری باطنی سکون والا انسان اعلیٰ معبود کے ساتھ نسبت بنانے کے قابل ہوتا ہے آگے نظر ڈالیں۔

ब्रह्मभूतः प्रसन्नात्मा न शोचति न काङ्क्षति ।
समः सर्वेषु भूतेषु मद्भक्तिं लभते पराम् ।।५४।।

معبود کے ساتھ یکتائی کی صلاحیت رکھنے والا وہ خوش مزاج انسان نہ تو کسی چیز کے لئے کرتا ہے اور نہ کسی کی خواہش ہی کرتا ہے۔ سارے جانداروں میں مساوی ہوا، وہ عقیدت کی انتہا پر ہے۔ عقیدت اپنا ثمرہ دینے کی حالت میں ہے، جہاں بھگوان کے ساتھ نسبت ملتی ہے۔ اب

भक्त्या मामभिजानाति यावान्यश्चास्मि तत्त्वतः ।

ततो मां तत्त्वमो ज्ञात्वा विशते तदन्तरम् ॥५५॥

وہ مجھے اِس ماورا عقیدت کے ذریعہ عنصر کے ساتھ اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ عنصر ہے کیا؟ میں جو ہوں اور جس اثر والا ہوں، ابدی، لافانی، دائمی جن ماورائی خصوصیات والا ہوں۔ اُسے جانتا ہے اور مجھے عنصر سے جان کر اُسی وقت مجھ میں داخل ہو جاتا ہے، دور حصول میں تو معبود دکھائی پڑتے ہیں اور حصول کے ٹھیک بعد اُسی وقت وہ اپنی ہی ذات کو اُن خدائی خصوصیات سے مزین پاتا ہے کہ روح ہی ابدی، لافانی، دائمی، غیر مرئی اور برحق ہے۔

دوسرے باب میں جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا تھا کہ۔ روح ہی صادق (حق) ہے، ابدی ہے، غیر مرئی اور لافانی ہے، لیکن اِن شوکتوں سے مزین روح کو محض حق شناس انسانوں نے دیکھا اب وہاں سوال فطری تھا کہ، درحقیقت حق شناسی ہے کیا؟ بہت سے لوگ پانچ عناصر، پچیس عناصر کا عقلی شمار کرنے لگتے ہیں، لیکن اِس پر شری کرشن نے یہاں اٹھارہویں باب میں فیصلہ دیا کہ، عنصر اعلیٰ ہے روح مطلق عنصر اعلیٰ جو اسے جانتا ہے وہی رمز شناس ہے اب اگر آپ کو عنصر کی چاہت ہے، روح مطلق کی چاہت ہے، تو یادِ الٰہی اور غور و فکر ضروری ہے۔

یہاں شلوک انچاس سے پچپن تک جوگ کے مالک شری کرشن نے صاف کیا کہ، راہِ ترکِ دنیا میں بھی عمل کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ संन्यासेन ترک دنیا کے ذریعہ (یعنی علمی جوگ کے ذریعہ) عمل کرتے کرتے خواہشات سے عاری، بلا لگاؤ کے اور قابو یافتہ طاہر باطن والا انسان جس طرح بے غرض عمل کی اعلیٰ کامیابی کو حاصل کرتا ہے، اُسے مختصر میں بیان کروں گا، تکبر طاقت غرور، خواہش، غصہ، فریفتگی وغیرہ دنیاداری میں گرانے والے عیوب جب پوری طرح ختم

ہوجاتے ہیں، اور عرفان، بیراگ، سرکوبی، نفس کشی، یکسوئی، تصور وغیرہ معبود سے نسبت دلانے والی صلاحیتیں جب پوری طرح پختہ ہوجاتی ہیں، اُس وقت وہ معبود کو جاننے کے قابل ہوتا ہے، اُس صلاحیت کا نام ہی ماورائی عقیدت ہے، اِسی صلاحیت کے ذریعہ وہ عنصر کو جانتا ہے عنصر ہے کیا؟ مجھے جانتا ہے؟ معبود حقیقت میں جو ہے، جن شوکتوں والا ہے، اُسے جانتا ہے اور مجھے جان کر اُسی وقت میرے مقام پر فائز ہوجاتا ہے یعنی معبود عنصر، رب، روح مطلق اور روح ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ ایک کی جانکاری کے ساتھ ہی اِن سب کی جانکاری ہوجاتی ہے یہی اعلیٰ کامیابی، اعلیٰ نجات اور اعلیٰ مقام بھی ہے۔

لٰہذا گیتا کا اٹل ارادہ ہے کہ ترک دنیا اور بے غرض عملی جوگ دونوں ہی حالات میں اعلیٰ بے غرض عمل کی کامیابی کو حاصل کرنے کیلئے معینہ عمل (غور وفکر) ضروری ہے۔

اب تک تو زاہد کے لئے یاد اور غور وفکر پر زور دیا اور اب خودسپردگی کی بات کہہ کر اُسی بات کو بے غرض عملی جوگی کے لئے بھی کہتے ہیں۔

सर्वकर्माण्यपि सदा कुर्वाणो मद्व्यपाश्रयः ।
मत्प्रसादादवाप्नोति शाश्वतं पदमव्ययम् ॥५६॥

خاص طور پر میری پناہ میں آیا ہوا انسان سارے اعمال کو مسلسل طور پر کرتا ہوا، ذرا سی بھی خامی نہ رکھتے ہوئے عمل کرتا ہوا میرے رحم وکرم سے دائمی، لافانی اعلیٰ مقام کو حاصل کرتا ہے۔ عمل وہی ہے۔ معینہ عمل، یگ کا طریق کار مکمل جوگ کے مالک مرشد کی پناہ میں ریاضت کش ان کے رحم وکرم سے جلد ہی حاصل کرلیتا ہے۔ لٰہذا اُسے حاصل کرنے کیلئے خودسپردگی ضروری ہے۔

चेतसा सर्वकर्माणि मयि संन्यस्य मत्परः ।
बुद्धियोगमुपाश्रित्य मच्चित्तः सततं भव ॥५७॥

لٰہذا ارجن! سارے اعمال کو (جتنا کچھ تجھ سے بن پڑتا ہے) من سے مجھے سپرد کر کے،

اپنے بھروسے نہیں بلکہ مجھے سپرد کر کے، میرا حامل ہو کر عقلی جوگ یعنی جوگ کی سمجھ کا سہارا لیکر لگاتار مجھ میں طبیعت کو لگا جوگ ایک ہی ہے، جو پوری طرح تکلیفوں کا خاتمہ کرنے والا اور عنصر اعلیٰ معبود سے نسبت دلانے والا ہے۔ اُس کا طریقہ بھی ایک ہی ہے یگ کے طریق کار جو من اور حواس کے احتیاط، تنفس اور تصور وغیرہ پر منحصر ہے۔ جس کا نتیجہ بھی ایک ہی ہے (यान्ति ब्रहा सनातनम्)(ابدی معبود سے نسبت اِسی پر آگے کہتے ہیں۔

मच्चित्तः सर्वदुर्गाणि मत्प्रसादात्तरिष्यसि ।
अथ चेत्त्वमहंकारान्न श्रोष्यसि विनङ्क्ष्यसि ।।५८।।

اِس طرح مسلسل طور پر طبیعت کو لگانے والا ہو کر تو میری عنایت سے من اور حواس کے سارے قلعوں پر اپنے آپ فتح حاصل کرے گا۔

"इन्द्रिन्ह दुार झरोखा नाना, तँह तँह सुर बैठे करि थाना।
आवत देखहिं विषय बयारी ते हठि देहिं कपाट उघारी।।"

یہ ہی اسیر الفتح قلعے ہیں، میری مہربانی سے تو اِن دقتوں کو پار کر جائے گا، لیکن اگر غرور کی وجہ سے میرے قول کو نہیں سنے گا تو برباد ہو جائے گا، راہِ حق سے بھٹک جائے گا پھر اِسی پر زور دیتے ہیں۔

यदहंकारमाश्रित्य न योत्स्य इति मन्यसे ।
मिथ्यैष व्यवसायस्ते प्रकृतिस्त्वां नियोक्ष्यति ।।५९।।

جو تو تکبر کا سہارا لے کر ایسا مانتا ہے کہ جنگ نہیں کروں گا، تو یہ تیرا فیصلہ جھوٹا ہے، کیوں کہ تیری خصلت تجھے زبردستی جنگ میں لگا دے گی۔

स्वभावजेन कौन्तेय निबद्धः स्वेन कर्मणा ।
कर्तुं नेच्छसि यन्मोहात् करिष्यस्यवशोऽपि तत् ।।६०।।

کون تے! موہ کی گرفت میں تو جس عمل کو نہیں کرنا چاہتا، اس کو بھی اپنی خصلت سے پیدا ہوئے عمل سے بندھا ہوا مجبور ہو کر کرے گا۔ دنیوی جنگ سے نہ بھاگنے کی تیری چھتری درجہ

کی خصلت تجھے نہ چاہتے ہوئے بھی عمل میں لگا دے گی،سوال پورا ہوا،اب وہ معبود رہتا کہاں ہے؟اِس پر فرماتے ہیں۔

ईश्वरः सर्वभूतानां हृद्देशेऽर्जुन तिष्ठति ।
भ्रामयन्सर्वभूतानि यन्त्रारूढानि मायया ।।६१।।

ارجن! وہ معبود دنیا کے سارے جانداروں کے دل کی دنیا میں مقام کرتا ہے،اتنا قریب ہے تو لوگ جانتے کیوں نہیں؟دنیوی فطرت کی تمثیل مشین پر سوار ہوکر سب لوگ فریفتہ ہوکر چکر لگاتے ہی رہتے ہیں،لہٰذا نہیں جانتے۔یہ مشین بہت خلل انداز ہے،جو بار بار فانی اجسام میں گھماتی رہتی ہے تو پناہ کس کی لیں؟

तमेव शरणं गच्छ सर्वभावेन भारत ।
तत्प्रसादात्परां शान्तिं स्थानं प्राप्स्यसि शाश्वतम् ।।६२।।

لہٰذا اے بھارت! پورے خلوص کے ساتھ اُس معبود کی (جو دل کی دنیا میں موجود ہے)لاشریک پناہ کو حاصل کر۔اُن کے رحم و کرم سے تو اعلیٰ سکون،دائمی اعلیٰ مقام کو حاصل کرے گا،لہٰذا تصور کرنا ہے تو دل کی دنیا میں کرلے یہ جانتے ہوئے بھی مندر،مسجد،چرچ،یا کہیں دوسری جگہ تلاش کرنا وقت برباد کرنا ہے،ہاں جانکاری نہیں ہے تب تک فطری امر ہے معبود کا مقام دل ہے بھاگود (चतु:श्लोकी गीता)(بھاگود پران کے چار شلوکوں میں بھاگود پران کا مکمل مفہوم ہے جسے چتو شلوکی گیتا کہتے ہیں) کا مغز سخن بھی یہی ہے کہ ویسے تو میں ہر جگہ موجود ہوں، لیکن ملتا تو ہوں،دل کی دنیا میں تصور کرنے سے ہی۔

इति ते ज्ञानमाख्यातं गुह्याद् गुह्यतरं मया ।
विमृश्यैतदशेषेण यथेच्छसि तथा कुरु ।।६३।।

اِس طرح صرف اتنا ہی پوشیدہ سے بھی بے انتہا پوشیدہ علم میں نے تجھے بتایا ہے۔اس طریقہ سے مکمل طور سے سوچ کر،پھر تو جیسا چاہتا ہے،ویسا کر!حقیقت یہی ہے،تحقیق کا مقام یہی ہے،حصول

کی جگہ یہی ہے۔لیکن دل کے اندر موجود معبود دکھائی نہیں دیتا،اِس پر طریقہ بتاتے ہیں۔

सर्वगुह्यतमं भूयः शृणु मे परमं वचः ।
इष्टोऽसि मे दृढमिति ततो वक्ष्यामि ते हितम् ।।६४।।

ارجن! تمام پوشیدہ سے بھی بے حد پوشیدہ میرے راز بھرے قول کو تو پھر بھی سُن (کہا ہے،لیکن پھر بھی سُن ،ریاضت کش کیلئے معبود ہمیشہ کھڑے رہتے ہیں) کیوں کہ تو میرا بے حد محبوب ہے،لہٰذا اعلیٰ افادی قول مَیں تیر لئے پھر بھی کہوں گا۔وہ ہے کیا؟

मन्मना भव मद्भक्तो मद्याजी मां नमस्कुरु ।
मामेवैष्यसि सत्यं ते प्रतिजाने प्रियोऽसि मे ।।६५।।

ارجن! تو مجھ سے ہی پورے خلوص کے ساتھ دل لگانے والا بن،میرا لاشریک بندہ بن،میرے متعلق پوری عقیدت والا ہو(میری سپردگی میں اشکِ رواں ہونے لگیں) میری ہی بندگی کر۔ایسا کرنے سے تو مجھے ہی حاصل کرے گا۔یہ میں تیرے لئے سچائی کے عہد کے ساتھ کہتا ہوں،کیوں کہ تو میرا بے انتہا محبوب ہے۔پہلے بتایا کہ معبود دل کی دنیا میں موجود ہے۔اُس کی پناہ میں جا،یہاں کہتے ہیں میری پناہ میں آ۔یہ بے حد پوشیدہ راز سے بھرا قول سن کہ میری پناہ میں آ۔در حقیقت جوگ کے مالک شری کرشن کہنا کیا چاہتے ہیں؟یہی کہ ریاضت کش کیلئے مرشد کی پناہ بے حد ضروری ہے۔شری کرشن مکمل جوگ کے مالک تھے۔اب سپردگی کا طریقہ بتاتے ہیں۔

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज ।
अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः ।।६६।।

تمام فرائض کو ترک کر(یعنی میں برہمن درجہ کا کارکن ہوں یا شُدر درجہ کا،چھتری ہوں یا ویشی۔اِس خیال کو ترک کر) صرف ایک میری لاشریک پناہ کو حاصل کر۔میں تجھے تمام گناہوں سے نجات دلا دوں گا۔تو غم مت کر۔

اِن سارے برہمن،چھتری وغیرہ نسلوں (वर्णों) کا خیال نہ کر(کہ اِس عملی راہ میں کس سطح

کا ہوں) جو لاشریک خیال سے پورے خلوص کے ساتھ پناہ میں ہو جاتا ہے، سوا معبود کے دوسرے کسی کو نہیں دیکھتا، دھیرے دھیرے اُس کے درجہ میں بدلاؤ ترقی اور سارے گناہوں سے نجات کی ذمہ داری ومطلوب مرشد خود بخود اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں۔

ہر ایک عظیم انسان نے یہی کہا۔ شریعت جب قلم بند ہوتی ہے تو لگتا ہے کہ یہ سب کے لئے ہے، لیکن ہے در حقیقت عقیدت مند کے لئے ہی ارجن اہل تھا، لہٰذا اُس سے زور دے کر کہا۔ اب جوگ کے مالک خود فیصلہ دیتے ہیں کہ اِس کے اہل کون ہیں؟

इदं ते नातपस्काय नाभक्ताय कदाचन ।
न चाशुश्रूषवे वाच्यं न च मां योऽभ्यसूयति ।।६७।।

ارجن! اِس طرح تیری بھلائی کیلئے بیان کی گئی اِس گیتا کی نصیحت کو کسی دور میں غلطی سے بھی نہ تو ریاضت سے خالی انسان کے متعلق کہنا چاہئے۔ نہ عقیدت سے عاری انسان سے ہی کہنی چاہئے۔ نہ سننے کی خواہش نہ رکھنے والے سے کہنی چاہئے۔ اور جو میری عیب جوئی کرتا ہے۔ یہ عیب ہے، وہ عیب ہے۔ اِس طرح جھوٹی نکتہ چینی کرتا ہے، اُس کے متعلق بھی نہیں کہنی چاہئے۔ عظیم انسان ہی تو تھے جن کے سامنے حمد وستائش کرنے والوں کے ساتھ ساتھ چند مذمت کرنے والے بھی لوگ رہے ہوں گے۔ اِن سے تو نہیں کہنا چاہئے لیکن سوال فطری ہے کہ کہا کس سے جائے؟ اِس پر دیکھیں۔

य इमं परमं गुह्यं मद्भक्तेष्वभिधास्यति ।
भक्तिं मयि परां कृत्वा मामेवैष्यत्यसंशयः ।।६८।।

جو انسان میری ماورا عقیدت کو حاصل کر اِس بے حد راز بھری گیتا کی نصیحت کو میرے بندوں تک پہنچائے گا، وہ عقیدت مند بلاشبہ مجھے ہی حاصل کرے گا کیونکہ جو سُن لے گا، نصیحت کو اچھی طرح سُن کر دل میں بسا لے گا تو اُس پر چلے گا اور نجات حاصل کرے گا۔ اب اُس ناصح کیلئے کہتے ہیں کہ

न च तस्मान्मनुष्येषु कश्चिन्मे प्रियकृत्तमः ।
भविता न च मे तस्मादन्यः प्रियतरो भुवि ।।६९।।

نہ تو اُس سے بڑھ کر میرا بے حد محبوب کام کرنے والا انسانوں میں کوئی ہے اور نہ اُس سے بڑھ کر میرا بے حد عزیز اِس زمین پر دوسرا کوئی ہوگا، کس سے بڑھ کر بے حد محبوب؟ جو میرے بندوں میں میری نصیحت دے گا، اُن کو اُدھر اُس راستہ پر چلائے گا، کیونکہ بھلائی کا یہی واحد مخرج ہے، شاہی راستہ ہے، اب دیکھیں مطالعہ۔

अध्येष्यते च य इमं धर्म्यं संवादमावयोः ।
ज्ञानयज्ञेन तेनाहमिष्टः स्यामिति मे मतिः ।।७०।।

جو انسان ہم دونوں کے دینی مکالمہ کا (अध्येष्यते) اچھی طرح مطالعہ کرے گا۔ اُس کے ذریعہ میں علم کے یگ سے پوجا جاؤں گا یعنی ایسا یگ جس کا ثمرہ علم ہے، جس کی شکل پہلے بتائی گئی ہے، جس کا مطلب ہے بدیہی دیدار کے ساتھ ملنے والی جانکاری، ایسا میرا مضبوط خیال ہے۔

श्रद्धावाननसूयश्च शृणुयादपि यो नरः ।
सोऽपिमुक्तः शुभाँल्लोकान्प्राप्नुयात्पुण्यकर्मणाम् ।।७१।।

جو انسان عقیدت کا حامل اور حسد سے عاری ہو کر صرف سے سنے گا، وہ بھی گناہوں سے آزاد ہوا نیک کام کرنے والوں کے بالاتر عوالم کو حاصل کرنے والوں میں ہوگا، یعنی کرتے ہوئے بھی نجات نہ ملے تو سنا بھر کریں، عظیم دنیا تب بھی ہے، کیونکہ وہ طبیعت میں ان نصیحتوں کو قبول تو کرتا ہے، یہاں سرسٹھ سے اکہتر تک پانچ شلوکوں میں بندہ پرور شری کرشن نے بتایا کہ گیتا کی نصیحت نااہل لوگوں کو نہیں سنانی چاہئے۔ لیکن جو عقیدت مند ہیں اُنہیں ضرور سنانی چاہئے۔ جو سنے گا، وہ بندہ مجھے حاصل کرے گا، کیونکہ بے حد راز بھرے افسانہ کو سُن کر انسان چلنے لگتا ہے جو بندوں کو سنائے گا، اُس سے زیادہ محبوب کہا جانے والا میرا کوئی نہیں ہے۔ جو مطالعہ کرے گا،

اُن کے ذریعہ میں علم کے یگ سے پوجا جاؤں گا! یگ کا ثمرہ ہی علم ہے۔ جو گیتا کے مطابق عمل کرنے میں قاصر ہے، لیکن پوری عقیدت سے محض سنے گا، وہ بھی عوالم صالح کو حاصل کرے گا۔ اِس طرح بندہ نواز شری کرشن نے اِس کے کہنے سننے اور مطالعہ کرنے کا ثمرہ بتایا۔ سوال پورا ہوا، اب آخر میں وہ ارجن سے پوچھتے ہیں کہ۔ کچھ سمجھ میں آیا۔

कच्चिदेतच्छ्रुतं पार्थ त्वयैकाग्रेण चेतसा ।
कच्चिदज्ञानसंमोहः प्रनष्टस्ते धनंजय ।।७२।।

اے پارتھ! کیا تو نے میرا یہ قول یکسوئی کے ساتھ سُنا؟ کیا تیری جہالت سے پیدا ہونے والی فریفتگی ختم ہوئی، اس پر ارجن بولا۔ ارجن بولا

अर्जुन उवाच

नष्टो मोहः स्मृतिर्लब्धा त्वत्प्रसादान्मयाच्युत ।
स्थितोऽस्मि गतसन्देहः करिष्ये वचनं तव ।।७३।।

(अच्युत) (مستقل مزاج) آپ کے رحم وکرم سے میری فریفتگی ختم ہوگئی ہے، میں باہوش ہوگیا ہوں، (جو بصیغۂ راز علم منو نے یادداشت کے سلسلہ سے جاری کیا تھا، اسی کو ارجن نے حاصل کرلیا) اب میں شک وشبہ سے مبرا ہوا قائم ہوں، اور آپ کا تعمیل ارشاد کروں گا جب کہ فوجی معائنہ کے وقت دونوں ہی فوجوں میں اپنے لوگوں کو دیکھ کر ارجن پریشان ہوگیا تھا۔ اُس نے گزارش کی تھی کہ گوبند! اپنے لوگوں کو مار کر میں کس طرح سکون حاصل کرونگا؟ ایسی جنگ سے دائمی، خاندانی فرض ختم ہوجائے گا، پنڈا پارنے کا رواج ختم ہوجائے گا، دوغلہ پیدا ہوگا، ہم لوگ سمجھدار ہوکر بھی گناہ کرنے پر آمادہ ہیں۔ کیوں نہ اِن سے محفوظ رہنے کے لئے طریقہ نکالیں؟ مسلح یہ کورو مجھ جیسے نہتّے کو میدان جنگ میں مار ڈالیں، وہ موت بھی بہتر ہے۔ گوبند میں جنگ نہیں کروں گا۔ کہتا ہوا وہ رتھ کے پچھلے حصے میں بیٹھ گیا۔

اس طرح گیتا میں ارجن نے جوگ کے مالک شری کرشن کے سامنے یکے بعد دیگرے

سوالوں کی جھڑی لگادی۔ جیسے باب ۲/ ۷۔ وہ وسیلہ مجھے بتایئے جس سے مَیں اعلیٰ شرف کی منزل پر پہنچ جاؤں؟ باب ۲/۵۴۔ مستقل مزاج عظیم انسان کے نشانات کیا ہیں؟ باب ۳/ ۱۔ جب آپ کی نظر میں علمی جوگ بہتر ہے تو مجھے خوفناک اعمال میں کیوں لگاتے ہیں۔(باب ۳/ ۳۶) انسان نہ چاہتا ہوا بھی کس کی ترغیب سے گناہ کا برتاؤ کرتا ہے؟ ۴/۴۔ آپ کا جنم اب ہوا ہے اور سورج کا جنم قدیمی ہے، تو پھر میں یہ کیسے مان لوں کہ بدلاؤ (کلپ) کی ابتدا میں اِس جوگ کو آپ نے سورج کے متعلق کہا تھا؟ ۵/ ۱۔ کبھی آپ ترک دنیا کی تعریف کرتے ہیں تو کبھی بے غرض عمل کی، اِن میں سے طے کر کے ایک کو بتایئے تاکہ میں اعلیٰ شرف (اعلیٰ مقام کو حاصل کرلوں؟ باب ۶/ ۳۵۔ من شوخ ہے، پھر کمزور کوششوں والا عقیدت مند انسان آپ کو نہ حاصل کر کے کس بدحالی کو پہنچتا ہے باب ۸/ ۱۔۲ گوبند! جس کا آپ نے بیان کیا، وہ روحِ مطلق کیا ہے؟ وہ روحانیت کیا ہے، مخصوص دیوتا (अधिदैव) مخصوص جاندار (अधिभूत) کیا ہے؟ اس جسم میں مخصوص یگ (अधियज्ञ) کون ہے؟ وہ عمل کیا ہے؟ آخری وقت میں آپ کِس طرح علم میں آتے ہیں؟ ارجن نے سات سوال کھڑے کئے۔ باب ۱۰/ ۱۷ میں ارجن نے تجسس کیا کہ، مسلسل غور وفکر کرتا ہوا میں کن کن خیالوں کے ذریعے آپ کی یاد کروں؟ باب ۱۱/ ۴ میں اس نے گزارش کی کہ، جن شوکتوں کا آپ نے بیان کیا انہیں میں روبرو دیکھنا چاہتا ہوں۔ باب ۱۲/ ۱ جو لا شریک عقیدت سے لگے ہوئے بندے اچھی طرح آپ کی عبادت کرتے ہیں اور دوسرے جو لافانی غیر مرئی کی عبادت کرتے ہیں۔ اِن دونوں میں بہتر جوگ کا عالم کون ہے؟ باب ۱۴/ ۲۱۔ تینوں صفات سے عاری ہوا انسان کِن نشانات سے مزین ہوتا ہے اور انسان کِس طریقہ سے اِن تینوں صفات سے خالی ہوتا ہے؟ ۱۷/ ۱۔ جو انسان مذکورہ بالا شریعت کے طریقہ کو ترک کر لیکن عقیدت کے ساتھ یگ کرتے ہیں، اُن کا کیا انجام ہوتا ہے اور باب ۱۸/ ۱ کہ اے بازوئے عظیم۔ میں ایثار اور ترکِ دنیا کی حقیقی شکل کو الگ الگ جاننا چاہتا ہوں۔

اِس طرح ارجن سوال کرتا گیا (جو وہ نہیں کرسکتا تھا، اُن پوشیدہ رازوں کو بندہ نواز نے

خود آشکارا کیا) اِن کا حل نکلتے ہی وہ سوالات کرنے سے الگ ہوگیا اور بولا کہ گوبند اب میں آپ کے حکم پر عمل کروں گا۔ حقیقت میں یہ سوالات سارے انسانوں کے متعلق ہیں اِن سبھی سوالات کے حل کے بغیر کوئی بھی ریاضت کش راہ شرف میں آگے نہیں بڑھ سکتا لہٰذا مرشد کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے۔ راہِ شرف میں آگے بڑھنے کیلئے پوری گیتا کا سننا بے حد ضروری ہے۔ ارجن کے سوالات کا حل نکل گیا ساتھ ہی جوگ کے مالک شری کرشن کی پاک زبان سے نکلے ہوئے کلام کا اختتام ہوا، اس پر سنجے بولا۔

(''گیارہویں باب میں عظیم انسان کا نظارہ کرا دینے کے بعد جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا تھا کہ۔ ارجن! لاشریک بندگی کے ذریعہ میں اِس طرح دیکھنے کو (جیسا تو نے دیکھا ہے) عنصر سے جاننے اور تعلق بنانے کے لئے سہل الحصول ہوں (باب ۱۱/۵۴) اِس طرح دیدار کرنے والے بدیہی طور پر میرا مقام حاصل کر لیتے ہیں اور یہاں ابھی ارجن سے سوال کرتے ہیں۔ کیا تیری فریفتگی ختم ہوئی؟ ارجن نے جواب دیا کہ۔ میری فریفتگی کم ہوگئی ختم ہوگئی۔ میں اپنے ہوش میں آ گیا ہوں آپ جو فرما رہے ہیں، وہی کروں گا، دیدار کے ساتھ تو ارجن کو نجات حاصل ہو جانی چاہئے تھی۔ دراصل ارجن کو تو جو ہونا تھا، ہو گیا، لیکن شریعت مستقبل میں آنے والی نسلوں کیلئے ہوتی ہے۔ اُس کا استعمال آپ سب کیلئے ہی ہے'') سنجے بولا

संजय उवाच

इत्यहं वासुदेवस्य पार्थस्य च महात्मनः ।
संवादमिममश्रौषमद्भुतं रोमहर्षणम् ।।७४।।

اِس طرح میں نے واسودیو شری کرشن، اور مردِ حق ارجن (ارجن ایک مردِ حق ہے، جوگی ہے، ریاضت کش ہے، نہ کہ کوئی پرتاپی (धनुधर) جو مارنے کیلئے کھڑا ہو۔ لہٰذا مردِ حق ارجن) کے اِس عجیب و غریب لرزہ خیز مکالمہ کو سُنا۔ آپ میں سننے کی صلاحیت کیسے آئی؟ آگے فرماتے ہیں۔

व्यासप्रसादाच्छ्रुतवानेतद्गुह्यमहं परम् ।
योगं योगेश्वरात्कृष्णात्साक्षात्कथयतः स्वयम् ॥७५॥

شری ویاس جی کی مہربانی سے، اُن کی عطا کی ہوئی نظر سے میں نے اس اعلیٰ راز بھرے جوگ کو مجسم کہتے ہوئے خود جوگ کے مالک شری کرشن سے سُنا ہے۔ سنجے شری کرشن کو جوگ کا مالک مانتا ہے جو خود جوگی ہو اور دوسروں کو بھی جوگ عطا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو، وہ جوگ کا مالک ہے۔

राजन्संस्मृत्य संस्मृत्य संवादमिममद्भुतम् ।
केशवार्जुनयोः पुण्यं हृष्यामि च मुहुर्मुहुः ॥७६॥

اے شاہ (دھرت راشٹر) شری کرشن اور ارجن کے اِس اعلیٰ رِفاہی اور حیرت انگیز مکالمہ کو بارہا یاد کر کے میں بار بار خوش ہو رہا ہوں، لہٰذا اِس مکالمہ کو ہمیشہ ذہن میں رکھنا چاہئے اور اِسی یاد سے خوش رہنا چاہئے۔ اب ان کی شکل کو یاد کر سنجے کہتا ہے۔

तच्च संस्मृत्य संस्मृत्य रुपमत्यद्भुतं हरेः ।
विस्मयो मे महान् राजन्हृष्यामि च पुनः पुनः ॥७७॥

اے شاہ! ہری (شری کرشن) کی (جو نیک و بد سبھی کا خاتمہ کر خود باقی رہتے ہیں، اُن ہری کی) بے حد حیرت انگیز شکل کو بار بار یاد کر کے میری طبیعت میں بہت بڑا تعجب ہوتا ہے اور میں بار بار خوش ہوتا ہوں، معبود کی شکل بار بار یاد کرنے کی چیز ہے۔ آخر میں سنجے فیصلہ دیتا ہے۔

यत्र योगेश्वरः कृष्णो यत्र पार्थो धनुर्धरः ।
तत्र श्रीर्विजयो भूतिर्ध्रुवा नीतिर्मतिर्मम ॥७८॥

شاہ! جہاں جوگ کے مالک شری کرشن اور پرتابی (धनुर्धर) ارجن (تصور ہی کمان ہے، حواس کی مضبوطی ہی گانڈیو (ارجن کے دھنش کا نام) ہے۔ یعنی استقامت کیساتھ تصور کرنے والا مردِ حق ارجن ہے وہیں پر، شری، شوکت، विजय کامیابی، جس کے پیچھے شکست نہیں ہے،

خدائی شوکت اور متحرک دنیا میں مستحکم رہنے والی عملی سوچ (नीति) ہے۔ ایسا میرا ماننا ہے۔

آج تو پرتابی ارجن ہے نہیں۔ یہ عملی سوچ، کامیابی کی شوکت تو ارجن تک محدود رہ گئی! وقتی صداقت تھی، یہ تو دواپر میں ہی ختم ہوگئی۔ لیکن ایسی بات نہیں ہے، جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ، میں سب کے دل میں سب کے دل کی دنیا میں موجود رہتا ہوں آپ کے دل میں بھی وہ ہیں۔ عشق ہی ارجن ہے۔ عشق آپ کے باطن کی معبود کے طرف رغبت کا نام ہے۔ اگر ایسا عشق آپ میں ہے تو ہمیشہ حقیقی کامیابی ہے اور استقامت کی حالت دلانے والی عملی سوچ بھی ہمیشہ رہے گی، نہ کہ کبھی تھی، جب تک جاندار رہیں گے، معبود کا مقام ان کی دل کی دنیا میں رہے گا بے قرار روح اُسے حاصل کرنے کی طلب گار ہوگی اور ان میں سے جس کسی کے بھی دل میں اُسے پانے کا عشق اُمڑے گا وہی ارجن کا ہم مرتبہ ہوگا، کیوں کہ عشق ہی ارجن ہے۔ لہٰذا ہر انسان اِس کا طلبگار (امیدوار) بَن سکتا ہے۔

مغز سخن

یہ گیتا کا اختتامی باب ہے۔ شروع میں ہی ارجن کا سوال تھا کہ، بندہ نواز! میں ایثار اور ترکِ دنیا کے فرق اور شکل کو جاننا چاہتا ہوں۔ جوگ کے مالک شری کرشن نے اس بات پر مروجہ چار نظریات کا تذکرہ کیا۔ اِن میں ایک صحیح بھی تھا۔ اس سے ملتا جلتا ہی فیصلہ جوگ کے مالک شری کرشن نے دیا کہ۔ یگ، صدقہ اور ریاضت کسی دور میں ترک کرنے کے قابل نہیں ہیں یہ مفکروں کو بھی پاک کرنے والے ہیں۔ اِن تینوں کو قائم رکھتے ہوئے، اِن کے مخالف عیوب کا ترک کرنا ہی حقیقی ایثار ہے۔ یہ صالح ایثار ہے۔ ثمرہ کی خواہش کے ساتھ ایثار ملکات رذیہ کا ایثار

ہے، اور فریفتگی میں پڑ کر معینہ عمل کو ہی ترک کر دینا ملکات مذموم والا ایثار ہے اور ترک دنیا، ایثار کی ہی اعلیٰ ترین حالت ہے۔ معینہ عمل اور تصور سے مزین سکون صالح ہے۔ حواس اور اُن کے موضوعات کا لطف اٹھانا ملکات ردیہ ہے اور آسودگی عطا کرنے والے اناج کی پیدائش سے خالی تکلیف دہ سکھ ملکاتِ مذموم کا حامل ہے۔

انسانوں کے ذریعہ شریعت کے مطابق یا اُس کے برخلاف کسی کام کے ہونے میں پانچ وسیلے ہیں۔ کارکن (من) الگ الگ وسیلہ (جن کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اگر اچھائی ہاتھ لگتی ہے، تو عرفان، بیراگ، سرکوبی، نفس کشی وسیلہ ہیں۔ نامبارک ہاتھ لگتا ہے تو، خواہش، غصہ، حسد، عدوات وغیرہ وسیلہ ہوں گے) تمام طرح کی خواہشات (خواہشات لامحدود ہیں، سب پوری نہیں ہوسکتیں۔ صرف وہ خواہش پوری ہوتی ہے۔ جس کو بنیاد مل جاتی ہے۔) چوتھی وجہ ہے۔ بنیاد (وسیلہ) اور پانچویں وجہ ہے (दैव) تقدیر یا تب تک اعمال کے تاثرات ہر ایک کام کے ہونے میں یہی پانچ وسیلے ہیں، پھر بھی جو نجات کے شکل والے روحِ مطلق کو کارکن مانتا ہے، وہ جاہل انسان حقیقت کو نہیں جانتا۔ یعنی معبود نہیں کرتے، جب کہ پہلے کہہ آئے ہیں کہ۔ ارجن! تو محض وسیلہ بن کر کھڑا بھر رہ! سب کچھ کرنے والا تو میں ہوں۔ آخر کار اُس عظیم انسان کا مطلب کیا ہے؟

درحقیقت قدرت اور انسان کے درمیان ایک دل کش حدِ کامل ہے۔ جب تک انسان دنیا میں جیتا ہے، تب تک مایا (माया) (فطرت) ترغیب دیتی ہے اور جب وہ اس سے اوپر اٹھ کر وقف معبود کی پناہ میں سپرد ہو جاتا ہے اور وہ مطلوبہ جب دل کی دنیا میں رتھ بان ہو جاتا ہے، پھر معبود کرتے ہیں، ایسی سطح پر ارجن تھا سنجے بھی تھا اور سب کے لئے اس درجہ میں پہنچنے کا اصول ہے لہٰذا یہاں معبود، ترغیب دیتے ہیں، علم کامل عظیم انسان، جاننے کا طریقہ اور جاننے کے قابل روحِ مطلق ان تینوں کے مناسبت سے عمل کی ترغیب ملتی ہے۔ لہٰذا کسی مرشد کامل کی قربت میں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

نسلی تصیف کے سوال کو چوتھی بار لیتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ۔
ضبطِ نفس، من کی سرکوبی، یکسوئی، جسم وزبان اور من کو معبود کی رضا کے مطابق ڈھالنا، خدائی علم کی تحریک، ربانی احکام پر چلنے کی صلاحیت وغیرہ معبود سے نسبت دلانے والی صلاحیتیں برہمن درجہ کے اعمال ہیں، بہادری، پیچھے نہ ہٹنے کی خصلت، سب خیالوں سے اوپر مالکانہ خیال، عمل میں لگنے کی مہارت چھتری درجہ کا عمل ہے۔ حواس کی حفاظت، روحانی دولت کا اضافہ وغیرہ ویشی (वैश्य) درجہ کا عمل ہے اور خدمت گزاری شُدر درجہ کا عمل ہے۔ شدر کا مطلب ہے کم علم۔ ریاضت کش، جو معینہ عمل کے تصور میں دو گھنٹے بیٹھ کر دس منٹ بھی اپنے موافق نہیں پاتا، جسم ضرور بیٹھا ہے، لیکن جس من کو ٹکنا چاہیئے، وہ تو فضا سے باتیں کر رہا ہے۔ ایسے ریاضت کش کا بھلا کیسے ہو؟ اُسے اپنے سے بہتر حالت والوں کی خدمت کرنی چاہیئے یا مرشد کی۔ رفتہ رفتہ اس میں بھی تاثرات (संस्कारों) کی تخلیق ہوگی، رفتار پکڑے گا، لہٰذا اِس کم علم انسان کا عمل خدمت سے ہی شروع ہوگا۔ عمل ایک ہی ہے۔ معینہ عمل، غوروفکر اُس کے کارکن کے چار درجات۔ بہترین، بہتر، اوسط اور کمتر ہی برہمن، چھتری (वैश्य) ویشی اور شُدر ہیں۔ انسان کو نہیں، بلکہ صفات کے وسیلہ سے عمل کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ گیتا کے مطابق نسلیں اتنے میں ہی محدود ہیں۔

عنصر کو صاف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ۔ ارجن! اُس اعلیٰ کامیابی کا طریقہ بیان کروں گا جو علم کی ماوراعقیدت ہے۔ عرفان، بیراگ ضبطِ نفس، جبس دم مسلسل غوروفکر اور تصور کی خصلت، معبود سے نسبت دلانے والی ساری صلاحیتیں جب پختہ ہوجاتی ہیں، خواہش، غصہ، فریفتگی، لگاؤ وحسد وغیرہ دنیا میں گھسیٹ کر ملوث کرنے والے خصائل جب پوری طرح ختم ہوجاتے ہیں، اُس وقت انسان معبود کو جاننے کے قابل ہوتا ہے اُسی صلاحیت کا نام ماورا عقیدت ہے۔ ماوراعقیدت کے ذریعہ ہی وہ عنصر کو جانتا ہے، عنصر ہے کیا؟ بتایا۔ مَیں جو ہوں، جن شوکتوں کا حامل ہوں، اُن کو جانتا ہے یعنی روح مطلق جو ہے، غیر مرئی دائمی، ناقابل تبدیل جن ماورائی صفات والا ہے، اُسے جانتا ہے اور جان کر وہ فوراً مجھ میں پنہاں ہوجاتا ہے لہٰذا عنصر

ہے۔ عنصر اعلیٰ، نہ کہ پانچ یا پچیس عناصر حصوں کے ساتھ روح اُسی شکل میں پنہاں ہو جاتی ہے، انہیں سے مزین ہو جاتی ہے۔

معبود کا مقام بتاتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا ارجن! وہ معبود سارے جانداروں کے دل کی دنیا میں مقام کرتا ہے، لیکن دنیوی فطرت کے جال میں پھنس کر لوگ ادھر اُدھر بھٹک رہے ہیں، اس لئے نہیں جانتے، لہٰذا ارجن، تو دل میں موجود اس معبود کی قربت میں جا، اِس سے بھی پوشیدہ ایک راز اور ہے کہ تمام فرائض کی فکر کو ترک کر تو میری پناہ میں آ تو مجھے حاصل کرے گا یہ راز نا اہل کو نہیں بتانا چاہیئے، جو عقیدت مند نہیں ہے اسے نہیں بتانا چاہیئے لیکن جو عقیدت مند ہیں، انھیں بتانا ضروری ہے اُس سے نفاق رکھیں، تو اُس کا بھلا کیسے ہوگا؟ آخر میں جوگ کے مالک شری کرشن نے سوال کیا کہ۔ ارجن! میں نے جو کچھ کہا، اُسے تو نے اچھی طرح سنا سمجھا؟ تمہاری فریفتگی ختم ہوئی کہ نہیں؟ ارجن نے کہا۔ بندہ نواز! میری فریفتگی ختم ہو گئی ہے میں باہوش ہو گیا ہوں، آپ جو کچھ فرماتے ہیں، وہی حقیقت ہے اور میں اب وہی کروں گا۔

سنجے، جس نے اِن دونوں کے مکالمہ کو اچھی طرح سُنا ہے، اپنا فیصلہ دیتا ہے کہ۔ شری کرشن عظیم جوگ کے مالک اور ارجن ایک مردِ حق ہے۔ اُن کا مکالمہ بار بار یاد کر وہ خوش ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس کی یاد کرتے رہنا چاہیئے اس ہری (کرشن) کی شکل کو یاد کر کے بھی وہ بار بار خوش ہوتا ہے۔ لہٰذا بار بار شکل کو یاد کرتے رہنا چاہیئے، تصور کرتے رہنا چاہیئے۔ جہاں جوگ کے مالک شری کرشن ہیں اور جہاں مردِ حق ارجن ہیں وہی شرف ہے، فتح کی شوکت اور مستحکم عملی سوچ بھی وہیں ہے، تخلیق کے اصول آج ہیں، تو کل بدلیں گے مستحکم (ध्रुव) تو واحد معبود ہے اس میں پنہاں کرنے والی عملی سوچ، مستحکم عملی سوچ بھی وہی ہے۔ اگر شری کرشن اور ارجن کو دواپر کے زمانے کا خصوصی انسان مان لیا جائے، تب تو آج نہ ارجن ہے اور نہ شری کرشن۔ آپ کو نہ کامیابی ملنی چاہیئے اور نہ جاہ و جلال تو تو گیتا آپ کے لئے بالکل بے معنی ہے؟ لیکن نہیں، شری کرشن ایک جوگی تھے۔ انسیت سے بھرے ہوئے دل والا مردِ حق ہی ارجن تھے، یہ ہمیشہ ہی رہتے ہیں

اور رہیں گے۔شری کرشن نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ۔میں ہوں تو غیر مرئی لیکن جس خیال کو میں حاصل ہوں، وہ معبود سب کے دل کی دنیا میں مقام کرتا ہے۔وہ ہمیشہ ہی ہے اور رہے گا۔سب کو اُس کی پناہ میں جانا ہے۔پناہ میں جانے والا ہی مردِ حق ہے،انسیت والا ہے اور انسیت ہی ارجن ہے۔اِس کے لئے کسی دانائے حال (رمز شناس) عظیم انسان کی پناہ میں جانا بے حد ضروری ہے، کیوں کہ وہی اُس کے متحرک ہیں۔

اِس باب میں ترک دنیا کی شکل صاف کی گئی ہے کہ سب کچھ کا ایثار ہی ترکِ دنیا (संन्यास) ہے۔صرف لباس پہن لینا ترک دنیا نہیں ہے، بلکہ اِن کے ساتھ یکسوئی قائم رکھتے ہوئے معینہ عمل میں حسبِ قوت کو سمجھ کر یا خود سپردگی کے ساتھ مسلسل کوشش کرنا ہر طرح سے ضروری ہے۔حصول کے ساتھ سارے اعمال کا ایثار ہی ترکِ دنیا (संन्यास) ہے، جو نجات کا مترادف ہے۔یہی ترک دنیا کی انتہا ہے۔لہٰذا

اِس طرح شری مدبھگود گیتا کی تمثیل اپنشید وعلم تصوف اور علم ریاضت سے متعلق شری کرشن اور ارجن کے مکالمہ میں (علم ترک دنیا نام کا اٹھارہواں باب مکمل ہوتا ہے۔

اِس طرح قابل احترام پرم ہنس پرمانند جی کے مقلد سوامی اڑگڑانند کے ذریعے لکھی شری مدبھگود گیتا کی تشریح ''یتھارتھ گیتا'' میں (संन्यास योग) (علم ترک دنیا) نام کا اٹھارہواں باب مکمل ہوا۔

ہری اوم تت ست

اختتام

عام طور پر لوگ تشریحوں میں نئی بات کی تلاش کرتے ہیں، لیکن درحقیقت سچائی تو سچائی ہے۔ وہ نہ نئی ہوتی ہے اور نہ پرانی پڑتی ہے۔ نئی باتیں تو اخباروں میں شائع ہوتی رہتی ہیں، جو مرتے، ابھرتے واقعات ہیں۔ سچائی تو ناقابل تبدیل ہے، ایسی حالت میں کوئی دوسرا کہے بھی کیا؟ اگر کہتا ہے تو اس نے حاصل نہیں کیا۔ ہر عظیم انسان اگر چل کر اس منزل مقصود تک پہنچ گیا تو ایک ہی بات کہے گا: وہ سماج کے بیچ دراز نہیں ڈال سکتا، اگر ڈالتا ہے تو ثابت ہے کہ اس نے حاصل نہیں کیا، شری کرشن بھی اسی سچائی کو عیاں کرتے ہیں جسے پہلے کے مفکرین نے دیکھا تھا۔ حاصل کیا تھا اور مستقبل میں ہونے والے عظیم انسان بھی اگر حاصل کرتے ہیں ۔ تو یہی کہیں گے۔

عظیم انسان اور ان کا طریقِ کار

عظیم انسان دنیا میں سچ کے نام پر پھیلے اور سچ کی طرح نظر آنے والے برے رواجوں کو ختم کر کے بھلائی کی راہ تیار کر دیتے ہیں۔ یہ راہ بھی دنیا میں پہلے سے موجود رہتی ہے۔ لیکن اسی کے متوازی، اسی کی طرح محسوس ہونے والی تمام راہیں رائج ہو جاتی ہیں ان میں سے سچ کو الگ کر پانا مشکل ہو جاتا ہے کہ درحقیقت سچائی ہے کیا؟ عظیم انسان حقیقی مقام پر فائز ہونے کی وجہ سے ان میں سے سچ کی پہچان کرتے ہیں اسے طے کرتے ہیں اور اس سچائی کی جانب روبرو ہونے کیلئے سماج کو ترغیب دیتے ہیں۔ یہی رام نے کیا مہاویر نے کہا یہی مہاتما بدھ نے کیا۔ یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا اور یہی کوشش حضرت محمد ﷺ نے کی کبیر گرونانک وغیرہ سب نے

یہی کیا۔ عظیم انسان جب دنیا سے پردہ کر لیتا ہے تو بعد والے لوگ اس کے بتائے ہوئے راستہ پر نہ چل کر اس کے مقام پیدائش ،فنا ہونے کی جگہ اور ان مقامات کی عبادت کرنے لگتے ہیں جہاں جہاں انہوں نے قیام کیا تھا بتدریج وہ ان کا بت بنا کر عبادت کرنے لگتے ہیں اگر چہ شروع میں وہ ان کی یادیں ہی سنجوتے ہیں ۔لیکن بعد میں چل کر گمراہ ہو جاتے ہیں اور وہی گمراہی قدامت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن نے بھی اس وقت معاشرہ میں سچائی کے نام پر رائج رسم و رواجوں کی تردید کر کے معاشرہ کو صحیح راہ پر لا کر کھڑا کر دیا۔ باب ۱۶/۲ میں انہوں نے فرمایا: ارجن ! باطل چیز کا کوئی وجود نہیں ہے اور حق کی تینوں دوروں میں کمی نہیں ہے۔ بندہ پرور ہونے کی بنا پر یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ ان کے فرق کو حق شناس انسانوں نے دیکھا اور وہی میں بیان کرنے جا رہا ہوں۔ تیرہویں باب میں انہوں نے میدان اور عالم میدان کا بیان اسی طرح کیا جو عارف حضرات کے ذریعے عام طور سے گایا جا چکا تھا۔ اٹھارہویں باب میں ایثار اور ترک دنیا کا عنصر بتاتے ہوئے انہوں نے چار خیالات میں سے ایک کو منتخب کیا اور اسے اپنی حمایت عطا کی۔

ترک دنیا

شری کرشن کے زمانے میں آگ کو نہ چھونے والے اور غور وفکر کو بھی ترک کر کے اپنے کو جوگی ،تارک الدنیا (زاہد) کہنے والوں کا فرقہ بھی سرسبز ہو رہا تھا۔ اس کی تردید کرتے ہوئے انھوں نے صاف صاف کہا کہ راہ علم اور راہِ بندگی دونوں میں سے کسی بھی راستہ کے مطابق عمل کو ترک کرنے کا اصول نہیں ہے۔ عمل تو کرنا ہی ہوگا۔ عمل کرتے کرتے ریاضت اتنی لطیف ہو جا تی ہے کہ سارے ارادوں کی کمی ہو جاتی ہے۔ وہ مکمل ترک دنیا ہے۔ بیچ راستہ میں ترک دنیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ صرف اعمال کو ترک کر دینے سے اور آگ نہ چھونے سے نہ تو کوئی زاہد ہوتا

ہے اور نہ جوگی جسے باب دو، تین، پانچ، چھ اور خاص طور پر باب اٹھارہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

عمل

اسی طرح کی غلط فہمی عمل کے متعلق بھی ملتی ہے اس کے بارے میں باب ۲/۳۹ میں شری کرشن نے بتایا کہ ارجن! اب تک یہ عقل کی بات تیرے لئے علمی جوگ (सांख्ययोग) کے متعلق کہی گئی اور اب اسی کو تو بے غرض عمل کے بارے میں سن۔ اس کا حامل بن کر تو اعمال کی بندش کا اچھی طرح خاتمہ کر سکے گا۔ اس کا تھوڑا بھی برتاؤ زندگی اور موت کے بہت بڑے خوف سے نجات دلانے والا ہوتا ہے۔ اس بے غرض عمل میں یقینی طریقہ ایک ہی ہے عقل ایک ہی ہے سمت بھی ایک ہی ہے لیکن جاہلوں کی عقل بے شمار شاخوں والی ہے۔ لٰہذا وہ عمل کے نام پر مختلف طریقوں کا پھیلاؤ کر لیتے ہیں۔ ارجن! تو معینہ عمل کر۔ یعنی طریقے بہت سے ہیں۔ لیکن وہ عمل نہیں ہیں۔ عمل کوئی مقررہ سمت ہے۔ عمل کوئی ایسی چیز ہے جو تمام جنموں سے چلے آرہے اجسام کے سفر کا خاتمہ کر دیتا ہے اگر ایک بھی جنم لینا پڑا تو سفر پورا کہاں ہوا؟

یگ

اوپر جس معینہ عمل کی بات کہی گئی وہ معینہ عمل ہے کون سا؟ شری کرشن نے صاف کیا کہ 'यज्ञार्थात्कर्मणोऽन्यत्र लोकोऽयं कर्मबन्धनः' ارجن! یگ کا طریق کار ہی عمل ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اسی دنیا کی بندش ہے، نہ کہ عمل۔ عمل تو اس دنیا کی قید سے نجات دلاتا ہے۔ اب وہ یگ کیا ہے جسے عمل میں لائیں تو عمل پورا ہو سکے؟ باب چار میں شری کرشن نے تیرہ چودہ طریقوں سے یگ کا بیان کیا، جس کا لب لباب معبود میں داخلہ دلا دینے والے طریق خاص کی عکاسی ہے۔

جو تنفس سے، تصور سے، غور و فکر اور ضبط نفس وغیرہ سے کامیاب ہونے والا ہے۔ شری

کرشن نے یہ بھی صاف کر دیا کہ دنیوی مال ومتاع سے اس یگ کا کوئی تعلق نہیں ہے دنیوی مال ومتاع سے کامیاب ہونے والے یگ بہت کم ہیں۔ آپ کروڑ کا ہَون ہی کیوں نہ کریں۔ سارے یگ من اور حواس کے باطنی عمل سے کامیاب ہونے والے ہیں۔ مکمل ہونے پر یگ جس کی تخلیق کرتا ہے۔ اس عنصر لافانی کی جانکاری کا نام علم ہے۔ اس لافانی علم کو حاصل کرنے والے جوگی ابدی معبود سے تعلق بنا لیتے ہیں۔ جسے حاصل کرنا تھا، حاصل کر ہی لیا، تو پھر اس انسان کا عمل سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ لہٰذا سارے اعمال اس بدیہی دیدار کے ساتھ علم میں ختم ہو جاتے ہیں۔ عمل کرنے کی بندش سے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ اس طرح مقرر یگ کو عملی جامہ پہنا دینا عمل ہے۔ عمل کا خالص معنی ہے۔ عبادت۔

اس معینہ عمل یگ کیلئے عمل یا اس معبود کیلئے عمل کے سوا گیتا میں دوسرا کوئی عمل نہیں ہے۔ اسی پر شری کرشن نے جگہ جگہ پر زور دیا۔ باب چھ میں اسی کو انہوں نے 'कार्यम् कर्म' کرنے کے قابل عمل کہا۔ باب سولہ میں بتایا کہ خواہش، غصہ اور لالچ کا ترک کر دینے پر ہی وہ عمل شروع ہوتا ہے۔ جو اعلیٰ شرف کو عطا کرانے والا ہے۔ دنیوی کاموں میں تو جو جتنا مشغول ہے۔ اس کے پاس خواہش، غصہ اور لالچ اتنے ہی زیادہ سجے سجائے دکھائی پڑتے ہیں افراط سے پائے جاتے ہیں اسی معینہ عمل کو انہوں ںے شریعت کے اصولوں کے مطابق عمل کا نام دیا ہے۔ گیتا اپنے میں مکمل شریعت ہے اعلیٰ ترین شریعت وید ہیں۔ ویدوں کے جوہر اپنیشد ہیں اور ان سب کا لب لباب جوگ کے مالک شری کرشن کا یہی کلام 'گیتا' ہے سترہویں اور اٹھارہویں باب میں بھی شریعت کے طریقہ سے مقررہ عمل، معینہ عمل، فرض عمل اور عمل ثواب سے اشارہ کر کے انہوں نے بار بار زور دیا کہ معینہ عمل ہی اعلی افادی ہے، بھلائی کرنے والا ہے۔

جوگ کے مالک شری کرشن کے اتنا زور دینے پر بھی آپ اس معینہ عمل کو نہ کر کے شری کرشن کا کہنا نہ مان کر الٹا سیدھا تخیل کرتے ہیں کہ جو کچھ بھی دنیا میں کیا جاتا ہے۔ عمل ہے۔ کچھ بھی ترک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف ثمرہ کی خواہش مت کرو۔ ہو گیا بے غرض عملی جوگ

فرض کے خیال سے کرو۔ ہوگیا فرض کا جوگ کچھ بھی کرو۔ معبود کو سپرد کردو۔ ہوگیا خود سپردگی کا جوگ۔ اسی طرح یگ کا نام آتے ہی ہم بھوت، یگ (جس میں تمام جانداروں کا خود کے کھانے میں سے نوالہ دیا جاتا ہے۔) اجداد کا یگ (پتر یگ) (جس میں اجداد کو پانی، تل وغیرہ دیتے ہیں)

(جس میں مطالعہ اور عبادت کی جاتی ہے۔ ہوم یگ یا دیو یگ (جس میں وشنو وغیرہ دیوتاؤں کو ہَون دیتے ہیں) (مہمان نوازی یعنی پانچ یگ گڑھ لیتے ہیں اور اس کے طریق کار میں، سواہا، سواہا، (स्वाहा) لفظ بول کر یگ کی چیزیں آگ کو سپرد کردیتے ہیں اور کھڑے ہوجاتے ہیں اگر شری کرشن نے صاف بیان نہ کیا ہوتو ہم کچھ بھی کریں۔ اگر بیان کیا ہے تو جتنا کہا ہے اتنا ہی مان لیں۔ لیکن ہم مان نہیں پاتے۔ وراثت میں تمام رسم و رواج، عبادت کے طورطریقے ہمارے دماغ کو جکڑے ہوئے ہیں۔ خارجی چیزوں کو کبھی ہم فروخت کر بھاگ بھی سکتے ہیں۔ لیکن دل میں پہلے ہی سے موجود یہ اسرار دماغ میں بیٹھ کر ہمارے ساتھ چلتے ہیں۔ شری کرشن کے الفاظ کو بھی ہم انہیں کے مطابق ڈھال کر قبول کرتے ہیں۔ گیتا تو بے حد سلیس، عام فہم سنسکرت میں ہے۔ آپ ترتیب میں ڈھال کر بھی معنی نکالیں تو کبھی شبہ نہیں ہوگا۔ یہی کوشش پیش کردہ کتاب میں کی گئی ہے۔

جنگ

اگر یگ اور عمل۔ دوسوال ہی صحیح طور پر سمجھ لیں تو جنگ، نسلی تصیف، دوغلہ، علمی جوگ، عملی جوگ یا مختصر میں مکمل گیتا ہی آپ کے سمجھ میں آجائے ارجن جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ کمان پھینک کر رتھ کے پیچھے والے حصہ میں بیٹھ گیا۔ لیکن جوگ کے مالک شری کرشن نے واحد عمل کی نصیحت دے کر عمل کو صرف مستحکم ہی نہیں کیا۔ بلکہ ارجن کو اسی عمل کی راہ پر چلا بھی دیا۔ جنگ ہوئی، اس میں شک نہیں، گیتا کے پندرہ بیس شلوک ایسے ہیں جن میں بار بار کہا

گیا: ارجن! تو جنگ کر، لیکن ایک بھی شلوک ایسا نہیں ہے جو باہری مارکاٹ کی حمایت کرتا ہے۔ (قابل غور ہے باب دو، تین، گیارہ پندرہ اور اٹھارہ) کیونکہ جس عمل پر زور دیا گیا۔ وہ تھا معینہ عمل، جو یکسوئی میں جانے کے بعد طبیعت کو ہر جانب سے سمیٹ کر تصور کرنے سے ہوتا ہے۔ جب عمل کی یہی شکل ہے۔ طبیعت یکسوئی اور تصور میں لگی ہے۔ تو جنگ کیسی؟ اگر گیتا کے مطابق افادہ جنگ کرنے والے کیلئے ہی ہے تو آپ گیتا کا پلہ چھوڑ دیں۔ آپ کے سامنے ارجن کی طرح جنگ کی کوئی حالت تو ہے نہیں۔ دراصل تب بھی وہ حالت موجود تھی اور آج بھی جیسی کی تیسی ہے۔ جب طبیعت کو سب طرف سے سمیٹ کر آپ دل کی دنیا میں تصور کرنے لگیں گے تو خواہش غصہ، لگاؤ، حسد وغیرہ عیوب آپ کی طبیعت کو ٹکنے نہیں دیں گے۔ ان عیوب سے ٹکر لینا ان کا خاتمہ کرنا ہی جنگ ہے۔ دنیا میں جنگ ہوتی ہی رہتی ہے۔ لیکن اس سے بھلائی نہیں بلکہ بربادی ہوتی ہے۔ اسے سکون کہہ لیں یا حالات کی نزاکت، دوسرا کوئی سکون اس دنیا میں نہیں ملتا۔ سکون تبھی ملتا ہے جب یہ روح اپنے برحق مقام کو حاصل کرے یہی واحد سکون ہے۔ جس کے بعد کوئی بے اطمینانی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن یہ سکون تدبیر سے ملتا ہے اسی کیلئے معینہ عمل کا اصول ہے۔

نسل

اس عمل کو ہی چار نسلوں (برہمن، چھتری، ویشی اور شُدر) میں تقسیم کیا گیا۔ فکر میں لگتے تو سبھی ہیں لیکن کوئی تنفس کی رفتار پر بندش لگانے میں قادر ہوگا، تو کوئی شروع میں دو گھنٹے تک فکر میں بیٹھ کر دس منٹ بھی اپنے موافق نہیں پاتا۔ ایسی حالت والا کم علم ریاضت کش شُدر نسل (درجہ) کا ہے۔ وہ اپنی فطری صلاحیت کے مطابق خدمت سے ہی عمل کی شروعات کرے۔ بتدریج ویشی چھتری اور برہمن نسلوں (درجات) کی صلاحیت اس کی خصلت میں ڈھلتی جائے گی۔ وہ ترقی یافتہ ہوتا جائے گا۔ لیکن وہ برہمن نسل (درجہ) عیب دار ہے۔ کیونکہ ابھی وہ معبود سے جدا ہے، معبود

میں داخلہ پا جانے پروہ برہمن بھی نہیں رہ جاتا۔نسل کا معنی شکل: یہ جسم آپ کی شکل نہیں ہے آپ کی شکل ویسی ہے، جیسی آپ کی خصلت ہے؟ شری کرشن کہتے ہیں: ارجن! انسان عقیدت مند ہے لہٰذا کہیں نہ کہیں اس کی عقیدت ضرور ہوگی۔ جیسی عقیدت والا وہ انسان ہے خود بھی وہی ہے جیسی خصلت، ویسا انسان، نسل عمل کی صلاحیت کا باطنی پیمانہ ہے۔ لیکن لوگوں نے معینہ عمل کو ترک کر باہر سماج میں پیدائش کی بنیاد پر ذاتوں کو نسل مان کر ان کے روزگار کا وسیلہ طے کر دیا۔ جو محض ایک معاشرتی انتظام تھا وہ عمل کی حقیقی شکل کو توڑتے مروڑتے ہیں۔ جس سے ان کی کھوکھلی معاشرتی عزت اور روزی روٹی کو آنچ نہ آئے۔ آگے چل کر نسل کا تعین صرف پیدائش سے ہونے لگا۔ ایسا کچھ نہیں ہے شری کرشن نے کہا: چار نسلوں کی تخلیق میں نے کی۔ کیا بھارت سے باہر تخلیق نہیں ہے؟ دوسری جگہ تو ان ذاتوں کا کوئی وجود ہی نہیں ہے بھارت میں اس انتظام کے تحت لاکھوں ذاتیں اور ذیلی ذاتیں ہیں۔ شری کرشن نے کیا انسانوں کو بانٹا تھا؟ نہیں خصوصیات کی بنیاد پر اعمال بانٹے گئے۔ عمل بانٹا گیا۔ عمل میں سمجھ میں آ گیا تو نسل کا معنی سمجھ میں آجائے گا اور نسل سمجھ میں آجانے پر ابن الغیب (دوغلہ) کی حقیقی شکل آپ سمجھ لیں گے۔

دوغلہ

اس راہ عمل سے ڈگ جانا ہی دوغلہ ہے۔ روح کی خالص نسل ہے روح مطلق۔ اس سے تعلق بنانے والے اعمال سے بھٹک کر قدرت میں مرکب ہو جانا ہی دوغلہ ہے۔ شری کرشن نے صاف عیاں کیا کہ ان اعمال کو کئے بغیر اس مقام کو کوئی حاصل کرتا نہیں اور حاصل کرنے والے عظیم انسان کو عمل کرنے سے نہ کوئی فائدہ ہے۔ نہ چھوڑنے سے کوئی نقصان، پھر بھی عوامی فراہم کے لئے وہ عمل کا برتاؤ کرتے ہیں ان عظیم انسانوں کی طرح مجھے بھی حاصل ہونے کے قابل کوئی چیز لاحاصل نہیں ہے، پھر بھی میں تابعین کی بھلائی کے خیال سے عمل کا برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر نہ کروں تو سبھی دوغلہ ہو جائیں، عورتوں کے ناقص ہونے سے دوغلہ ہونا تو سنا گیا، لیکن

یہاں شری کرشن کہتے ہیں کہ اعلیٰ مقام پر فائز عظیم انسان عمل نہ کرے تب لوگ دوغلہ ہو جاتے ہیں۔ اس عظیم انسان کی نقل کر کے عبادت کرنا بند کر دینے سے دنیا میں بھٹکتے رہیں گے۔ دوغلہ ہو جائیں گے، کیونکہ اس عمل کو کر کے ہی اس اعلیٰ بے غرض عمل کی حالت کو، اپنی خالص نسل روحِ مطلق کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

علمی جوگ عملی جوگ

عمل ایک ہی ہے معینہ عمل، عبادت، لیکن اس کو کرنے کے نظریات دو ہیں: اپنی قوت کو سمجھ کر، نفع و نقصان کا فیصلہ لے کر اس عمل کو کرنا علمی جوگ ہے۔ اس راہ کا ریاضت کش جانتا ہے کہ ''آج میری یہ حالت ہے، آگے اس راہ میں میرا کردار بدل کر یہ ہو جائے گا، پھر اپنے مقام کو حاصل کروں گا، اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل میں لگتا ہے۔ اپنی حالت کو جان کر چلتا ہے لہٰذا علمی جوگی کہا جاتا ہے۔ خود سپردگی کیساتھ اسی عملَ میں لگنا، نفع و نقصان کا فیصلہ معبود کے حوالے کر کے چلنا بے غرض عملی جوگ راہِ بندگی ہے۔ دونوں کے محرک پیر و مرشد ہیں ایک ہی عظیم انسان سے نصیحت لے کر ایک خود کفیل ہو کر اس عمل میں لگتا ہے اور دوسرا انہیں مرشد پر منحصر ہو کر لگا ہوتا ہے۔ بس فرق اتنا ہی ہے لہٰذا جوگ کے مالک شری کرشن نے کہا: ارجن! علمی جوگ 'सांख्य' کے ذریعے جو اعلیٰ حقیقت روبرو ہوتی ہے وہی اعلیٰ حقیقت بے غرض عملی جوگ کے ذریعے 'योग' بھی حاصل ہوتی ہے۔ جو دونوں کو مساوی دیکھتا ہے وہی حق شناس ہوتا ہے۔ دونوں اعمال کا طریقہ بتانے والا رمز آشنا ایک ہے۔ طریقہ بھی ایک ہی ہے۔ عبادت: خواہشات کا ایثار دونوں کرتے ہیں اور نتیجہ بھی ایک ہی ہے۔ صرف عمل کے نظریات دو ہیں۔

ایک روح مطلق

معینہ عمل، من اور حواس کا ایک مقررہ باطنی عمل ہے۔ جب عمل کی یہی شکل ہے تو باہر

مندر، چرچ بنا کر تمام دیوی دیوتاؤں کے بُت یا شبیہہ کی عبادت کرنا کہاں تک مناسب ہے؟ بھارت میں ہندو کہلانے والا سماج (درحقیقت وہ ابدی دینی ہے، ان کے آباء واجداد نے ماورا سچائی کی تحقیق کر کے ملک اور غیر ملک میں اس کی تبلیغ کی، اس راہ پر چلنے والا دنیا میں کہیں بھی ہو۔ ابدی دین والا ہے۔ اتنی بڑی عظمت والا ہندو سماج خواہشات کے زیر اثر مجبور ہو کر مختلف غلط فہمیوں کا شکار ہو گیا، شری کرشن کہتے ہیں: ارجن! دیوتاؤں کی جگہ پر دیوتا نام کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ جہاں کہیں بھی انسان کی عقیدت سر جھکاتی ہے۔ اس کے پس منظر میں، مَیں ہی کھڑا ہو کر ثمرہ عطا کرتا ہوں۔ اسی کی عقیدت کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیونکہ ہر جگہ میرا ہی وجود ہے، لیکن اس کی وہ عبادت کا طریقہ غیر مناسب ہے۔ ان کا ثمرہ فانی ہے خواہشات نے جن کے علم کو سلب کر دیا ہے۔ وہ کم عقل لوگ ہی دوسرے دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں صالح لوگ دیوتاؤں کی عبادت کرتے ہیں۔ ملکات ردیہ والے یچھ دیوؤں کو اور ملکات مذموم کے حامل آسیب کی عبادت کرتے ہیں۔ کڑی ریاضت کرتے ہیں۔ لیکن ارجن! وہ جسم میں موجود تمام مادہ اور باطن میں موجود روحِ مطلق کو کمزور کرتے ہیں۔ نہ کہ عبادت کرتے ہیں۔ یقینی طور پر تو انہیں دنیوی خصلت سے مزین جان۔ اس سے زیادہ شری کرشن کیا کہتے؟ انہوں نے صاف طور پر کہا: ارجن! پروردگار سبھی جانداروں کے دل میں مقام کرتا ہے۔ صرف اسی کی پناہ میں جا۔ عبادت کی جگہ دل میں ہے۔ باہر نہیں۔ پھر بھی لوگ پتھر پانی، مندر، مسجد، دیوی، دیوتاؤں کا پیچھا کرتے ہی ہیں۔ انہیں کے ساتھ شری کرشن کی بھی ایک مورت گڑھ کر بڑھا لیتے ہیں۔ شری کرشن کی ہی عبادت پر زور دینے والے اور تا عمر بت پرستی کی تردید کرنے والے 'بدھ' کی بھی ایک مورت ان کے مقلدوں نے گڑھ لی اور لگے عبادت کرنے (چراغ دکھانے)، جب کہ بدھ نے کہا تھا۔ آنند: تتھاگت (گوتم بدھ) کی جسمانی عبادت میں وقت برباد نہ کرنا۔

مندر، مسجد، چرچ، زیارت گاہ، بت اور یادگاروں کے ذریعے پہلے ہونے والے عظیم انسانوں کی یادیں سنجوئی جاتی ہیں۔ جس سے ان کی حصول یابیوں کی یاد آتی رہے۔ عظیم انسانوں

میں عورت اور مرد سبھی ہوتے آئے ہیں، جنک کی دختر 'سیتا' پچھلے جنم، میں ایک برہمن کی بیٹی تھی اپنے پدر (باپ) کی ترغیب سے اعلیٰ معبود کو حاصل کرنے کیلئے اس نے ریاضت کی، لیکن کامیاب نہ ہوسکی، دوسرے جنم میں اس نے 'رام' کو حاصل کیا اور خالص علم والی (चिन्मय) لافانی، ابدی طاقت (आदि शक्ति) کی شکل میں معظمہ ہوئی۔ ٹھیک اسی طرح شاہی خاندان میں پیدا 'میرا' میں روح مطلق کی عقیدت پھوٹ پڑی۔ سارا کچھ کا ایثار کردہ معبود کی فکر میں لگ گئی۔ دقتیں جھیلیں اور کامیاب رہی، ان کی یادنجو نے کیلئے مندر بنے۔ یادگاریں بنی تاکہ سماج ان کی نصیحتوں سے ترغیب حاصل کر سکے۔ میرا، سیتا، یا اس جانب کا محقق ہر عظیم انسان ہماری مشعل راہ ہے۔ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ لیکن اس سے بڑی غلطی کیا ہوگی۔ اگر ہم صرف ان کے قدموں میں پھول چڑھا کر، صندل لگا کر محض اپنے فرائض کو پورا سمجھ بیٹھے۔

عام طور پر جو جس کا نصب العین ہوتا ہے۔ اس کا مجسمہ، تصویر، کھڑاؤں اس کا مقام خواہ اس سے متعلق کچھ بھی دیکھنے سننے پر من میں عقیدت امڈ آتی ہے۔ یہ بجا ہی ہے۔ ہم بھی اپنے بندہ نواز مرشد کی تصویر کو کوڑے میں نہیں پھینک سکتے کیوں کہ وہ ہماری مشعل راہ ہیں۔ انہیں کی ترغیب اور حکم کے مطابق ہمیں چلنا ہے۔ جو مقام انکا ہے آہستہ آہستہ چل کر اس کا حصول ہماری بھی منزل ہے اور یہی ان کی حقیقی عبادت ہے۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے جو درحقیقت مشعل راہ ہیں۔ ان کی بے حرمتی نہ کریں۔ لیکن ان پر پھول مالا چڑھانے کو ہی بندگی مان بیٹھنے سے، اتنے کو ہی بھلائی کا ذریعہ مان لینے سے ہم منزل مقصود سے بہت دور بھٹک جائیں گے۔

اپنی مشعل راہ کی نصیحتوں کو دل نشیں کرنے اور اس پر چلنے کی ترغیب قبول کرنے کیلئے ہی یادگاروں کا استعمال ہے۔ چاہے اسے خانقاہ، مندر، مسجد، چرچ، مٹھ، وہار، گرودوارہ یا کچھ بھی نام دے لیں۔ بشرطیکہ ان مرکزوں کا تعلق دین سے ہو تو جس کا مجسمہ ہے، اس نے کیا کیا اور کیا حاصل کیا؟ کیسے حاصل کیا؟ کیسے ریاضت کی؟ صرف اتنی ہی تعلیم لینے کیلئے ہم وہاں پہنچتے ہیں اور پہنچنا بھی چاہئے۔ لیکن اگر ان جگہوں پر عظیم انسانوں کے قدموں کے نشانات نہیں بتائے

گئے۔ ان کی خوبیوں کے بیان نہیں کئے گئے کر کے نہیں سکھائے گئے۔ بھلائی کا انتظام نہیں ملا تو وہ جگہ غلط ہے۔ وہاں آپ کو صرف قدامت ملے گی۔ وہاں جانے میں آپ کا نقصان ہے۔ ذاتی طور پر گھر گھر، گلی گلی جا کر پیغام پہنچانے کے مقابلہ میں اجتماعی نصیحتوں کے مقامات کی شکل میں ان دینی اداروں کو قائم کیا گیا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ آگے چل کر ان ترغیب دینے والے مقامات سے ہی بت پرستی اور قدامتوں نے دین کی جگہ لے لی۔ یہیں سے بھٹکاؤ کی حالت پیدا ہو گئی۔

شریعت

شریعتوں کا مطالعہ ضروری ہے، جس سے آپ اس ہدایت شدہ طریقہ کو سمجھ سکیں، جسے جوگ کے مالک شری کرشن نے معینہ عمل کہا ہے اور جب سمجھ میں آجائے تو فوراً کرنا شروع کر دیں۔ ذہن سے اترنے لگے، تو دوبارہ مطالعہ کر لیں۔ یہ نہیں کہ کتاب کو ہاتھ جوڑ کر چاول، صندل چھڑک کر رکھ دیں۔ کتاب راہ نما نشان ہے۔ جو آخری انجام تک ساتھ دیتی ہے۔ دیکھتے ہوئے آگے بڑھتے چلیں اپنی منزل مقصود کی طرف، جب معبود کو دل میں بسا لیں گے، تو وہ معبود ہی کتاب بن جائے گا، لہٰذا یادگاروں کو سنجونا نقصان دہ نہیں ہے۔ لیکن ان یادگاروں کی عبادت سے مطمئن ہو جانا نقصان دہ ہے۔

دین

(۲/۱۶-۲۹) جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق باطل چیز کا وجود نہیں ہے اور حق کی کبھی کمی نہیں ہے۔ روح مطلق ہی حق ہے۔ دائمی ہے۔ لافانی، ناقابل تبدیل اور ابدی ہے، لیکن وہ روح مطلق ناقابل فہم، ماورائے حس اور طبیعت کی ترنگوں سے ماورا ہے۔ اب طبیعت پر قابو کیسے ہو؟ طبیعت کو قابو میں کر کے اس روحِ مطلق کو پانے کے طریقِ خاص کا نام عمل ہے۔ اس عمل کو عملی جامہ پہنانا ہی دین ہے۔ ذمہ داری ہے۔

'گیتا' (باب ۲/۴۰) میں لکھا ہے کہ ارجن! اس عملی جوگ میں ابتداء کا خاتمہ نہیں ہے۔ اس عمل کی شکل والے دین کا ذرا سا بھی وسیلہ آواگمن کے بہت بڑے خوف سے نجات دلانے والا ہوتا ہے یعنی اس عملؔ کو عملی جامہ پہنا دینا ہی دین ہے۔

اس معینہ عمل (راہ ریاضت) کو ریاضت کش کی خصلت میں موجود صلاحیت کے مطابق چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ عمل کو سمجھ کر انسان جب سے شروع کرتا ہے۔ اس ابتدائی دور میں وہ شُدر رہے۔ آہستہ آہستہ طریقہ پکڑ میں آیا تو وہی ویشی ہے۔ دنیا کے وبال کو جھیلنے کی صلاحیت اور بہادری آنے پر وہی انسان چھتری اور معبود کا مقام حاصل کرنے کی صلاحیت (حقیقی علم)، خصوصی علم (الہام) اس وجود پر منحصر رہنے کی صلاحیت ایسی لیاقتوں کے آنے پر وہی برہمن ہے۔ لہٰذا جوگ کے مالک شری کرشن (گیتا، باب ۱۸/ ۴۶-۴۷) میں کہتے ہیں کہ خصلت میں پائی جانے والی صلاحیت کے مطابق عمل میں لگنا فرض منصبی ہے کم وزنی ہونے پر بھی فطری طور پر حاصل فرض منصبی بہتر ہے۔ اور صلاحیت حاصل کئے بغیر ہی دوسروں کے ترقی یافتہ عمل کا اتباع بھی مضر ہے۔ فرض منصبی میں مرنا بھی بہتر ہے۔ کیوں کہ لباس بدلنے سے لباس بدلنے والا تو بدل نہیں جاتا۔ اس کا وسیلہ کا سلسلہ وہیں سے پھر شروع ہو جائے گا۔ جہاں سے چھوٹا تھا۔ زینہ بہ زینہ چڑھ کر وہ اعلیٰ کامیابی لافانی مقام کو حاصل کر لے گا۔

اسی پر پھر زور دیتے ہیں کہ جس روحِ مطلق سے سارے جانداروں کی تخلیق ہوئی ہے، جو سب جگہ جاری وساری ہے، خصلت سے پیدا ہوئی صلاحیت کے مطابق اس کی اچھی طرح عبادت کر کے انسان اعلیٰ کامیابی کا حاصل کر لیتا ہے۔ یعنی معینہ طریقہ سے ایک روحِ مطلق کا غور وفکر ہی دین ہے۔

دین میں دخل کس کا ہے؟ اس معینہ عمل کو کرنے کا اختیار کسے ہے؟ اسے صاف کرتے ہوئے جوگ کے مالک نے بتایا: ''ارجن! بہت بڑا گنہ گار بھی اگر لاشریک عقیدت سے مجھے یاد کرتا ہے (لاشریک یعنی بلا شرکتِ غیر) میرے سوا دوسرے کسی کو بھی نہ یاد کر صرف مجھے یاد کرتا ہے تو وہ

جلد ہی دیندار ہوجاتا ہے‘‘اس کی روح دین سے مزین ہوجاتی ہے۔لہٰذا شری کرشن کے مطابق دین دار وہ ہے جو ایک روحِ مطلق کے حصول کیلئے معینہ عمل پر کار بند ہوتا ہے۔ دیندار وہ ہے، جو خصلت سے معینہ قوت کے مطابق معبود کی تحقیق میں لگا ہے۔

آخر میں کہتے ہیں کہ ارجن! سارے مذاہب کی فکر چھوڑ کر محض میری پناہ میں ہوجا۔لہٰذا ایک روحِ مطلق کیلئے وقف انسان ہی دین دار ہے۔ایک روحِ مطلق میں عقیدت سا کن کرنا ہی دین ہے۔اس ایک روحِ مطلق کے حصول کے معینہ عمل کو کرنا دین ہے۔اس مقام کو حاصل کرنے والا عظیم انسان، خود اطمینان عظیم انسانوں کا اصول ہی دنیا میں واحد دین ہے۔ان کی پناہ میں جانا چاہیئے کہ ان عظیم انسانوں نے کیسے اس روحِ مطلق کو حاصل کیا؟ کس راستہ سے چلے؟ وہ راستہ ہمیشہ ایک ہی ہے۔اس راستہ سے چلنا دین ہے۔

دین انسانی روش ہے،انسان کے برتاؤ کی چیز ہے۔وہ برتاؤ صرف ایک ہے۔

’’व्यवसायात्मिका बुद्धिरेकेह कुरुनन्दन‘‘(باب۲/۴۱) اس عملی جوگ میں مقررہ طریقہ ایک ہی ہے۔حواس کی کوشش اور من کے کاروبار پر بندش لگا کر روح میں (اعلیٰ ترین برہم) جاری کرنا۔(باب۴/۲۷)

تبدیل دین

ابدی دین کے مخرج بھارت میں بد رواج یہاں تک پن پے کہ مسلمانوں کے حملوں کے وقت ان کا دین حملہ وروں کے ہاتھ کا ایک نوالہ چاول کھانے سے، دو گھونٹ پانی پینے سے برباد ہونے لگا۔ بے دین قرار پانے والے ہزاروں ہندوؤں نے خودکشی کرلی، دین کیلئے وہ مرنا جانتے تھے،لیکن دین سمجھیں تب تو، دین تو ہوگیا چھوئی موئی، چھوئی موئی کا پودہ چھونے پر مرجھا جاتا ہے لیکن چھوٹتے ہی پھر جیوں کا تیوں ہوجاتا ہے۔ان کا ابدی دین تو ایسا مرجھایا کہ کبھی نہیں پنپا،(دین کا تعلق روح سے ہے) جس ابدی روح کو دنیوی چیزیں چھو بھی نہیں پاتی، وہ کہیں چھونے

کھانے سے برباد ہوتا ہے؟ آپ تلوار سے مریں، دین چھونیسے مر گیا۔ کیا سچ مچ دین برباد ہوا؟ ہرگز
نہیں، دین کے نام پر کوئی بدرواجی پل رہی تھی، وہ برباد ہوئی۔

جنہوں نے اس طرح دین تبدیل کر لیا، کیا کوئی دین پا گئے؟ ہندو سے مسلمان بن جانا
یا ایک طرح کی بود و باش سے دوسرے بود و باش میں چلے جانا دین تو نہیں ہے۔ اس طرح کے
منصوبہ کے تحت سازش کا شکنجہ بنا کر جنہوں نے انہیں بدلا، کیا وہ دیندار تھے؟ وہ تو اور بھی بڑے
بدرواجوں کے شکار تھے۔ ہندو اسی میں جا کر پھنس گئے۔ غیر ترقی یافتہ اور گمراہ قبیلوں کو مہذب
بنانے کیلئے محمد ﷺ نے شادی، طلاق، وصیت، لین، دین، سود، گواہی، قسم، توبہ (کفارہ)،
روزی روٹی، کھانا پینا، بود و باش وغیرہ معاملات میں ایک معاشرتی انتظام دیا اور بت پرستی شرک،
زنا کاری، چوری، شراب، جوا، ماں دادی وغیرہ سے شادی پر بندش لگائی اور حیض والی عورتوں کے
ساتھ مباشرت پر روک لگا کر روزے کے دنوں میں بھی اس کیلئے ڈھیل دی۔ جنت میں بہت سی
ہم عمر انچھوئی حوروں کی بات کہی اور نوجوان لڑکوں کی لالچ دی۔ یہ کوئی دین نہیں تھا۔ ایک طرح
کا معاشرتی نظام تھا، ایسا کچھ کہہ کر انہوں نے شہوت میں ڈوبے ہوئے سماج کو ادھر سے موڑ کر
اپنی طرف مائل کیا۔

حضرت محمد ﷺ نے جسے دین بتایا۔ ادھر کسی کا خیال ہی نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا تھا
کہ جس انسان کی ایک بھی سانس اس خدا کے نام کے بغیر خالی جاتی ہے، اس سے خدا قیامت
میں ویسے ہی پوچھتا ہے جیسے کسی گنہ گار سے اس کے گناہ کے بدلے میں باز پرس کی جائے۔ جس
کی سزا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ۔ کتنے سچے مسلمان ہیں۔ جن کی ایک بھی سانس خالی نہ
جاتی ہو؟ کروڑوں میں شاذ (بڑلا) ہی کوئی ہوگا۔ باقی سبھی کی سانس خالی ہی جاتی ہے جس کی سزا
وہی ہے جو گناہ گاروں کے لئے ہے۔ بتانے کی ضرورت نہیں دوزخ، محمد ﷺ نے انتظام دیا
کہ جو کسی کو نہیں پریشان کرتا، جانوروں کو بھی تکلیف نہیں دیتا، وہ خدا کی جانب سے نداء غیب سنتا
ہے۔ یہ سبھی جگہوں کیلئے تھا، لیکن بعد والوں نے ایک راستہ نکال لیا کہ مکہ میں ایک مسجد ہے، جس

میں ہری گھانس نہیں توڑنی چاہئے اس مسجد میں کسی جانور کو نہیں مارنا چاہئے، وہاں کسی کو ٹھیس نہیں پہنچنی چاہئے اور گھوم پھر کر وہ اسی دائرہ میں کھڑے ہو گئے۔ کیا خدا کی جانب سے نداء غیب سننے سے پہلے محمد ﷺ نے کوئی مسجد بنوائی تھی؟ کبھی کسی مسجد میں کوئی آیت اتری؟ یہ مسجد تو ان کا مقام رہی ہے، جس میں ان کی یادگار محفوظ ہے۔ محمد ﷺ کے مفہوم کو تبریز نے سمجھا تھا۔ منصور نے جانا تھا، اقبال نے جانا تھا، لیکن وہ مذہبی لوگوں کے شکار ہوئے، انہیں تکلیفیں دی گئیں۔ سقراط کو زہر دیا گیا، کیوں کہ وہ لوگوں کو لامذہب بنا رہا تھا۔ ایسا ہی الزام عیسیٰ پر بھی لگایا، انہیں دار پر چڑھایا گیا، کیوں کہ وہ تعطیل کے دن بھی کام کرتے تھے، نابینا لوگوں کو بینائی عطا کرتے تھے، ایسا ہی بھارت میں بھی ہے۔ جب بھی کوئی حق شناس عظیم انسان سچ کی طرف اشارہ کرتا ہے، تو ان مندر، مسجد، مٹھ، فرقوں، زیارت گاہوں سے جن کی روزی روٹی چلتی ہے، ہائے توبہ کرنے لگتے ہیں، بے دینی بے دینی شور مچانے لگتے ہیں کسی کو ان سے لاکھوں کروڑوں کی آمدنی ہے، تو کسی کی دال روٹی ہی چلتی ہے حقیقت عام ہونے سے اپنی روزی روٹی کو خطرہ دکھائی پڑتا ہے۔ وہ سچائی کو پنپنے نہیں دیتے اور نہ کبھی پنپنے دے سکتے ہیں۔ اس کے سوا ان کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ قرونِ ماضی میں یہ یاد کیوں محفوظ کی گئی تھی۔ اس کا انہیں احساس نہیں ہے۔

گرہستوں کا اختیار

عموماً لوگ پوچھتے ہیں کہ جب عمل کی یہی شکل ہے، جس میں یکسوئی، ضبطِ نفس، مسلسل فکر اور تصور کرنا ہے۔ تب تو گیتا عام گھر بار والوں کیلئے بے کار ہے؟ تب تو گیتا صرف فقیروں کیلئے ہے؟ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہے، گیتا بنیادی طور پر اس کیلئے ہے جو اس راہ کا راہی ہے اور جزئی طور پر اس کیلئے بھی ہے جو اس راہ کا راہی بننا چاہتا ہے گیتا تمام انسانوں کیلئے برابر کا سروکار رکھتی ہے۔ صالح گرہستوں کے لئے تو اس کا خاص استعمال ہے، کیوں کہ وہیں سے عمل کی ابتداء ہوتی ہے۔

شری کرشن نے کہا تھا: ارجن! اس بے غرض عملی جوگ میں ابتداء کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا، اس پر کی جانے والی تھوڑی سی بھی ریاضت آواگون کے بہت بڑے خوف سے نجات دلا کر کے ہی چھوڑتی ہے۔ آپ ہی بتائیں، تھوڑی ریاضت کون کرے گا؟ گرہست یا تارک الدنیا؟ گرہست ہی اس کیلئے تھوڑا وقت دے گا یہ اس کیلئے ہی ہے باب ۴/ ۳۶ میں فرمایا: ارجن! تو اگر سارے گناہ گاروں سے بھی زیادہ گناہ گار ہے، تب بھی علم کی کشتی سے بلا شک پار ہو جائے گا۔ زیادہ گناہ گار کون ہے؟ جو مسلسل لگا ہے وہ یا جو ابھی لگنا چاہتا ہے لہٰذا صالح گرہست کی زندگی سے ہی عمل کی شروعات ہے۔ باب ۶/ ۳۷-۴۵ میں ارجن نے سوال کھڑا کیا۔ بندہ پرور! کمزور کوشش والا عقیدت مند انسان اعلیٰ نجات کو نہ حاصل کر کس بدحالی کو پہنچتا ہے؟ شری کرشن نے کہا: ارجن! جوگ سے ڈِگے ہوئے کمزور کوشش والے انسان کا بھی کبھی خاتمہ نہیں ہوتا۔ وہ جوگ سے بدعنوان با مرتبہ لوگوں (پاک، صداقت برتاؤ والے ہی با مرتبہ لوگ ہیں) کے یہاں جنم لے کر جوگی خاندان میں داخلہ پا جاتا ہے، وسیلہ کے جانب اس کا رجحان ہوتا ہے۔ اور تمام جنموں کا سفر طے کرتا ہوا وہیں پہنچ جاتا ہے، جس کا نام اعلیٰ نجات یعنی اعلیٰ مقام ہے۔ یہ کمزور کوشش کون کرتا ہے؟ جوگ سے بدعنوان ہو کر وہ کہاں جنم لیتا ہے؟ گرہست ہی تو بنا، وہیں سے وہ ریاضت کی طرف مخاطب ہوتا ہے۔ باب ۹/ ۳۰ میں انہوں نے کہا کہ: بے حد بدکردار بھی اگر لاشریک عقیدت سے مجھے یاد کرنے لگے، تو وہ صوفی ہی ہے۔ کیوں کہ وہ پختہ ارادہ کے ساتھ صحیح راہ پر لگ گیا ہے بے حد بدکردار کون ہوگا؟ جو یاد الٰہی میں لگ گیا وہ یا وہ جس نے ابھی شروع ہی نہیں کیا؟ باب ۹/ ۳۲ میں کہا: عورت ویشی، شُدر اور گناہ گار یونیوں والے ہی کیوں نہ ہوں، میری پناہ میں آ کر اعلیٰ نجات حاصل کرتے ہیں ہندو ہو، عیسائی ہو، مسلمان ہو، کوئی ہو شری کرشن ایسا کچھ نہیں کہتے، بے حد بدکردار، نیچ ہی کیوں نہ ہو، میری پناہ میں آ کر اعلیٰ نجات حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا گیتا تمام انسانوں کے لئے ہے۔ صالح گرہست کی زندگی سے ہی اس عمل کی ابتداء ہے، آہستہ آہستہ وہ صالح گرہست جوگی بن جاتا ہے۔ مکمل تارک الدنیا ہو جاتا ہے اور عنصر کا

بدیہی دیدار کر کے روحِ مطلق سے نسبت پا جاتا ہے۔ جسے شری کرشن نے کہا کہ: عالم میرا اہم مرتبہ ہے۔

خواتین

گیتا کے مطابق جسم ایک لباس ہے جس طرح بوسیدہ لباس کو ترک کر انسان نیا لباس قبول کر لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح روح اس جسم کے تمثیلی لباس کو ترک کر دوسرا جسم (لباس) قبول کر لیتی ہے۔ آپ جرم (پنڈ) کی شکل میں عورت ہوں خواہ مرد۔ یہ جسم کی شکلیں ہیں۔ دنیا میں انسان صرف دو طرح کے ہیں۔ فانی اور لافانی۔ تمام جانداروں کا جسم فانی خواہ تغیر پذیر ہے من کے ساتھ حواس جب ساکن ہو جاتے ہیں تب وہی لافانی انسان ہے اس کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا یہ یادالٰہی کی حالت ہے۔

عورتوں کے متعلق کبھی عزت تو کبھی بے عزتی کا خیال سماج میں بنا ہی رہتا ہے۔ لیکن گیتا کے ماورائی کلام میں یہ صاف ظاہر ہے کہ شُدر (کم علم) ویش (طریقِ کار کا حامل) عورت خواہ مرد کوئی کیوں نہ ہو میری پناہ میں آ کر اعلیٰ نجات کو حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا اس صراط مستقیم میں عورتوں کا بھی وہی مقام ہے جو مردوں کا ہے۔

مادّی خوشحالی

'گیتا' اعلیٰ افادہ تو دیتی ہے ساتھ ہی انسانوں کے لئے ضروری مادّی چیزوں کا بھی بندوبست کرتی ہے۔ باب ۹/ ۲۰-۲۲ میں جوگ کے مالک شری کرشن کہتے ہیں کہ: بہت سے لوگ مقررہ طریقہ سے میری عبادت کر کے بدلے میں جنت کی خواہش کرتے ہیں۔ انہیں عظیم جنت کی دنیا حاصل ہوتی ہے۔ میں عطا کرتا ہوں۔ جو مانگو گے، وہ مجھ سے حاصل ہوگا، لیکن استعمال کے بعد اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیوں کہ جنت کے تعیّشات بھی فانی ہیں۔ انہیں دوبارہ

جنم لینا پڑے گا، ہاں، مجھ سے منسوب ہونے کی بنا پر وہ ختم نہیں ہوتے۔ کیوں کہ میں بھلائی کی تمثیل ہوں۔ میں انہیں تعیّشات دیتا ہوں اور آہستہ آہستہ الگ کرا کر پھر انہیں کار ثواب میں لگا دیتا ہوں۔

میدان

جس روح مطلق کی پاک زبان کا کلام یہ گیتا ہے، انہوں نے خود چھیتر کا تعارف کرایا کہ ارجن! یہ جسم ہی میدان ہے، جس میں بویا ہوا بھلے اور برے عمل کا بیج تاثر (संस्कार) کی شکل میں اگتا اور بعد میں آرام و تکلیف کی شکل لے کر تلذذات کی شکل میں حاصل ہوتا ہے دنیوی دولت نیچ یونیوں میں لے جانے کیلئے ہے، جب کہ روحانی دولت پروردگار روح مطلق سے نسبت دلاتی ہے مرشد کی قربت سے ان میں فیصلہ کن جنگ کی شروعات ہوتی ہے۔ یہی میدان اور عالم میدان کی جنگ ہے۔

شرح نویسوں کا قول ہے: ایک میدان عمل باہر ہے اور دوسرا من کے اندر ہے۔ گیتا کا مطلب خارجی ہے، دوسرا داخلی، لیکن ایسا کچھ نہیں ہے مقرر ایک بات کہتا ہے، لیکن سننے والے اپنی سمجھ کے مطابق ہی اسے پکڑ پاتے ہیں لہٰذا مختلف معنی محسوس ہوتے ہیں۔ راہ ریاضت پر بتدریج چل کر جو بھی انسان شری کرشن کی سطح پر کھڑا ہو جائے گا تو جو منظر شری کرشن کے سامنے تھا، وہی اس کے بھی سامنے ہوگا۔ وہی عظیم انسان ان کے دلی احساسات کو، گیتا کے اشاروں کو سمجھ سکتا ہے، سمجھا سکتا ہے۔

گیتا کا ایک بھی شلوک خارجی عکاسی نہیں کرتا۔ کھانا، پہننا، رہنا آپ جانتے ہی ہیں۔ بود و باش، تسلیم شدگی، دنیوی رسم و رواج میں جگہ، وقت اور حالات کے مطابق تبدیلی قدرت کی دین ہے۔ اس میں شری کرشن آپ کو کون سا انتظام دیں؟ کہیں لڑکیوں کی زیادتی ہے، کئی شادیاں ہوتی ہیں۔ تو کہیں ان کی تعداد کم ہے کہیں کئی بھائیوں کے درمیان ایک بیوی رہ لیتی

ہے، اس میں شری کرشن کون سا انتظام دیں۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد جاپان میں آبادی کی کمی ایک مسئلہ بن گئی تو تیس بچوں کو جنم دینے والی ایک عورت کو ''مدر لینڈ'' (مادر وطن) کے خطاب سے نوازا گیا۔ وید کے وقت کے بھارت میں پہلے دس بچے پیدا کرنے کا دستور تھا۔ ''آپ ایک یا دو بچے ہوتے ہیں گھر میں اچھے'' کا نعرہ لگ رہا ہے۔ شاید وہ نہ رہیں تو ملک کیلئے فکر کی بات نہیں، مسائل کا حل ہی ہوتا ہے۔ شری کرشن اس میں کون سا انتظام دیں؟

شرف

خواہش، غصہ، لالچ، فریفتگی کے کہیں مدرسے نہیں کھلے ہیں۔ پھر بھی ان عیوب میں بچے، بڑوں اور ہوشمندوں سے کہیں زیادہ ماہر نکلتے ہیں۔ اس میں شری کرشن کیا نصیحت دیں؟ یہ سب کچھ تو قدرتی طور پر اپنے آپ ہوتا ہے۔

کبھی وید پڑھائے جاتے تھے، تیر اندازی اور جنگ گرز کی تعمیل دی جاتی تھی۔ آج ان کی تعمیل کون حاصل کرتا ہے؟ آج تو طمنچہ چلا رہے ہیں، خودکار آلات کا زمانہ ہے۔ کبھی رتھ ہانکنا سیکھنا پڑتا تھا۔ گھوڑوں کی لید پھینکنی پڑتی تھی۔ آج موٹروں کا تیل صاف کیا جاتا ہے، اس بارے میں شری کرشن کیا بتائیں؟ کہہ دیں کہ گھوڑوں کی اس طرح مالش مت کرو۔ باہر آپ کو کیسا انتظام دیں؟ پہلے سواہا، لفظ بولنے سے بارش ہوتی تھی۔ آج من کے موافق فصل لینے لگیں ہیں۔ جوگ کے مالک کہتے ہیں کہ قدرت سے پیدا ہوئی، صفات کے زیرِ اثر مجبور ہو کر انسان حالات کے مطابق ڈھلتا ہی رہتا ہے صفات خود انہیں اپنے مطابق ڈھالنے میں قادر ہیں۔ علم مادیات، علم معاشرت، علم الاقتصاد، علم کلام وہ گڑھتا ہی رہتا ہے ایک ہی چیز ایسی ہے جو انسان نہیں جانتا، نہیں پہنچانتا، وہ ہے تو اسی کے قریب لیکن وہ اس سے غافل ہے گیتا سن کر ارجن کی وہی یادداشت لوٹ آئی تھی۔ وہ یاد ہے روح مطلق کی، جو دل کی دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے بہت دور ہے۔ اسی کو انسان حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن راستہ نہیں پاتا، صرف بھلائی کی راہ سے ہی انسان

ناواقف ہے، فریفتگی کا پردہ اتنا موٹا ہے کہ اس جانب سوچنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ اس عظیم انسان نے آپ کیلئے وقت دیا ہے، اس عمل کو صاف کیا ہے۔ جسے کرنے کی ہدایت گیتا میں ہے، گیتا خاص طور سے یہی عطا کرتی ہے۔ مادی چیزیں بھی اس سے حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن شرف کے مقابلہ میں دنیاداری ناقابل شمار ہے۔

جوگ کا عطا کنندہ

جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق فلاح کی راہ کا علم، اس کو حاصل کرنے کا وسیلہ اور اس کا حصول مرشد سے ہوتا ہے۔ اِدھر اُدھر زیارت گاہوں میں بہت بھٹکنے یا بہت محنت سے یہ تب تک حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کسی صوفی کے ذریعہ نہ حاصل کیا جائے۔ باب ۴/۳۴ میں شری کرشن نے کہا: ارجن! تو کسی رمز شناس عظیم انسان کی قربت میں جاکر، اچھی طرح آداب بجا کر صاف دل سے خدمت کرکے، سوال کرکے اس علم کو حاصل کر حاصل کرنے کا واحد طریقہ ہے۔ کسی عظیم انسان کی قربت اور ان کی خدمت گزاری، ان کے مطابق چل کر جوگ کی منزل حاصل کرنے کے دور میں حاصل کرے گا۔ باب ۱۸/ ۱۸ میں انہوں نے بتایا کہ کامل یعنی حق شناس عظیم انسان علم یعنی جاننے کا طریقہ اور قابل علم روح مطلق تینوں عمل کے محرک ہیں، لہٰذا شری کرشن کے مطابق عظیم انسان ہی عمل کے ذریعہ ہیں۔ نہ کہ صرف کتاب، کتاب تو ایک نسخہ ہے، نسخہ یاد کرنے سے کوئی صحت مند نہیں ہوتا ہے بلکہ اسے عمل میں لانا پڑتا ہے۔

دوزخ

باب ۱۶/۱۶ میں دنیوی دولت کا بیان کرتے ہوئے جوگ کے مالک شری کرشن نے بتایا کہ تمام طرح سے گمراہ طبیعت والے فریفتگی میں پھنسے، دنیوی خصلت والے انسان ناپاک جہنم میں گرتے ہیں، سوال فطری ہے کہ جہنم ہے کیسا اور کسے کہتے ہیں؟ اسی تسلسل میں صاف

کرتے ہیں کہ، مجھ سے کینہ رکھنے والے بدذات لوگوں کو میں بار بار شیطانی شکلوں (یونیوں) میں گراتا ہوں۔ تکلیف دہ شیطانی یونیوں میں گراتا ہوں۔ یہی جہنم ہے۔ اس جہنم کا دروازہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ خواہش، غصہ اور لالچ جہنم کے تین دروازے ہیں۔ جس میں دنیوی دولت ساخت ہوتی ہے۔ لہٰذا بار بار حشرات الأرض، جانور وغیرہ یونیوں میں آنا ہی جہنم (دوزخ) ہے۔

بخشش جرم (पिण्डदान)

پہلے باب میں غمزدہ ارجن کو اندیشہ تھا کہ جنگ کی بناء پر ہونے والے قتل عام سے مرحومین بخشش جرم اور نذر سے محروم رہ جائیں گے۔ مرحومین گر جائیں گے، اس پر بندہ نواز شری کرشن نے کہا کہ ارجن! تیرے اندر یہ جہالت کہاں سے آگئی؟ بخشش جرم کے رواج کو شری کرشن نے جہالت بتایا اور بتایا کہ۔ جس طرح بوسیدہ لباس کو ترک کر انسان نیا لباس پہن لیتا ہے ٹھیک اسی طرح یہ روح بوسیدہ جسم کو ترک کر اسی وقت جسمانی شکل والا نیا لباس قبول کر لیتی ہے۔ یہاں جسم محض ایک لباس ہے۔ اور جب روح نے صرف لباس بدلا وہ فنا ہوئی نہیں فانی جسم کو ہی بدلا ہے۔ اس کے انتظامات سابق بدستور ہیں تو کھانا (بخشش جرم) آسنی، پلنگ، سواری، مکان یا پانی وغیرہ سے کس کی آسودگی درکار ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جوگ کے مالک نے اسے جہالت کہا۔ باب ۱۵/۷ میں اسی پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: یہ روح میرا ابدی جز ہے، شکل ہے اور من کے ساتھ پانچوں حواس کے کاروبار سے پیدا ہونے والے تاثرات (संस्कार) کو لے کر دوسرے جسم کو قبول کر لیتی ہے اور من کے ساتھ چھ حواس کے ذریعے اگلے جسم میں تعیّشات کا لطف اٹھاتی ہے روح نے جس جسم کو قبول کیا وہاں بھی عیش وعشرت موجود ہے۔ پھر بخشش جرم کی کیا ضرورت ہے؟

ادھر ایک جسم کو ترک کیا۔ ادھر دوسرے جسم کو قبول کیا وہ روح سیدھے اس جسم میں

داخل ہوجاتی ہے۔ درمیان میں کوئی پڑاؤ نہیں کوئی جگہ نہیں تو ہزاروں پشتوں کے مرحومین کا لامحدود وقت سے پڑا رہنا اور ان کا رزق خاندانی روش کے مطابق طے کرنا اور قفس میں قید پرندہ کی طرح ان کی چھٹ پٹاہٹ، زوال محض ایک جہالت ہے۔ لہٰذا شری کرشن نے اس کو جہالت بتایا۔

عذاب وثواب

اس سوال پر معاشرہ میں تمام غلط فہمیاں ہیں، لیکن جوگ کے مالک شری کرشن کے مطابق ملکات ردیہ سے پیدا ہوئے یہ خواہش اور غصہ، عیش وعشرت سے کبھی نہ آسودہ ہونے والے بہت بڑے گناہ گار ہیں۔ یعنی خواہش ہی واحد گناہ گار ہے۔ عذاب کا مخرج ہوس ہے۔ خواہشات ہیں، یہ خواہشات رہتی کہاں ہیں؟ شری کرشن نے بتایا کہ: حواس، من اور عقل ان کے رہنے کے مقامات بتائے جاتے ہیں۔ جب عیوب جسم میں نہیں، من میں ہی ہوتے ہیں تو جسم کی صفائی کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟

بقول شری کرشن اس من کی طہارت ہوتی ہے۔ نام کے وِرد سے۔ تصور سے، اس دور کے کسی رمز شناس عظیم انسان کی خدمت سے۔ ان میں عقیدت سے، جس کیلئے باب ۴/۳۴ میں حوصلہ افزائی کرتے ہیں کہ 'तद्विद्धि प्रणिपातेन' خدمت اور سوال کر کے اس علم کو حاصل کر، جس سے سبھی عذاب ختم ہوجاتے ہیں۔

باب ۳/۱۳ میں انہوں نے کہا کہ: یگ کا تبرک کھانے والے عابد حضرات تمام گناہوں سے نجات پاجاتے ہیں اور جو جسم حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ وہ گناہ گار عذاب ہی کھاتے ہیں۔ یہاں یگ فکر کا ایک معینہ طریقہ ہے، جس سے من میں موجود متحرک وساکن ہر شئی کے دنیوی تاثرات (संस्कार) جل جاتے ہیں۔ باقی محض رب ہی بچتا ہے۔ لہٰذا جسم کی پیدائش کی جو وجہ ہے، وہی عذاب ہے اور جو اس لافانی عنصر کو دلانے والا ہے، جس کے بعد

کبھی جسم حاصل نہ کرنا پڑے، وہی ثواب ہے۔

باب ۷/ ۲۹ میں کہتے ہیں کہ: میری پناہ میں ہو کر ضعیفی وموت اور عیوب سے آزاد ہونے کیلئے کوشاں، صالحین جن انسانوں کا گناہ ختم ہو گیا ہے وہ مکمل ذات مطلق کو سارے اعمال، ساری روحانیت کو اور مجھے اچھی طرح جانتے ہیں وہ مجھے جان کر میرے ہی اندر موجود رہتے ہیں لہٰذا عمل ثواب وہ ہے، جو ضعیفی وموت اور عیوب سے اوپر اٹھا کر برحق کی جانکاری اور اسی معبود سے ہمیشہ کیلئے منسوب کراتا ہے اور جو آواگمن، ضعیفی اور موت، دکھ پہنچانے والے عیوب کے دائرے میں گھما کر رکھتا ہے وہی عمل عذاب ہے۔

باب ۱۰/ ۳ میں کہتے ہیں: جو مجھ آواگون سے عاری، ابتداء اور انتہاء سے مبّرا عظیم رب العالمین کو بدیہی دیدار کے ساتھ جان لیتا ہے، وہ انسان فنا پذیر انسانوں میں علم داں ہے اور ایسا علم رکھنے والا تمام عذابوں سے نجات پالیتا ہے۔ لہٰذا بدیہی دیدار کے ساتھ ہی سارے عذابوں سے چھٹکارا ملتا ہے۔

لب لباب یہ ہے کہ بار بار آواگمن کی وجہ ہی عذاب ہے اور جو اس سے بچا کر دائمی روح مطلق کی طرف مخاطب کرا دے۔ اعلیٰ سکون کو حاصل کرا دے۔ وہی عمل ثواب ہے۔ سچ بولنا، صرف اپنی محنت کا کھانا، عورتوں کے ساتھ ماں جیسا برتاؤ، ایمانداری وغیرہ بھی اس نیک عمل کے مددگار حصے ہیں، لیکن بہترین ثواب ہے۔ روح مطلق کا حصول، جو واحد معبود کی عقیدت کو توڑتا ہے، وہ عذاب ہے۔

سارے عابد ایک

'گیتا' باب ۴/ ۱ میں بندہ نواز شری کرشن نے بتایا کہ: اس لافانی جوگ کو کلپ (بدلاؤ) کے شروع میں مَیں نے سورج کے متعلق کہا تھا۔ لیکن شری کرشن کے ماسبق تاریخ خواہ دیگر کسی بھی شریعت میں کرشن کے نام کا ذکر نہیں ملتا۔

درحقیقت شری کرشن ایک کامل جوگ کے مالک ہیں، وہ ایک غیر مرئی اور لافانی مقام
والے ہیں۔ جب کبھی روح مطلق سے ملانے والے عمل یعنی جوگ کی شروعات کی گئی تو اسی مقام
پر فائز کسی عظیم انسان نے کی، چاہے وہ 'رام' ہو یا عارف 'جر تھسترٗ' ہی کیوں نہ رہے ہوں؟ بعد کے
وقت میں یہی نصیحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ، گرونانک وغیرہ چاہے جس کسی نے دی،
دی کرشن نے ہی۔

لہٰذا سبھی عظیم انسان ایک ہی ہیں۔ سب کے سب ایک ہی مرکز پر پہنچ کر ایک ہی شکل کو
حاصل کرتے ہیں۔ یہ مرتبہ ایک اکائی ہے۔ تمام انسان اس راستہ پر چلیں گے مگر جب حاصل
کریں گے، ایک ہی مرتبہ کو حاصل کریں گے۔ ایسے مقام کو حاصل کرنے والے عابد کا جسم محض
ایک مکان بھر رہ جاتا ہے۔ وہ خالص خود کفیل ہیں۔ ایسی حالت والوں نے کبھی کچھ کہا تو وہ ایک
جوگ کے مالک نے ہی کہا۔

عابد کہیں نہ کہیں تو پیدا ہوتا ہی ہے مشرق خواہ مغرب میں سیاہ یا سفید خاندان میں۔
پہلے سے مروجہ کن ہی مذہبوں کے ماننے والوں کے درمیان خواہ کم عقل قبیلوں میں، عام سی زندگی
بسر کرنے والے غریب خواہ امیروں میں پیدا ہو کر بھی عابد ان کی رسم ورواج والا نہیں ہوتا۔ وہ تو
اپنی منزل مقصود روح مطلق کو پکڑ کر اپنے مقصد یعنی روح مطلق کی جانب بڑھ جاتا ہے، وہی ہو
جاتا ہے ان کی نصیحتوں میں ذات، پات، نسلی تفرقہ اور امیر وغریب کی دیواریں نہیں رہتی ہیں۔
یہاں تک کہ ان کی نظر میں عورت ومرد کا فرق بھی نہیں رہ جاتا۔ (دیکھیں: گیتا ۱۵/۱۶) द्वाविमौ पुरुषौ
लोके' دنیا میں یہ دو طرح کے انسان ہیں۔

عظیم انسانوں کے بعد ان کے پیرو اپنا فرقہ بنا کر محدود ہو جاتے ہیں کسی عظیم انسان
کے پیرو یہودی ہو جاتے ہیں تو کسی کے پیرو عیسائی، مسلمان، سناتنی وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان
دیواروں سے سنت (عابد) کا تعلق کبھی بھی نہیں ہوتا۔ عابد نہ کوئی فرقہ پرست ہے اور نہ کسی ذات
کا، عابد، عابد ہے۔ اسے کسی معاشرتی جماعت میں نہ سمیٹیں۔

لٰہذا دنیا بھر کے عابدوں کی چاہے کسی قبیلے میں ان کی پیدائش ہوئی ہو چاہے کسی مذہب (فرقہ) والے ان کی عبادت زیادہ کرتے ہوں۔ کسی فرقہ بندی کے زیر اثر ایسے عابدوں کی نکتہ چینی نہیں کرنی چاہیئے۔ کیوں کہ وہ غیر جانب دار (خود مختار) ہیں۔ دنیا کے کسی بھی جگہ پر پیدا ہوا عابد مذمت کے قابل نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ اپنے اندر موجود عالم الغیب روح مطلق کو کمزور کرتا ہے۔ اپنے کو روح مطلق سے دور کر لیتا ہے خود اپنا نقصان کرتا ہے دنیا میں پیدا ہونے والوں میں اگر آپ کا کوئی سچا خیر خواہ ہے تو عابد ہی ہے، لٰہذا ان کے متعلق رواداری کا ہونا۔ دنیا بھر کے لوگوں کا بنیادی فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کرنا خود کو دھوکہ دینا ہے۔

وید

گیتا میں وید کا تذکرہ بہت آیا ہے۔ لیکن کل ملا کر وید محض راہ نما نشان ہیں۔ Mile (Stone) منزل تک پہنچ جانے پر اس انسان کیلئے ان کا استعمال ختم ہو جاتا ہے۔ باب ۲/ ۴۵ میں شری کرشن نے کہا: ارجن! وید تینوں صفات تک ہی روشنی دینے میں قادر ہیں۔ تو ویدوں کے کام کے دائرہ سے اوپر اٹھ۔ باب ۲/ ۴۶ میں کہا: ہر طرف سے بھری ہوئی پاک وصاف جھیل کے حاصل ہونے پر چھوٹے تالاب سے انسان کا جتنا واسطہ رہ جاتا ہے اچھی طرح معبود کا علم رکھنے والے عظیم انسان یعنی برہمن کا ویدوں سے اتنا ہی واسطہ رہ جاتا ہے، لیکن دوسروں کیلئے تو ان کا استعمال ہے ہی۔ باب ۸/ ۲۸ میں انہوں نے کہا: ارجن! مجھے عنصر کیساتھ اچھی طرح سے جان لینے پر جوگی وید، یگ، ریاضت، صدقہ وغیرہ کے نیک ثمرے کو پار کر ابدی مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ یعنی جب تک وید زندہ ہیں۔ یگ کرنا باقی ہے۔ تب تک ابدی مقام کا حصول نہیں ہے باب ۱۵/ ۱ میں بتایا: اوپر روح مطلق ہی جس کی جڑ ہے۔ نیچے حشرات الارض تک قدرت جس کی شاخیں درشاخیں ہیں۔ دنیا ایسا پیپل کا ایک لافانی درخت ہے جو اسے جڑ کے ساتھ جانتا ہے وہ وید کا عالم ہے۔ اس علم کا مدرک عظیم انسان ہے، اس کے ذریعے ہدایت کردہ یاد الٰہی ہے۔ کتاب

خواہ مکتب بھی انہیں کی طرف ترغیب دیتے ہیں۔

اوم

شری کرشن کی رہبری میں 'اوم' کے ورد کا اصول پایا جاتا ہے۔ باب ۷/ ۸- اونکار میں ہوں ۸/ ۱۳- 'اوم' کا ورد اور میرا تصور کر: باب ۹/ ۱۷- قابل علم طاہر اونکار میں ہوں۔ باب ۱۰/ ۳۳ -حروف میں 'اَ' سے شروع ہونے والا (اکار) ہوں۔ باب ۱۰/ ۲۵ زبانوں میں ایک حرف میں ہوں۔ باب ۷ا/ ۲۳ 'اوم' تت اور ست ذاتِ مطلق کا مظہر ہے، باب ۷ا/ ۲۴ یگ ،صدقہ اور ریاضت کے اعمال کی ابتداء 'اوم' سے ہی ہوتی ہے لہٰذا شری کرشن کے مطابق اوم کا ورد بے حد ضروری ہے۔ جس کا طریقہ کسی پہنچے ہوئے عظیم انسان سے سیکھیں۔ گیتا میں بیان کیا گیا علم ہی خالص یادداشتِ منو (मनु स्मृति) گیتا مورث اول مہاراجِ منو سے بھی پہلے ظاہر ہوئی ہے۔ (४/१) इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवान हम व्ययम् ।, ارجن! اس لافانی جوگ کو میں نے کلپ (कल्प) کی ابتداء میں سورج سے کہا اور سورج نے منو سے کہا۔ منو نے اسے سنکر اپنی یادداشت میں قبول کیا، کیوں کہ سنی گئی چیز من کی یادداشت میں ہی محفوظ کی جاسکتی ہے۔ اسی کو منو نے راجا اچھواکو سے کہا۔ (इक्ष्वाकु) اچھواکو سے شاہی عارفوں نے جانا اور اس اہم دور سے یہ لافانی جوگ اس دنیا میں پوشیدہ ہوگیا۔ شروع میں کہنے اور سننے کی روایت تھی۔ لکھا بھی جاسکتا ہے۔ ایسا تصور نہیں تھا۔ منو مہاراج نے اِسے ذہنی طور پر قبول کیا اور یادداشت کی روایت مروجہ کی۔ لہٰذا یہ گیتا میں بیان کیا گیا علم ہی خالص یادداشت منو (मनु स्मृति) ہے۔

بندہ پرور نے یہ علم منو سے بھی پہلے سورج سے کہا تو اسے یادداشت سورج (सूर्य स्मृति) کیوں نہیں کہتے؟ دراصل سورج روشن زدہ قادر مطلق (परमात्मा) کا وہ حصہ ہے۔ جس سے انسانی تخلیق ہوئی۔ بندہ پرور شری کرشن فرماتے ہیں،، میں ہی اول ذی حس (चेतन) بشکل تخم پدر ہوں، قدرت حمل قبول کرنے والی مادر ہے!،، وہ بشکل تخم پدر سورج ہے۔ سورج ذات

مطلق کی وہ عظیم طاقت ہے جس نے انسان کی تخلیق کی۔ وہ کوئی فرد نہیں تخم ہے۔ جہاں ذات مطلق کے اس پرنور جلال سے انسان کی پیدائش ہوئی۔ اس جلال میں وہ گیتا میں بیان کیا گیا علم بھی نشر کیا یعنی سورج سے کہا۔ سورج نے اپنے پسر منو سے کہا، لہٰذا وہ یادداشت منو ہے (मनु स्मृति)۔ سورج کوئی فرد نہیں، تخم ہے۔

بندہ پرور شری کرشن فرماتے ہیں- ارجن! وہی قدیم جوگ میں تیرے واسطے کہنے جا رہا ہوں۔ تو میرا عزیز بندہ ہے، صادق دوست ہے۔ ارجن ذہین تھا، صادق راست گو تھا۔ اس نے سوال پر سوالوں کی قطار کھڑی کر دی کہ آپ کی پیدائش تو اب ہوئی ہے، اور سورج کی پیدائش تو بہت پہلے ہوئی ہے۔ اسے آپ نے ہی سورج سے کہا، یہ میں کیسے مان لوں، اس طرح بیس پچیس سوالات اس نے کھڑے کئے۔ گیتا کے اختتام تک اس کے سارے سوالات ختم ہو گئے، تب بندہ پرور نے، جو سوالات ارجن نہیں کر سکتا تھا، جو اسکے لئے مفید تھے، ان سوالات کو خود اٹھایا اور حل دیا۔ بالآخر بندہ پرور نے فرمایا، ارجن! کیا تو نے میری نصیحتوں کو یکسو دماغ ہو کر سنا؟ کیا فریفتگی سے پیدا ہوئی تیری لاعلمی ختم ہوئی۔ ارجن نے کہا!

नष्टो मोहः स्मृतिर्लब्धा त्वत्प्रसादान्मयाच्युत।
स्थितोऽस्मि गतसन्देहः करिष्ये वचनं तव ।। १८/७३

بندہ پرور! میری فریفتگی ختم ہوئی۔ میں نے (स्मृति) یادداشت کو حاصل کر لیا ہے۔ صرف سنا بھر نہیں بلکہ (स्मृति) یادداشت میں قبول کر لیا ہے۔ میں آپ کے حکم کے مطابق عمل کروں گا، جنگ کروں گا۔ اس نے کمان اٹھا لی، جنگ ہوئی، فتح حاصل کی، ایک خالص اقتدار کا قیام ہوا، اور ایک دینی شریعت کی شکل میں وہ قدیمی دینی شریعت گیتا پھر سے نشر و اشاعت میں آ گئی۔ گیتا آپ کی اول دینی شریعت ہے۔ یہی (मनु स्मृति) یادداشت منو ہے، جسے ارجن نے اپنی یادداشت میں قبول کیا تھا۔ منو کے سامنے دو کتابوں کا تذکرہ ہے، ایک تو پدر سے حاصل ہوئی گیتا، دوسرے وید منو کے سامنے نازل ہوئے۔ تیسری کوئی کتاب، منو کے دور میں ظاہر نہیں ہوئی

تھی۔اس وقت لکھنے لکھانے کا رواج نہیں تھا،اس لئے علم کو شنیدہ یعنی سننے اور یادداشت کے قرطاس (کینواس) پر نقش کرنے کا رواج تھا۔جن سے انسانوں کی تخلیق ہوئی،تخلیق کے اول انسان ان منو مہاراج نے وید کو شنیدہ (श्रुति) اور گیتا کو یادداشت (स्मृति) کی عزت عطا کی۔

وید منو کے سامنے نازل ہوئے تھے،اِنہیں سنیں یہ سننے کے قابل ہیں۔بعد میں بھلے ہی اِنہیں بھول جائیں تو کوئی نقصان نہیں،لیکن گیتا (स्मृति) یادداشت ہے،ہمیشہ یاد رکھیں۔یہ ہر انسان کو ہمیشہ رہنے والی زندگی ہمیشہ رہنے والا اسکون ہمیشہ رہنے والی خوش حالی،اور شوکتوں سے لبریز زندگی حاصل کرانے والا خداداد نغمہ ہے۔

بندہ پرور نے فرمایا،ارجن اگر تو انانیت (گھمنڈ) کے تحت میری نصیحتوں کو نہیں سنے گا، تو برباد ہو جائیگا یعنی گیتا کی نصیحتوں کو نظر انداز کرنے والا برباد ہو جاتا ہے۔باب پندرہ کے آخری شلوک (۲۰/۱۵) میں بندہ پرور نے فرمایا، इति गुह्यतमं शास्त्र मिद मुक्तं मया नघ। یہ بصیغۂ راز سے بھی بیحد بصیغۂ راز شریعت میرے ذریعہ کہی گئی۔اِسے عنصر سے جان کر تو سارے علموں اور اعلیٰ شرف کو حاصل کر لے گا۔ باب سولہ کے آخری دو شلوکوں میں فرمایا "यः शास्त्रविधिमुत्सृज्य वर्तते कामकारतः।"،اس طریقِ شریعت کو ترک کر،خواہشات سے راغب ہو کر دوسرے طریقوں سے جو یاد کرتے ہیں،انکی زندگی میں نہ سکھ ہے،نہ خوشحالی ہے اور نہ اعلیٰ نجات ہی ہے۔

तस्माच्छास्त्रं प्रमाणंते कार्याकार्यव्यवस्थितौ।، لہٰذا ارجن! تیرے فریضہ اور غیر فریضہ کے انتظامات کے تحت یہ شریعت ہی سند ہے۔اسکو اچھی طرح مطالعہ کر اس کے بعد عمل کر۔تو مجھ میں قیام کرے گا، لافانی مقام کو حاصل کر لے گا۔ ہمیشہ قائم رہنے والی زندگی ہمیشہ رہنے والا سکون اور شوکت کو حاصل کرلے گا۔

گیتا یادداشت منو(मनु स्मृति) ہے اور بندہ پرور شری کرشن کے مطابق گیتا ہی دینی شریعت ہے۔دوسری کوئی شریعت نہیں کوئی دوسری یادداشت (स्मृति) نہیں ہے۔سماج میں مروجہ

مختلف قسم کی (स्मृतियां) یادداشتیں گیتا کے فراموش ہو جانے کے برے نتائج ہین ۔ (स्मृतियां) یادداشتیں چندراجاؤں کی سرپرستی مین لکھی معاشرہ میں اونچ نیچ کی دیوار کھڑی کرنے ، اِسے قائم رکھنے کے طریقے ہیں ۔منو کے نام پر شائع شدہ مذکورہ یادداشت منو(मनु स्मृति) میں منو کے دور کے ماحول کی عکاسی نہیں ہے۔اصل یادداشت (मनु स्मृति) گیتا ایک قادر مطلق (परमात्मा) کو ہی حق مانتی ہے، اس میں تحلیل دلاتی ہے ، لیکن موجودہ ددور میں مروجہ تقریبا ۱۶۴(स्मृतियां) قادر مطلق (परमात्मा) کا نام تک نہیں لیتیں، نہ قادر مطلق کے حصول کے طریقوں پر روشنی ڈالتی ہیں ۔وہ صرف جنت کے تحفظ (ریزرویشن) تک ہی محدود رہ کر نیست ،(न अस्ति) جو ہے نہیں اسی کی حمایت کرتی ہیں۔نجات کا ان میں تذکرہ تک نہیں ہے۔

عظیم انسان

عظیم انسان خارجی اور داخلی، عملی اور روحانی، رسم دنیا اور حقیقی وید سے متعلق رواج دونوں کا علم رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ تمام سماج کو عظیم انسانوں نے رہن سہن کا طریقہ بتایا اور ایک عزت بخش انتظام دیا۔وشسٹھ وشوامتر خود جوگ کے مالک شری کرشن ،مہاتما بدھ،مہاویر سوامی، حضرت موسیٰؑ ،حضرت عیسیٰؑ، حضرت محمدﷺ ،رام داس، دیانند، گروگوبند سنگھ وغیرہ ہزاروں عظیم انسانوں نے ایسا کیا۔لیکن یہ انتظامات وقتی ہوتے ہیں۔مصیبت زدہ معاشرہ کو مادیاتی چیزیں عطا کرنا سچائی نہیں ہے،دنیوی الجھنیں لمحاتی ہیں دائمی نہیں ۔لہٰذا ان کا حل بھی حسب ذیل ہوتا ہے۔ اسے دائمی انتظام کی شکل میں قبول نہیں کیا جا سکتا۔

منتظم

معاشرتی تغیرات کو عظیم انسان سلجھایا کرتے ہیں۔اگر انہیں نہ سلجھایا جائے تو علم اور بیراگ سے مزین اعلیٰ ریاضت کی بات کون سنے گا۔انسان جس ماحول میں پھنسا ہے اسے وہاں سے ہٹا کر حقیقت کو جاننے کی حالت میں لانے کے لئے طرح طرح کی حرص و ہوس دی جاتی

ہے۔اس کیلئے عظیم انسان جس الفاظ کا استعمال کرتے ہیں کوئی انتظام دیتے ہیں وہ دین نہیں ہے۔اس سے سودوسوسال کا انتظام ملتا ہے۔چار چھ سوسال کیلئے نظیر بن جاتا ہےاور ہزار دو ہزار سال میں وہ معاشراتی ایجاد نئے حالات کے ساتھ ساتھ بے جان ہو جاتا ہے۔گروگوبند سنگھ کے معاشرتی انتظام میں سلاح لازمی تھا۔کیا اب اس شمشیر کا سلاح کی جگہ پر کوئی معقولیت ہے؟ عیسیٰ مسیح گدھے پر بیٹھتے تھے (मत्ती, २९) گدھے کے متعلق ان کے دیئے گئے انتظامات کا آج کیا استعمال ہے۔انہوں نے کہا: کسی کا گدھا مت چراؤ،آج گدھا کون پالتا ہے؟اسی طرح جوگ کے مالک شری کرشن نے اس وقت کے معاشرہ کو حسب حال منظم کیا۔جس کا بیان مہا بھارت، بھاگود وغیرہ کتابوں میں ہے۔ساتھ ہی ان کتابوں میں انہوں نے حقیقت کی بھی جہاں تہاں عکاسی کی۔اعلی رفاہی ریاضت اور دنیوی انتظامات کے احکام کو ایک میں ملا دینے سے معاشرہ عنصر کے فیصلہ کن سلسلہ کو مکمل طور پر نہیں سمجھ پاتا،دنیوی انتظامات کو جیسے کو تیسا نہیں بلکہ بڑھا چڑھا کر قبول کرتا ہے کیونکہ وہ دنیوی ہے۔عظیم انسان نے کہا،ایسا کہہ کر ان انتظامات کیلئے عظیم انسانوں کی دہائی بھی دیتے ہیں۔وہ عظیم انسان کے حقیقی عمل کو توڑ مروڑ کر اسے گمراہ کن بنا دیتے ہیں۔وید، رامائن، مہابھارت، بائبل ،قرآن سب کے متعلق پہلے سے چلے آرہے ہیں اسرار کے دھندلے خیالات باقی ہیں۔ظاہری سطح پر زندگی بسر کرنے والا سماج انکے قول کا موٹا مفہوم قبول کر پاتا ہے۔لہٰذا بھگوان شری کرشن نے دائمی مقام لامحدود زندگی ہمیشہ سکون عطا کرنے والی گیتا شریعت کو مادّی انتظامات سے علاحدہ کیا۔مہابھارت بھارتیوں کی عظیم تہذیبی شریعت اور فخر آمیز تواریخ ہے۔انہوں نے اس عظیم تواریخ کے بیچ میں اسکی نشرواشاعت کا جس سے مستقبل میں آنے والی تمام نسلیں اس دینی شریعت کو دینی سطح پر حقیقی طور پر سمجھ سکیں۔ امتداد زمانہ میں ولی پتنجلی وغیرہ متفکر عظیم انسانوں نے بھی اعلی شرف کے حقیقی طریقے کو۔ساماجک۔انتظامات سے ہٹا کر الگ طرح سے پیش کیا۔

گیتا تمام انسان کے لئے

بھگوان نے اس دینی شریعت کی نصیحت प्रवृत्ते शास्त्रं सम्पाते; गीता ,१-२०, ٹھیک آلات جنگ کی تنظیم کے وقت کیا کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مادّی دنیا میں کبھی امن وسکون ہوتا ہی نہیں ۔اربوں انسانوں کی قربانی کے بعد بھی جو فتح حاصل کریں گے وہ بھی ناکامیاب ہی ہوں گے ۔لہٰذا انہوں نے ایسی دائمی جنگ کا تعارف گیتا۔ کے توسط سے دیا جس میں ایک بار فتح مل جانے پر ہمیشہ قائم رہنے والی کامرانی لامحدود زندگی اور لافانی مقام ہے ۔جو تمام انسانوں کیلئے سہل الحصول ہے ۔یہ میدان اور عالم میدان کی جنگ ہے ۔قدرت اور انسان کی جنگ ہے۔ اندرونی طور پر نامبارک کا خاتمہ اور مبارک خدائی نور کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ افضل اہل کے متعلق ہی انہوں نے اسکا بیان کیا شری کرشن نے بار۔بار کہا کہ تجھ بیحد محبت رکھنے والے بندے کے لئے رفاح کی خواہش سے کہتا ہوں۔ یہ بیحد بصیغہ راز ہے۔آخر میں انہوں نے کہا کہ جو عقیدت مند نہیں ہے.تو انتظار کرو اس راستے پر لاؤ پھر اسی کے لئے کہو۔یہ تمام انسانوں کیلئے حقیقی بہتری کا واحد طریقہ ہے۔جسکا سلسلہ وار بیان شری کرشن کے ذریعہ کہی گئی گیتا ہے۔

پیش کردہ تفسیر

جوگ کے مالک شری کرشن کے مقصد کو ہو بہو بیان کرنے کی وجہ سے پیش کردہ تفسیر کا نام ُیتھارتھ گیتا ٗ ہے۔یہ ودیعتِ ربانی پر منحصر ہے۔گیتا خود میں مکمل وسیلہ کی پاک کتاب ہے، پوری گیتا میں شک وشبہہ کا ایک بھی مقام نہیں ہے جہاں کہیں شک وشبہ محسوس ہوتا ہے۔اسلئے عقلی طور پر جانا نہیں جا سکتا ہے اس وجہ سے محسوس ہوتا ہے لہٰذا کہیں سمجھ مین نہ آئے تو کسی رمز شناس عظیم انسان کی قربت میں سمجھنے کی کوشش کریں۔

तद्विद्धि प्रणिपातेन परिप्रश्नेन सेवया ।
उपदेक्ष्यन्ति ते ज्ञानं ज्ञानिनस्तत्त्वदर्शिनः ।।

(تو مرشد کی قربت میں بیٹھ کر حقیقت کو جاننے کی کوشش کر، ان سے انکساری کے ساتھ اپنا تجسس ظاہر کر اور ان کی خدمت کر، اعلیٰ مقام پر فائز عظیم انسان تمہیں علم عطا کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے حقیقت کا بدیہی دیدار حاصل کیا ہے۔)

ॐ शान्तिः! शान्तिः! शान्तिः!

تمت بالخیر

کیسٹ نشر الصوت میں ابواب کے پہلے کا دیباچہ

۱-صرف ایک روح مطلق میں عقیدت اور خودسپردگی کا پیغام دینے والی گیتا سب کو پاک وصاف بنانے کی کھلی دعوت دیتی ہے۔ دنیا میں کہیں بھی رہنے والے امیر خواہ غریب، اشرف اور غیر اشرف، شریف النفس اور گناہ گار، عورت ومرد، متقی وبدکردار سب کا اس میں دخل ہے خاص طور پر گیتا گناہ گاروں کی ہی نجات کا سہل راستہ بتاتی ہے، شریف النفس تو یاد کرتے ہی ہیں پیش ہے اسی گیتا کی بے مثل تشریح۔ یتھارتھ گیتا، (حقیقی گیتا) کا کیسٹ نشریہ۔

۲-شریعت کی تصنیف دو نظریات سے کی جاتی ہے۔ ایک تو معاشرتی انتظام اور تہذیب کو برقرار رکھنا، جس سے لوگ بڑے بزرگوں کے نقش قدم کا اتباع کر سکیں اور دوسرا یہ کہ وہ دائمی سکون کو حاصل کرلیں۔ رام چرت مانس، بائبل، قرآن وغیرہ میں دونوں طرف کی شمولیت ہے لیکن مادی نظر خاص ہونے کی وجہ سے انسان معاشرہ کو فائدہ پہنچانے والے انتظام کو ہی پکڑ پاتا ہے۔ روحانی مقولوں کو بھی وہ معاشرتی انتظام کے ہی حوالہ سے دیکھنے لگتا ہے کہتا ہے کہ ایسا تو شریعت میں لکھا ہے لہٰذا ویدویاس نے دونوں کیلئے ایک ہی کتاب 'مہابھارت' لکھتے ہوئے بھی روحانی عمل کی تدوین 'گیتا' کی شکل میں الگ سے کی، جس سے کہ لوگ اس بنیادی افادی راہ میں غلط فہمی کو شامل نہ کر سکیں۔ انہیں روحانی قیمتوں کے ساتھ پیش ہے۔ گیتا کا ماورائی پیغام۔

۳-گیتا کسی خاص انسان، ذات، طبقہ، مسلک، وقت، جگہ یا کسی قدامت پسند فرقہ کی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ عالم گیر اور دائمی دینی شریعت ہے۔ یہ ہر ایک ملک، ہر ایک ذات، ہر ایک عمر کے عورت ومرد سب کیلئے ہے۔ درحقیقت گیتا دنیا کے سبھی انسانوں کی دینی شریعت ہے اور فخر

کی بات ہے کہ، گیتا آپ کی دینی شریعت ہے۔

۴- قابل پرستش بھگوان مہاویر، تتھاگت بھگوان بدھ باخبر ہوتے ہوئے بھی علاقائی زبانوں میں گیتا کے ہی پیغام کو پہنچانے والے ہیں۔ روح حق ہے اور مکمل احتیاط (ضبط نفس) سے حق شناسی کی حالت کا اصول ہے۔ یہ گیتا کا ہی خیال ہے بدھ نے اسی عنصر کو علیم اور لافانی مقام کہہ کر گیتا کے ہی خیال کو تصدیق کیا ہے۔ اتنا ہی نہیں۔ بلکہ عالمی ادب میں دین کے نام پر جو کچھ بھی لب لباب ہے جیسے ایک خدا، التجا، ندامت، ریاضت وغیرہ گیتا کی ہی نصیحتیں ہیں۔

انہیں نصیحتوں کو محترم سوامی اڑگڑانند جی کی پاک زبان سے نکلی ہوئی 'یتھارتھ گیتا' کیسٹ کی شکل میں تمام انسانوں کی نجات کا ماورائی پیغام بن کر آپ کے سامنے موجود ہے۔

۵- بھارت کے علاقائی افسانوں میں ہے کہ سقراط کے شاگردی روایت کے مفکر ارسطو نے اپنے شاگرد سکندر کو بھارت سے گیتا کا صحیح علم رکھنے والے معلم لانے کا حکم دیا تھا، گیتا کی ہی وحدانیت (توحید) کو دنیا کی متفرق زبانوں میں حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور مختلف صوفی فقیروں نے پھیلایا، تبدیل زبان ہونے سے یہ جدا جدا محسوس ہوتے ہیں، لیکن اصول گیتا کے ہی ہیں۔ لہٰذا گیتا تمام انسانوں کی باطنی یک جہتی کی دینی شریعت ہے۔ گیتا کا مفہوم یتھارتھ گیتا کی شکل میں پیش کر شری اڑگڑانند سوامی نے تمام انسانوں کو ایک بیش قیمتی دولت عطا کی ہے۔ جس کی کیسٹ تبدیل ہیئت جیتین بھائی کے توسل سے ہوئی ہے۔ گیتا کے ہزارہا ترجمات کے درمیان منور اس تشریح کی روشنی میں آپ سب اعلیٰ شرف کے مستحق بنیں۔

۶- دنیا میں رائج سارے دین گیتا کے فاصلہ پر موجود محض برعکس آواز ہیں شری سوامی اڑگڑانند جی مہاراج کے ذریعہ اس کی تشریح 'یتھارتھ گیتا' کو سن کر جین خاندان میں پیدا ہوئے محترم جیتین بھائی نے عہد ہی کر لیا کہ کیسٹوں کے وسیلہ سے ان کا نشر الصوت کروں۔ کیوں کہ بھگوان مہاویر، بھگوان بدھ، گرونانک، کبیر وغیرہ کی عقیدت سے لبریز ریاضت کے اصولوں کا

اعلیٰ ترین اظہار گیتا ہے گیتا کے وہ ہی کیسٹ کے خوبصورت پھول آپ سب کے سامنے خود شناسی کیلئے پیش خدمت ہیں۔

۷- گیتا کے دو ہزار سال بعد تک دین کے نام پر فرقے نہیں بنے تھے۔اس واسطے گیتا مذہبی تفریقات سے آزاد ہے۔ اس وقت دنیا کی عقلیت میں ایک ہی شریعت گونج رہی تھی۔ اپنیشدوں کا مغز سخن گیتا اعلیٰ نجات اور شوکتوں کا مخرج گیتا شریعت پڑھنے سے بجائے خود اس کا سننا زیادہ افادی ہے، کیوں کہ تلفظ کی پاکیزگی وغیرہ میں یکسوئی بٹ جاتی ہے،اس واسطے سلیس زبان میں تبدیل 'یتھارتھ گیتا' کے یہ کیسٹ آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔ان کے سننے سے بچے بچے میں اردگرد روح مطلق کے نیک اور مبارک تاثرات کی تحریک ہوگی، آپ کے گھر آنگن کی فضا میں سرزمین ریاضت کی مانند مہک اٹھے گی۔

۸-وہ گھر قبرگاہ ہے جس میں ذکر الٰہی نہ ہو۔آج کا انسان اتنا مصروف ہے کہ چاہ کر بھی یاد الٰہی کیلئے وقت نہیں نکال پاتا۔ایسی حالت میں گیتا کا پیغام کان تک پہنچ بھر جائے تو اعلیٰ شرف اور شوکت کے تاثرات کی تخم ریزی ہوجاتی ہے بھگوان کے کلام کے ان کیسٹوں سے شب وروز اس اعلیٰ معبود کی یاد بنی رہے گی اور یہی یادِ الٰہی کی سنگ بنیاد ہے۔

۹-اپنے بچوں کو ہم تعلیم دلاتے ہیں کہ وہ نیک تاثرات کو حاصل کریں۔نیک تاثرات کا مفہوم لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ اپنی روزی روٹی، گھر مکان اور ترقی کے مسائل کو حل کرلیں معبود کے جانب کسی کا خیال ہی نہیں ہے کسی کسی کے پاس اتنا کچھ ہے کہ معبود کو یاد کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔لیکن یہ سب کچھ فانی ہی تو ہے۔تو نہ چاہتے ہوئے بھی یہ ساری دولت یہیں چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔ایسی حالت میں معبود کی پہچان ہی واحد سہارا ہے، جسے عطا کر رہا ہے۔ 'یتھارتھ گیتا' کا یہ کیسٹ نشریہ۔

۱۰- دنیا میں جتنے بھی دینی اختلافات ہیں۔وہ سب کے سب کسی عظیم انسان کے پیچھے

عقیدت مندوں کا منظّم سماج ہے۔ عظیم انسان کی یادالٰہی کی خلوت گاہ ہی وقت کے ساتھ زیارت گاہ، خانقاہ، درگاہ، مٹھ اور مندروں کی شکل لے لیتی ہے، جہاں عظیم انسان کے نام پر روزی روٹی سے لے کر عیش و عشرت تک کے سروسامان اکٹھا کئے جاتے ہیں گدیاں عظیم انسان کے بعد بنتی ہیں گدیوں سے کوئی عظیم انسان نہیں بنتا۔ لہٰذا دین ہمیشہ سے ہی بدیہی دیدار کرنے والے عظیم انسان کے دائرہ کی چیز رہا ہے۔ گیتا ایسے ہی غیر اختلافی عظیم انسان جوگ کے مالک شری کرشن کا کلام ہے، جس کی قدیمی سچائیوں سے آپ کا سامنا کرا رہا ہے 'یتھارتھ گیتا' کا یہ کیسٹ نشریہ۔

☆☆☆

☆ گزارش ☆

''یتھارتھ گیتا'' جوگ کے مالک شری کرشن کا ممتاز کلام شری مدبھگود گیتا کا ہی ترجمہ ہے۔ اس میں آپ کے دل میں موجود روح مطلق کو حاصل کرنے کے طریقہ کو حاصل کرنے کے بعد کی گئی عکاسی ہے۔ نافرمانی کی نظر سے اس کا استعمال منع ہے ورنہ ہم اپنے مقصد کی معلومات سے محروم رہ جائیں گے۔ اس کا پوری عقیدت کے ساتھ مطالعہ کرنے سے انسان بھلائی کے وسیلوں سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اور مختصر طور پر بھی قبول کرے گا تو ممتاز شرف کو حاصل کرلے گا کیوں کہ اس راہِ خدا میں آغاز کا کبھی خاتمہ نہیں ہوتا۔

سوامی اڑگڑانند

WORLD RELIGIOUS PARLIAMENT

(विश्व धर्म संसद)

C-121, KIRTI NAGAR, NEW DELHI - 110 015 (INDIA).

विश्वगौरव सम्मानपत्र

वेदवेदांग आयुर्वेद ज्योतिषादि शास्त्रपरम्परासुरक्षाव्रती, अखिल संस्कृतवाङ्मयसंरक्षण—प्रचार—प्रसारपक्षधर आर्षसनातनमर्यादाजीवनपद्धतिसदाचारपरायण, "सर्वभूतहिते रतः—वसुधैव कुटुम्बकम्" के सद्भावना पर्यावरण से ओतप्रोत,

सम्माननीय श्री स्वामी अड़गड़ानन्द जी महाराज - परमहंस आश्रम

निवासी शक्तेशगढ़ चुनार (मिर्जापुर) को

अन्तर्राष्ट्रीय अधिवेशन में विश्वगौरव सम्मानपत्र से विभूषित किया जाता है।

एतद्देशप्रसूतस्य सकाशादग्रजन्मनः ।
स्वं स्वं चरित्रं शिक्षेरन् पृथिव्यां सर्वमानवाः ।

World Religious Parliament is pleased to confer
The Title of Vishwagaurav
In recognition of his meritorious contribution for World Development
through श्रीमद् भगवद्गीता, धर्मशास्त्र, (यथार्थ गीता)
दिनांक कुम्भ मेला 10-4-98 हरिद्वार

Chairman (जगद्गुरु)
Presentation Committee

Acharya Prabhakar Mishra
Chairman
World Religious Parliament

रीद्वारे आयोजितम् विंशतेः शताब्देः अन्तिमे महाकुम्भे विद्वानम् गुरुम् जगद्गर्वः इति नाम्ना उपाधि मस्तानाम् शंकरार्याणाम्, महामण्डलेश्वराणाम्, ब्राह्मण-महासभायाः सदस्यानाम् चत्वारिंशानाम् ष्ट्राणाम् धार्मिकानाम् समक्षे उप्रदत्तम्।

विश्व धर्म संसद्
WORLD RELIGIOUS PARLIAMENT
C-121, KIRTI NAGAR, NEW DELHI 110 015 (INDIA)

सम्मान प्रमाणपत्र

"शरीरमाद्यं खलु धर्मसाधनम्" के मौलिक सिद्धान्तों पर आधारित विश्व में निरोगसमाज की स्थापना तथा शारीरिक मानसिक बौद्धिक सामाजिक स्वास्थ्य की उपलब्धि के लिए प्रयत्नशील एवं बाह्य तथा आन्तरिक पर्यावरण की स्वच्छता के लिए संकल्पित विश्व धर्मसंसद् प्राच्यअर्वाच्य ज्ञान विज्ञान की किसी भी शाखा के माध्यम से मानवता की सेवाओं में समर्पित व्यक्तियों को सम्मान करने में गौरव समझती है।

इसी धारणा-अवधारणा के दृष्टिकोण से उल्लेखनीय ज्ञान तथा सेवाओं के लिए श्री विश्वमानव को एक धर्मशास्त्र दाता विश्वगौरव स्वामी अड़गड़ानन्द जी को यथार्थ गीता धार्मिक क्षेत्र/विषय में विश्वगुरु सम्माननीय उपाधि से सम्मानित तथा जनसेवा के क्षेत्र में अग्रणी प्रमाणित करती है।
श्रीमद् भगवद् गीता भाष्य "यथार्थ गीता" धर्मशास्त्र है।

World Religious Parliament is pleased to confer the above Title in recognition of his meritorious contribuiton for World Development through ____________________

26-1-2001

[signature]
Chairman
Presentation Committee
or
Presiding Authority

महाकुम्भ मेला प्रयाग

WRP

आचार्य प्रभाकर मिश्र
Acharya Prabhakar Mishra
Chairman (Indian Region)
World Religious Parliament

आधुनिके सम्वत्सरे २६-१-२००१ तिथौ स्वामी श्रीम् अड़गड़ानन्दम् महाराज़म् विश्वेन धर्मेण संसदेन सम्मानितम् अभवत्। प्रयागे आयोजिते महाकुम्भे भवते 'यथार्थ गीता' नाम्ना कृतया भवन्तम् विश्वगुरुः इति उपाधिं अप्रदत्तम्। अपि च भवन्तम् जनहितैषी मत्वा समाजस्य अग्रगण्यः इति उपाधिं अपि अप्रदत्तम्।

।।श्री काशीविश्वनाथो विजयते।।

सर्वतन्त्रस्वतन्त्र-शास्त्रार्थविद्यावतार-विश्वविश्रुत-महामहोपाध्यायदिविरुदविभूषक
पण्डितसम्राट-प्रातःस्मरणीय श्री शिवकुमारशास्त्रिमिश्रप्रतिष्ठापिता
वाराणसेयसर्वविधविद्वत्समाज-प्रतिनिधिभूता-

श्री काशीविद्वत्परिषद्

पत्राचार कार्यालय :
डी.१७/५८, दशाश्वमेध,
वाराणसी, उत्तर प्रदेश
मो. नं. ९४१५ २८५८५६
टे. नं. ०५४२-२४५२११३

दिनांक 1.3.04

श्री काशीविद्वत्परिषद् समय-समय पर धर्म की समीक्षा करती आयी है । धर्म के सम्बन्ध में यह समाज को निर्देश देने का अधिकार रखती है । धार्मिक प्रकरणों में यह भारत की बहुमान्य सर्वोच्च संस्था है । किसी निर्णय को संशोधित करने का अधिकार परिषद् की कार्यकारिणी को है किन्तु धर्म और धर्मशास्त्र अपरिवर्तनशील होने से आदिकाल से धर्मशास्त्र श्रीमद्‌भगवद्‌गीता ही रही है ।
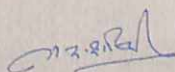
इमं विवस्वते योगं प्रोक्तवानहमव्ययम् ।
विवस्वान्मनवे प्राह मनुरिक्ष्वाकवेऽब्रवीत् ।। गीता, ४/१
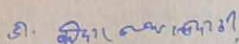
अर्जुन ! इस अविनाशी योग को कल्प के आदि में मैंने सर्वप्रथम सूर्य के प्रति कहा । सूर्य ने अपने पुत्र मनु से कहा । मनु ने इस स्मृत ज्ञान को सुरक्षित रखने के लिए स्मृति की परम्परा चलायी और अपने पुत्र इक्ष्वाकु से कहा । कालान्तर में इस स्मृति ज्ञान को महर्षि वेदव्यास ने लिपिबद्ध किया । मानव जीवन का नियमन तथा निःश्रेयस प्रदान करने वाली आदि मनुस्मृति गीता ही है ।

मनु के समक्ष अवतरित वेद इसी का विस्तार हैं । अन्य शास्त्र समयानुसार विश्व की विविध भाषाओं में ईश्वरीय गायन श्रीमद्‌भगवद्‌गीता की ही प्रतिध्वनि हैं । गीता की अवधारणा को स्वामी अड़गड़ानन्द जी ने 'यथार्थ गीता' में व्यक्त किया है जो शत-प्रतिशत सत्य है । परा विद्या की परिभाषा है ।

स्वामी जी ने गीता की यह व्याख्या देकर विश्व मानव को एक धर्मशास्त्र, एक परमात्मा के पथ को प्रशस्त किया है । धर्मशास्त्र की व्याख्या के रूप में हम सभी 'यथार्थ गीता' की अनुशंसा करते हैं ।

गणेशदत्त शास्त्री मंत्री श्री काशीविद्वत्परिषद् भारत	आचार्य केदारनाथ त्रिपाठी दर्शनरत्नम वाचस्पति अध्यक्ष श्री काशीविद्वत्परिषद् भारत

भारतस्य सर्वोच्च परिषदः श्रीः काशीः विद्वदपरिषदः १-३-२००४ दिनांके श्रीमद्‌भगवद्‌गीतायां धर्मशास्त्रस्य रुपे यथार्थ गीतायाः तस्य परिभाषायाः रुपे स्वीकारोति स्म।

।।श्री काशीविश्वनाथो विजयते।।

ॐ

सर्वतन्त्रस्वतन्त्र-शास्त्रार्थविद्यावतार-विश्वविश्रुत-महामहोपाध्यायदिविरुदविभूषक
पण्डितसम्राट-प्रातःस्मरणीय श्री शिवकुमारशास्त्रिमिश्रप्रतिष्ठापिता
वाराणसेयसर्वविधविद्वत्समाज-प्रतिनिधिभूता-

श्री काशीविद्वत्परिषद्

पत्राचार कार्यालय :
डी.१७/५८, दशाश्वमेध,
वाराणसी, उत्तर प्रदेश
मो. नं. ९४१५ २८५८५६
टे. नं. ०५४२-२४५२११३

दिनांक 1.3.04

श्री परमहंस आश्रम, शक्तेश गढचुनार की अपनी सौभाग्यपूर्ण यात्रा का सुअवसर प्राप्त हुआ है । वहाँ के वर्तमान परमहंस स्वामी श्री अड़गड़ानन्दजी महाराज के दर्शन का स्मरणीय अवसर काशी की विद्वन्मण्डली के साथ मुझे प्राप्त हुआ । श्री परमहंस स्वामी अड़गड़ानन्दजी महाराज ब्रह्मलीन योगिराज स्वामी श्री परमानन्द परमहंस जी के शिष्य है और उनके द्वारा प्राप्त मानव धर्मोपदेश को स्वरचित 'यथार्थ गीता' के माध्यम से मानव मात्र के लिये प्रसारित कर रहे है, जिस गीता का ज्ञान भगवान कृष्ण ने अपने मुखारविन्द से अर्जुन के माध्यम से समस्त मानव के लिये किया था । इसीलिये श्रीमद्भगवद् गीता मानव मात्र का धर्मशास्त्र है । भगवान एक है और सबके है अतः उनकी गीता भी एक आकाश, एक सूर्य और एक चन्द्र के समान सबके लिये है ।

इस प्रकार गीता एकतामूलक है और स्वयं भी एकता का मूल है । भगवान ने स्वयं कहा है - ममैवांशो जीव लोकः'' अर्थात् प्राणी मात्र भगवान का ही अंश है तथा अंश अंशी में भेद नही होता है । अतः प्रत्येक प्राणी भगवद्भिन्नता के आधार पर वस्तुगत्या परस्पर में भी अभिन्न ही हैं। ''तद्भिन्नाभिन्नस्य तदभिन्नत्व नियमः'' यह वस्तुस्थिति है । अतःगीता एकतामूलक तथा एकता का मूल दोनो ही है । यही गीता की यथार्थता है जिसे पूज्य परमहंस जी महाराज ने ''यथार्थ गीता'' में, जो भाष्यरुप है, प्रतिपादित किया है ।

यहाँ ''यथार्थ गीता'' पद से यह भ्रम नहीं होना चाहिए कि कोई अयथार्थ गीता भी है क्योंकि गीता एक है - श्रीमद्भगवद् गीता'। प्रस्तुत 'यथार्थ गीता' श्रीमद्भगवद् गीता' का ही भाष्य है, जिसे स्वयं परमहंस श्री स्वामी जी महाराज ने प्रत्येक अध्याय की अंतिम पुष्पिका में कहा है ।- 'यथार्थ गीता' भाष्ये - ऐसा उल्लेख करते हुये । इसलिये 'यथार्थ गीता' का अभिप्रेतार्थ है । गीता की यथार्थता! इस अभिप्रेतार्थ को श्री स्वामी परमहंस जी ने इस सम्पूर्ण भाष्य में प्रतिपादित किया है ।

श्रीमद्भगवद् गीता पर अनेक भाष्य निर्मित हुए है - जैसे कर्म की प्रधानता बताते हुए लोकमान्य तिलक का गीता रहस्य, भगवद्भक्ति प्रधान वैष्णव भाष्य तथा ज्ञान प्रधान शांकरभाष्यादि ग्रन्थ! किन्तु प्रस्तुत यथार्थ गीता में एकेश्वरवाद मुख्यतया प्रतिपादित है जिसका किसी से विरोध नहीं है, प्रत्युत सबके साथ एक ईश्वरत्व की अनुभूति के रुप में सामंजस्य प्रकाशक है । क्योंकि कर्मकलाप भी उसी में पर्यवसित, भक्ति भी उसी की, तथा उसी का साक्षात्कार परमपुरुषार्थ मोक्ष का साधक है । भगवान ने स्वयं कहा है-

''यत्करोषि यद्श्नासि यज्जुहोषि ददासि यत् ।
यत्तपस्यसि कौन्तेय! तत्कुरुस्व मदर्पणम् ।।
''मय्येव मन आधत्स्व मयि बुद्धिं निवेशय ।
निवसिष्यसि मय्येव अत ऊर्ध्वं न संशयः ।।

तथा ''ज्ञात्वा मां शान्ति मृच्छति, ''ज्ञान लब्ध्वा परां शान्तिमचिरेणाधि गच्छति ''सर्व ज्ञानप्लवेनैव वृजिनं सन्तरिस्यसि'' तथा सर्व कर्मांखिलं पार्थ! ज्ञाने परिसमाप्यते'' इत्यादि । इस प्रकार प्रस्तुत ''यथार्थ गीता'' की यथार्थता है - एक परमतत्व परमात्मा के आधार पर सबमें समत्व की अनुभूति -

''समो ऽहं सर्वभूतेषु न में द्वेष्यो ऽस्ति न प्रियः ।

इस पवित्र उद्देश के साथ श्री परमहंस स्वामी अडगडानन्दजी महाराज द्वारा संस्थापित एवं संचालित यह परमहंस आश्रम ऋषियों के प्राचीन गुफाओं एवं अरण्यो की तरह इस पर्वत श्रेणी के बीच से लोक में गीतोक्त इस उपदेश को उद्बुद्ध करने वाला है कि शास्त्रानुमोदित स्वाभाविक व्यवहार को अपनाते हुए सबमें ''अभेदभावनयैव यतितव्यम् भाव को लोक कल्याणार्थ प्रसारित करना है ।

हरि ॐ तत्सत्

डा. केदारनाथ त्रिपाठी

आचार्य केदारनाथ त्रिपाठी दर्शनरत्नम वाचस्पति
अध्यक्ष
श्री काशीविद्वत्परिषद्
भारत

भारतस्य सर्वोच्च परिषदः श्रीः काशीः विद्वदपरिषदः १-३-२००४ दिनांके श्रीमद्भगवद्गीतायां धर्मशास्त्रस्य रुपे यथार्थ गीतायाः तस्य परिभाषायाः रुपे स्वीकारोति स्म।

विश्व हिन्दू परिषद् ॐ VISHVA HINDU PARISHAD

टेलीफैक्स : 91- 11 26178992, 26103495
तार : हिन्दूधर्म Gram : "HINDUDHARMA"
Telefax : 91-11-26178992, 26103495

Registered Under Societies Registration Act 1860 No. S 3106 of 1966-67 with Registrar of Societies, Delhi
संकट मोचन आश्रम, (हनुमान मंदिर) सेक्टर-६, रामकृष्ण पुरम्, नई दिल्ली -११००२२(भारत)
SANKAT MOCHAN ASHRAM (HANUMAN MANDIR), SECTOR-VI, RAMAKRISHNA PURAM , NEW DELHI-110 022 (BHARAT)

दिनांक 10.02.2007

श्री हरि की वाणी
वीतराग परमहंसों का आधार
आदिशास्त्र गीता–संत मत

तृतीय विश्व हिन्दू सम्मेलन दिनांक 10–11–12–13 फरवरी, 2007 के अवसर पर अर्धकुम्भ 2007 प्रयाग भारत में प्रवासी एवं अप्रवासी भारतीयों के विश्व सम्मेलन के उद्घाटन के अवसर पर विश्व हिन्दू परिषद ने ग्यारहवी धर्म संसद में पारित गीता हमारा धर्मशास्त्र है प्रस्ताव के परिप्रेक्ष्य में गीता को सदैव से विद्यमान भारत का गुरुग्रन्थ कहते हुए यथार्थ गीता को इसका शाश्वत भाष्य उद्घोषित किया तथा इसके अन्तर्राष्ट्रीय मानव धर्मशास्त्र की उपयोगिता रखने वाला शास्त्र कहा।

अशोक सिंहल

(अशोक सिंहल)
अन्तर्राष्ट्रीय अध्यक्ष– विश्व हिन्दू परिषद

माननीय उच्च न्यायालय

इलाहाबाद का ऐतिहासिक निर्णय

माननीय उच्चन्यायालय इलाहाबाद ने रिट याचिका संख्या ५६४४७ सन २००३ श्यामलरंजन मुखर्जी वनाम निर्मलरंजन मुखर्जी एवं अन्य के प्रकरण में अपने निर्णय दिनांक ३० अगस्त २००७ को "श्रीमद् भगवद् गीता" को समस्त विश्व का धर्मशास्त्र मानते हुए राष्ट्रीय धर्मशास्त्र की मान्यता देने की संस्तुति की है । अपने निर्णय के प्रस्तर ११५ से १२३ में माननीय न्यायालय ने विभिन्न गीता भाष्यों पर विचार करते हुए यथार्थ गीता को इसके सम्यक एवं युगानुकुल भाष्य के रुप में मान्य करते हुए धर्म, कर्म, यज्ञ, योग आदि को परिभाषा के आधार पर इसे जाति पाति मजहब सम्प्रदाय देश व काल से परे मानवमात्र का धर्मशास्त्र माना जिसके माध्यम से लौकिक व पारलौकिक दोनों समृद्धि का मार्ग प्रशस्त किया जा सकता है।

नोट - उपरोक्त निर्णय माननीय उच्च न्यायालय ईलाहाबाद की बेवसाईट पर उपलब्ध है।

گیتا آپ کی دینی شریعت ھے

دنیا میں مروجہ سارے دینی خیالات کے اولیٰ مخرج کا مقام بھارت کی روحانیت اور خود کفیلی دلانے والی ساری تحقیق کے وسیلہ کے سلسلہ کا صاف صاف بیان اس گیتا میں ہے، جس میں معبود ایک، حاصل کرنے کا طریقہ ایک، راہ میں مہربانی ایک اور ثمرہ ایک ہے- وہ ہے معبود کا دیدار، معبود کی حقیقی شکل کا حصول اور لافانی ، لامحدود زندگی! دیکھیں! ''یتھارتھ گیتا'' !

سالوں کے لمبے
اثنا کے بعد
شری مدبھگود گیتا کی
دائمی تشریح